

موضوعات تصوف پر مشتمل نادر کتاب مہربان حیات

تجلیات مرشد

شیخ الاسلام محمد اکابرین وسند الواصلین

مرشد و راہنما قلندر گریا و باصفا

حضرت خواجہ صوفی اللہ کھانا شاہ

حضرت خواجہ صوفی اللہ کھانا شاہ

اساتذہ عالیہ سماہو چک شریف نزد بیانیہ تحصیل ضلع سیالکوٹ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ﴾

98217	تجلیات مرشد	_____	نام کتاب
	صاحبزادہ علامہ عرفان الہی قادری	_____	مصنف
	غلام محمد یاسین	_____	کمپوزنگ
	۱۴۳۱ھ / نومبر 2010ء	_____	اشاعت اول
	520	_____	صفحات
	چوہدری محمد ممتاز احمد قادری	_____	تحریک
	چوہدری محمد خلیل قادری	_____	زیرنگرانی
	چوہدری عبدالمجید قادری	_____	ناشر
	1100	_____	تعداد
	300/- روپے	_____	قیمت

ملنے کے تے

☆ آستانہ عالیہ ساہوچک شریف ڈاک خانہ بڈیانہ تحصیل ضلع سیالکوٹ

www.sahochakshrif.com

E-mail: sahochakshrif@yahoo.com

☆ قادری رضوی کتب خانہ، گنج بخش روڈ، لاہور

☆ مکتبہ حنفیہ گنج بخش روڈ، لاہور۔ فون: 042-37213575

شیخ الاسلام محمد عبدالکاملین و سند الواصلین مرثدہ لجنہ کے قائد کے ریواہیہ

حضرت خواجہ صفی اللہ صاحب شاہ
رحمۃ اللہ علیہ

حُسن ترتیب

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
17	انتساب	
18	مقدمہ	
23	مژدہ جانفزا	
25	تعارف تجلیات مرشد	
28	تقریظ سعید	
32	اک عرض اک پیغام	
33	باب اول	
33	فصل اول	
33	حقیقت تصوف	
49	تصوف کا قرآنی ماخذ	
54	تصوف کا تاریخی پس منظر	
55	عہد نبوت ﷺ اور دور صحابہ رضی اللہ عنہم	
59	دور تابعین رضی اللہ عنہم: (۱۷۰ ہجری تک)	
60	دور تبع تابعین (۲۶۰ ہجری تک)	
62	تبع تابعین تا گیارھویں صدی ہجری تک	
63	گیارھویں صدی ہجری تا حال	
64	صوفی کیا ہے؟	

تکمیل سلوک و تصوف

72

شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت

72

پہلی وجہ

72

دوسری وجہ

72

تیسری وجہ

73

چوتھی وجہ

73

۲۔ طریقت

75

نظم شریعت و طریقت

77

۳۔ حقیقت

80

۴۔ معرفت

81

فصل دوم

85

ولایت و محبوبیت

85

نبوت و ولایت میں فرق

96

آیات قرآنیہ

98

احادیثِ مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم

107

فصل سوم

129

وسیلہ شیخِ کامل کی ضرورت

129

اوصافِ مرشدِ کامل

147

اولیاء اللہ کے ہاتھ اور پاؤں چومنا

156

فصل چہارم

169

حقیقت بیعت

169



177	(۱) بیعت برکت
178	(۲) بیعت ارادت
187	آداب المریدین
195	مریدوں کے آداب میں اقوالِ اولیاء
210	آداب پیر و مرشد
211	پیر بھائیوں کے ساتھ مرید کا اسلوب
216	فصل پنجم
216	عرس اولیائے کاملین
219	نوری مئے خانہ
220	اولیاء اللہ کے نام پر جانور پالنا
225	زیارت قبور
242	فصل ششم
242	سماع (قوالی)
267	آداب سماع
269	باب دوم
269	شیخ الاکمل حضرت قبلہ عالم شہنشاہ ساہوچک شریف کے
	پیرانِ عظام
270	ابوالعرب امیر ملت حضرت الحاج الحافظ پیر سید جماعت علی
	شاہ عسیدہ محدث علی پوری
273	رومرزائیت
274	تحریک قیام پاکستان

- 275 حضرت الحاج خواجہ حکیم مولوی حفیظ اللہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ
- 277 حضرت الحاج خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
- 281 سلطان الفقراء حضرت سخی بابا رحمت علی شاہ قلندر باصفا رحمۃ اللہ علیہ
- 283 التجا بکھنور خواجہ خواجگان حضرت صوفی اللہ رکھا شاہ مرشد
وراہنما قلندر بے ریا و باصفا رحمۃ اللہ علیہ
- 284 باب سوئم
فصل اول
- 286 ۱۔ آباؤ اجداد
- 286 ۲۔ بھائیوں کا انتقال
- 287 ۳۔ والدین کریمین پیر جیون شاہ ولی کی بارگاہ میں
- 288 ۴۔ ولادت باسعادت
- 288 ۵۔ قطب زماں ہوں گے
- 289 ۶۔ تعلیم و تربیت
- 290 ۷۔ مجاہدہ و ریاضت
- 290 ۸۔ گہرا تالاب اور پاؤں خشک
- 291 ۹۔ عامل پہ جلال
- 292 ۱۰۔ پنڈت کا کارام
- 292 ۱۱۔ مقفل کوٹھری اور آپ رحمۃ اللہ علیہ
- 293 ۱۲۔ سیف علی شاہ جن آپ رحمۃ اللہ علیہ کا غلام
- 293 ۱۳۔ تیرا پیر کامل نہیں عامل ہے
- 294 ۱۴۔ خواب میں دیدار شیخ

- 295 سرفہرست انتخاب ہوئے
- 296 فصل دوم
- 296 فیضان کا سفر
- 296 حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات اور بیعت
- 297 خدمت پیر خانہ
- 298 سید جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی محبت
- 298 رویائے صادقہ
- 299 قلمدان امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ
- 299 ندائے کاروبار
- 300 عقد مبارک
- 302 حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ سے فیضیابی
- 303 دستار بندی سلسلہ عالیہ سہروردی قادری
- 304 شجرہ طیبہ منظوم سہروردی قادری
- 307 دستار بندی سلسلہ عالیہ نقشبندی مجددی
- 308 شجرہ طیبہ نقشبندی مجددی
- 310 وسعت کاروبار
- 310 تمہیں فقیر بنانا تا رہا تم تاجر بن بیٹھے ہو
- 311 حضرت الحاج علامہ حکیم محمد حفیظ اللہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات
- 313 اشتہائے شکم کو شکست فاش
- 315 بڑیلہ شریف والپسی اور دستار بندی
- 315 گیارہویں شریف کی اجازت

- 316 ختم شریف غوثیہ
- 318 شجرہ طیبہ منظوم خاندان عالیہ قادریہ طرطوسیہ
- 320 شجرہ طیبہ خاندان عالیہ چشتیہ
- 323 حضرت الحاج خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ سے ملاقات
- 324 لفظ شاہ کی وضاحت
- 324 خلافت اور محفل سماع کا حکم
- 325 شجرہ طیبہ منظوم قادری چشتی ابو العلامی جہانگیری
- 331 حضرت بابا رحمت علی شاہ قادری قلندر رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات
- 331 جموں والی ملاقات
- 333 ساہوچک شریف میں ملاقات
- 333 گوجرانولہ میں ملاقات اور خلافت عظمیٰ
- 335 شجرہ طیبہ منظوم قادری قلندری
- 340 مزارات اولیاء پر حاضری
- 341 مہر تصدیق حضرت سخی شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ
- 343 فصل سوم
- 344 ساہوچک شریف آمد اور بنیاد آستانہ عالیہ
- 345 حضرت بابا رحمت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی آمد
- 347 حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی آمد
- 348 گیارہویں شریف
- 349 آستانہ عالیہ پر کنویں کی تعمیر اور آب شفا کی فراوانی
- 352 حضرت امام سید ابی اللہ شاہ شہید رحمۃ اللہ علیہ



353	مسجد نور النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیر
357	باب چہارم
357	سیرت طیبہ
358	منقبت
359	حسن سیرت
361	حلیہ مبارک
361	لباس
362	غذا
362	آواز و گفتار
363	شخصی خصوصیات و خلعت قبول عام
364	مجاہدہ و ریاضت
368	تواضع و انکساری
369	سخاوت
371	مہمان نوازی
374	جنات کی بیعت
376	غیب کے خزانے
377	مشکوٰۃ نذرانے سے پرہیز
378	پیکر تسلیم و رضا
380	آفتاب عظمت و ہدایت
380	جلال و جمال کا حسین امتزاج
383	سلسلہ عالیہ قادری قلندری کی تشریح



- 385 قلندر بے ریا و با صفا
- 396 پارس بن گئے
- 386 دین والے کو دین دنیا والے کو دنیا
- 387 بیداری میں دیدار مصطفیٰ علیہ التحیۃ و الثناء
- 389 علماء سے محبت اور علماء کی خدمت
- 389 شاہ حسن رحمۃ اللہ علیہ کی طرح جارہے ہیں
- 390 فقیر تو وہ ہے
- 390 مظہر شان غوث جلی
- 391 محفل سماع
- 396 سماع میں چند پسندیدہ کلام کا نمونہ
- 407 باب پنجم
- 407 علالت و وصال
- 408 علالت
- 409 حضرت بابا بھولے شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے رابطہ
- 410 عرس پاک کی صدارت
- 410 صوفی احسان الہی کا دامن تھام لو
- 411 روپوں اور چادروں کی تقسیم
- 411 جنازے والی چار پائی
- 411 تفویض فیض
- 412 خواجہ محمد نقیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ عیادت کیلئے
- 413 پیر خانہ علی پور شریف حاضری

- 413 وقت نزع
- 414 وصال شریف
- 416 غسل مبارک و نماز جنازہ
- 417 قطعہ تاریخ ولی الاکمل
- 418 خراج عقیدت
- 419 ہدیہ عقیدت
- 420 سنگ بنیاد مزار اقدس
- 421 حجرہ مبارک کی تعمیر
- 423 تیرا خاص مسکن
- 426 باب ششم
- 426 ملفوظات و کرامات
- 427 ملفوظات مقدسہ
- 440 کرامات
- 459 ۱۔ میری آنکھ کی طرف دیکھو
- 459 ۲۔ نگاہ جلال سے کیفیت قلب بدل گئی
- 460 ۳۔ پاؤں مبارک سے دودھ کا نکلنا
- 461 ۴۔ پیشانی مبارک سے نور کا نکلنا
- 461 ۵۔ اتنے ہی بکرے آجاتے
- 462 ۶۔ سزائے موت سے بچ گیا
- 462 ۷۔ میرے یار کا بستر نہیں ہے
- 463 ۸۔ خواجہ حضور رحمۃ اللہ علیہ کا ایکسڈنٹ

- 464 ۹۔ اولاد نرینہ عطا ہوئی
- 467 ۱۰۔ شادی اور بیٹے کی بشارت
- 467 ۱۱۔ موئے مبارک کی برکت
- 468 ۱۲۔ موئے مبارک سے درویش ختم
- 469 ۱۳۔ درخت کی پھلیاں اور بیٹے
- 469 ۱۴۔ گھڑے کا پانی اور مریض
- 469 ۱۵۔ خربوزہ چوری کا ہے
- 470 ۱۶۔ دل کا خیال اور پھولوں کے ہار
- 470 ۱۷۔ کتنی جانیں بچالیں
- 471 ۱۸۔ دوبارہ زندگی مل گئی
- 472 ۱۹۔ چاول تیار ہو گئے
- 472 ۲۰۔ آنکھیں روشن ہو گئیں
- 473 ۲۱۔ چوہدری اختر علی وریو پہ نظر کرم
- 473 ۲۲۔ ہاتھ کٹنے سے بچ گیا
- 474 ۲۳۔ ہم تمہارے ساتھ ہیں
- 474 ۲۴۔ لاہور سے کون آیا ہے
- 475 ۲۵۔ تم میں سے کسی کی ٹانگ ٹوٹ جائے گی
- 476 ۲۶۔ دولت دین و معرفت عطا ہوئی
- 476 ۲۷۔ موئے مبارک سے سایہ ختم
- 477 ۲۸۔ دوسرا قلندر دوہئی میں ہے
- 477 ۲۹۔ آج سے تمہارا پیدل چلنا ختم

- 478 ۳۰۔ کوٹہ والے سے کہو آ جائے
- 478 ۳۱۔ کوئی تھکی دے رہا ہے
- 479 ۳۲۔ دمہ سے نجات
- 480 ۳۳۔ چور بھی کہے چور ہوں چور ہوں
- 480 ۳۴۔ زخم اور درد بالکل ختم
- 481 ۳۵۔ جلدی کرو لنگر کھلاؤ
- 481 ۳۶۔ بس الٹ گئی ہے
- 482 ۳۷۔ تقدیر بدل گئی
- 482 ۳۸۔ نور بصیرت
- 483 ۳۹۔ مرید کو ڈاکوؤں سے بچا لیا
- 485 سلام بہ حضرت پیر کامل
- 488 باب ہفتم
- 488 حضور پر نور ﷺ کے روشن چراغ و جانشین بے مثال
- 489 خلیفہ اول جانشین قلندر کبریاء حضرت الحاج خواجہ
صوفی احسان الہی صاحب دامت برکاتہم العالیہ
- 490 ولادت باسعادت
- 491 بارگاہ مرشد میں حاضری
- 492 بیعت
- 493 عشق پیر و مرشد
- 495 انوار و رحمت کی بارش
- 496 سائیں منشی صاحب کو چیلنج



496	فقراء سے محبت
497	بارگاہ مرشد میں استقامت
498	عقد مبارک
499	رسم تاجپوشی
500	مقام سلطان العارفين
501	ہزاروں میل دور مریدین کی راہنمائی
502	ڈاکو کی توبہ
503	گفتار و کردار
504	ملفوظات مبارکہ
509	منقبت
510	مرشد کامل
514	سلام قیام بدرگاہ خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام
516	خاتمہ الكتاب
517	ماخذ

انتساب

اُس نگاہ جلال کے نام

اُس گفتار حکمت آموز کے نام

اُس مقصد ایمان افروز کے نام

جس سے

جانشین قلندر کبریا پیر طریقت واقف اسرار و رموز حقیقت

بیکر تسلیم و رضا عاشق رسول پدر بزرگوارم

حضرت الحاج قبلہ خواجہ صوفی احسان الہی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

نے اس مشتمل خاک کو سرفراز فرمایا

خادم درگاہ عالیہ

صاحبزادہ عرفان الہی قادری

مقدمہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مَوْلَا یَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرَ الْخَلْقِ کُلِّهِمْ
هُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُهُ لِکُلِّ هَوٰلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمٍ

السلام اے تاجدار پیر من ازضیائے نظر تو تنویر من
دید تو صد عید من اے پیر من عید چہ تبدیلی تقدیر من
حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کے ایمان و اعتقاد نظریہ
و فکر، علم و عمل اور اخلاق مبارکہ غرضیکہ سیرت طیبہ کی ایک ایک ادائے دلبرانہ و انداز
قلندرانہ کو آنے والی نسلوں تک پہنچانا۔ ان کے متوسلین، متقدمین اور ان سے
نسبت و تعلق رکھنے والے قریبی افراد و حلقوں کی اہم ذمہ داری اور دینی فریضہ ہوا
کرتا ہے۔ الحمد للہ تعالیٰ بندہ ناچیز نے اس عظیم فرض کی ادائیگی میں یہ کاوش کی
ہے۔ کیونکہ بندہ ناچیز راقم الحروف کو حضرت قبلہ عالم کی گود میں کھیلنا بھی میسر آیا۔
آپ کے برتنوں میں آپ کے ساتھ بیٹھ کر کھانا بھی نصیب ہوا۔ میری رگوں کو
آپ کا خون نصیب ہوا۔ اور میرے جسم و روح کو آپ کا عشق عطا ہوا۔ اور مجھ جیسے
ناقص العقل اور کج فہم کو آپ ﷺ کا پیغام تبلیغ دوسرے لوگوں تک منتقل کرنے
کے لئے۔ مقرر فرما گیا۔ یہ سب کچھ میرے حضرت قبلہ عالم قطب الاقطاب ہادی
وراہنما کے فیض خاص اور نگاہ ناز کے طفیل ہے۔ جب تک میرے سانس ہیں تب

تک حضرت قبلہ عالم کا کام جو میرے ناتواں اور کمزور کندھوں پہ ڈالا گیا ہے۔ ہر حال میں پورا کرنے کی کوشش کرتا رہوں گا۔

آنکھیں ساقی کی سلامت میرے دشمن ترسیں

دوہرے میخانے ہیں نیت میری بھرنے کے لئے

اصلاح احوال، ضبط نفس و ربط الہی، خدا شناسی و خود آگاہی، محبت رسول ﷺ و عشق الہی، ظاہری و باطنی تربیت، فکر آخرت، عبادت و ریاضت اور جذبہ اطاعت کے حصول اور فروغ کے لئے دل میں ذوق جنوں، سوز و گداز، خوف و خشیت اور رقت پیدا کرنے کے لئے اللہ کے مقرب بندوں کے تذکارِ جلیلہ و جمیلہ نہایت ضروری ہیں۔ کیونکہ صرف ظاہری علوم حرام و حلال کے جاننے اور تشریحی قوانین پر ظاہری عمل سے ہی رقت نہیں ملتی۔ بلکہ اصلی ذوق اور لب لباب حاصل کرنے کے لئے رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حالات اولیاء و صالحین کے واقعات اور پھر اصحاب دل و اہل درد بزرگان دین کے سوانح حیات کا تذکرہ، ان کے پند و نصائح اور مواعظ و ملفوظات کا مطالعہ نہایت ہی موثر، روح افزاء اور انقلاب آفریں ہوتا ہے۔

کچھ لے کر اٹھو اہل صفا کے در سے

یہ در ہیں قریب مصطفیٰ ﷺ کے در سے

ایمان، یقین، سکون، رسالت، توحید

سب کچھ ملتا ہے اولیاء کے در سے

چنانچہ اس نفسا نفسی کے شور میں ڈوبے ہوئے معاشرہ کی اصلاح و بقاء

اور تنظیم و فلاح میں ان مردانِ خدا اور پاکیزہ پراسرار ہستیوں کے اثرات و احوال کو

قطعاً نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ جنہوں نے اپنی ظاہری کرامات، باطنی کمالات، منصب و اختیارات، روشن ضمیری اپنی پر وقار درویشانہ زندگی، اعمال و احوال، علم و عرفان اور اپنی نگاہ ناز کی تاثیر سے انسانوں کے قلوب و اذہان کو متاثر، دلوں کو مسخر اور روحانی اقدار کو منظم کیا جن کے میخانہ اخلاق و محبت کا دروازہ ہر خاص و عام کے لئے کھلا رہتا ہے۔ مگر اہل دل اور مردان باکمال ہی ان سے مستفید ہوتے ہیں۔ اور ان کی روحانی قوت و شوکت اور حکومت کا اقرار کرتے ہیں۔

آنکہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند
سگ را ولی کنند مگس را ہما کنند

کیونکہ اولیائے کاملین کا کام فرقہ پرستی اور فتنہ بازی کی آگ کو بڑکانے کی بجائے ٹھنڈا کرنا ہے اولیاء کی جماعت ہی نظر آتی ہے۔ جنہوں نے درس توحید و رسالت کے ذریعے لاکھوں، کروڑوں غیر مسلموں کے دلوں کی کھیتوں کو نور ایمان سے منور و سیراب کیا ہے۔

اے زاہد افسردہ اگر شوق خلد ہے
آدیکھ لے بہار گلستان اولیاء

امت میں اتحاد و اتفاق تب ہی برقرار رہ سکتا ہے۔ جب سب صدق دل سے احکام اسلامیہ کی پیروی کر رہے ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا دامن مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہوں۔ اگر ہر شخص اپنی خواہشات کا پیروکار بن جائے اور اپنی رائے کو ہی واجب الاتباع خیال کرے تو پھر وہ وحدت برقرار نہیں رہ سکتی اور ایک امت مختلف فرقوں میں بٹی چلی جاتی ہے۔ جس سے اسکی ہوا اکھڑ جاتی ہے۔ پہلی امتوں میں اس قسم کی فرقہ بندیاں پیدا ہوگئی

تھیں۔ ان کے علماء اور امراء نے اپنے ذاتی وقار اور اپنے سیاسی اقتدار کو برقرار رکھنے کے لئے مذہب کو انہی اغراض فاسدہ کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایک امت بے شمار فرقوں میں بٹ کر رہ گئی اور ہر فرقہ کے درمیان نفرت اور تعصب کی ایسی خلیج حائل ہو گئی کہ وہ آپس میں مل بیٹھنے کے قابل بھی نہ رہے۔ یہود و نصاریٰ ایسے گروہوں میں بٹ گئے تھے کہ ہر ایک گروہ اپنے سوا سب کو گمراہ گردانتا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو اس قسم کی تفرقہ اندازی سے منع فرمایا ہے۔ اور اسی مشن کے فروغ کے لئے اولیائے کرام نے شب و روز محنت اور کام کیا اور امت کو یہ سبق اور پیغام دیا۔

”کہ محبت سب کے لئے اور نفرت کسی کے لئے نہیں“

یہ کتاب تجلیات مرشد بھی اسی پیغام سعید کو آگے بڑھانے کے لئے ہے۔ اس میں باب اول موضوعات تصوف پر مشتمل ہے۔ بعض اعتراضات کا قرآن و حدیث اور اقوال آئمہ و صالحین کی روشنی میں ازالہ کیا ہے۔ اور بالخصوص یہ کتاب میرے ہادی و رہبر شیخ الاسلام وحید العصر قطب زماں حضرت خواجہ صوفی اللہ رکھا شاہ مرشد و راہنما قلندر بے ریا و باصفا و بارضا کی سوانح حیات پر لکھی گئی ہے۔ جس کی سعادت لاکھوں عقیدتمندوں میں سے عبد حقیر پر تقصیر کو نصیب ہوئی میں پیر طریقت، رہبر شریعت، پیکر تسلیم و رضا، بدر المشائخ سجادہ نشین حضرت الحاج خواجہ صوفی احسان الہی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مشکور و ممنون ہوں کہ جنہوں نے یہ گوہر نایاب مجھے عطا فرمائے۔ امید واثق ہے کہ میں روز محشر داور حشر کے سامنے اپنی اس مساعی کو پیش کر کے نجات اور چھٹکارے کی تمنا کر سکوں گا۔

میں ان احباب کا بھی شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے اس پر مسرت کام میں میرے ساتھ قدمے، دامے، درمے، سخنے حصہ لیا۔ مفید مشوروں اور واقعات سے میری حوصلہ افزائی بھی فرمائی۔ میں سب کے لئے قاضی الحاجات کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ مالک سب کی پوشیدہ وغیر پوشیدہ حاجات کو نبی مختشم نور مجسم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے نعلین مقدس کا صدقہ پورا فرمائے۔ مالک سب کو عزت و نصرت عطا فرمائے۔ مالک سب کو خیر و عافیت صحت و تندرستی، ایمان و سلامتی، عشق رسول ﷺ و محبت اولیائے کرام کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے۔ اپنے شیخ کامل کی تعلیمات پر عمل کر کے اپنی زندگیوں کو خوبصورت اور سعید بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور احقر کو سلسلہ عالیہ کی فی سبیل اللہ خدمت کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین بجاہ امام الانبیاء والمرسلین ﷺ

تراب اقدام الاولیاء

احقر العباد صاحبزادہ عرفان الہی قادری

درگاہ عالیہ ساہوچک شریف ضلع سیالکوٹ

۲۰ جمادی الثانی ۱۴۳۱ھ بمطابق ۴، جون ۲۰۱۰ء

بروز جمعۃ المبارک بوقت ۱ بجکر ۲۵ منٹ دوپہر

98217

مژدہ جانفزا

تمام تر تعریفیں اللہ تعالیٰ وحدہ لا شریک کے لئے جو مالک ہے ساری کائنات کا اور جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ کروڑوں درود و سلام ہوں حضور صاحب لولاک ختم الرسل حبیب خدا محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت اطہار پر جنہوں نے آقا و مولیٰ کے دین کی خاطر اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے اور لاکھوں سلام عقیدت ہوں ہمارے ہادی و رہنما تاجدار ساہو چک شریف پر جنکی صحبت صالح نے اس مشمت خاک کو کیمیا بنایا۔ اس تجلیات مرشد کو طبع کروانے کا مقصد صرف یہی ہے کہ وابستگان سلسلہ عالیہ کو معلوم ہو جائے کہ ہمارے مرشد و راہنما حضرت خواجہ صوفی اللہ رکھا شاہ قلندر بے ریا و باصفانے یہ گوہر نایاب کیسے حاصل کئے اور کہاں کہاں سے فضل یاب ہوئے۔

فقیر ۱۹۷۲ء سے اپنے مرشد کامل کی صحبت میں رہا۔ سفر و حضر میں حاضری کی توفیق میسر رہی۔ اس لئے تجلیات مرشد میں بیان کئے گئے بیشتر واقعات کا فقیر چشم دید گواہ ہے۔ تجلیات مرشد میرے مرشد کریم کی پاکیزہ زندگی، ندرت فکر و عمل، فقیرانہ روش، آپ کی ہمت استقامت، عزیمت، معرفت، سیرت، اخلاص و محبت، محبت فی اللہ و محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پہ ایک جامع تصنیف ہے۔

مجھے امید ہے کہ تجلیات مرشد نہ صرف میرے مرشد کریم نبی کے مشن کو جاننے اور آگے بڑھانے کے لئے ایک اہم دستاویز ثابت ہوگی بلکہ سالکین راہ تصوف کے لئے نصاب کا کام بھی دے گی۔

اس میں عزیزم برخوردار عرفان الہی قادری نے بڑی محنت اور بہت اچھی تحقیق کے ساتھ کام کیا ہے۔ میں نے یہ کام اس کے سپرد کر دیا ہے جس کو یہ بڑے احسن طریق سے سرانجام دے رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے سلسلہ عالیہ کی خدمت کرنے اور مخلوق کے ساتھ محبت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے پیرو مرشد کے نقش قدم پر چلنے اور احکام الہی کے مطابق مخلوق خدا کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے، تاکہ میں بھی اس حکم کی بجا آوری میں احسن طریق سے سرخرو ہو سکوں۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

دعا گو!

فقیر صوفی احسان الہی عفی اللہ عنہ

سجادہ نشین درگاہ عالیہ ساہو چک شریف

۱۰ جمادی الثانی ۱۴۳۱ھ بمطابق

۲۵ مئی ۲۰۱۰ بروز سہ شنبہ

بوقت سحری

تعارف تجلیات مرشد

تجلیات مرشد ہمارے ہادی و راہنما عظیم روحانی پیشوا قدوۃ الاولیاء، حضرت خواجہ صوفی اللہ رکھا شاہ مرشد و راہنما قلندر بے ریا و باصفا، رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت طیبہ پر مبنی کتاب ہے بندہ ناچیز بچپن سے حضرت قبلہ عالم کی خدمت میں قدمبوس ہوا۔ لہذا میں نے اس کتاب کا بغور مطالعہ کیا ہے اس میں کسی قسم کے کجی گمان کا شائبہ نہیں ہے ہمارے شیخ کامل کا ارشاد عالی شان ہے کہ ”جو اپنے پیہ کی جھوٹی تعریف بیان کرتا ہے وہ لعنتی ہے“ یہ کتاب ہمارے سلسلہ عالیہ کے لئے ایک نادر تحفہ ہے۔ جو کہ صاحب ذی وقار صاحبزادہ علامہ عرفان الہی قادری صاحب مدظلہ العالی نے ہمارے سپرد کر دیا ہے۔ صاحبزادہ صاحب نے اس میں بڑی محنت و جمعی اور جانفشانی کے ساتھ کام کیا ہے۔ سلسلہ عالیہ کی تبلیغی مصروفیات کے باوجود بہت جلد اس مرقع سیرت کو تحریر فرمایا ہے۔

آپ نے باب اول میں تصوف کے موضوعات پر سیر حاصل بحث فرمائی ہے جو کہ سلسلہ عالیہ کے علاوہ بھی ہر کسی کے لئے نفع بخش ہے۔ کیونکہ آج کہ اس مادی اور پرفتن دور میں ان چیزوں کی وضاحت کی بہت ضرورت ہے۔ ویسے بھی کسی مرد کامل عارف باللہ کی سوانح حیات کا مطالعہ کرنے سے قبل ان مسائل کا جاننا بہت ضروری ہے۔

باب دوم میں حضرت قبلہ عالم کے پیہ ان عظام کا ذکر سعید موجود ہے۔ اور یہ ہم اہل سلسلہ کے لئے بے حد روح افزاء اور ایمان افروز ہے۔ تاکہ ہمیں

معلوم ہو سکے کہ جن اولیاء کرام سے ہمارے حضرت قبلہ عالم عبید نے یہ گوہر حاصل کئے ہیں وہ کس مقام کے بزرگ گزرے ہیں۔

باب سوم میں ولادت باسعادت، فیضان کا سفر اور آستانہ عالیہ کی تعمیر اور حضرت کا فیضان سعید پیش کیا گیا ہے۔

باب چہارم میں سیرت طیبہ کے چند گوشے عیاں کئے گئے ہیں۔

باب پنجم میں علامت و وصال کا ذکر ہے۔

باب ششم میں حضرت قبلہ عالم کے ملفوظات اور کرامات درج ہیں۔

باب ہفتم میں جانشین بے مثال ہماری جان بدر المشائخ حضرت الحاج

خواجہ صوفی احسان الہی صاحب حق رسامرد خدا دامت برکاتہم العالیہ کی حیات طیبہ

کے چند ایک گوشے عیاں کئے گئے ہیں۔ کیونکہ آپ کے ذکر سعید کے بغیر یہ

کتاب نامکمل نظر آتی تھی اس لئے صاحبزادہ حضور نے چند اوراق شامل فرما کر

اس کتاب مجموعہ عشق و محبت کو مکمل فرمایا ہے۔ تاکہ سب کو معلوم ہو سکے کہ سلسلہ

عالیہ کا آج جو مقام اور نام ہے وہ سجادہ نشین حضور کی بدولت ہی ہے۔

ہم تمام اہل سلسلہ پروردہ آغوش ولایت صاحبزادہ علامہ عرفان الہی

قادری صاحب کے بے حد مشکور و ممنون ہیں کہ جن کی سعی جمیلہ سے آج ہم اپنے

شیخ کامل کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کر رہے ہیں جو کہ ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ اللہ

تعالیٰ ہم سب کو صاحبزادہ حضور کے شانہ بشانہ کام کر کے سلسلہ عالیہ کی خدمت

کرنے کی توفیق عنایت فرمائے اور صاحبزادہ صاحب کے خطابات اور تصانیف

سے مستفیض فرمائے۔ کیونکہ صاحبزادہ حضور نے اپنا بچپن حضرت قلندر کبریا کی گود

مبارک اور شانوں پر گزارا ہے۔ یہ حضرت قبلہ عالم کے فیضان کا ہی اثر ہے کہ

آپ ہمہ وقت شب و روز کس طرح سلسلہ عالیہ کی خدمات اور مصروفیات میں

گزارتے ہیں۔ دور دراز کا سفر کر کے بھائیوں کے عشق و محبت کو تازہ فرماتے ہیں۔ نہایت متواضع اور منکسر المزاج شخصیت ہیں۔ اپنے آپ کو سلسلہ عالیہ اور بھائیوں کا خادم گردانتے ہیں اور اس بات میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ اور آپ اس جوانی کے عالم میں یادگار اسلاف بنے بیٹھے ہیں۔

خدا کرے تیری ثریا سی جبین ہو

تو اور حسین اور حسین اور حسین ہو

ﷺ اللہ تعالیٰ ہم سب کو تجلیات مرشد کا مطالعہ کر کے اپنے شیخ کامل کے ساتھ عشق و محبت میں مستحکم فرمائے۔ اور ہمارے قلوب و اذہان کو اپنی عنایات سے منور و معطر فرمائے۔ آمین ثم آمین

خاکپائے مرشد و راہنما

الحاج چوہدری محمد یوسف قادری

۱۱ جون ۲۰۱۰ بروز جمعۃ المبارک

تقریظ سعید

از: جناب علامہ ماجد علی کمالی صاحب رحمت آباد سیالکوٹ

اولیاء امت کا وجود امت مسلمہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتوں میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان نفوس قدسیہ کو اپنی دوستی و ولایت سے مخصوص کر کے اپنے ملک کا والی بنایا ہے۔ اور ان کے احوال کو برگزیدہ کر کے اپنے فضل و اظہار کا مرکز بنایا ہے۔ یہ حضرات اللہ تعالیٰ کے محبوب مکرم نور مجسم رحمت عالم، خاتم النبیین راحة العاشقین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی عظمت کا نشان ہیں۔ اور آپ ﷺ کے معجزات و تصرفات کی دلیل ہیں۔ براہین نبوت کے اظہار کا سبب ہیں۔ تاکہ آیات حق اور حضور اکرم ﷺ کی صداقت کے دلائل ہمیشہ ظاہر ہوتے ہیں۔ اولیائے کرام شریعت محمدیہ ﷺ کے امین ہیں۔ مخلوق خدا تک احکام خدا اور رسول ﷺ کے پہنچنے کا ذریعہ و وسیلہ ہیں۔ اسرار و موز ظاہری و باطنی سے آگاہی بخشنے والے ہیں۔

کتاب اللہ اور احادیث و سیرت مصطفیٰ ﷺ کے بعد اولیائے کاملین کی سیرت و ملفوظات کے مطالعہ کو جو اہمیت و عظمت حاصل ہے وہ اہل سنت سے پوشیدہ نہیں یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ صحبت صالح کے ساتھ ساتھ مرشد ارشد یا ولی کامل کے وہی ولدنی ملفوظات اور سیرت کا مطالعہ قلب علیل کا درماں اور راہ مستقیم کا نشان بنتا ہے۔

برصغیر پاک و ہند پنجاب ضلع سیالکوٹ میں چودھویں ہجری کے قلندر جمیع

سلاسل تصوف کے فیض یافتہ قطب الاقطاب خواجہ خواجگاں حجۃ الکاملین وسند
الواصلین حضرت باباجی صوفی اللہ رکھا صاحب قلندر بے ریا و با صفا نے حضور
ﷺ کی تعلیم و سنت کا عملی نمونہ بن کر اور قلندرانہ مشرب کی مشعل نورانی فروزاں
کر کے ملت اسلامیہ اور امت مسلمہ کی جو رہبری فرمائی وہ مثالی اور نمایاں مقام کی
حامل ہے۔

شیخ المشائخ حضرت قبلہ باباجی حضور وہ شخصیت ہیں جنہوں نے تصوف کو
غیر اسلامی اثرات و رسومات سے پاک کیا اور ملت اسلامیہ کے فکر کو ایک نئی جہت
اور تازہ جلا بخشی، ایمانی زوال کے اس پر آشوب دور میں بھی آپ کی آل اولاد
خلفا اور اہل سلسلہ نے اس شمع کو آج بھی روشن کیا ہوا ہے۔ الغرض کہ حضرت قبلہ
باباجی صوفی اللہ رکھا صاحب کی ذات ستودہ صفات قطعاً محتاج تعارف نہیں ہے۔
آپ کے فیوض و برکات اور نورانی تعلیم سے ہر خاص و عام کو آراستہ کرنے کے
لئے حضرت قبلہ عالم کے عظیم فکری علمبردار آپ کے باکمال داماد درویش کامل
آئینہ قلندر ماہ قادر یہ محسن ملت شیخ المشائخ حضرت خواجہ صوفی احسان الہی صاحب
دامت برکاتہم العالیہ اپنے پیرو مرشد کی جیتی جاگتی تصویر بن کر مسند قلندر یہ پر جلوہ
افروز ہو کر آج بھی کمال دل بستگی اور جانکاہی سے گمراہوں کو راہ ہدایت دکھا رہے
ہیں۔ اور لوگوں کی دنیا و عاقبت کو سنوارنے میں مردانہ وارسعی و کاوش فرما رہے
ہیں۔ اب آستانہ عالیہ ساہوچک شریف کے فیض حق کی تعمیر سنگ میل حضرت
قلندر بے ریا و با صفا رحمۃ اللہ علیہ کے نامور نواسے اور حضرت خواجہ صوفی احسان الہی
صاحب کے فرزند ارجمند جو کہ اپنے والد گرامی کی حیات مبارکہ میں ہی اوج کمال
تک پہنچ چکے ہیں۔ اللہ جل مجدہ نے مشائخ ساہوچک شریف کی تمام صفات

جناب علامہ صاحبزادہ عرفان الہی قادری صاحب مدظلہ میں ودیعت فرمادی ہیں۔
 تیکھے نین و نقوش والا یہ باوقار پڑھا لکھا جید عالم دین، خوبصورت
 باشرح نوجوان زبردست خطیب اور بے باک قلمکار ہے۔ زبان میں ایسی
 فصاحت و بلاغت ہے کہ سننے والا مبہوت ہو کر رہ جاتا ہے۔ اور قلم میں ایسی روانگی
 ہے کہ موصوف کے تصنیف کردہ متعدد رسالے اور کتابیں قارئین کی دلچسپی کا مرکز
 بنے ہوئے ہیں۔

زیر نظر کتاب تجلیات مرشد بھی علامہ صاحبزادہ عرفان الہی قادری مدظلہ
 العالی کے جذب دروں کی آئینہ دار ہے۔ یہ کتاب تصوف و سلوک کی دنیا میں
 ایک خوبصورت اضافہ ہے اور اہل دل کے لئے پیام شوق ہے۔ کتاب ہذا
 سلوک کے افعال و مسائل پر مفصل روشنی ڈالتی ہے۔ چونکہ اولیاء کرام تزکیہ نفوس
 پر معمور ہیں۔ اس لئے ان کا چلنا، پھرنا، سونا، جاگنا، کھانا، پینا، خاموش رہنا،
 بولنا سب کچھ ذکر و فکر سے لبریز اور اصلاح پذیر ہوتے ہیں۔ اور دل بنتے
 سنورتے چلے جاتے ہیں۔

جس طرح راہ سلوک کے مقامات و منازل کو طے کرنا آسان نہیں اسی
 طرح اس راہ کے اسرار و رموز اور آداب کو سمجھنا بھی آسان نہیں۔ لیکن اس کتاب
 میں فقر و تصوف، عشق و محبت، قلب و روح اور مجاہدہ و مشاہدہ کی دقیق گھٹیوں کو
 آسان پیرائے میں پیش کیا گیا ہے۔

علاوہ ازیں تصور شیخ اور اطاعت شیخ پر بھی مفصل روشنی ڈالی گئی ہے جس
 سے قاری کے دل میں محبت اولیاء کی طلب و پیاس بڑھنے لگتی ہے۔ اور ہمت
 بندھتی ہے۔

آخر میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ جناب علامہ صاحبزادہ عرفان الہی قادری صاحب کی تحریر و تقریر میں مزید برکتیں شامل فرمائے اور اس شگفتہ نوجوان کی تصوفانہ جدوجہد کو مزید جلا بخشنے اور اسکی عطا و افادہ میں خصوصی برکت رکھے۔ اور مجھ ناچیز کو بھی محبت و نسبت اولیاء اور خدمت دین کی دولت سے بہرہ مند فرمائے آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

ناچیز

علامہ ماجد علی کمالی

رحمت آباد سیالکوٹ

۲۳، جون ۲۰۱۰ بروز بدھ

اک عرض اک پیغام

خواہشات قلب لے کر سجادہ بنا بیٹھا ہے تو
کچھ کام کر اسلاف کا صاحبزادہ بنا بیٹھا ہے تو

راحت و آرام کے لئے خود کو کھو بیٹھا ہے تو
خدا خدا تو کیا نام صنم بھول بیٹھا ہے تو

صوفی سمجھتے ہیں تجھ کو صفت کھو بیٹھا ہے تو
دستار و جبہ پہنا ہے منصب بھول بیٹھا ہے تو

ساقی بھی ہے مئے بھی ہے لیکن جدا بیٹھا ہے تو
کچھ تو خود کو یاد کر خانقاہ میں بیٹھا ہے تو

تصویر یار دل میں سجا کہاں بیٹھا ہے تو
یار عرفان بچ کے نکل میکدے میں بیٹھا ہے تو

از صاحبزادہ عرفان الہی قادری

باب اول

فصل اول

حقیقت تصوف

تصوف اللہ رب العزت سے ایسی بے لوث اور بے غرض دوستی اور محبت کا نام ہے جو کہ دنیوی لالچ بلکہ اخروی طمع سے بھی پاک ہو اور اس راہ کے مسافر کا دل تعلق باللہ میں دنیوی اور اخروی مصلحتوں اور ہر قسم کے اندیشہ و خطرے سے پاک ہونا چاہئے۔ نیت و عمل کے اخلاص کا جذبہ ظاہر و باطن میں اس قدر ہو جائے کہ انسان کی بندگی خالصتاً رضائے الہی کے لئے ہو نہ کہ دنیا و آخرت میں انعم و جزا کی آرزو ہو۔ تعلق باللہ کی لذت اور محبت الہی کی چاشنی کو اس طرح جان کی ضرورت بنالیا جائے کہ بارگاہ رب العزت میں حاضری کے وقت غیہ کا خیال بھی بندے کے دل میں راہ نہ پاسے اور پھر اسی طرح اسے ہر وقت کی بندگی انجیب ہو جائے۔

تصوف سے مراد وہ طریق زندگی ہے جس کو اپنا رقیب انسانی کہتے ہیں کی سیاہی اور آلودگیوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ آئینہ دل صاف و شفاف ہو اور فتن و فحور کے زنگ سے پاک ہو جاتا ہے۔ باطن سے غفلتوں اور نافرمانیوں کی ظلمتیں چھٹ جاتی ہیں۔ اور قلب مومن انوار الہی کا مرکز بن جاتا ہے۔ مسلسل گناہ سے انسان کے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے۔ اگر وہ گناہ سے باز نہ

آئے اور برابر گناہ پر گناہ کرتا چلا جائے تو اس کے دل پر سیاہی پھیلتے پھیلتے مکمل سیاہ ہو جاتا ہے۔ اس کا دل ظلمت کدہ بن جاتا ہے۔ اس مرحلے پر فسق و فجور میں مبتلا رہنے والا شخص اپنی خطاؤں اور سیاہ کاریوں پر احساس ندامت سے بھی عاری ہو جاتا ہے۔ اور اسکے برعکس جو شخص نیکی کا کام کرتا ہے۔ اس کے دل میں نور کا ایک نقطہ نقش ہو جاتا ہے۔ اور مسلسل نیکیاں کرنے کے باعث وہ نور پھیلتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کا دل مصدر انوار بن جاتا ہے۔ جو نہ صرف اس کے بدن کو منور کر دیتا ہے بلکہ جو کوئی بھی صدق دل کے ساتھ اس کی معیت (صحبت) میں آ جاتا ہے۔ منور ہو جاتا ہے۔ پس صوفی وہ شخص ہے جس نے اپنے قلب و باطن کو گناہوں کی آلودگیوں سے پاک اور نفس کو رزائل اخلاق کی تاریکیوں سے پاک کر لیا ہو اس کے آئینہ دل پر گناہوں کے نشان بھی باقی نہیں رہتے۔ تزکیہ و تصفیہ باطن کی راہ کو تصوف کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس پر اقوال اولیاء و صلحا پیش کر رہا ہوں۔

(۱) مخدوم الاولیاء مظہر العلوم النخعی والجبلی داتا گنج بخش السید علی بن عثمان ہجویری رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔

”کلمہ تصوف باب تفاعل سے ہے جس کا فاصلہ ہے کہ یہ تکلیف فعل کا متقاضی ہو اور اصل کی فرع ہے لغوی حکم اور ظاہری معنی میں اس لفظ کی تعریف کا فرق موجود ہے۔“

الصِّفَا وَوَلَايَةُ وَكَلِمَاتُهَا آيَةٌ وَالتَّصَوُّفُ حِكَايَةٌ لِلصِّفَابِلَا شَكَايَةٌ۔

ترجمہ:- ”صفا ولایت کی منزل ہے اور اسکی نشانیاں ہیں اور تصوف صفا کی ایسی حکایت و تعبیر ہے جس میں شکوہ و شکایت نہ ہو،۔“

حضور داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہاں تصوف کی تین قسمیں بیان فرماتے ہیں۔

ایک صوفی دوسرے صوفی کو متصوف اور تیسرے کو مستصوف کہتے ہیں۔

(۱) صوفی وہ ہے جو خود کو فنا کر کے حق کے ساتھ مل جائے۔ اور خواہشات

نفسانیہ کو مار کر حقیقت سے پیوستہ ہو جائے۔

(۲) متصوف وہ ہے جو ریاضت و مجاہدے کے ذریعے اس مقام کی طلب کرے

اور وہ اس مقام کی طلب کے حصول میں صادق و راست باز رہے۔

(۳) مستصوف وہ ہے جو دنیوی عزت و منزلت اور مال و دولت کی خاطر خود کو

ایسا بنالے اور اسے مذکورہ منازل و مقامات کی کچھ خبر نہ ہو۔

ایسے نقلی صوفیوں کے بارے میں عرفاء کا مقولہ ہے کہ

الْمُسْتَصَوِّفُ عِنْدَ الصُّوفِيَّةِ كَالذُّبَابِ وَعِنْدَ غَيْرِهِمْ كَالذِّيَابِ۔

صوفیاء کرام کے نزدیک نقلی صوفی ماکھی کی مانند ذلیل و خوار ہے وہ جو کرتا

ہے محض خواہش نفس کے لئے کرتا ہے۔ اور دوسروں کے نزدیک بھیڑیے کی مانند

ہے۔ جس طرح بھیڑیا اپنی تمام قوت و طاقت مردار کے حاصل کرنے میں صرف

کرتا ہے۔ یہی حال اس نقلی صوفی کا ہے۔ گویا صوفی صاحب وصول ہے اور

متصوف صاحب اصول اور مستصوف صاحب نقول اور فضول ہے۔

(کشف المحجوب، صفحہ ۶۰)

(۲) قطب الاقطاب غوث الاعلیٰ حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر غوث اعظم

جیلانی پیران پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ حروف تصوف کی حقیقت کو یوں فرماتے ہیں۔

”کلمہ تصوف کے چار حرف ہیں۔ ت، ص، و، ف“

(i) ”ت“ سے مراد توبہ ہے۔ یہ دو قسم پر مشتمل ہے توبہ ظاہر اور توبہ باطن

ظاہری توبہ یہ ہے کہ انسان قول و فعل سے اپنے تمام اعضائے جسمانیہ ظاہر یہ کو ہر

قسم کے گناہوں اور برائیوں سے محفوظ رکھے اور احکام شرعیہ پر عمل پیرا رہے۔

شریعت کے حکم کے خلاف نہ کرے۔ اس کے ہر حکم کو بجالائے۔ اگر خلاف شرع کوئی بات سرزد ہو جائے تو فوراً توبہ کرے۔

باطنی توبہ یہ ہے کہ انسان قلبی کدورتوں کو نکال دے اور ہر قسم کی آلائش سے دل کو صاف، شفاف رکھے۔ اور احکام شریعت پر خلوص سے عمل پر مستعد رہے یہاں تک کہ سیئات، حسنات میں تبدیل ہو جائیں گی۔ تو پھر ”ت“، کی تمام منازل مکمل ہوں گی۔ گویا کہ توبہ کو قبولیت کی سند عطا ہو جائے گی۔

(ii) ”ص“، صفائی سے عبارت ہے۔ اس کی بھی دو قسمیں ہیں قلب کی صفائی اور مقام سر کی صفائی، قلب کی صفائی یہ ہے کہ اسے بشری کمزوریوں کدورتوں اور آلائشوں سے پاک، صاف کرے۔ جو عام طور پر دل میں موجود ہوتی ہیں۔ یعنی کھانے، پینے سونے، باتیں کرنے اور سننے کی خواہش و تمنا نیز دنیاوی منفعت کی رغبت، یعنی وسیع تجارت اور کاروبار زیادہ ہو عیش و عشرت اور خواہشات نفسانیہ کی تکمیل کے لئے جماع کی کثرت اور اہل و عیال سے حد سے بڑھ کر اظہار محبت وغیرہ۔

مذکورہ عادات قلبیہ، مذمومہ سے دل کو صاف و شفاف رکھنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ابتداً مرشد کامل کے ارشادات کے مطابق ذکر بالجہر کو لازماً وظیفہ بنائے یعنی خوب با آواز بلند ذکر و اذکار میں ہمیشگی دکھائے یہاں تک کہ ذکر خفی کا مقام سر آئے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ

(سورة الانفال، آیت ۲)

”بے شک وہی کامل ایمان والے ہیں جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل وجد میں آجاتے ہیں۔“

یعنی خوف الہی سے کانپتے ہیں لرزتے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ ان کے دل اللہ تعالیٰ کی عظمت، خشیت و ہیبت سے پر رہیں۔ خیال رہے کہ کہ عظمت خداوندی کا خوف دل میں تب پیدا ہوتا ہے۔ جب قلب غفلت سے بیدار ہو اور دل کا شیشہ عبادت اور ریاضت کی قلعی سے ایسے چمکنے لگے کہ اس میں خیر و شر کا امتیاز غیبی قوت سے واضح نظر آئے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

الْعَالِمُ يَنْقُتُ وَالْعَارِفُ يُصَقِّلُ ○

”عالم نقش جماتا ہے اور عارف قلعی کرتا ہے،“

گویا کہ علماء کرام خیر کی خوبیاں اور شر کے نقصانات کا نقشہ دکھاتے ہیں۔ جبکہ عرفاء دلوں سے زنگ صاف کرتے ہیں۔

مقام سر کی صفائی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر ایک سے اعراض کرنے اور اسی کی محبت اور اسمائے حسنیٰ کا زبان سر سے دائمی وظیفہ بنانے سے حاصل ہوتی ہے۔ پس انسان جب اس مقام پر کلی طور پر فائز ہو جاتا ہے تو کلمہ ”س“ کی منزل مکمل ہو جاتی ہے۔

”و“ سے ولایت مراد ہے یہ بھی ایک مرتبہ ہے جو تصفیہ قلب کے بعد نصیب ہوتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

الْآنَ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ○

(سورۃ یونس، آیت ۶۲)

”آگاہ رہو بے شک اولیاء اللہ بے خوف اور بے غم ہیں۔ (دنیا اور

آخرت میں)“

ولایت کا ثمرہ یہ ہے کہ انسان اپنے اندر اخلاق خداوندی پیدا کرے

جیسے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے۔ تَخَلَّقُوا بِأَخْلَاقِ اللَّهِ اپنے دل میں اخلاق خداوندی پیدا کرو اور لباس شریعت اتار کر اوصاف الہیہ کا لباس پہنو! چنانچہ حدیث قدسی ہے۔

”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ جب میں کسی اپنے بندے کو محبوب بناتا ہوں تو میں اس کے کان، آنکھ، زبان، ہاتھ اور پاؤں بن جاتا ہوں۔ پھر وہ میری ہی عطا کردہ طاقت سے سنتا، دیکھتا، بولتا، پکڑتا اور چلتا ہے۔“
(مشکوٰۃ شریف)

لہذا غیر سے اپنے باطن کو صاف، شفاف تو کریں۔ پھر حق ہی حق نظر آئے گا باطل ختم ہو جائے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ۝

(سورہ بنی اسرائیل آیت ۸۱)

”میرے حبیب ﷺ آپ فرمائیے بے شک حق آ گیا باطل مٹ گیا۔ بے شک باطل نے مٹنا ہے۔“

”ف“ سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں فنا ہونا ہے۔ جب بشری اوصاف فنا ہونگے تو اوصاف خداوندی جنہیں بقاء و دوام حاصل ہے۔ وہی نظر آئیں گی۔ اس لئے کہ وہ ذات اقدس حی و قیوم ہے۔ اسے فنا اور زوال سے کوئی تعلق نہیں۔ لہذا عبد فانی کو اس ذات فانی کے ساتھ اسکی مہوبیت و پسندیدگی کے باعث باقی باللہ کا رتبہ نصیب ہو جاتا ہے۔ اور قلب فانی کو سر باقی کی معیت میں بقاء حاصل ہو جاتی ہے۔

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ ۝ ہر شے فانی، فقط ایک باقی۔

پس جب اس ذات بقاء کی خوشنودی و رضا کے لئے بندہ اعمال صالحہ کی

کوفت سے گزرتا ہے۔ تو رب کریم جل مجدہ کی رضا کو پالیتا ہے تو پھر وہ مقبول و محبوب بارگاہ جسے رضائے الہی حاصل ہو چکی ہوتی ہے۔ بقاء کی منزل پالیتا ہے اور اعمال صالحہ کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ وہ بندہ خدا جو باطنی طور پر انسان حقیقی بن چکا ہوتا ہے۔ جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ”إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلَامُ الطَّيِّبُ“ اسی کی طرف کلام طیب پرواز کرتا ہے۔ یعنی اعمال صالحہ اس کے مراتب کو بڑھاتے رہتے ہیں۔ ہر وہ عمل جس میں غیر اللہ کا عمل داخل ہو۔ بلاکت و بربادی کا باعث ہے۔ جب بندہ مکمل طور پر فنا کی منزل پالیتا ہے۔ تو اسے عالم قریب میں بقاء کی نعمت عطا ہو جاتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فِي مَقْعَدٍ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيكٍ مُّقْتَدِرٍ ○ (سورہ القمہ آیت ۵۵)

”مجلس صداقت میں عظیم قدرت والے شہنشاہ کی بارگاہ کے مقرب ہیں“ یہی مقام لاہوت ہے۔ جب انبیاء و مرسلین علیہم السلام اور اولیاء کرام

کے لئے مخصوص ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ○
”اللہ صادقین کے ساتھ ہے“

حدیث قدسی ہے۔ ”پس حادث جب قدیم سے ملتا ہے تو اس کا وجود

فانی ہو جاتا ہے“ (پس رہے نام اللہ کا)

جب فقر مکمل (کامل) ہوتا ہے۔ تو پھر صاحب تصوف کو بقاء باللہ کا

مرتبہ نصیب ہو جاتا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔ اَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا

خَالِدُوْنَ ○ (سورہ البقرہ آیت ۸۲) جنتی ہمیشہ اسی میں رہیں گے مزید فرمایا۔ اِنَّ

اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ○ (سورہ البقرہ آیت ۱۳۵) ب شک صابریں معیت الہیہ

میں ہیں۔ (سر الاسرار صفحہ ۹۹)

برادران اسلام! یہاں ہم نے حضور سیدنا غوث الاعظمؒ کے

ارشادات کی روشنی میں تصوف کی حقیقت کو جانچا ہے۔ غور کیا جائے تو تصوف حقیقت انسانی کی تکمیل اور امتیاز انسانیت کا بلند مقام ہے۔

(۳) امام ابو القاسم عبدالکریم بن ہوازن القشیری رحمۃ اللہ علیہ ابو الحسن حضرت سری بن مغلس سقطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا تھا کہ تصوف تین معنوں کے لئے بولا جاتا ہے۔

۱۔ صوفی کا نور معرفت ایسا ہو کہ اس سے اس کی پرہیزگاری متاثر نہ ہو سکے۔

۲۔ دل سے وہ بات نہ نکالے جو نصوص کتاب و سنت کے مخالف ہو۔

۳۔ کرامات دکھانے کے شوق میں اللہ کی طرف سے حرام کردہ کاموں میں نہ پڑے۔ (الرسالۃ القشیریہ ۶۲)

(۴) حضرت شیخ شرف الدین مصلح سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

یکے راز مشائخ پر سیدند کہ حقیقت تصوف چست گفست ازیں پیش طائفہ بودند در جہاں بصورت پراگندہ و بمعنی جمع و اکنوں خلقے اند بظاہر جمع و بدلی پراگندہ۔ ترجمہ:- ”بزرگوں میں سے کسی ایک سے لوگوں نے پوچھا کہ تصوف کی حقیقت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ اب سے پہلے دنیا میں ایک گروہ ہوتا تھا جن کی صورت پراگندہ اور دل مطمئن ہوتا تھا۔ اور اب ایک مخلوق ہے جن کا ظاہر مطمئن ہے لیکن دل پراگندہ۔“

قطرہ

چو ہر ساعت از تو بجائے رود دل بہ تنہائی اندر صفائے نہ بنی
ترجمہ:- جب ہر وقت تیرا دل ہر جگہ بھٹکتا ہے تو خلوت میں بھی تو رونق نہ دیکھے گا۔

ورت مال و جاہ است و زرع و تجارت چو دل با خداست خلوت نشینی ترجمہ: ”اور اگر تیرے پاس مال اور مرتبہ اور کھیتی اور تجارت ہے جبکہ تیرا دل خدا سے لگا ہے تو خلوت نشین ہے،“۔ (گلستان سعدی صفحہ ۱۰۲ حکایت ۲۳ باب ۲)

(۵) حضرت ردیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تصوف تین خصلتوں پر مبنی ہے اول تمسک بالفقر و افتقار (فقر اور محتاجی کو اختیار کرنا) دوم بذل و ایثار ہونا سوم تعرض اور اختیار کو ترک کرنا (یعنی مشغولیت اور اختیار کو چھوڑ دینا)۔

(عوارف المعارف صفحہ ۱۹۸)

(۶) حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے جب تصوف کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ تصوف یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ بغیر کسی علاقہ کے رہو۔

(۷) حضرت خواجہ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تصوف نام ہے حقائق کے حصول اور اخلاق کے مال و متاع سے ناامیدی کا (دنیا و مخلوق) کے مال سے کچھ امید نہ رکھنا) اور جو شخص صاحب فقر نہیں، صاحب تصوف نہیں ہے۔

(عوارف المعارف صفحہ ۱۹۸)

(۸) حضرت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تصوف کلیتہً آداب ہیں کہ ہر وقت کا ایک ادب ہے اور ہر حال کے لئے ایک ادب ہے۔ اور ہر مقام کا ایک ادب ہے۔ اور جس شخص نے آداب اوقات کو اپنے ذمہ لے لیا تو وہ مردوں سے مرتبہ کو پہنچ گیا۔ اور جس نے ان آداب کو ضائع کر دیا تو وہ اس راہ سے بعید ہے۔ کہ قرب کا گمان رکھے اور وہ مقبول کے درجہ سے مردود ہے حضرت ابو حنیفہ نے یہ بھی فرمایا کہ ظاہری حسن ادب باطنی حسن ادب کا عنوان ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ”لَوْ خَشِعَ قَلْبُهُ لَخَشَعَتْ جَوَارِحُهُ“ یعنی اگر انسان کا دل

خاشع (خشوع کرنے والا) ہے تو اس کے جوارح اور اعضاء بھی خشوع کرنے والے ہوں گے۔

(۹) حضرت شیخ ابو محمد جریری رحمۃ اللہ علیہ سے تصوف کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ تصوف کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ ہر اعلیٰ خلق میں داخل ہو جانا اور ہر خلق رزیلہ یا ادنیٰ خلق سے نکل آنا۔ پس جب تصوف کی تعریف اعلیٰ اخلاق کا حصول اور ادنیٰ اخلاق کا رد قرار پائی اور اس طرح اسکی حقیقت کا اعتبار کر لیا گیا تو اس وقت ثابت ہوا کہ تصوف زہد اور فقر دونوں سے بڑھ کر ہے۔

(عوارف المعارف، ص ۱۹۹)

(۱۰) حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ
 ”الصُّوفِيُّ إِذَا نَطَقَ بَانَ نُطْقَهُ عَنِ الْحَقَائِقِ وَإِنْ سَكَتَ نَطَقَتْ عَنْهُ
 الْجَوَارِحُ بِقَطْعِ الْعَلَائِقِ“

صوفی وہ ہے کہ جب بات کرے تو اس کا بیان اپنے حال کے حقائق کے اظہار میں ہو۔ مطلب یہ کہ وہ کوئی ایسی بات نہیں کہتا جو خود اس میں موجود نہ ہو اور جب خاموش رہے تو اس کا معاملہ اور سلوک اس کے حال کو ظاہر کرے اور علاق سے کنارہ کشی اس کے حال پر ناطق ہو۔ یعنی اس کا بولنا بوقت کلام اصول طریقت پر صحیح ہو اور اس کا کردار بوقت سکوت مجرد محض ہے۔ اور یہ دونوں حالتیں ہوں۔ جب بولے تو اس کی ہر بات حق ہو اور جب خاموش رہے تو اس کا ہر فعل فقر ہو۔ (کشف المحجوب صفحہ ۶۱)

(۱۱) حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ التَّصَوُّفُ تَرْكُ كُلِّ حَظٍّ لِلنَّفْسِ تَصَوُّفٌ تَمَامٌ نَفْسَانِي لَذَاتٍ وَحُظُونٍ سَعْدٌ كَشِي كَانَامٌ هِيَ۔ اسکی دو قسمیں ہیں۔ ایک رسم یعنی مجاز دوسرے حقیقت۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ بندہ اگر نفسانی

لذتوں کو چھوڑ چکا ہے تو ترک لذت بھی تو ایک لذت ہے۔ اسی کو رسم مجاز کہا جاتا ہے۔ اور اگر وہ اس کا بھی تارک ہے۔ تو یہ فنائے لذت و حظ کہلاتی ہے۔ اس معنی کا تعلق حقیقت و مشاہدے سے لہذا ترک حظ و لذت بندہ کا فعل ہے۔ اور فنائے حظ و لذت، حق تعالیٰ کا فعل ہے۔ لہذا بندے کے فعل کو رسم و مجاز اور حق کے فعل کو حقیقت کہا جائے گا۔

آپ یہ بھی فرماتے ہیں۔

”الصُّوفِيَّةُ هُمُ الَّذِينَ صَفَتْ أَرْوَاحَهُمْ فَصَارُوا فِي الصَّفِّ الْأَوَّلِ بَيْنَ

يَدَيِ الْحَقِّ“

صوفیائے کرام کا گروہ وہ ہے جن کی زندگیاں کدورت بشری سے آزاد اور آفت نفسانینہ سے پاک و صاف ہو کر آرزو اور تمناؤں سے بے نیاز ہو گئی ہیں۔ یہاں تک کہ حق تعالیٰ کے حضور بلند درجے اور صفت اول میں آرام گستر ہیں اور ماسوی اللہ کے، سب سے قطعاً کنارہ کش ہو چکے ہیں۔

آپ یہ بھی فرماتے ہیں۔

”الصُّوفِيُّ لَا يَمْلِكُ وَلَا يُمْلِكُ“

صوفی وہ ہے جس کے قبضہ میں کچھ نہ ہو اور نہ خود کسی کے قبضہ میں ہو۔ یہ عبارت عین فانی ہے۔ فانی الصفت نہ مالک ہوتا ہے نہ مملوک کیونکہ ملک موجودات پر درست آتی ہے۔ اس قول شریف کا مطلب یہ ہے۔ کہ صوفی دنیوی ساز و سامان اور اخروی زیب و زینت میں سے کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ خود بھی تو کسی کی ملکیت ہے۔ وہ اپنے نفس کے حکم کا پابند نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ غیر کی خواہش و ارادہ کے غلبہ سے وہ خود کو گھلا چکا ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ غیر کو بھی بندگی کے طمع سے فنا کر چکا ہوتا ہے۔ یہ قول مبارک دقیق و لطیف ہے اس منزل کو

گروہ صوفیاء ”فنائے کل“ سے تعبیر کرتے ہیں۔۔ (کشف المحجوب صفحہ ۶۲)

(۱۲) حضرت عمر دمشقی فرماتے ہیں۔ کہ

”التَّصَوُّفُ رُؤْيَةُ الْكَوْنِ بِعَيْنِ النَّقْصِ بَلْ غَضُّ الطَّرْفِ عَنِ الْكَوْنِ“

”جہان کو نقص و عیب کی آنکھ سے دیکھنے کا نہیں بلکہ دنیا سے منہ پھیر لینے کا نام تصوف ہے۔۔ (کشف المحجوب صفحہ ۶۳)

(۱۳) حضرت حصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

”التَّصَوُّفُ صَفَاءُ السِّرِّ مِنْ كُدُورَةِ الْمُخَالَفَةِ“

”دل کو مخالفت کی کدورت سے پاک و صاف رکھنے کا نام تصوف ہے۔“

(۱۴) حضرت محمد بن علی بن امام حسین بن علی مرتضیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ۔

”التَّصَوُّفُ خَلْقٌ فَمَنْ زَادَ عَلَيْكَ فِي الْخَلْقِ زَادَ عَلَيْكَ فِي التَّصَوُّفِ“

”پاکیزہ اخلاق کا نام تصوف ہے جس کے جتنے پاکیزہ اخلاق ہوں گے

اتنا ہی زیادہ وہ صوفی ہوگا۔“

(۱۵) حضرت ابو بکر شبلی فرماتے ہیں کہ۔

”الصُّوفِيُّ لَا يَرَى فِي الدَّارَيْنِ مَعَ اللَّهِ غَيْرَ اللَّهِ“

”صوفی وہ ہے جو دونوں جہاں میں بجز ذات الہی کے کچھ نہ دیکھے۔“

(کشف المحجوب، صفحہ ۶۵)

(۱۶) حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تصوف کی بنیاد آٹھ حصوں

پر ہے۔

(i) سخاوت (ii) رضا (iii) صبر (iv) اشارہ (v) غربت (vi) گدڑی

(vii) سیاحت (viii) فقر۔ یہ آٹھ خصلتیں آٹھ نبیوں کی اقتداء میں ہیں۔

سخاوت حضرت خلیل علیہ السلام سے کیونکہ آپ نے اپنے فرزند کو فدا کیا۔ اور رضا حضرت اسماعیل علیہ السلام سے کیونکہ بوقت ذبح اپنی رضادہ اور اپنی جان عزیز کو بارگاہ خداوندی میں پیش کر دیا۔ صبر حضرت ایوب علیہ السلام سے کہ آپ نے بے حد وغایت مصائب پر صبر فرمایا۔ اور خدا فرستادہ ابتلاء و آزمائش پر ثابت قدم رہے۔ اور اشارہ حضرت زکریا علیہ السلام سے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا۔ ”أَنْ لَا تَكَلَّمَ النَّاسَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ إِلَّا رَمُزًا“ آپ نے تین دن لوگوں سے اشارہ کے سوا کلام نہ کیا۔ اور اسی سلسلہ میں ارشاد ہے کہ ”إِذْ نَادَى رَبَّهُ نِدَاءً خَفِيًّا“ انہوں نے اپنے رب کو آہستہ پکارا اور غربت حضرت یحییٰ علیہ السلام سے کہ وہ اپنے وطن میں مسافروں کے مانند رہے اور خاندان میں رہتے ہوئے اپنوں سے بیگانہ رہے۔ اور سیاحت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہ آپ نے یکہ و تنہا مجرد زندگی گزار دی اور بجز ایک پیالہ و کنگھی کے کچھ پاس نہ رکھا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ کسی نے اپنے دونوں ہاتھوں کو ملا کر پانی پیا ہے تو انہوں نے پیالہ بھی توڑ دیا اور جب آپ نے دیکھا کہ انگلیوں سے بالوں کو کنگھی کر رہا ہے۔ تو کنگھی بھی توڑ دی۔ اور گدڑی یعنی صوف ہا لباس حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہ انہوں نے پشمینی کپڑے پہنے۔ اور فتر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ کہ جنہیں روئے زمین کے تمام خزانوں کی کنجیاں عنایت فرمادی گئی تھیں۔ اور ارشاد ہوا کہ آپ خود کو مشقت میں نہ ڈالیں۔ بلکہ آپ ان خزانوں کو استعمال کریں۔ آرائش اختیار فرمائیں۔ لیکن آپ نے بارگاہ الہی میں عرض کی۔ ”اے خدا مجھے اسکی حاجت نہیں ہے۔ میری خواہش تو یہ ہے کہ ایک روز شکم میر ہوں تو دو روز فاقہ کروں،،۔ دوستو! تصوف کے یہ آٹھ اصولی خصائل ہیں جو افعال و کردار میں محمود ہیں۔ (کشف المحجوب، صفحہ ۶۶)

(۱۷) حضرت عمر بن احمد مقرئ بیابانہ فرماتے ہیں کہ۔

”التَّصَوُّفُ إِسْتِقَامَةٌ إِلَّا حُورَالِ مَعَ الْحَقِّ“

”حق کے ساتھ احوال کی استقامت کا نام تصوف ہے۔“

(۱۸) امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ابو بکر بن مناقب نے شیخ ابو القاسم جنید بغدادی سے تصوف کی حقیقت کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا۔

ترجمہ:- ”ہر بری عادت سے اجتناب اور ہر عمدہ خصلت سے ہمکنار ہونے کا نام تصوف ہے۔“

(۱۹) امام ابن قیم لکھتے ہیں کہ۔

ترجمہ:- ”اس علم میں کلام کرنے والوں نے اس بات پر اتفاق کیا ہے۔ کہ تصوف خلق ہی کا نام ہے۔“ (بستان العارفين صفحہ ۲۲)

(۲۰) شیخ احمد بن عجیبہ حسنی رحمۃ اللہ علیہ اس علم کا تعارف کراتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ترجمہ:- ”تصوف وہ علم ہے جس سے بواطن نفس، روح، دل کا بری عادات سے تصفیہ، مکارم اخلاق سے تعمیر و تزئین اور مالک حقیقی کی بارگاہ میں سلوک اور حاضری کی کیفیت کا عرفان نصیب ہوتا ہے۔ اس کا آغاز علم ہے۔ درمیان عمل ہے اور انجام عطا و بخشش ہے۔“

(بستان العارفين صفحہ ۲۵ بحوالہ معراج التشوف الی حقائق التصوف)

(۲۱) قطب مصر شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ تصوف اسلامی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ترجمہ:- ”نفس کو اللہ تعالیٰ کی بندگی کا عادی بنانے اور اسے خدائی احکام کی طرف لوٹانے کا نام تصوف ہے۔“

(بستان العارفين صفحہ ۲۶ بحوالہ حقائق عن التصوف مطبوعہ لندن)

(۲۲) شیخ الاسلام زکریا انصاری نے تصوف اسلامی کی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

ترجمہ:- ”تصوف ایسا علم ہے جس سے ابدی سعادت کو پانے کی خاطر ظاہر و باطن کی تعمیر تصفیہء اخلاق اور تزکیہء نفوس کے مدارج کی معرفت نصیب ہوتی ہے۔“ (حاشیہ رسالہ قشیریہ)

(۲۳) حضرت ابو العباس احمد رزوق فاسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ترجمہ:- ”تصوف ایسا علم ہے جس سے مقصود دلوں کی اصلاح اور انہیں صرف ذات باری تعالیٰ کے لئے خاص کرنا ہے۔“

(بستان العارفين صفحہ ۲۶ بحوالہ قواعد التصوف قاعدہ ۱۳)

(۲۴) میرے شیخ کامل شیخ الاسلام حضرت خواجہ صوفی اللہ رکھا شاہ قاندر بے ریا و باصفا فرماتے ہیں۔

(i) مجاہدہ نفس کرنا اور دنیا کی چال بازی اور نیند سے دستو کا نہ کھانا تصوف ہے۔
(ii) اپنے حال سے بلند حال کی طرف نہ دیکھے کسی دوسرے کی حالت کا طلبگار نہ بننا تصوف ہے۔

(iii) اپنی کامیابی پر ناز نہ کرنا بلکہ زہد و تقویٰ کا پورا پورا حق ادا کرنا تصوف ہے۔

(۲۵) پروفیسر ڈاکٹر علامہ محمد طاہر القادری صاحب بیان فرماتے ہیں۔

”بعض ماہرین لغت کے نزدیک انسان انس سے مشتق ہے۔ یعنی وہ بستی جسے کسی سے محبت ہو جائے جبکہ بعض نے لفظ انسان کا مادہ کسی بھی بیان یا ہے۔ اسی سے نسیان یعنی بھول ہے۔ اسی لئے کہا جاتا ہے۔ الْإِنْسَانُ مُرَكَّبٌ مِنَ الْخَطَاةِ وَالنِّسْيَانِ۔ انسان خطا اور نسیان سے مرکب ہے۔ اس بنا پر بھول چک اور خطا کا عنصر انسان کی شرکت اور خمیر میں شامل ہے درحقیقت اپنی خلعت کے

اعتبار سے انسان پران دونوں معنوں کا اطلاق ہوتا ہے۔ یعنی انسان ”انس اور نسیان“ دونوں ہی سے عبارت ہے انس کے درجہ کمال تک پہنچنے کا لازمی نتیجہ نسیان ہے۔ یعنی انسان جب کسی سے مانوس ہو جاتا ہے۔ تو یہ انس رفتہ رفتہ محبت و شیفتگی کا روپ دھار لیتی ہے۔ پھر محبت کی بڑھتی ہوئی شدت جب انہماک اور استغراق کے مراحل سے گزرتی ہے۔ تو محبت فنا فی المحبوب ہو جاتا ہے اس مقام پر غیر کا نقش اسکی لوح دل سے محو ہو جاتا ہے۔ اور وہ اپنے محبوب کی یاد میں اس طرح سرشار و خود فراموش رہنے لگتا ہے۔ کہ اسے ہر سوسوائے محبوب کے کچھ دیکھائی ہی نہیں دیتا گویا اسکی نظر میں محبوب کا غیر کلیتاً معدوم ہو جاتا ہے۔ تصوف انسان کو فنا فی اللہ کی اسی منزل سے ہمکنار کر دینے کا نام ہے۔“

اے مسافر راہ عشق اب یہاں دیکھئے نتیجتاً یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ تصوف حقیقت انسانی کے حوالے سے جو ہر انسانیت کی تکمیل اور امتیاز انسانیت کا نقطہ کمال ہے۔ گویا تصوف سے مراد وہ طریق زندگی ہے۔ جس میں انسان اللہ تعالیٰ کی محبت میں اسقدر فنا ہو جائے کہ اس کے حکم کی کوتاہی کا کوئی خیال بھی دل میں نہ آئے۔ اور غیر ارادی طور پر بھی اس کا قدم جادہ محبت و اطاعت سے ہٹنے نہ پائے۔

تصوف کی یہ بنیادی حقیقتیں قرآن و سنت اور عمل صحابہ رضی اللہ عنہم میں بڑی واضح اور جامع طور پر موجود ہیں۔ کیا یہ مقامات تصوف دین کی اصل نہیں ہیں؟ کون کہتا ہے کہ تصوف بعد کی پیداوار ہے؟ اسی تصوف کی تبلیغ و ترویج کے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ یہی کتاب و حکمت کی تعلیم تھی۔ اور یہی تزکیہ نفس تھا۔ اسی مسلک کو لے کر اولیائے کرام اور صوفیائے عظام آگے بڑھے۔

تصوف کا قرآنی ماخذ

صوفیائے کرام اپنے مسلک کی تائید جن قرآنی آیتوں سے کرتے ہیں۔ وہ اہل ذوق کے مطالعہ اور فرحت کے لئے پیش خدمت کی جا رہی ہیں۔ اکابر اولیاء اللہ انہی پر عمل پیرا رہے اور اللہ تعالیٰ ہمیں بھی انہی پر کار بند رکھے لیکن یہاں صفحات کی قلت کے باعث ترجمہ ہی پیش کیا جائے گا۔

(۱) فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ○

ترجمہ:- ”اور جب آپ ارادہ کر لیں (کسی بات کا) تو پھر توکل کرو اللہ پر بے شک اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے توکل کرنے والوں سے۔“

(سورہ آل عمران آیت ۱۵۹ پارہ ۴)

(۲) إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ○ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَمًا وَقَعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○

ترجمہ:- ”بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اور رات اور دن کے بدلتے رہنے میں بڑی نشانیاں ہیں اہل عقل کے لئے۔ وہ عقل مند جو یاد کرتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ کو کھڑے ہوئے اور بیٹھے ہوئے اور پہلوؤں پر لیٹے ہوئے اور غور کرتے رہتے ہیں آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں (اور تسلیم کرتے ہیں) اے ہمارے مالک! نہیں پیدا فرمایا تو نے یہ (کارخانہ حیات) بے کار۔ پاک ہے تو ہر عیب سے بچالے ہمیں آگ کے عذاب سے۔“

(سورہ آل عمران آیت ۱۹۰، ۱۹۱، پارہ ۴)

(۳) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ○

ترجمہ:- ”اے ایمان والو! صبر کرو اور ثابت قدم رہو (دشمن کے مقابلہ میں) اور کمر بستہ رہو (خدمت دین کے لئے) اور ہمیشہ اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ (اپنے مقصد میں) کامیاب ہو جاؤ،،۔ (سورہ آل عمران آیت ۲۰۰ پارہ ۴)

(۴) وَيَقَوْمِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا وَيَزِدْكُمْ قُوَّةً إِلَى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِينَ ○

ترجمہ:- ”اے میری قوم! مغفرت طلب کرو اپنے رب سے پھر (دل و جان سے) رجوع کرو اسکی طرف وہ اتارے گا آسمان سے تم پر موسلا دھار بارش اور بڑھادے گا تمہیں قوت میں تمہاری پہلی قوت سے اور نہ منہ موڑو (اللہ تعالیٰ سے) جرم کرتے ہوئے،،۔ (سورہ ہود آیت ۵۲ پارہ ۱۲)

(۵) فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِنَ السَّاجِدِينَ ○ وَأَعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ ○

ترجمہ:- ”سو آپ پاکی بیان کیجئے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اور ہو جائیے سجدہ کرنے والوں سے اور عبادت کیجئے اپنے رب کی یہاں تک کہ آجائے آپ کے پاس الیقین (موت)،،۔ (سورہ حجر آیت ۹۸، ۹۹ پارہ ۱۳)

(۶) وَتَوَبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهُ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ○

ترجمہ:- ”اور رجوع کرو اللہ تعالیٰ کی طرف سب کے سب اے ایمان والو! تاکہ تم (دونوں جہانوں میں) بامراد ہو جاؤ،،۔

(سورۃ النور، آیت ۳۱، پارہ ۱۸)

(۷) وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهِ وَكَفَىٰ بِهِ بِذُنُوبِ

عِبَادَةُ خَيْرًا ○

ترجمہ:- ”اور آپ بھروسہ کیجئے ہمیشہ زندہ رہنے والے پر جسے کبھی موت نہیں آئے گی اور اسکی حمد کے ساتھ پاکی بیان کیجئے۔ اور اس کا اپنے بندوں کے گناہوں سے باخبر ہونا کافی ہے،“۔ (سورہ الفرقان آیت ۵۸ پارہ ۱۹)

(۸) أُولَئِكَ يُؤْتُونَ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوا وَيَدْرُءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ○ وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ وَقَالُوا لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ سَلَّمَ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجَاهِلِينَ ○

ترجمہ:- ”یہ لوگ ہیں جنہیں دیا جائے گا ان کا اجر دو مرتبہ بوجہ ان کے صبر کے اور وہ دور کرتے ہیں نیکی کے ساتھ برائی کو نیز اس مال سے جو ہم نے ان کو دیا ہے خرچ کرتے رہتے ہیں اور جب وہ سنتے ہیں کسی بیہودہ بات کو تو منہ پھیر لیتے ہیں اس سے اور کہتے ہیں ہمارے لئے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لئے تمہارے اعمال ہیں تم سلامت رہو ہم جاہلوں سے الجھنے کے خواہاں نہیں ہیں،“۔

(سورہ القصص آیت ۵۴، ۵۵ پارہ ۲۰)

(۹) وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ ○

ترجمہ:- ”اور جو بلند ہمت مصروف جہاد رہتے ہیں ہمیں راضی کرنے کے لئے ہم ضرور دکھا دیں گے انہیں اپنے راستے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر وقت محسنین کے ساتھ ہے۔“ (سورہ العنکبوت آیت ۶۹ پارہ ۲۱)

(۱۰) يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ وَأَخْشَوْا يَوْمًا لَا يَجْزِي وَالِدٌ عَنْ وَاَلِدِهِ وَلَا مَوْلُودٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَالِدِهِ شَيْئًا إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمُ بِاللَّهِ الْغُرُورُ ○

ترجمہ:- ”اے لوگو! ڈرتے رہا کرو اپنے رب سے اور ڈرو اس دن سے کہ

نہ بدلہ دے سکے گا کوئی باپ اپنے بیٹے کی طرف سے اور نہ بیٹا بدلہ دے سکے گا اپنے باپ کی جانب سے کچھ بھی بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور نہ دھوکا دے تمہیں دنیوی زندگی اور نہ فریب میں مبتلا کرے تمہیں اللہ سے وہ بڑا مکار دھوکا باز۔

(سورہ لقمن آیت ۳۲ پارہ ۲۱)

(۱۱) قُلْ يُعْبَادُ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا رَبَّكُمْ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَأَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةٌ إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ○

ترجمہ:- ”آپ فرمائیے! اے میرے بندو جو ایمان لے آئے ہو ڈرتے رہا کرو اپنے رب سے (اور یاد رکھو) ان کے لئے جنہوں نے نیک اعمال کئے اس دنیا میں نیک صلہ ہے اور اللہ کی زمین بڑی وسیع ہے (مصائب و آلام میں) صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بے حساب دیا جائے گا۔“ (سورہ الزمر آیت ۱۰ پارہ ۲۳)

(۱۲) وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذَلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ○

ترجمہ:- ”اور جو شخص صبر کرے اور (طاقت کے باوجود) معاف کر دے تو

یقیناً یہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے۔“ (سورہ شوریٰ آیت ۲۳ پارہ ۲۵)

(۱۳) وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتَّىٰ نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِينَ مِنْكُمْ وَالصَّابِرِينَ وَنَبْلُوَنَّكُمْ أَخْبَارَكُمْ ○

ترجمہ:- ”اور ہم ضرور آزمائیں گے تمہیں تاکہ ہم دیکھ لیں تم میں سے جو مصروف جہاد رہتے ہیں اور صبر کرنے والے ہیں اور ہم پرکھیں گے تمہارے حالات کو۔“

(۱۴) اَعْلَمُوا أَنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهُمْ زِينَةٌ وَتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ ثُمَّ يَهِيَجُ فِتْرَةً مُّصْفَرًّا ثُمَّ يَكُونُ حُطَامًا وَفِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيدٌ وَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٌ وَمَا

الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ ۝

ترجمہ:- ”خوب جان لو! کہ دنیوی زندگی محض کھیل، تماشا اور (سامان) آرائش ہے۔ اور آپس میں (حسب و نسب پر) اترانا اور ایک دوسرے سے زیادہ مال اور اولاد حاصل کرنا ہے۔ اسکی مثال یوں سمجھو جیسے بادل برسے اور نہال کر دے کسانوں کو اس کی (شاداب و سرسبز) کھیتی۔ پھر وہ (یکایک) سوکھنے لگے تو تو اسے دیکھے کہ اس کا رنگ زرد پڑ گیا ہے۔ پھر وہ ریزہ ریزہ ہو جائے اور دنیا پرستوں کے لئے سخت عذاب ہوگا اور خدا پرستوں کے لئے اللہ کی بخشش اور اسکی خوشنودی ہوگی اور نہیں ہے دنیوی زندگی مگر نرا دھوکا،۔“

(سورہ الحدید آیت ۲۰ پارہ ۲۷)

(۱۵) اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۝

ترجمہ:- ”اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی خدا نہیں پس اللہ پر ہی بھروسہ کرنا

چاہیے ایمان والوں کو،۔“ (سورہ التغابن آیت ۱۳ پارہ ۲۸)

(۱۶) أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا ۝

ترجمہ:- ”اے ایمان والو! اللہ کی جناب میں سچے دل سے توبہ کرو،۔“

(سورہ التحریم آیت ۸ پارہ ۲۸)

(۱۷) وَادْكُرْ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبْتَئِلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ۝

ترجمہ:- ”اور ذکر کیا کرو اپنے رب کے نام کا اور سب سے کٹ کر اسی

کے ہور ہو۔“ (سورہ منزل آیت ۸ پارہ ۲۹)

(۱۸) قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى ۝ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى ۝

ترجمہ:- ”بے شک اس نے فلاح پائی جس نے اپنے آپ کو پاک کیا۔ اور

اپنے رب کے نام کا ذکر کرتا رہا اور نماز پڑھتا رہا،۔“ (سورہ الاعلیٰ آیت ۱۳، ۱۵ پارہ ۳۰)

تصوف کا تاریخی پس منظر:

برادران اسلام آپ یہ تو سمجھ چکے ہیں کہ تصوف ہے کیا۔ اب ایک اور وضاحت آپ کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے۔ کہ تصوف کی ابتداء کہاں سے ہوئی۔

علم تصوف کا نکار صرف وہ لوگ کرتے ہیں۔ جو تھوڑا سا اور وہ بھی صرف ظاہری علم رکھتے ہیں۔ اور اسکی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ لوگ کتاب اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی حدیث پاک سے صرف اتنا لیتے ہیں۔ جس سے شریعت کے مخالفین سے جھگڑے کے وقت دلائل تیار کر سکیں۔ اور بد قسمتی سے ہمارے اس زمانے کے لوگ اس طرف (لڑائی جھگڑے) کچھ زیادہ ہی مائل ہوتے ہیں۔ کیونکہ اس سے لوگوں میں مقبولیت مل جاتی ہے۔ اور پھر مال و زر بھی ہاتھ آ جاتا ہے۔

حضرت شیخ ابوالنصر عبداللہ بن علی السراج الطوسی رحمۃ اللہ علیہ "اللمع" کے اندر ارشاد فرماتے ہیں۔

"آپ کو بہت کم ایسے لوگ ملیں گے جو ہمارے بیان کردہ علم (علم تصوف) کی طرف توجہ رکھتے ہیں۔ کیونکہ یہ علم ایسا ہے۔ جو خاص لوگوں کے حصے میں آتا ہے اس میں کڑواہٹ ہوتی ہے۔ کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ اس کا نام سنتے ہی انسان تھکا ہوا محسوس ہونے لگتا ہے۔ دل کو غمزدہ کرنے والا ہے۔ آنکھوں میں آنسو لاتا ہے۔ بڑے کو چھوٹا اور چھوٹے کو بڑا لردیتا ہے۔ لہذا ایسے علم کے قریب کوئی کیسے جائے گا؟ اس کا مزہ کیسے چکھے گا؟ کیسے اس کے پاس آئے گا۔ جبکہ نفس کے بہلانے کے لئے اس میں کچھ بھی نہیں ہوتا، اس کا دار و مدار ہی نفس مارنے پر ہوتا ہے۔ جس ختم کرنے پر ہوتا ہے۔ اور یہ اپنے ارادوں سے دوری

کا نام ہے۔ اور یہی ایک درجہ ہے جس کی بنا پر علماء اس علم کو چھوڑ چکے ہیں۔ وہ ایسے علوم میں مشغول ہیں۔ جن میں مشقت نہ آئے اور وہ ایسا علم پڑھتے ہیں جس میں آزادی ہو، گنجائش مل سکے اور مسئلہ کو توڑا موڑا جاسکے۔ دراصل نفسانی خواہشات یونہی پوری ہوتی ہیں اور جو لوگ حقوق الہیہ ادا کرنے سے جھاگتے ہیں۔ نفسانی تسکین تلاش کرتے ہیں۔ اور سرکش نفس پر کم سے کم بوجھ ڈالنا چاہتے ہیں وہ لازماً ایسا ہی علم پڑھیں گے۔ حقیقی علم اللہ ہی کے پاس ہے،۔ (اللمعہ صفحہ ۷۴)

عہد نبوت صلی اللہ علیہ وسلم و ذور صحابہ رضی اللہ عنہم:

تصوف کی ابتدا بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی ہو چکی تھی۔ بلکہ حضور نبی رحمت آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارکہ کا مقصد ہی کتاب و حکمت کی تعلیم دینا اور تزکیہ نفس کرنا تھا۔ اور یہ اعمال ہی تصوف کی بنیاد ہیں۔ اگر ہم حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کا تجزیہ کریں تو تصوف کے تمام رنگ نظر آتے ہیں۔

بچپن میں معصومیت، بے فائدہ کھیل کود سے اجتناب، پاکیزہ جوانی میں ایماندار تاجر کی حیثیت سے رزق حلال کا حصول اور طہارت و پاکیزگی کے ساتھ اخلاق حسنہ اور نیک کردار کا بے مثال نمونہ تھا۔ صادق اور امین نبوت سے قبل غار حرا میں گوشہ نشینی، مادی دنیا سے بے نیاز ہو کر کچھ وقت تنہائی میں بیٹھ کر غور و فکر کرنا۔ معرفت الہی، معرفت کائنات اور معرفت نفس انسانی کا حصول، معرفت الہی کے لئے یا تو غار حرا تھی۔ یا شب بھر کی تنہائی یا رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف، کچھ وقت کے لئے دنیا سے کٹ کر خالق کی طرف روحانی عروج، رات کے سناٹوں میں، وقت تہجد کی خاموشی میں، چپکے چپکے اپنے خالق کو یاد کرنا تصوف ہی ہے۔ کفار کی تکلیفوں پر صبر اور توکل کرنا ان کے ظلم کے بدلے دعا دینا، عفو و

درگزر کی انتہا کر دینا، سراپائے رحمت اور پیکر تسلیم رہنا، جیتے جاگتے معاشرے میں رہ کر زہد، قناعت اور فقر کی بلندیوں کو چھو لینا، شدید اور نامساعد حالات میں بھی تبلیغ دین اور ترویج اسلام کے لئے مساعی جمیلہ، کیا یہ سب کچھ تصوف ہی نہیں؟

معلم انسانیت، مکارم اخلاق، منبع جو دو سخا، یاد الہی میں استغراق، خوف الہی میں توبہ و استغفار، دنیا سے زہد و استغناء، فقر میں فخر، مصیبت میں پیکر صبر و رضا اور توکل کی انتہا، زندگی سراپا ایثار و محبت، جہد مسلسل، مجسم صدق و صفا اور جلال و جمال کا حسین امتزاج یہ سب کچھ کیا ہے؟ یہ تصوف کی بنیادیں ہی تو ہیں جن پر دین اسلام کی عظیم الشان عمارت کھڑی ہے۔

اور اسی سنت کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنایا۔ اسی پیغام حق کو لوگوں تک پہنچایا۔ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اہل بیت اطہار صحابہ کبار رضی اللہ عنہم اور اصحاب صفہ کا یہی مسلک تھا۔ سلوک کا یہی راستہ ہے جسے طریقت کا نام دیا گیا ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ایثار، حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا زہد و تقویٰ، حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا صبر و توکل اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کا استغناء اور صبر و رضا کس سے پوشیدہ ہے۔ ان کی زندگیوں میں صوفیانہ رنگ نہیں تو اور کیا ہے؟

دور خلافت میں بھی درویشی ہی نظر آتی ہے۔ صوفیانے بعد میں اسی مسلک کو اپنایا یہ تہذیب مدینہ ہی تھی۔ جس کو اولیاء کرام نے اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا، جو اڑگ یونانی تہذیب و ثقافت کو صوفیاء پر اندھیلتے ہیں یا ایران کے تمدن کے چھاپ لگاتے ہیں۔ کیا وہ ان حقائق کو سامنے نہیں پاتے؟ اسلام ایک دین ہے اس کا اپنا ایک نظام ہے۔ اپنی ایک ثقافت اور کلچر ہے۔ یہ کسی دوسرے مذہب سے کچھ نہیں لیتا بلکہ کچھ دیتا ہے۔ یہ ہماری اپنی کمزوریاں تھیں کہ ہم نے اغیار کو

موقع دیا کہ وہ یونانی، مجوسی، اور ہندووانہ تہذیب و ثقافت کے میلے کچیلے رنگ اسلامی تصوف کے اجلے لباس پر بکھیر دیں۔ اور یہ کہ صوفی کو تارک الدنیا، رہبانیت کا شکار اور جوگی سادھو کے پیکر میں پیش کر کے یہ ثابت کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی کہ صوفی کو شریعت سے کیا مطلب؟ درویش کو بیوی بچوں سے کیا واسطہ؟ اللہ لوک کا آبادی میں کیا کام؟

صوفی کا مافوق الفطرت اور غیر اسلامی سا تصور پیش کر کے تصوف اور اسلامی تہذیب و تمدن کو غلط رنگ دے دیا گیا۔

حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام اور حضرت سیدنا امام حسین سید الشہداء علیہ السلام کا مقام طریقت بہت ارفع و اعلیٰ اور بلند ہے۔ ان میں زہد، توکل، فقر، تسلیم و رضا اور ورع و تقویٰ کی صفات بدرجہ اتم موجود تھیں۔ حضرت امام حسن علیہ السلام نے صرف اس لئے اقتدار حضرت معاویہ کو دے دیا کہ مسلمانوں میں خون ریزی نہ ہو۔ زہد و استغناء کی اس سے بڑھ کر اور مثال کیا ہو سکتی ہے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے کمال صبر و استقامت سے جام شہادت نوش فرمایا۔ اہل بیت اطہار اور صحابہ کی زندگیاں امت کے صلحاء، صوفیاء اور اتقیا کے لئے مشعل راہ ہیں۔ جن میں اصحاب صفہ کا کردار نہایت اہم ہے۔ جو ہمہ وقت معلم انسانیت، رہبر کامل اور ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نور میں حاضر ہو کر دین سیکھا کرتے تھے۔ جہاں شریعت و طریقت اور حقیقت و معرفت کے تمام اصول سمجھائے جاتے تھے۔ ان کی روحانی تربیت ہوتی تھی۔ حکمت سکھائی جاتی تھی۔ انہی اصحاب صفہ کی علمی روحانی اور فکری صلاحتیوں کا ایک زمانہ معترف ہے۔ ان میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت سالم بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ، حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ، حضرت

بلال رضی اللہ عنہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ براء بن مالک رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ حضرت خباب رضی اللہ عنہ زید بن خطاب رضی اللہ عنہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن مکتوم رضی اللہ عنہ اور حضرت حارثہ بن نعمان زیادہ مشہور ہیں۔

ان کے مقام کا اندازہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت سے بخوبی ہو جاتا ہے۔ کہ آپ فرماتے ہیں ایک مرتبہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم اصحاب صفہ کے پاس تشریف فرما ہوئے۔ اس وقت ہمارا ایک ساتھی ہمیں قرآن پڑھ کر سنا رہا تھا۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ حلقہ بنا کر بیٹھ جاؤ۔ ہم نے حلقہ بنایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مودب ہو کر بیٹھ گئے۔ آقائے نامدار حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا۔ تم کیا کر رہے تھے؟ ہم نے عرض کیا۔

”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ شخص ہمیں قرآن پڑھ کر سنا رہا تھا۔ اور ہمارے لئے دعا کر رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے کام میں دوبارہ مصروف ہو جاؤ۔ اللہ کا شکر ہے کہ میری امت میں ایک ایسی جماعت موجود ہے جس کے ساتھ بیٹھنے کا مجھے حکم ہوا ہے۔“

یہ ہیں وہ نفوس قدسیہ جن کے نقش قدم کی پیروی صوفیاء نے کی۔

مدینہ منورہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کوفہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور مصر میں حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص نے اسی تصوف کی درس گاہیں قائم کیں۔ جہاں پر تصوف کے چراغ جلے، اور ان چراغوں سے ہزاروں لاکھوں چراغ روشن ہوئے اور اسلام کی یہ روشنی دنیائے کونے کونے میں صوفیاء کرام نے پہنچائی۔ جس کی ضیاء یا شیوں

سے جہالت و گمراہی کے اندھیرے چھٹ گئے۔

دورتا بعین رضی اللہ عنہ: (۱۷۰ ہجری تک):

تابعین ہی وہ بزرگ ہستیاں ہیں جنہوں نے حضور سید عالم آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم کو ایمان و یقین کی نظروں سے دیکھا، ان سے فیض حاصل کیا اور اس فیض کو آگے پہنچایا، دورتا بعین عہد صحابہ کے بعد شروع ہوتا ہے۔ اول تابعی حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ دور صحابہ میں موجود تھے۔ اور وہ جنگ صفین میں حضرت سیدنا مولیٰ علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کی طرف سے لڑتے ہوئے ۳۷ ہجری میں شہید ہو گئے

دور صحابہ رضی اللہ عنہم کے وقت اسلامی مملکت بہت وسیع ہو چکی تھی۔ اسلام دور دور تک پھیل چکا تھا۔ مفتوحہ علاقوں کی تہذیب و تمدن، مال و دولت کی کثرت اور دنیاوی جاہ و جلال کے عروج نے اسلام کی فطری سادگی اور روحانیت کو بہت متاثر کیا۔ تابعین کی مقدس جماعت نے صحیح اسلامی تشخص کو بیدار کرنے کی مساعی جملیہ فرمائی۔ یہ حضرات اپنے اپنے دور اور علاقے میں زہد و تقویٰ اور فقر و استغناء کا بہترین نمونہ قرار پائے۔ اسلامی و شرعی علوم مثلاً تفسیر حدیث، فقہ اور کلام میں بھی ان کا درجہ بہت بلند تھا۔ ان میں درج ذیل بزرگ ہستیاں ایسی ملتی ہیں جنہوں نے اپنے قول و فعل سے تصوف پر گہرا اثر ڈالا۔

(۱) حضرت سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام

(۲) حضرت اویس رضی اللہ عنہ بن عامر القرنی

(۳) حضرت قاسم رضی اللہ عنہ بن محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ

(۴) حضرت عامر رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ بصری

(۵) حضرت مسروق رضی اللہ عنہ بن عبد الرحمن

(۶) حضرت ہرم رضی اللہ عنہ بن حیان

(۷) حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ

(۸) حضرت مالک بن دینار رضی اللہ عنہ

(۹) حضرت سعید ابن المسیب رضی اللہ عنہ

صاحبان حقیقت و معرفت نے مخلوق خدا کو جو تعلیم دی اس کا خلاصہ یہ تھا۔
 ”دنیا میں رہ کر دنیا سے بے نیاز ہو جانا۔ یاد الہی اور خوف و توکل کو شعار بنانا۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی۔ تزکیہ نفس۔ تصفیہ اخلاق و کردار۔ عمل صالح پر استقامت، آخرت کو دنیا پر ترجیح دینا، دنیا کو دارالعمل جان کر آخرت کے لئے توشہ تیار کرنا۔ ذکر و فکر کرنا، اسلام کی تبلیغ و ترویج کے لئے دن رات کو شان رہنا۔“

دور تبع تابعین (۲۶۰ ہجری تک):

تبع تابعین کا دور اسلامی تصوف میں خاص اہمیت کا حامل ہے۔ اس دور میں تصوف یعنی خالص اسلامی نظام حیات کو بہت فروغ حاصل ہوا۔ تزکیہ نفس، زہد و تقویٰ اور ذکر الہی میں مداومت پیدا کرنے کے لئے صوفیاء کرام نے باقاعدہ تربیت گاہیں قائم کیں۔ جو خانقاہوں کے نام سے مشہور ہوئیں۔ طریقت کے سلاسل قائم ہوئے اور ہر سلسلے نے باقاعدہ ایک تنظیم کے تحت مریدین کی اصلاح شروع کر دی۔ ذکر و فکر کے حلقے قائم ہوئے۔ اصول و ضوابط مقرر کئے گئے اور تصوف کو بہت عروج ملا۔ اگر اس دور کو تاریخ تصوف اسلام کا ”عہد زریں“ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

دور صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد تابعین اور تبع تابعین نے بھی روحانی درس گاہیں اور تربیت گاہیں قائم کیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

مدینہ منورہ میں حضرت سعید رضی اللہ عنہ بن المسیب، حضرت عروہ رضی اللہ عنہ بن زبیر رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر بن عبدالرحمن حارث، حضرت سیدنا امام زین العابدین بن الحسین بن علی المرتضیٰ علیہ السلام حضرت سالم رضی اللہ عنہ بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت نافع رضی اللہ عنہ۔

مکہ مکرمہ میں۔ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ بن جبیر، حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عطا بن ابی رباح رضی اللہ عنہ وغیرہ۔

کوفہ میں۔ حضرت علقمہ بن قیس رضی اللہ عنہ، حضرت مسروق رضی اللہ عنہ اور حضرت اسود بن یزید النخعی رضی اللہ عنہ وغیرہ۔

بصرہ میں۔ حضرت خواجہ بصری رضی اللہ عنہ، حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ وغیرہ۔

شام میں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ، حضرت رجا بن حیوۃ الکندی رضی اللہ عنہ اور مکحول بن ابی مسلم رضی اللہ عنہ وغیرہ۔

مصر میں۔ حضرت ابو الخیر مرشد رضی اللہ عنہ بن عبداللہ، حضرت ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ وغیرہ۔

یمن میں۔ حضرت وہب رضی اللہ عنہ اور حضرت یحییٰ رضی اللہ عنہ بن کثیر وغیرہ۔

ان کے علاوہ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ، حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ، حضرت خواجہ معروف کرخی رضی اللہ عنہ، حضرت خواجہ جنید بغدادی رضی اللہ عنہ، حضرت خواجہ بازید بسطامی رضی اللہ عنہ، حضرت ابراہیم ادھم رضی اللہ عنہ، حضرت ابوبکر شبلی رضی اللہ عنہ، حضرت رابعہ بصری رضی اللہ عنہ، حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ، حضرت حبیب بن عقیل رضی اللہ عنہ،

حضرت بشر بن حارث الحافی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت احمد بن حنبلہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم نے بھی روحانی تربیت کے لئے خانقاہیں قائم کیں۔

تبع تابعین تا گیارہویں صدی ہجری تک:

تبع تابعین کے بعد اولیاء صوفیاء کرام شب و روز کی محنت سے مخلوق خدا کو مقربین بارگاہ الہی بناتے رہے۔ بالخصوص المختصر کہ پانچویں اور چھٹی صدی ہجری میں چند ایسی شخصیات اس کائنات میں جلوہ افروز ہوئیں کہ جن کے علوم کی شہرت چار دانگ عالم میں پھیل گئی۔ انہوں نے ان تمام مبہم اور پیچیدہ نظریات کی تفسیر و تشریح کی جنہیں تصوف میں مختلف راستوں سے منکرات تصوف نے داخل کر کے بہت سی غلط فہمیاں پیدا کر دی تھیں ان میں سرفہرست مخدوم الاولیاء حضرت سیدنا علی بن عثمان ہجویری رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نام شامل ہیں۔

ان کے علاوہ حضرت سیدنا لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ، سلطان الہد خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابو حنص شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ بن عمر بن محمد بن عبداللہ سہروردی، حضرت شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ العالم بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مخدوم علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم۔

یہ اولیاء کرام علم و عمل اور پابندی شرع میں بہت ممتاز تھے۔ تبلیغ و ترویج

اسلام ان کی زندگی کا اولین مقصد تھا۔ ان کے حلقہء ارادت میں بیٹھنے والوں کی تعداد لاکھوں پر مشتمل تھی۔ جنہوں نے اس عمل تصوف کو بعد میں جاری و ساری رکھا۔ انہوں نے ہر دور میں بدعات کو دور کیا اور تصوف پر غیر شرعی اثرات کو اپنی روحانی اور اخلاقی قوتوں سے زائل کیا۔ یہ دور خاص طور پر برصغیر پاک و ہند اور سمرقند بخارا میں تصوف کے عروج کا دور تھا۔ اس دور میں اسلامی تشخص خاص طور پر ہندو مذہب کے مقابلے میں بہت نمایاں ہوا۔ اور اسی دور میں ”سماع“، کا بھی رواج ہوا۔ اور تصوف میں سلسلہ چشت اہل بہشت نے سماع کو اہم مقام دیا۔

گیارہویں صدی ہجری تا حال:

اس دور میں بھی ایسی شخصیات ملتی ہیں جنہوں نے تصوف کی حقیقت کو برقرار رکھا۔ اور اس پر کسی غلط نظریے کو مسلط نہیں ہونے دیا۔ چونکہ یہ دور مادیت اور فرقہ پرستی کا ہے لیکن پھر بھی اولیائے کاملین نے تمام لغویات کا رد فرما کر کلمہ حق جاری رکھا۔ اور تعلیمات تصوف پر خود بھی عمل پیرا رہے اور مخلوق خدا کو بھی اس سے روشناس فرمایا۔ اس دور میں سلسلہ عالیہ قادریہ، نقشبندیہ اور چشتیہ نے بہت ترقی کی۔ ان سلاسل کے صوفیاء عظام نے شب و روز ان تھک محنت کی اور اس پاکیزہ شجر کی آبیاری فرمائی۔ اس دور کے چند مشہور اولیاء اللہ کے ناموں کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ جنہوں نے اپنے قول و فعل سے مخلوق خدا کو معرفت الہی کا راستہ دکھایا۔

حضرت خواجہ محمد معصوم نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت میاں محمد میر قادری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بہاول شیر ملتانوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت باواجی فقیر محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت الحاج الحافظ پیر سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ، محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت

شاہ لاٹانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مخلص الرحمن رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ حسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ، پیر صاحب آف مانکی شریف رحمۃ اللہ علیہ، پیر صاحب آف زکوڑی شریف رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بابو غلام سرور رحمۃ اللہ علیہ، حضرت میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مجدودین و ملت الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سید قلندر علی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ محمد حفیظ اللہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت پیر سید انور حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ صوفی اللہ رکھا شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت پیر محمد کرم شاہ الا زہری رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ موہری شریف وغیرہم۔

ان اولیاء عظام نے ہر حال میں تعلیمات تصوف کو جاری و ساری رکھا اور کٹھن سے کٹھن حالات میں بھی مجاہدہ و ریافت میں مشغول بر معمول رہے۔ اور اسی طرح یہ نظام تصوف دور عہد رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک قائم ہے۔ اور اللہ تعالیٰ قیامت تک اسی طرح قائم رکھے۔ آمین

صوفی کیا ہے:

ابتداء میں ایک قول نقل کیا گیا تھا۔ جس میں حضور داتا صاحب کی عبارت لطیف کو پیش کیا گیا تھا۔ کہ تصوف کی تین قسمیں ہیں۔ پہلی قسم صوفی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ”صوفی وہ ہے جو خود کو فنا کر کے حق کے ساتھ مل جائے او خواہشات نفسانیہ کو مار کر حقیقت سے پیوستہ ہو جائے۔“

(۱) حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ۔

”صوفی وہ ہے جو نفس کی آفتوں اور اسکی برائیوں سے خالی۔ خدا کے نیک راستے پر چلنے والا، حقائق کو گرفت میں لینے والا اور اپنے دل کو مخلوق کے

درمیان غیر متحرک محسوس کرنے والا ہو اور وہ ایک بندہ جس کو اللہ تعالیٰ نے صفائے قلب عطا فرمائی ہو۔ (غنیۃ الطالبین صفحہ ۷۱۸)

(۲) حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

”صوفی وہ ہے کہ جب بولتا ہے تو اس کی زبان حقائق کی ترجمان ہوتی ہے اور جب خاموش ہوتا ہے تو اس کے اعضاء قطع علاق پر زبان حال سے شہادت دیتے رہتے ہیں۔ آپ کا یہ بھی قول ہے کہ صوفیاء وہ ہیں جنہوں نے تمام چیزوں پر خدائے عزوجل کو ترجیح دی۔ اور اس کو پسند کر لیا تو خدائے عزوجل نے بھی تمام چیزوں پر ان کو ترجیح دی اور پسند کر لیا۔“

(مناقب رومی صفحہ ۷ بحوالہ مراۃ الاسرار)

(۳) حضرت ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ صوفی کے بارے میں لکھتے ہیں۔

”کہ صوفی دونوں جہانوں میں اللہ کے سوا کسی کو نہیں دیکھتا۔“

(۴) حضرت ابن ابی سعدان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

”صوفی وہ ہے جو احوال و آثار کی تاثیر و تصوف سے نکل گیا ہو۔“

(۵) حضرت حسین بن منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

”صوفی وحدانی الذات ہوتا ہے نہ اس کو کوئی قبول کرتا ہے۔ اور نہ وہ

کسی کو قبول کرتا ہے۔ اس کے بصر و بصیرت میں اللہ من حیث الظاہر اور اللہ من حیث الباطن بس جاتا ہے۔ وہ غیر اللہ سے منقطع ہو جاتا ہے۔“

(۶) حضرت خواجہ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

”صوفی وہ ہے جو خدا ہی سے تعلق رکھتا ہو، خدا ہی کا تصور کرتا ہو اور خدا

سے محبت کرتا ہو۔“

(۷) حضرت رابعہ بصریہ فرماتی ہیں۔

”صوفی وہ ہے جس کے دل میں خدا کی محبت اس طرح سما جائے کہ کسی دوسرے سے محبت کرنے کی گنجائش ہی نہ رہے۔“

(۸) حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

”صوفی وہ ہے جس میں فقر، زہد اور محبت یہ تین چیزیں پائی جائیں۔“

(۹) حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک اور قول نقل کیا جاتا ہے۔

”صوفی وہ ہے جو اپنی ہستی خدا کی ہستی میں فنا کر دے۔ جس قدر زیادہ فنا فی اللہ ہوتا ہے اسی قدر زیادہ عرفان حاصل کرتا ہے۔“

(۱۰) حضرت شیخ ابوالنصر سراج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

”صوفی وہ ہے جس کے سینے میں عشق الہی کی آگ جلتی رہے۔ اور خدا کے سوا جو کچھ ہے اسے جلا کر خاکستر کر دے۔ نیز صوفی کی پہلی خصوصیت یہ ہے کہ وہ خدا پر نظر رکھتا ہے۔ اور اس کا مقصود و مطلوب تمام تر خدا ہی ہوتا ہے۔ ماسوا اور لایعنی مشاغل سے اسے کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔“

(۱۱) حضرت ابو بکر کتانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

”صوفی وہ ہے جس کے نزدیک اسکی اطاعت بھی گناہ ہو پس استغفار کرتا رہے۔“

(۱۲) حضرت سہیل عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

”صوفی وہ ہے جو کدورت سے صاف ہو اور تفکر سے پر ہو اور قرب حق عزوجل میں بشریت سے منقطع ہو اور اسکی آنکھوں میں خاک اور سونا برابر ہو۔“

(۱۳) حضرت حاجی امداد اللہ مہاجرکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

”صوفی وہ ہے جو سوائے اللہ تعالیٰ کے دنیا اور خلق میں مشغول نہ ہو۔“

(۱۴) حضرت ابوعلی احمد محمد الرود باری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

”صوفی وہ ہے جو صفائے قلب کے ساتھ صوف پوشی اختیار کرتا ہے۔
ہوائے نفسانی کو سختی کا مزہ چکھاتا ہے۔ شرح مصطفوی کو لازم کر لیتا ہے۔ اور دنیا کو
پس پشت ڈال دیتا ہے۔“

(۱۵) میرے پیرو مرشد شیخ الاسلام حضرت خواجہ صوفی اللہ رکھا شاہ قلندر بے
ریا و با صفا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

”صوفی کا اصل مقصود مطلوب صرف رضائے الہی ہے۔ اس کا مرنا جینا،
اٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا گویا کہ ہر قول و فعل اللہ ہی کے لئے ہوتا ہے۔ وہ فنا و بقاء کی
منزلیں عبور کر لیتا ہے۔ اور حق تعالیٰ کے ماسوا سے جدا اور بیگانہ ہو جاتا ہے۔“

قارئین مختشم! صوفی عربی زبان کا لفظ ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں۔
”عربی زبان میں ایسی وسعت ہے کہ اس کا احاطہ نبی کے سوا کسی سے
ممکن نہیں حضرت ابوالنصر سراج فرماتے ہیں کہ ”حضرت حسن بصری کے دور میں
یہ لفظ متعارف ہو چکا تھا۔ آپ، نے کئی صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی تھی۔
آپ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک صوفی دیکھا جو طواف کر رہا تھا میں نے اسے
کوئی چیز دینا چاہی لیکن اس نے لینے سے انکار کر دیا اور یہ کہا کہ میرے پاس
چار دانگ موجود ہیں زیادہ کی ضرورت نہیں۔“

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

”اگر ابوہاشم صوفی سے میری ملاقات نہ ہوتی تو مجھے ”ریا،“ کی حقیقت
کا پتہ نہ چلتا۔“ (اللمع، صفحہ ۸۲)

حضرت امام قشیری اور حضرت عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق یوں ہے۔
”ابوہاشم صوفی سے پہلے بھی بہت سے بزرگان دین تھے جو زہد، ورع،
توکل محبت اور دوسرے معاملات دین میں ایک خاص مقام حاصل کر چکے تھے۔“

لیکن پہلے شخص جو ”صوفی“ کے لقب سے مشہور ہوئے وہی تھے۔ ان سے قبل اور کوئی شخص اس نام سے یاد نہیں کیا گیا، (رسالہ قشیریہ وفتحات الانس) حضرت محمد بن اسحاق بن یسار اور دیگر حضرات کی طرف سے ایک واقعہ یوں ملتا ہے۔

”کہ دور اسلام سے قبل ایک مرتبہ مکہ شریف کو خالی کر دیا گیا تھا۔ خانہ کعبہ کا طواف کرنے والا ایک شخص بھی موجود نہ تھا۔ اس دوران دور کہیں سے ایک صوفی آیا کرتا۔ وہ طواف کرتا اور واپس چلا جاتا“۔ (اللمع صفحہ ۸۲) حضرت ابو الحسن علی بن عثمان ہجویری اپنی شہرہ آفاق تصنیف کشف المحجوب میں یوں رقمطراز ہیں۔

”اہل علم حضرات نے اس اسم کی تحقیق میں بہت کچھ کہا اور کتابیں تصنیف فرمائی۔ ان میں سے ایک جماعت کہتی ہے۔ کہ صوفی کو اس لئے صوفی کہا جاتا ہے۔ کہ وہ ”صوف“ کا لباس پہنتے ہیں۔ اور بعض یہ کہتے ہیں کہ وہ اول صف میں ہوتے ہیں۔ ایک جماعت یہ کہتی ہے۔ کہ یہ اصحاب صفہ کی نیابت کرتے ہیں۔ بعض نے یہ کہا کہ یہ نام صفا سے ماخوذ ہے۔ غرضیکہ ہر وجہ تسمیہ میں طریقت کے کثرت لطائف ہیں لیکن اگر لغوی معنی اعتبار کیا جائے تو معنی بعید از مفہوم ہو جاتا ہے۔ چونکہ ہر حالت میں ظاہر و باطن کی صفائی محمود و پسندیدہ ہے۔ اور اس کی ضد کدورت سے اجتناب کرنا مقصود ہے۔ جیسا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ ”ذَهَبَ صَفْوَةُ الدُّنْيَا وَبَقِيَ كَدْرُهَا“ (دنیا کی پاکیزگی جاتی رہی اور اسکی کدورت باقی رہ گئی) گویا صوفی میں لطیف و پاکیزہ چیزوں کے نام سے اسکی صفائی مراد ہے۔ چونکہ صوفیاء کرام اپنے اخلاق و معاملات کو مہذب و پاکیزہ بنا کر طبعی آفتوں سے نفرت کرتے ہیں۔ اس بنا پر انہیں صوفی کہا جاتا ہے۔“

پھر آپ فرماتے ہیں۔

مَنْ صَفَا الْحُبَّ فَهُوَ صَافٍ وَمَنْ صَفَا الْحَبِيبَ فَهُوَ صُوفِيٌّ۔

جس کی محبت پاک و صاف ہے وہ صافی ہے اور جو دوست میں مستغرق

ہو کر اس کے غیر سے بری ہو وہ صوفی ہے۔

لہذا باعتبار لغت اس کے معانی مشتقات کسی چیز کے ساتھ صحیح نہیں بنتے

کیونکہ اس لفظ کے یہ معنی لغوی تعریف سے بہت بلند و ارفع ہیں۔ اس کے معنی کی

کوئی جنس نہیں ہے۔ جس سے اس کو ماخوذ قرار دیا جائے۔ اس لیے کہ کسی چیز

سے ماخوذ و مشتق ہونا جنسیت کا متقاضی ہوتا ہے۔ اور جس میں کدورت ہو وہ

صاف و شفاف کی ضد ہوتی ہے۔ اور کسی چیز کو ضد سے مشتق نہیں کرتے۔ لہذا

عرفاء کے نزدیک یہ معنی اظہر من الشمس ہیں اس کے لئے نہ کسی تعبیر کی ضرورت

ہے نہ کسی اشارہ کی۔

لِأَنَّ الصُّوفِيَّ مَمْنُوعٌ عَنِ الْعِبَارَةِ وَالْإِشَارَةِ ○

اس لئے کہ صوفی کے معنی کے لئے عبارت و اشارہ کی ممانعت ہے۔

(کشف المحجوب)

ایک تحقیق یہ ہے کہ صوفی کا لفظ ”صفہ“ سے مشتق ہے۔ اہل صفہ وہ

نفوس قدسیہ تھے۔ جو عہد رسالت میں مسجد نبوی شریف کے صفہ پر دن

رات اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قربت میں رہتے

تھے۔ ان کی تعداد مختلف اوقات میں ستر سے چار سو تک بتائی گئی ہے۔ یہ لوگ

توکل علی اللہ کی حقیقی تصویر تھے۔ اور قناعت کے پیکر تھے۔ غربت کی حالت میں

دنیا کی آسائشوں کو چھوڑ کر رجوع الی اللہ کئے ہوئے رضائے الہی پر مطمئن اور

مسرور نظر آتے تھے۔ جب صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں چہرہ انور کی زیارت کرتے تو

سب بھوک پیاس دور ہو جاتی۔ ان کا اصول حیات صرف یہ تھا ”کہ مرضی مولیٰ ازہمہ اولیٰ“، ان کی صفتوں کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بھی بیان فرمایا ہے۔

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ ۝

”اور ان لوگوں کو مت نکالو جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ اور اسکی خوشنودی چاہتے ہیں۔“

زہد و تقویٰ ان کا خاص وصف تھا اور متاع دنیا سے بالکل بے نیاز ہو کر صرف ذکر الہی میں مشغول رہتے تھے۔ معلم انسانیت تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے کتاب و حکمت کی تعلیم حاصل کرتے۔ جہاد میں حصہ لیتے اور بعض اوقات انہیں مدینہ منورہ سے باہر تبلیغ دین کے لئے بھیجا جاتا تھا۔ ان میں بہترین مبلغ اسلام بھی تھے۔

قارئین محترم! بندہ ناچیز نے آپ کی خدمت میں بے شمار حوالہ جات مستند و معتبر صحت کے ساتھ پیش کئے ہیں۔ جن سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ صوفی تمام صفات حسنہ کا مظہر ہوتا ہے۔ اور جس شخص میں قرآن و سنت کے مطابق جامع صفات پائی جائیں اسے صوفی کہا جائے گا۔

یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں قرآن مجید میں رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۝

”اور اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے ايمان کرنے والوں کے ساتھ“۔

إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ ۝

”بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت محسنین کے قریب ہے“۔

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ ۝

”بے شک اللہ تعالیٰ ایمان والوں سے راضی ہو گیا“۔



رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝

اللہ ان پر راضی ہو اور وہ اللہ پر راضی ہوئے یہی بہت بڑی کامیابی ہے
اب ہم متعلقات تصوف اگلی فصلوں میں بیان کریں گے یہ مضمون بھی
طوالت کے ڈر کے باعث مختصر کر کے پیش کیا گیا ہے تاکہ ضروری بحث یاران
طریقت کو صحیح طریقے سے ذہن نشین ہو جائے۔ اور عمل کا باعث بنے۔

تکمیل سلوک و تصوف

شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت:

سلوک و تصوف کی تکمیل ان چار مقامات کے مکمل کرنے میں ہے۔ حضور داتا گنج بخش اپنی کتاب کشف المحجوب میں لکھتے ہیں۔
 ”منکر ان طریقت سے پوچھو کہ انکار تصوف سے ان کی کیا مراد ہے؟ اگر صرف اسم تصوف کے نام سے انکار ہے تو خیر اور اگر معنی سے انکار ہے تو اس کا مطلب مکمل شریعت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام اخلاق حسنہ کا انکار ہے۔“
 گلزار سروری میں ان مقامات کی چار وجوہات بیان کی گئی ہیں۔

پہلی وجہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِيعَةٌ أَوْ أَلِيٌّ وَطَرِيقَةٌ أَوْ أَلِيٌّ وَحَقِيقَةٌ أَوْ أَلِيٌّ وَمَعْرِفَةٌ أَوْ أَلِيٌّ۔

ترجمہ:- ”حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شریعت میری گفتگو ہے اور طریقت میرا کردار ہے اور حقیقت میرا حال ہے اور معرفت میرے بھید کا مشاہدہ ہے۔“

دوسری وجہ:

شریعت ہمو شیر است و طریقت ہمو جھڑات است و حقیقت ہمو مسکہ است و معرفت ہمو روغن خالص است۔

ترجمہ:- ”شریعت دودھ کی مانند ہے۔ اور طریقت دہی کی مانند ہے اور حقیقت مکھن کی مانند ہے۔ اور معرفت خالص گھی کی مانند ہے۔“

تیسری وجہ:

شریعت ہنجو درخت است و طریقت ہنجو شاخ است و حقیقت ہنجو برگ است و معرفت ہنجو میوہ است۔

ترجمہ:- ”شریعت ایک درخت کی طرح ہے۔ اور طریقت شاخ کی طرح ہے۔ اور حقیقت پتوں کی طرح ہے۔ اور معرفت پھل کی طرح ہے۔“

چوتھی وجہ:

شریعت ہنجو پوست است و طریقت ہنجو گوشت است و حقیقت ہنجو استخوان است و معرفت ہنجو مغز است اگر پوست بنودے ہر سہ ہا از کجا پیدا شدہ ترجمہ:- ”شریعت کھال کی مانند ہے اور طریقت گوشت کی مانند ہے۔ اور حقیقت ہڈیوں کی مانند ہے۔ اور معرفت مغز کی مانند ہے۔ اگر کھال نہ ہوتی تو باقی تین کہاں پیدا ہوتیں۔“

اس سے ثابت ہوا کہ ان چاروں مقامات کا آپس میں گہرا ربط ہے۔ کہ کوئی ایک بھی دوسرے کے بغیر مکمل و کامل نہیں۔ اور شریعت باقی تینوں نامکمل ہیں۔ یعنی صوفی کو پہلے شریعت سے پھر مقام طریقت۔ پھر مقام حقیقت سے گزرنا پڑتا ہے تب جا کر مقام معرفت نصیب ہوتا ہے۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”معرفت وہ علم ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے لطائف انوار سے دلوں میں ودیعت کرے،“ یہ دراصل اپنی ہی پہچان ہے۔

”مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ“

جس نے اپنے آپ کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا۔

حضرت سیدنا مولیٰ علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم سے معرفت

الہی کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا۔

”میں نے اللہ کو اللہ سے پہچانا اور جو ما سوا اللہ تھا اسے اللہ کے نور سے دیکھا۔“

معرفت درحقیقت اللہ تعالیٰ کی پہچان ہے۔ جب صوفی پر حقائق منکشف ہوتے ہیں اور وہ حق الیقین کی منزل پر پہنچ جاتا ہے تو اسے عرفان کی نعمت حاصل ہوتی ہے۔

جیسا کہ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

أَمَّنُ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَى نُورٍ مِنْ رَبِّهِ ۝

”جس کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لئے کھول دیا وہ اپنے رب کی طرف سے ایک نور پر ہوتا ہے۔“

تذکرہ قادر یہ میں ان چاروں مقامات کی دس دس شاخیں (مقام) بیان کی گئیں ہیں جو میں یہاں پیش کرنا موثر ترین سمجھتا ہوں۔

پہلا مقام: اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں، کتابوں، پیغمبروں، روز جزا و سزا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیکی بدی کا اندازہ ہونے پر ایمان لانے اور مرنے کے بعد جی اٹھنے پر یقین لانا اور برحق سمجھنا ہے۔

دوسرا مقام: نماز پنجگانہ فرض جاننا اور پانچوں نمازوں کی بروقت ادائیگی خصوصاً نماز وسطی یعنی نماز عصر کی حفاظت کرنا ہے۔

تیسرا مقام: زکوٰۃ جس کا ادا کرنا اہل نصاب پر واجب ہے۔

چوتھا مقام: روزہ جس کو اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ پر فرض کیا ہے۔

پانچواں مقام: حج بیت اللہ شریف بشرط استطاعت عمر میں ایک بار۔

چھٹا مقام: اپنی کوشش سے رزق حلال حاصل کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ حلال کمائی

میں برکت عطا کرتا ہے۔ اور اس کے مالک کی دعا قبول ہونے کی امید ہوتی ہے۔

ساتواں مقام: حرام سے پرہیز کرنا، کیونکہ حرام دل کو سیاہ کر دیتا ہے۔ اور پتھر کی طرح سخت کرتا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت اور سیاہ کرتا ہے۔

آٹھواں مقام: شریعت کے زیر فرمان ادخال۔ وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات کی متابعت اور اس کے ممنوعات سے پرہیز اور حلال خدا کو حلال اور حرام خدا کو حرام جاننا ہے۔

نواں مقام: تلاوت قرآن مجید اور اس کو صحیح جاننا اور اس کے تمام احکام پر بصدق دل عمل کرنا ہے۔

دسواں مقام: نیک کاموں کا حکم اور برے کاموں سے ممانعت یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تعمیل کرنا ہے۔

۲۔ طریقت:

پہلا مقام: توبہ ہر بالغ و عاقل مسلمان پر فرض ہے کہ اپنے گناہ مالک حقیقی سے ہمیشہ بخشواتا رہے۔

دوسرا مقام: حسن خلق، یعنی نیک عادات، اس میں تمام نیک عادات قابل تعریف اور ہر اچھا کام قابل مدح شامل ہیں کیونکہ حسن خلق ہر نیک کام کو زیادہ کرتا ہے۔

تیسرا مقام: مجاہدہ تقویٰ، پرہیزگاری اور اطاعت خدا اور اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ پس جس کسی نے کوشش کی راہ حق پالیا اور جس نے نہ کی بے مشاہدہ رہا۔

چوتھا مقام: خوف ورجاء یہ کہ خوف و امید میں وابستہ رہے یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہوئے اور اس کے عذاب سے بے خوف نہ ہو جائے۔

پانچواں مقام: ترک شہوات یعنی خواہشات نفسانی سے باز رہنا اور نفسانی لذات کی پیروی نہ کرنا۔ کیونکہ خواہشات ذل کو سخت اور سیاہ کر دیتی ہے۔

چھٹا مقام: شبہات سے پرہیز، یہ کہ ان چیزوں سے جن میں شک و شبہ پایا جائے یا حرام، حلال اور مکروہ کی تمیز نہ ہو سکے۔ یا شک و شبہ کا ان میں امکان یا گمان ہو سخت پرہیز کرے۔

ساتواں مقام: تضرع الی اللہ بارگاہ الہی میں زاری اور زاری یہ ہے کہ اس کے حضور میں گریہ و زاری توبہ کرنے اور مغفرت مانگنے کے لئے ہو جو نہایت خلوص قلبی، عاجزی و انکساری اور حضور دل کے ساتھ اور شر شیطان سے محفوظ اور مامون رہنے کے لئے ہو۔

آٹھواں مقام: رضائے مرشد یعنی ہر امر میں رضائے مرشد، یہ خوشنودی مرشد اس کی محبت اور نصیحت اور اس کے قول اور فرمان کی تکمیل، فرمانبرداری بدوں کسی قیاس و وہم کے بجالانے سے حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ مرشد اور استاد کے حضور میں مرید ایسا ہونا چاہئے جیسے کہ مردہ غسل کے ہاتھ میں تاکہ جس طرف اس کو چاہے پھیرتا رہے۔

نواں مقام: سماع الوعظ یہ کہ مجالس میں جانا متوجہ ہونا پسند و نصیحت کا سننا اور ان کا قبول کرنا اور ان پر عمل پیرا ہونا ہے۔ حتیٰ کہ ناصح کی نصیحت سننے سے شرم نہ کرے اور جب دوسروں کو خود وعظ و نصیحت کرے تو نہایت آرام، نرمی اور خوش اخلاقی سے گفتگو کرے۔

دسواں مقام: ترک ماسوا اللہ یعنی ماسوائے اللہ سے ترک اور مخلوقات سے علیحدگی کیونکہ غیر اللہ کے میل جول سے اللہ تبارک و تعالیٰ کی نزدیکی اور قرب میں سخت ترین حجاب واقع ہوتا ہے۔

نظم شریعت و حقیقت:

سنو دو ہی لفظوں میں مجھ سے راز
 شریعت وضو ہے، طریقت نماز
 طریقت، شریعت کی تعمیل ہے
 طریقت، عبادت کی تکمیل ہے
 شریعت بحکم و طریقت بدل
 کہ معنی سے کردے تجھے متصل
 شریعت میں آثار راہ خدا
 طریقت میں رفتار راہ خدا
 طریقت شریعت سے ہے صف بہ صف
 وہ ہے موج دریا یہ دریا میں کف
 شریعت سے ہے ظلمت کفر دور
 طریقت میں فطرت کا ظاہر ہے نور
 شریعت کرے گی بصیرت کو صاف
 طریقت میں حسب مذاق انکشاف
 شریعت تو اک عام قانون ہے
 طریقت کا اک خاص مضمون ہے

شریعت میں لازم اطاعت ہوئی
طریقت میں شرط ارادت ہوئی

شریعت تو ہے دیدہ نور ہیں
طریقت بنی روح کی دور ہیں

شریعت ہے اک شمع محفل فروز
طریقت ہے اک شعلہ وہم سوز

شریعت ہے مہر سپہر ہدی
طریقت کا رخ سوئے حب خدا

شریعت ہے جان اور طریقت نشاط
شریعت ہے منزل طریقت رباط

شریعت غذا ہے طریقت دوا
شریعت چمن ہے طریقت ہوا

شریعت عبادت ہے اللہ کی
طریقت محبت ہے اللہ کی

شریعت کی خدمت کاسب سے لگاؤ
طریقت کی لذت پہ من یشاء

شریعت میں ہے نار و جنت کا رنگ
طریقت میں ہے وصل و فرقت کا رنگ

شریعت کتابوں کی ہے متحمل
طریقت میں ہے درس الواح دل

شریعت طریقت میں نہ تو الجھ
وہ قرآن ہے اور یہ اسکی سمجھ
طریقت بجز خدمت خلق نیست
بہ تسبیح و سجادہ دلق نیست

شریعت میں دین اور ایمان ہے
طریقت میں تسکین اور ایقان ہے

عبادت سے عزت شریعت میں ہے
عبادت کی لذت طریقت میں ہے

شریعت میں تائید ضبط نفوس
طریقت میں ذوق عمل باخلوص

طریقت قدم ہے شریعت ہے راہ
شریعت زبان ہے طریقت نگاہ

شریعت در محفل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
طریقت عروج دل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

شریعت میں ہے قیل وقال حبیب صلی اللہ علیہ وسلم
طریقت میں محو جمال حبیب صلی اللہ علیہ وسلم

شریعت میں ارشاد عہد الست
طریقت میں ہے یاد عہد الست

شریعت شکر ہے۔ طریقت زبان
کہ معنی کی لذت چکھے تیری جاں

۳۔ حقیقت:

پہلا مقام: تواضع، فروتنی، عاجزی و انکساری، عدم اظہار، طاقت جسمانی و روحانی۔

دوسرا مقام: یہ کہ تیری دانست میں بلحاظ مساوات بہتر فرقوں میں سے کسی ایک فرقہ یا فرد کو حقیر نہ سمجھے نہ ان میں فرق نکالے مگر صرف ان کی گمراہی کے باعث کیونکہ یہ تمام فرقے سوائے فرقہ اہل سنت و الجماعت کے گمراہ ہیں پس ایسا سمجھنے والے اللہ تعالیٰ کے حضور میں مقرب ہیں۔

تیسرا مقام: خورد و نوش جو کچھ بھی از قسم طعام تھوڑا یا بہت جس قسم کا بھی ہو سامنے آوے کھا لیوے، اور نئے لذیذ کھانے کا منتظر نہ رہے پہلے ہی آمدہ طعام پر قناعت کرے۔

چوتھا مقام: یہ کہ راہ حق پانے کے لئے ہمیشہ کوشاں رہے اور مخلوق خدا میں سے کسی کو تکلیف نہ دیوے بلکہ ان کی تکالیف کو رفع کرنے کی دل و جان سے کوشش کرے۔

پانچواں مقام: یہ کہ اس کے دل میں بغض و کینہ نہ ہو۔ بلکہ جو شخص اس سے بدی کرے اس سے نیکی سے پیش آئے۔ اور جن سے کسی وجہ سے تعلقات منقطع ہوں ان سے جوڑنے کی حتی الامکان کوشش کرے بلکہ ان سے معاوضہ خواہاں بھی نہ ہو جنہوں نے اس پر ظلم کیا ہو۔

چھٹا مقام: یہ کہ مسکینوں اور درویشوں اور غریبوں پر سختی نہ کرے۔ بلکہ ان پر نہایت مہربانی اور شفقت کی نظر رکھے۔ اور جہاں تک ممکن ہو سکے

نیکی اور خوش خلقی خندہ پیشانی سے پیش آوے۔

ساتواں مقام: یہ کہ راہ حق میں اس کا ہر قول و فعل ہر عمل و عبادت محض خوشنودی ذات الہی کے لئے مخصوص ہونہ کہ ریا اور نمائش خلق کے لئے۔

آٹھواں مقام: یہ کہ اپنے راز قلبی کو مخلوق سے پوشیدہ رکھے۔ بلکہ مخلوق خدا سے کسی کا بھید ظاہر نہ کرے۔ خواہ وہ کسی قسم کا ہو۔ بلکہ جب گناہ کرتا دیکھ بھی لے تو پردہ پوشی کرے۔

نواں مقام: یہ کہ مناجات الہی میں ہمیشہ مشغول رہے اور دنیاوی کاموں میں سے کسی ایک مدعا کو مناجات میں شامل نہ کرے۔ بجز اس صورت جہاں دینی امور میں سہولت اور آسانی کے لئے سخت ترین دنیاوی ضرورت ہو۔

دسواں مقام: جن چیزوں کی طرف نظر کرے ان سے نصیحت اور سبق حاصل کرے۔ نیز نفس کی بہتری کے لئے علم نافع کو حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ **الْعِلْمُ زُهْدٌ** **وَأَدَبُ الْمُرِيدِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ زُهْدِهِ** یعنی علم ایک زہد عبادت ہے اور مرید کے لئے ادب اس سے بہتر ہے۔ جس میں اس کے لئے اس زہد میں برکتیں ہی برکتیں ہیں۔

۴۔ معرفت:

پہلا مقام: ملحوظ آداب یعنی طریقہ ادب پر استوار رہنا۔ کیونکہ جو شخص ماقبل دانا اور باادب ہوگا وہ بالضرور آداب شریعت میں مؤدب ہوگا۔ اور ہمیشہ ان آداب کا محافظ اور نگہدار ہوگا۔

دوسرا مقام: یہ کہ ظلم و ستم تنگی اور تکلیف کا متحمل ہو جو کوئی اس کو تکلیف پہنچائیں ان سے کینہ نہ رکھے۔ بلکہ ان کو تکلیف پہنچے تو دور کرنے والا درگزر کرنے والا اور بخشنے والا ہو۔

تیسرا مقام: یہ کہ بروں کی آگ کے شراروں سے بچنے والا ہو نیکوں کی مجلس اختیار کرے فتنہ اور فساد ظاہری سے دور رہے۔

چوتھا مقام: خدمت مرشد۔ یہ کہ خدمت مرشد صاف دلی اور اخلاص پر مبنی ہو اور جوان کی خدمت عالیہ میں قیام پذیر ہوں ان کو نیک نصیحت کرے اور ان کے ساتھ ظاہراً سچی دوستی رکھے۔

پانچواں مقام: یہ کہ اللہ کی عبادت سے ایک دم بھی غافل نہ ہو اور ہر چیز میں اس کا جلوہ دیکھے۔ پس حق عبادت یہ ہے کہ یہ جانے کہ میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں۔ اگر خود نہ دیکھ سکے تو یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے۔

چھٹا مقام: یہ کہ حسب استطاعت سخی ہو اور اپنے آپ کو دوسروں پر فوقیت نہ دے۔

ساتواں مقام: بردباری بمقابلہ قہر و ستم، یہ کہ کسی کام میں جلدی سے کام نہ لے بلکہ نہایت غور و خوض کے بعد متحمل مزاجی سے کام لے۔

آٹھواں مقام: یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے دل کے زنگ و سیاہی کو دور کر کے منور کرے چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد عالی شان ہے۔

”یعنی کہ انسانوں کے دل اس طرح سیاہ اور زنگ آلود ہو جاتے ہیں۔ جس طرح لوہا زنگار سے پس ذکر الہی سے ان کو صاف کرو،“۔

نواں مقام: یہ کہ ہر طرح کی عبادتوں اور بندگیوں سے اللہ تعالیٰ کے حضور کے

نزدیک جاگزین ہو۔

دسواں مقام: یہ کہ اپنے آپ کو تمام انسانوں سے ذلیل و خوار اور بدترین خیال کرے اور دوسروں کو اپنے آپ سے بہت بلند اور بہتر جانے اور اپنے نفس کو کسی سے کسی حالت میں افضل نہ سمجھے۔

ذَالِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝

پس جان لینا چاہیے کہ تصوف کا مقصود فقط اللہ رب العزت ہے اسکی رضا اور محبت ہے۔ جن لوگوں نے اسکی قدر کی وہ دونوں جہانوں میں کامیاب ہو گئے اور جنہوں نے اس کو نہ سمجھا نہ قدر پہچانی وہ خود بھی محروم رہے اور دوسروں کو بھی محروم رکھا۔

دوستو! پس نجات، فلاح اور کامیاب و کامرانی اسی کے لئے ہے جو شریعت کے اصول و ضوابط پر عمل کرتا ہو امرشد کامل کی راہنمائی میں طریقت کے سیدھے راستے پر چلے اور اللہ تعالیٰ کے اسرار و موز اور حقائق کا بالیقین مشاہدہ کرنے کے بعد معرفت الہی کرے کہ یہی مقام رضا ہے۔

آقائے نامدار احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جس کو حضور داتا گنج بخش نے کشف المحجوب میں تحریر فرمایا ہے۔

مَنْ سَمِعَ صَوْتَ أَهْلِ التَّصَوُّفِ فَلَا يُؤْمِنُ عَلَيَّ دُعَائِهِمْ كُتِبَ
عِنْدَ اللَّهِ مِنَ الْغَافِلِينَ ۝

ترجمہ:- ”جو صوفیا کی آواز سنے اور ان کی دعا پر آمین نہ کہے تو وہ اللہ

کے نزدیک غافلوں میں شمار ہوگا۔“

دوستو! راہِ سلوک و تصوف سراسر ادب ہے جس نے آداب کی پابندی کو

لمحوظ خاطر رکھا اور خود پر لازم رکھا وہ مردان خدا کے درجہ پر فائز ہو جائے گا اللہ تعالیٰ ہم سب کو تصوف پہ قائم رہ کر اپنی زندگیوں کو بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

اللَّهُمَّ اَتِ نَفْسِي تَقْوَاهَا وَزَكَّاهَا اَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا اَنْتَ وَلِيُّهَا

وَمَوْلَاهَا ○

ترجمہ:- ”الہی میرے نفس کو اس کا تقویٰ عطا کر اس کو پاک کر تو بہترین پاک کرنے والا ہے تو ہی اس کا مالک اور مددگار ہے۔“

فصل دوم

ولایت و محبوبیت:

برادران اسلام! بندۂ عاجز و عاصی اس فصل میں یہ واضح کرنا چاہتا ہے کہ ولایت و محبوبیت کیا ہے۔ کوئی مردِ کامل کس طرح اس مقام پر فائز ہوتا ہے۔ اور پھر اس کو کس طرح خلق میں محبوب و مکرم بنا دیا جاتا ہے۔ اور پھر اس کو کیا کیا مقامات عطا کر دیئے جاتے ہیں۔ اور بالخصوص ایک ولی کامل میں کن کن صفات کا ہونا لازم ہے۔ یہ ایک ایسا عنوان ہے جو کہ ہمارے آج کے مادیت و پرفتن دور میں بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اور اس کے متعلق ہر کسی کا جاننا اور پھر علم حاصل کرنے کے بعد ماننا بہت ضروری ہے۔ لفظ ”ولایت و محبوبیت“، بڑی جاذبیت کا حامل ہے۔ یہ ایک روحانی لفظ ہے۔ اور یہ لفظ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بار بار دہرایا ہے۔ اور پھر اس کو احادیث میں شامل ہونے کا بھی اعزاز حاصل ہے تمام تصوف کو جاننے بلکہ تصوف میں ابتدائی لفظ ہے۔ اس لئے میں نے بھی اسی لفظ کو اپنے مضمون کا عنوان بنایا ہے۔

قارئینِ مختشم! قرآن و حدیث کے مطالعہ سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے۔ کہ حق و باطل، ایمان و کفر، نور و ظلمت، توحید و شرک، نیکی و بدی اور اعمالِ صالحہ و اعمالِ سیئہ کے اختلاف کے لحاظ سے دو متضاد و مخالف سروہ اس دنیا میں ہمیشہ سے چلے آئے ہیں۔ اور قیامت تک رہیں گے۔ اور جب بھی کبھی اس خطۂ ارضی پر حق و باطل کی جنگ نیکی و بدی کی لڑائی اور نور و ظلمت کا تصادم ہوتا ہے تو انہی دو جماعتوں کی قطاریں لشکروں کی صورت میں ایک

دوسرے کے مقابلے میں صف آراء ہوتی ہیں۔ اور قرآن پاک میں ان دو گروہوں کا ذکر مختلف ناموں سے کیا گیا ہے۔

قرآن پاک میں کئی مقامات پر ایک ایسی جماعت کا ذکر کیا گیا ہے کہ جس کے دلوں میں نورِ معرفت! سینوں میں محبت خدا اور عشق مصطفیٰ ﷺ اور آنکھوں میں شرابِ وحدت کی مستی ہوتی ہے اور وہ اپنی تمام قونوں کو حق و صداقت اور رشد و ہدایت کے لئے ہر وقت و ہر حالت میں مستعد رکھتی ہے۔ اور وہ جماعت ہمیشہ احکامِ الہی اور شریعت مصطفیٰ ﷺ کی پابند رہتی ہے۔ اور وہ دنیا کے ہر رشتے سے منہ موڑ کر صرف خدا اور رسول ﷺ سے محبت کرتی ہے۔ اور اسی مقدس جماعت کو اللہ تعالیٰ نے اپنا دوست بنا لیا ہے۔ اور اسی نورانی و روحانی جماعت کو خداوند کریم نے اولیاء اللہ کے پیارے لقب سے پکارا ہے۔ اور پھر اسی مقدس جماعت کو کبھی صالحین کا خطاب دیا جاتا ہے۔ اور کبھی متقین کا کبھی عباد الرحمن کبھی حزب اللہ اور کبھی اصحاب الیمین کہہ کر مخاطب کیا جاتا ہے۔

اور یہی وہ جماعت اولیاء ہے جس کا ایک ایک فرد اپنے اپنے مقام پر بیٹھا مخلوق خدا کو اپنے ظاہری و باطنی فیوض و برکات سے مستفیض کرتا رہتا ہے۔ تشنگانِ راہِ حقیقت و معرفت کو اپنے چشمہٴ روحانیت سے پیالے بھر بھر کر پلاتا رہتا ہے۔

بندگانِ خدا کو ضلالت و گمراہی کے اندھیروں سے نکال کر راہِ مستقیمِ رشد و ہدایت دکھاتا رہتا ہے۔ اور ذکرِ الہی یا خداوندی اور عشقِ مصطفیٰ ﷺ سے بیگانے انسانوں کے دلوں میں اپنے جذبِ مستی اور اللہ ھو کی ضربِ قلندری سے محبتِ الہیہ اور عشقِ رسول کی ایک ایسی شمع روشن کر دیتا ہے۔ جو کبھی نہیں بجھتی۔ اور اس کے برعکس ایک دوسری جماعت کا ذکر آتا ہے۔ جو بندگانِ خدا

کو گمراہ کرتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کی خلاف ورزی اور ہر نیکی سے عداوت رکھتی ہے۔ اسی جماعت کو قرآن مجید میں اولیاء الشیطان سے تعبیر کیا گیا ہے۔ کبھی اصحاب النار کبھی حزب الشیطان کبھی فاسقوں اور کبھی اصحاب الشمال کا ذلت آمیز لقب دیا گیا ہے۔

۲ جکل چونکہ اکثریت سے مکار و دغا باز لوگ ولایت کے مدعی ہو کر سادہ لوح انسانوں کے ایمانوں پر ڈاکہ ڈالتے پھرتے ہیں۔ اور عوام میں دینی تعلیم نہ ہونے کی وجہ سے اس قدر صلاحیت نہیں ہوتی کہ وہ اس قابل ہوں اور یہ دریافت کر سکیں کہ کون ان کی روحانی تشنگی کی تسکین کر سکتا ہے۔ اور وہہ کے اپنی راہنمائی کیلئے شیخ و ولی کامل کہہ سکتے ہیں۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ عوام کی واقفیت کے لئے ولایت کے چند آثار و خواص بیان کر دیئے جائیں جن کے مطالعہ سے یہ پتہ چل جائے کہ حقیقتاً یہ آثار و خواص کسی غیر ولی کا حصہ نہیں ہو سکتے۔ اور نہ ہی وہ کسی غیر ولی کی ذات میں جمع ہو سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اولیاء اللہ کے مقامات کو سمجھنے اور سمجھ کر ماننے اور ان کے ساتھ عقیدت و وابستگی میں مستعد رکھے۔

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”ولی وہ ہے جس میں محبت الہی کی علامات پائی جائیں اور وہ اخلاق و اعمال میں متابعت سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کار بند ہو۔“ (الفقر و فخری صفحہ ۳۴)

حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”اگر تم کسی درویش کو ہوا میں پرواز کرتا ہوا دیکھو تو اس کی اس کرامت سے دھوکہ نہ کھاؤ جب تک تم یہ نہ دیکھ لو کہ وہ حال و قال، حفظ حدود اللہ اور امر و نواہی میں کیسا ہے۔ اگر شریعت و سنت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا پابند پاؤ تو اس کی ولایت

کا یقین کرو ورنہ اس کے برعکس سمجھو۔ (الفقر و فخری صفحہ ۳۵)

حضرت سید قلندر علی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”تعلق الہی کے لحاظ سے مسلمانوں کے دو گروہ ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو خطاؤں اور معافی کا عادی ہو کر اپنی خطاؤں کی تلافی رجوع الی الخیر سے کرتا رہتا ہے۔ اور دوسرا وہ جو مالک و خالق حقیقی کو ہر لمحہ و ہر آن حاضر و ناظر سمجھ کر ہر قسم کی معصیت سے ڈرتا اور بچتا ہے۔ اور اپنی لوح ایمان کو خوف کے آنسوؤں سے دھو کر ہمیشہ ایسا پاک و صاف رکھتا ہے۔ کہ اس کا آئینہ قلب انوار الہی کا گنجینہ بن جاتا ہے۔ اسی جماعت کو اولیاء اللہ کا نام دیا جاتا ہے اور اسی جماعت کے طفیل عصیان شعاروں کے تمام کام نکلتے ہیں،، صاحب کتاب الاسلام نے اسی بحث کو بحوالہ عقائد نسفی یوں لکھا ہے۔

وَالْوَلِيُّ هُوَ الْعَارِفُ بِاللَّهِ تَعَالَى وَصِفَاتِهِ مَا يُمَكِّنُ الْمَوَاطِبَ عَلَى الطَّاعَاتِ وَالْمُجْتَنِبُ عَنِ الْمَعَاصِي الْمَعْرِضُ عَنِ الْإِنْهَمَاكِ فِي اللَّذَاتِ وَالشَّهَوَاتِ۔

ترجمہ:- ”اور ولی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات میں حتی الامکان زیادہ معرفت رکھتا ہو اطاعت الہی میں استغراق رکھنے والا اور گناہوں سے اجتناب کرنے والا ہو اور لذات و شہوات سے بیزار ہو۔“

شیخ عبداللہ ابن المبارک رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ ولی کی کیا تعریف ہے۔ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں ارشاد فرمایا:

هُوَ الَّذِي فِي وَجْهِهِ حَيَاءٌ وَفِي عَيْنِهِ بُكَاءٌ وَفِي قَلْبِهِ صَفَاءٌ وَفِي لِسَانِهِ ثَنَاءٌ وَفِي يَدَيْهِ عَطَاءٌ وَفِي وَعْدِهِ وِفَاءٌ وَفِي نَطْقِهِ شَفَاءٌ۔

ترجمہ:- ”ولی وہ ہے جس کے چہرہ پر حیا، آنکھوں میں گریہ، دل میں پاکیزگی، زبان پر (اللہ ورسول کی) تعریف ہاتھ میں بخشش، وعدہ میں وفا اور بات میں شفا ہو۔“

حضرت امام ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن القشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔
کہ ”لفظ ”ولی“ کے دو معنی ہوتے ہیں۔ یہ لفظ فعلیل کے وزن پر ہے
لیکن اس کا معنی مفعول والا ہے۔ مطلب یہ ہوگا کہ ولی وہ آدمی ہوتا ہے۔ جس
کے کاموں کا اللہ تعالیٰ والی ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَهُوَ يَتَوَكَّلُ الصَّالِحِينَ۔ (سورة الاعراف آیت ۱۹۶)

ترجمہ:- ”اور وہ اپنے صالحین کا والی ہے۔“

لفظ ولی کی دوسری صورت یہ ہے کہ یہ فعلیل کا وزن فاعل کا معنی میں ہو
اس معنی کی بنا پر ”ولی“، اللہ کی عبادت و فرمانبرداری کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ اس کی
عبادت مسلسل جاری رہتی ہے۔ اس میں کوئی نافرمانی نہیں ہوتی۔

اور ولی میں یہ دونوں ہی صفات پائی جاتی ہیں ولی ایسا ہوتا ہے کہ جو
اللہ کے مکمل حقوق کی ادائیگی پسند کرے اور اللہ تعالیٰ ظاہر و باطن میں اس کی
حفاظت فرمائے۔ ولی کی بنیادی شرط یہ ہے کہ وہ محفوظ ہوتا ہے جیسے کہ نبی معصوم
ہوتا ہے۔“

(رسالہ قشیریہ صفحہ ۳۱۲) (عبارت کی تبدیلی کے ساتھ یہی مفہوم کشف

الحجوب میں پایا گیا ہے)

حضرت صلاح بن مبارک بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

یاد رہے کہ ولایت سے مراد وہ نور ہے۔ جو ”وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ

رَبِّهَا“ (سورة الذمر) یعنی زمین اپنے رب کے حکم سے روشن ہوئی۔ کے حکم کے

مطابق اللہ تعالیٰ کی مشرق عنایت سے بندے کے دل پر طلوع ہوتا ہے اور اسے سینے کا انشراح اور دل کی وسعت نصیب ہوتی ہے۔ اور اسلام حقیقی، نور یقین کے لباس میں اپنا جمال دکھاتا ہے۔

”أَمِّنُ شَرَّ اللَّهِ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَى نُورٍ مِنْ رَبِّهِ“

(سورۃ الذمر)

”یعنی جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہے۔“

وہ اللہ تعالیٰ کی قربت، محبت اور کرامت کے شرف سے خاص ہو جاتا ہے۔ اور جو کچھ اس سے کسی بھی مقام پر ظاہر ہوتا ہے۔ اس نور کا عکس جمیل اور اس قربت، صحبت اور کرامت کا اثر جلیل ہوتا ہے۔ اگرچہ زبان ظاہر ہیں اس کو کرامت کہتے ہیں۔

اولیاء اللہ کی کئی علامات ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے صحیح روایت ہے کہ پیغمبر برحق صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا ”اولیاء اللہ کون ہیں، تو حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الَّذِينَ إِذَا رَوَّادُكَرَّ اللَّهُ۔ یعنی وہ لوگ جن کو دیکھ کر خدا یاد آجائے۔

امام العارفين خواجہ محمد علی حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ”نوادرا الاصول“ میں اس حدیث رسول کی شرح میں فرماتے ہیں۔

”ولی کا دل، جلال الہی کے انوار کا خزانہ ہے۔ اور خدا کی ہیبت اس کی قربت ہے۔ ولی کے چہرے کی تازگی اور روشنی اس کے باعث ہے۔ جب بندہ مومن کا دل اس نور کی پاکیزگی سے زندہ ہو جاتا ہے۔ تو اس کا عکس جمیل اس کی پیشانی پر چمکتا ہے۔ اور اس کے چہرے پر دمکتا ہے۔ پھر جو بھی اس کی طرف

دیکھتا ہے اسے خدا یاد آ جاتا ہے۔ (انیس الطالین صفحہ ۲۸)

حضرت شیخ الامام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

”جب کسی ولی کی ولایت متحقق ہو جاتی ہے تو اسے اپنی روحانیت کے

ذریعہ متعدد صورتوں اور مختلف شکلوں میں متشکل ہونے کی قدرت دی جاتی ہے۔

اور یہ بات محال نہیں کیونکہ متعدد ہونے والی صورت روحانیہ صورتیں ہیں اور یہ

قاعدہ عارفین میں عام مشہور ہے۔ جب جنات کو مختلف اشکال بدلنے کی قوت

حاصل ہے اور فرشتوں کو بھی یہ قوت عطا کی گئی ہے۔ تو اولیاء اللہ کو جو روحانی قوت

میں ان دونوں سے بڑھ کر ہیں کیونکہ یہ قوت حاصل نہ ہوگی۔“

(دعوت ارواح صفحہ ۲۰۴ بحوالہ رسالہ المنجلی فی تطور الولی)

حضرت علامہ مولانا ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ ولی کی لغوی تحقیق کرتے

ہوئے لکھتے ہیں۔ اور مصنف تفسیر ضیاء القرآن جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری نے

بھی اسی عبارت کو نقل کیا ہے۔

”قاموس میں ہے الولی القرب والذنو۔ یعنی ولی کا معنی قرب اور

نزدیکی ہے۔ ولی اس سے اسم ہے۔ اس کا معنی ہے قریب، محبت، صدیق اور

مددگار۔

پھر فرماتے ہیں کہ قرب کی دو قسمیں ہیں ایک وہ قرب ہے جو ہر انسان

بلکہ کائنات کے ذرہ ذرہ کو اپنے خالق سے ہے اور اگر یہ قرب نہ ہو تو کوئی چیز

موجود نہ ہو سکے۔

دوسرا قرب وہ ہے جو صرف خاص بندوں کو میسر ہے۔ اسے قرب محبت

کہتے ہیں قرب کی ان دو قسموں میں نام کے اشتراک کے سوا کوئی وجہ اشتراک

نہیں۔ قرب محبت کے بے شمار درجے ہیں۔ ایک سے ایک بلند ایک سے ایک

اعلیٰ ایمان شرطِ اول ہے۔ دولتِ ایمان سے مشرف ہونے کے بعد اہل عزم و ہمت ترقی کے مختلف درجات طے کرتے ہوئے آگے بڑھے چلے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس بلند مقام پر فائز ہو جاتے ہیں۔ جس کی وضاحت حضور رحمت عالمیاں صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں بیان فرمائی:

لَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّىٰ أُحِبَّهُ فَإِذَا أَحْبَبْتَهُ فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ۔ (رواہ البخاری عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

ترجمہ:- ”اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ بندہ نفعی عبادت سے میرے قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں ہی اس کے کان ہو جاتا ہے۔ جس سے وہ سنتا ہے اور میں ہی اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔“

(رواہ البخاری شریف)

اور اس قربِ محبت کا سب سے بلند اور ارفع مقام وہ ہے جہاں محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم فائز ہیں۔ حضور کا طائرِ ہمت جہاں محو پرواز ہے ان رفعتوں کو کوئی جان نہیں سکتا۔ سوائے اس ذات بے ہمتا کے جس نے اپنے محبوب بندے کو یہ ہمتیں اور حوصلے ارزانی فرمائے ہیں۔

صوفیاء کرام کی اصطلاح میں ولی اس کو کہتے ہیں جس کا دل ذکرِ الہی میں مستغرق رہے۔ شب و روز وہ تسبیح و تہلیل میں مصروف ہو اس کا دل محبتِ الہی سے لبریز ہو اور کسی غیر کی وہاں گنجائش تک نہ ہو۔ وہ اگر کسی سے محبت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے لئے اگر کسی سے نفرت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کیلئے یہی وہ مقام ہے جسے فنا فی اللہ کا مقام کہتے ہیں۔

علامہ موصوف فرماتے ہیں کہ مرتبہ ولایت کے حصول کی یہی صورت

ہے کہ بالواسطہ یا بلاواسطہ آئینہ دل پر آفتاب رسالت کے انوار کا انعکاس ہونے لگے۔ اوپر تو جمال محمدی علی صاحبہ اجمال الصلوٰت والتسلیمات قلب وروح کو منور کر دے اور یہ نعمت انہیں کو بخشی جاتی ہے جو بارگاہ رسالت میں یا حضور کے نائبین یعنی اولیائے امت کی صحبت میں بکثرت حاضر رہیں۔

انہیں نفوس قدسیہ کی صحبت وہم نشینی کے متعلق احادیث طیبہ میں بار بار

ترغیب اور شوق دلایا گیا ہے۔

علامہ موصوف فرماتے ہیں: سنو اولیاء اللہ کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ ہیں

جو طالب اور مرید ہیں۔ دوسرے وہ ہیں جو مطلوب اور مراد ہیں۔ ایک وہ ہیں جو محبت

ہیں۔ ایک وہ ہیں جنہیں محبوبیت کی خلعتِ فاخرہ سے سرفراز کیا گیا ہے۔ نیز اولیاء

کرام میں دو قسم کی قوتیں ہوتی ہیں۔ اثر قبول کرنے کی اور اثر کرنے کی۔ پہلی قوت

کی وجہ سے وہ بارگاہ الہی سے فیض و تجلی کو قبول کرتے ہیں۔ اور دوسری قوت سے وہ

ان ارواح و قلوب کو فیض پہنچاتے ہیں۔ جن کا ان سے روحانی لگاؤ اور قلبی مناسبت

ہوتی ہے۔ اس لئے اگر کوئی شخص انکار اور تعصب سے پاک ہو کر ان کی خدمت میں

حاضر ہوتا ہے تو وہ ان کے فیوض و برکات سے ضرورت بہرہ مند ہوتا ہے۔

مولانا روم نے کیا خوب فرمایا ہے:-

مکسل از پیغمبر ایام خویش تکیہ کم کن برفن و برگام خویش

ترجمہ: ”اپنا تعلق رسول کریم سے مت توڑو اپنے علم و فن اور اپنے زور پر زیادہ

بھروسہ نہ کرو۔“

گرچہ شیری چوں روی راہ بے دلیل ہمچور رو باہ در ضلالی و ذلیل

ترجمہ: ”تو شیر ہی کیوں نہ ہو اگر تو اس راہ پر رہنما کے بغیر چلے گا تو لومڑی کی

طرح گمراہ اور ذلیل ہو جائے گا۔“

ہیں پر الا کہ باپہائے شیخ تابہ بنی عون و لشکر ہائے شیخ ترجمہ: ”اپنے پیرومرشد کے پروں کے بغیر اڑنے کی کوشش نہ کرو۔ تب تجھے اپنے مرشد کی مدد اور حکم کا پتہ چلے گا۔“

یعنی جس کا ایمان اللہ تعالیٰ کی توحید حضور کریم ﷺ کی رسالت قرآن کی حقانیت پر اتنا مستحکم ہوتا ہے کہ کوئی ابلیسی وسوسہ اندازی اور کوئی مصیبت اسے متزلزل نہیں کر سکتی اور ان کا ظاہر و باطن تقویٰ کے نور سے جگمگا رہا ہوتا ہے۔ ان تمام اعمال اور اخلاق سے ان کا دامن یکسر میرا ہوتا ہے۔ جو ان کے خالق کو ناپسند ہیں۔ شرک جلی، شرک خفی، انخی، حسد، کینہ، غرور، تکبر اور ہوس غرضیکہ تمام اخلاق ذمیرہ سے وہ پاک ہوتے ہیں۔ یہی تقویٰ کا وہ بلند مقام ہے جہاں جب انسان پہنچتا ہے تو اسے خلعت ولایت سے سرفراز کیا جاتا ہے اور اس پیکر عجز و نیاز کو وہ سر بلندی عطا کی جاتی ہے۔ جسے دنیا و رشک بھری نظروں سے دیکھتی ہے۔

(تفسیر ضیاء القرآن جلد دوم صفحہ ۳۱۲)

حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

”دنیا میں حقیقی بادشاہی تو اللہ عزوجل کے اولیاء کرام اور تقدیر پر راضی رہنے والے اس کے برگزیدہ بندوں کی ہے۔ دریا، صحرا اور زمین تو ان کیلئے ایک قدم ہے۔ ریت کے ذرات اور پتھر ان کیلئے سونا چاندی ہیں۔ جن و انس اور طیور بہائم ان کیلئے مسخر ہیں جو یہ بندے چاہتے سو ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ان کی مشیت اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تابع ہے اور ہر کام مشیت الہیہ کے مطابق ہوتا ہے۔ ان بندگانِ خدا کو مخلوق کا کوئی ڈر نہیں ہوتا۔ بلکہ مخلوق ان سے ڈرتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی خدمت و بندگی نہیں کرتے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کے سوا ساری مخلوق ان کی غلامی اور خدمت کرتی ہے۔ (منہاج العابدین صفحہ ۴۰۵)

علامہ عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ولی اللہ جب ولایت کے اعلیٰ مقام پر پہنچ جائے اور روحانیت میں کمال حاصل کر لے تو اس کو اتنی طاقت دی جاتی ہے کہ وہ مختلف صورتوں اور مختلف جگہوں پر ایک ہی وقت میں مختلف شکلوں میں مختلف کام کر سکتا ہے۔ غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو ایک روز ستر آدمیوں نے روزہ افطار کرنے کی دعوت دی اور پھر انہوں نے ہر ایک کے گھر روزہ افطار کیا اور اسی دن اپنے گھر بھی روزہ افطار کیا۔ (افکار اولیاء صفحہ ۳۵۷)

حضرت سید محمد بن مبارک کرمانی میر خور رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

”کہ اولیاء کا مرتبہ تین قسم پر ہے۔ ایک یہ کہ ایک شخص ولی ہوتا ہے لیکن نہ تو خود اسے ہی اپنے حال کی خبر ہوتی ہے۔ نہ مخلوق ہی اس کے حال سے واقف ہوتی ہے۔ دوسری یہ کہ مخلوق جانتی ہے کہ وہ اولیاء میں سے ہے۔ مگر وہ خود نہیں واقف ہوتا ہے کہ میں ولی ہوں۔ تیسرے یہ کہ ولی واقف ہوتا ہے۔ یعنی خود بھی جانتا ہے کہ میں ولی ہوں اور مخلوق بھی اسے ولی جانتی ہے۔“ (سیر الاولیاء صفحہ ۲۸۳)

میرے شیخ کامل شیخ الاسلام حضرت خواجہ صوفی اللہ رکھا شاہ قلند بے ریا و باصفا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”لفظ ولایت ولی سے مشتق ہے اس کے معنی قرب کے ہیں۔ جو فانی فی اللہ اور باقی باللہ ہو جائے وہ ولی ہے۔“

قارئین محترم! ولایت کی دو قسمیں ہیں ایک ولایت عامہ۔ دوسری ولایت خاصہ ولایت عامہ میں عام مومن شامل ہیں۔

ولایت خاصہ میں صرف مسافر راہ معرفت شامل ہیں۔ جو صوفیائے کرام اور اولیائے عظام کے مبارک نام سے یاد کئے جاتے ہیں۔ یعنی جو بندہ ذات خدا میں فنا ہو کر دائمی زندگی حاصل کر لیتا ہے وہ ولی ہے۔ جیسا کہ میرے قبلہ و کعبہ

فرماتے ہیں۔ کہ ولی وہ ہے جو فانی فی اللہ اور باقی باللہ ہو۔

اب یہاں نبوت و ولایت میں فرق اقوال اولیاء کی روشنی میں پیش کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد آیات قرآنیہ اور احادیث مبارکہ پیش کی جائیں گی جن میں اولیاء اللہ کے مراتب و صفات اور انعامات عیاں ہیں۔

نبوت و ولایت میں فرق:

حضرت امام ابو الحسن نوری الشطنوفی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

”ولایت نبوت کا سایہ ہے اور نبوت خدا کا سایہ ہے۔ نبوت شاہی وحی اور غیب ازل سے مستفادہ ہے اور ولایت روح کشف کا مطالعہ اور بیان کے مطالعہ کا ایسی صفائی کے ساتھ ملاحظہ ہے کہ بشریت کی کدورت کو دور کر دیتا ہے۔ ایسی طہارت ہے کہ اسرار کے میل کو پاک کر دیتی ہے۔ پس انبیاء علیہم السلام حق کے مصدر ہیں۔ اور اولیاء صدق کے مظہر نبی کا معجزہ وحی کے وقوع کا محل۔ حکمت کے معنی کے اسرار کا دعویٰ کمال قدرت کا اعجاز ہے۔ اس کے صدق قول پر دلیل ہے۔ اس کے امر کا طریق ہے۔ منکرین کی اس سے ججتیں منقطع ہوتی ہیں۔“

(ہجۃ الاسرار صفحہ ۱۲۸)

حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی پیران پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

”نبوت اور ولایت میں فرق یہ ہے کہ نبوت اللہ کی طرف سے ایک کلام ہے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کی معرفت اللہ کی طرف سے ایک وحی ہے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام وحی کو ادا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر قبولیت کی مہر لگ جاتی ہے۔ اس کی تصدیق لازم ہے اور اس کا منکر کافی ہے۔ اس لئے کہ نبوت کا منکر حقیقت میں کلام الہی کا منکر ہے۔“

ولایت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دوست کو اپنی بات بطور الہام پہنچا دیتا ہے۔ یہ الہام اللہ کی طرف سے ہی ہوتا ہے۔ اور اللہ کی طرف سے سچ اس کی زبان پر جاری ہوتا ہے۔ اس الہام میں ایک ٹھہر اور سکون ہوتا ہے۔ مجذوب کا دل اس کو قبول کر لیتا ہے اور اس سے سکون حاصل کر لیتا ہے۔ مختصراً یہ کلام خداوندی (وحی) انبیاء ﷺ کے لئے مخصوص ہے۔ اور الہام اولیاء اللہ کے لئے اول کار د کرنے والا کافر ہے۔ اس لئے وہ حقیقت میں کلام الہی کو رد کرنے والا ہے۔ اور دوسرے کا منکر کافر نہیں بلکہ ناکام ہے۔ اس کا انکار وبال کا باعث بن جاتا ہے۔ الہام حقیقت میں اس چیز کو کہتے ہیں جو مشیت خداوندی علم الہی سے کسی کے دل میں ایک راز کی طرح پیدا ہو اللہ جس بندے سے محبت کرتا ہے۔ اس کی محبت اس چیز کو واقعیت کے ساتھ بندہ کے دل تک پہنچا دیتی ہے۔ اور محبت کا دل سکون کے ساتھ اس کو قبول کر لیتا ہے۔“ (غنیۃ الطالبین صفحہ ۷۲۲)

امام اہل سنت حضرت علامہ ابوشکور محمد بن عبدالسعید سالمی کشمی رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں کہ نبی اور ولی میں چند وجوہ سے فرق ہے۔

(۱) نبی اپنی نبوت کو جانتا ہے کہ میں نبی ہوں اور وہ اپنے نبی ہونے کا دعویٰ

کرتا ہے۔ اور ولی کو اپنی ولایت کا علم نہیں ہوتا کہ میں ولی ہوں اور نہ وہ دعویٰ کرتا ہے۔

(۲) نبی اپنے معجزہ پر قطعاً اور یقیناً حکم کرتا ہے۔ اور ولی اپنی کرامت پر ثبات

کا حکم نہیں کرتا اور اس لئے کہ جائز ہے۔ کہ استدراج ہو اور نبی کا معجزہ خاص طور

پر اپنے لئے ہوتا ہے۔ جب کہ ولی کی کرامت اس کے نبی کا معجزہ ہوتی ہے۔ پھر

نبی پر ایمان لانا فرض ہے۔ پھر نبی کو اپنے رؤیا اور الہام پر ایمان لانا ضروری

ہے۔ جیسے اپنی نبوت پر اور ولی پر واجب نہیں کہ الہام و رؤیا پر ایمان لائے۔“

(تمہید ابوشکور سالمی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۱۸۱)

آیات قرآنیہ:

دوستو! اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں محبوبانِ بارگاہ کے متعلق متعدد مقامات پر ارشاد فرمایا ہے۔ کہیں ابتلاء و آزمائش کا ذکر کیا ہے۔ کہیں ان کی بلند ہمتی کا ذکر اور کہیں دنیا سے نفرت۔ کہیں عبادت میں رغبت اور کہیں اُخروی نعمتوں کا ذکر کر کے اپنے نیک و صالح بندوں کو حوصلہ بھی دیا اور لوگوں پہ ان کا مقام بھی عیاں کر دیا ہے۔ تاکہ لوگ ان صفاتِ عظیمہ کو دیکھ کر اس ولی اللہ کی اتباع کریں۔

(۱) وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمُ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۝ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ۝

(سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۱۵۵ تا ۱۵۷ پارہ ۲)

ترجمہ: ”اور ہم ضرور آزمائیں گے تمہیں کسی ایک چیز کے ساتھ یعنی خوف اور بھوک اور کمی کرنے سے (تمہارے) مالوں اور جانوں اور پھلوں میں اور خوشخبری سنائیے ان صبر کرنے والوں کو جو کہ جب پہنچتی ہے انہیں کوئی مصیبت تو کہتے ہیں بے شک ہم صرف اللہ ہی کے ہیں اور یقیناً ہم اس کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ یہی وہ (خوش نصیب) ہیں جن پر ان کے رب کی طرح طرح کی نوازشیں اور رحمت ہے۔ اور یہی لوگ سیدھی راہ پر ثابت قدم ہیں۔“

(۲) يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝

(سورۃ آل عمران آیت ۷۴ پارہ ۳)

ترجمہ:- ”خاص کر لیتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ جسے چاہتا ہے اور اللہ

تعالیٰ صاحبِ فضلِ عظیم ہے۔

فائدہ: رب تعالیٰ جسے چاہے اپنے بندوں میں سے جن کے اور مقام

ولایت عطا فرمادے کسی کو مجالِ چون و چرا نہیں۔

(۳) **الْاِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ** ○ **الَّذِينَ اٰمَنُوا**

وَكَانُوا يَتَّقُونَ ○ **لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ لَا تَبْدِيْلَ**

لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○ (سورۃ یونس آیت ۶۲ تا ۶۴ پارہ ۱۱)

ترجمہ:- ”خبردار! بے شک اولیاء اللہ کونہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین

ہوں گے یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور (عمر بھر) پرہیز گاری کرتے رہے۔

انہیں کیلئے بشارت ہے۔ دنیوی زندگی میں اور آخرت میں۔ نہیں بدلتیں اللہ کی

باتیں یہی بڑی کامیابی ہے۔“

(۴) **اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ** ○ (سورۃ توبہ آیت ۱۲۰ پارہ ۱۱)

ترجمہ:- ”بے شک اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرتا نیکوں کا اجر۔“

(۵) **اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِىْ جَنّٰتٍ وَعِيُوْنٍ** ○ **اُدْخُلُوْهَا بِسَلْمٍ اٰمِنِيْنَ** ○

(سورۃ حجر آیت ۴۵، ۴۶ پارہ ۱۴)

ترجمہ:- ”یقیناً پرہیز گار اس دن باغوں اور چشموں میں (آباد) ہوں

گے (انہیں حکم ملے گا) داخل ہو جاؤ ان جنتوں میں خیر و عافیت کے ساتھ بے

خوف ہو کر۔“

(۶) **وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَا اَنْزَلَ رَبُّكُمْ** **قَالُوْا خَيْرًا لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِىْ**

هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَّلِلَّذِيْنَ اٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّلِنَعْمَ دٰرُ الْمُتَّقِيْنَ ○ **جَنّٰتُ عَدْنٍ**

يَدْخُلُوْنَهَا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ **كَذٰلِكَ يَجْزِي اللّٰهُ**

الْمُتَّقِيْنَ ○ (سورۃ النحل آیت ۳۰، ۳۱ پارہ ۱۴)

ترجمہ:- ”پوچھا گیا ان سے جو متقی تھے کہ وہ کیا ہے۔ جو اتارا تمہارے رب نے؟ انہوں نے کہا سراپا خیر! جنہوں نے اچھے کام کئے۔ اس دنیا میں بھی ان کے لئے بھلائی ہے۔ اور آخرت کا گھر بھی ان کیلئے بہتر ہے۔ اور بہت ہی عمدہ ہے۔ پرہیز گاروں کا گھر۔ ان کے لئے ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں۔ جن میں وہ داخل ہوں گے۔ رواں ہوں گی ان کے نیچے نہریں ان کیلئے وہاں ہر وہ چیز ہو گی جس کی وہ خواہش کریں گے یوں بدلہ دیتا ہے اللہ تعالیٰ پرہیز گاروں کو۔

(۷) مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ اُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةًۭ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلٰى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝

(سورہ النحل، ۹۷ تا ۹۹ پارہ ۱۴)

ترجمہ:- ”جو بھی نیک کام کرے مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مومن ہو۔ تو ہم اسے عطا کریں گے ایک پاکیزہ زندگی اور ہم ضرور دیں گے انہیں ان کا اجر ان کے اچھے اور مفید کاموں کے عوض جو وہ کیا کرتے تھے۔ سو جب تم قرآن کی تلاوت کرنے لگو تو پناہ مانگو اللہ تعالیٰ سے اس شیطان (کی وسوسہ اندازیوں) سے جو مردود ہے۔ یقیناً اس کا زور نہیں چلتا ان لوگوں پر جو (سچے دل سے) ایمان لائے ہیں۔ اور اپنے رب پر کامل بھروسہ رکھتے ہیں۔

(۸) وَيَزِيْدُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا هُدًى وَالْبَقِيَّةُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَ خَيْرٌ مَّرَدًّا ۝

(سورہ مریم آیت ۷۶ پارہ ۱۶)

ترجمہ:- ”اور زیادہ کرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ ہدایت یافتہ لوگوں کے نورِ ہدایت کو اور باقی رہنے والی نیکیاں بہتر ہیں آپ کے رب کے نزدیک ثواب کے اعتبار سے اور انہیں کا انجام اچھا ہے۔“

(۹) إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَنُ وُدًّا ۝

(سورہ مریم آیت ۹۶ پارہ ۱۶)

ترجمہ:- ”بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کئے پیدا

فرمادے گا خدائے مہربان ان کیلئے دلوں میں محبت۔“

(۱۰) تَتَجَافَىٰ جُنُوبَهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا

رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ۝ (سورہ السجدہ آیت ۱۶ پارہ ۲۱)

ترجمہ:- ”دور رہتے ہیں ان کے پہلو (اپنے) بستروں سے پکارتے ہیں

اپنے رب کو ڈرتے ہوئے امید رکھتے ہوئے اور ان نعمتوں سے جو ہم نے ان کو

دی ہیں خرچ کرتے رہتے ہیں۔“

(۱۱) إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَهَرٍ ۝ فِي مَقْعَدٍ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيكٍ

مُقْتَدِرٍ ۝ (سورہ القمر آیت ۵۲، ۵۵ پارہ ۲۷)

ترجمہ:- ”بے شک پرہیزگار باغوں میں اور نہروں میں ہوں گے۔

بڑی پسندیدہ جگہ میں عظیم قدرت والے بادشاہ کے پاس بیٹھے ہوں گے۔“

(۱۲) وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّاتٍ ۝ فَبِأَيِّ رِبْكَمَا تُكَذِّبِينَ ۝ ذَوَاتَا

أَفْنَانٍ ۝ فَبِأَيِّ رِبْكَمَا تُكَذِّبِينَ ۝ فِيهِمَا عَيْنِينَ تَجْرِيَنِ ۝ فَبِأَيِّ رِبْكَمَا

رِبْكَمَا تُكَذِّبِينَ ۝ فِيهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجَانِ ۝ فَبِأَيِّ رِبْكَمَا تُكَذِّبِينَ

۝ مُتَكِنِينَ عَلَىٰ فُرُشٍ بَطَّانِيهَا مِنْ أَسْتَبْرَقٍ وَجَنَّاتٍ دَاخِلٍ ۝ فَبِأَيِّ رِبْكَمَا

رِبْكَمَا تُكَذِّبِينَ ۝ فِيهِنَّ قُصُورٌ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِئِنَّ أَنْسَ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ

۝ فَبِأَيِّ رِبْكَمَا تُكَذِّبِينَ ۝ كَانَهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ ۝ فَبِأَيِّ رِبْكَمَا

تُكَذِّبِينَ ۝ هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ ۝ فَبِأَيِّ رِبْكَمَا تُكَذِّبِينَ ۝

وَمِنْ دُونِهِمَا جَنَّاتٍ ۝ فَبِأَيِّ رِبْكَمَا تُكَذِّبِينَ ۝ مُدْهَاهَا مَتْنٌ ۝ فَبِأَيِّ رِبْكَمَا

رَبُّكُمَا تُكْذِبِينَ ۝ فِيهِمَا عَيْنَانِ نَضَّخَتَا ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكْذِبِينَ ۝
 فِيهِمَا فَاكِهَةٌ وَنَخْلٌ وَرُمَّانٌ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكْذِبِينَ ۝ فِيهِنَّ خَيْرَاتٌ
 حِسَانٌ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكْذِبِينَ ۝ حُورٌ مَّقْصُورَاتٌ فِي الْخِيَامِ ۝ فَبِأَيِّ
 آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكْذِبِينَ ۝ لَمْ يَطْمِئِنَّ أَنْسَ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا
 تُكْذِبِينَ ۝ مُتَكِنِينَ عَلَى رُفُوفٍ خُضِرَ وَعَبَقَرِيٍّ حِسَانٍ ۝

(سورۃ الرحمن آیت ۳۶ تا ۷۶ پارہ ۲۷)

ترجمہ:- ”اور جو ڈرتا ہے اپنے رب کے روبرو کھڑا ہونے سے تو اس کو دو باغ ملیں گے۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ دونوں باغ پھلدار ٹہنیوں والے ہوں گے۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ دونوں باغوں میں دو چشمے جاری ہوں گے۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ ان دونوں باغوں میں ہر طرح کے میوؤں کی دو دو قسمیں ہوں گی۔ پس (اے جن وانس) تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ وہ تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے بستروں پر جن کے استر قنادیز کے ہوں گے۔ اور دونوں باغوں کا پھل نیچے جھکا ہوگا۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ ان میں نیچی نگاہوں والی حوریں ہوں گی۔ جن کو نہ کسی انسان نے چھوا ہوگا ان سے پہلے اور نہ کسی جن نے پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ یہ تو گویا یاقوت اور مرجان ہیں۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ کیا احسان کا بدلہ بجز احسان کے کچھ اور بھی ہوتا ہے۔ پس (اے جن وانس) تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ اور ان دو کے علاوہ دو اور باغ بھی ہیں۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ ان میں دو چشمے جو اس سے اہل رہے ہوں گے۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ ان میں میوے ہوں گے اور

کھجوریں اور انار ہوں گے۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ ان میں اچھی سیرت والیاں اچھی صورت والیاں ہوں گی۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ یہ حوریں پردہ دار خیموں میں پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ ان کو بھی اب تک نہ کسی انسان نے چھوا ہوگا نہ کسی جن نے پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ وہ تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے سر سبز مسد پر جواز حد نفیس۔ بہت خوبصورت ہوگی۔

(۱۳) فَأَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ مَا أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ ○ وَأَصْحَابُ الْمَشْأَمِ مَا أَصْحَابُ

الْمَشْأَمِ ○ وَالسُّبْقُونَ السُّبْقُونَ ○ أُولَئِكَ الْمُقَرَّبُونَ ○ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ○

ثَلَاثَةٌ مِنَ الْأَوَّلِينَ ○ وَقَلِيلٌ مِنَ الْآخِرِينَ ○ عَلَى سُرُرٍ مَّوْضُونَةٍ ○ مَتَكِنِينَ

عَلَيْهَا مُتَقَابِلِينَ ○ يَطُوفُ عَلَيْهِمْ وُلدَانٌ مُّخَلَّدُونَ ○ بِأَكْوَابٍ وَأَبَارِيقَ

وَكُؤُوسٍ مِّنْ مَّعِينٍ ○ لَا يَصَدَّعُونَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُونَ ○ وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا

يَتَخَيَّرُونَ ○ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ ○ وَحُورٍ عِينٍ ○ كَأَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ

الْمَكْنُونِ ○ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○ لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا تَأْثِيمًا ○

إِلَّا قِيلًا سَلَامًا سَلَامًا ○ وَأَصْحَابُ الْيَمِينِ مَا أَصْحَابُ الْيَمِينِ ○ فِي سِدْرٍ مَّخْضُودٍ

○ وَطَلْحٍ مَّنضُودٍ ○ وَظِلٍّ مُّمدُودٍ ○ وَمَاءٍ مَّسْكُوبٍ ○ وَفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ ○

لَا مَقْطُوعَةٍ وَلَا مَمْنُوعَةٍ ○ وَفُرُشٍ مَّرْفُوعَةٍ ○ إِنَّا أَنشَأْنَهُنَّ إِنِشَاءً ○ فَجَعَلْنَهُنَّ

أَبْكَارًا ○ عُرُبًا أَتْرَابًا ○ لِأَصْحَابِ الْيَمِينِ ○ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْأَوَّلِينَ ○ وَثَلَاثَةٌ مِنَ

الْآخِرِينَ ○ (سورة الواقعة آیت ۸ تا ۴۰ پارہ ۲۷)

ترجمہ:- ”پس ایک گروہ دائیں ہاتھ والوں کا ہوگا۔ کیا شان ہوگی

دائیں ہاتھ والوں کی۔ اور دوسرا گروہ بائیں ہاتھ والوں کا ہوگا کیا خستہ حال ہوگا

بائیں ہاتھ والوں کا۔ اور تیسرا گروہ ہر کار خیر میں آگے رہنے والوں کا وہ اس روز

بھی آگے آگے ہوں گے وہی مقرب بارگاہ ہیں عیش و سرور کے باغوں میں۔ ایک بڑی جماعت پہلوں سے اور قلیل تعداد پچھلوں سے ان پلنگوں پر جو سونے کی تاروں سے بنے ہوں گے۔ تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے ان پر آمنے سامنے۔ گردش کرتے ہوں گے ان کے ارد گرد نو خیز لڑکے جو ہمیشہ ایک جیسے رہیں گے۔ ہاتھوں میں پیالے، آفتابے اور شراب طہور سے تھلکتے جام لئے ہوئے۔ نہ سردرد محسوس کریں گے۔ اس سے اور نہ مدہوش ہوں گے اور میوے بھی پیش کریں گے جو وہ جنتی پسند کریں گے۔ اور پرندوں کا گوشت بھی جس کی وہ رغبت کریں گے۔ اور حوریں خوبصورت آنکھوں والیاں (سچے) موتیوں کی مانند جو چھپا رکھے ہوں یہ اجر ہوگا ان نیکیوں کا جو وہ کرتے رہے تھے۔ نہ سنیں گے وہاں لغو باتیں اور گناہ والی باتیں۔ بس ہر طرف سے سلام ہی سلام کی آواز آئے گی۔ اور دائیں ہاتھ والے کیا شان ہوگی دائیں ہاتھ والوں کی۔ بے خار بیویوں میں اور کیلے کے کچھوں میں اور لمبے لمبے سایوں میں اور پانی کے آبشاروں میں اور پھلوں کی بہتات میں نہ وہ ختم ہوں گے اور نہ ان سے روکا جائے گا۔ اور بستر بچھے ہوں گے اونچے اونچے پلنگوں پر۔ ہم نے پیدا کیا ان کی بیویوں کو حیرت انگیز طریقہ سے۔ پس ہم نے بنا دیا انہیں کنواریاں۔ پیار کرنے والیاں ہم عمر (یہ سب نعمتیں) اصحاب یمین کے لئے مخصوص ہوں گی۔ ایک بڑی جماعت اگلوں سے اور ایک بڑی جماعت پچھلوں میں سے ہوگی۔،۔

(۱۳) أُولَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ أُولَئِكَ حِزْبُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ○

(سورۃ المجادلہ آیت ۲۲ پارہ ۲۸)

ترجمہ:- ”یہ وہ لوگ ہیں نقش کر دیا ہے اللہ نے ان کے دلوں میں ایمان اور تقویت بخشی ہے انہیں اپنے فیضِ خاص سے۔ اور داخل کرے گا انہیں باغوں میں رواں ہیں جن کے نیچے نہریں وہ ہمیشہ رہیں گے ان میں اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا ان سے اور وہ اس سے راضی ہو گئے۔ یہ (بلند اقبال) اللہ کا گروہ ہیں۔ سن لو! اللہ تعالیٰ کا گروہ ہی دونوں جہانوں میں کامیاب و کامران ہے۔“

(۱۵) اَمَّنْ يَمْشِي مُكِبًّا عَلَىٰ وَجْهِهِ أَهْدَىٰ أَمَّنْ يَمْشِي سَوِيًّا عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ○
(سورۃ الملک آیت ۲۲ پارہ ۲۹)

ترجمہ:- ”کیا وہ شخص جو منہ کے بل گرتا پڑتا چلا جا رہا ہے وہ راہِ راست پر ہے یا جو سیدھا ہو کر صراطِ مستقیم پر گامزن ہے۔“

(۱۶) وَجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ○ اِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ○
(سورۃ القیمۃ آیت ۲۲، ۲۳ پارہ ۲۹)

ترجمہ:- ”کئی چہرے اس روز تروتازہ ہوں گے اور اپنے رب کے انوارِ جمال کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔“

(۱۷) اِنَّ لِلْمُتَّقِينَ مَفَازًا ○ حُدَّائِقَ وَاَعْنَابًا ○ وَكَوَاعِبَ اُتْرَابًا ○ وَكَأْسًا مِّمَّآتًا ○ لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا كِذْبًا ○ جَزَاءً مِّنْ رَبِّكَ عَطَاءً حِسَابًا ○
(سورۃ النساء آیت ۳۱ تا ۳۶ پارہ ۳۰)

ترجمہ:- ”بلاشبہ پرہیز گاروں کے لئے کامیابی ہی کامیابی ہے۔ ان کیلئے باغات اور انگوروں کی بلیں ہیں۔ اور جواں سال ہم عمر لڑکیاں اور چھلکتا ہوا جام۔ نہ سنیں گے وہاں کوئی بیہودہ بات اور نہ جھوٹ۔ یہ بدلہ ہے آپ کے رب کی طرف سے بڑا کافی انعام۔“

(۱۸) كَلَّا اِنَّ كِتَابَ الْاٰهْرَارِ لَفِي عِلِّيِّينَ ○ وَمَا اَدْرَاكَ مَا عِلِّيُّونَ ○ كِتَابٌ

مَرْقُومٌ ۝ يَشْهَدُهُ الْمُقْرَبُونَ ۝ إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ۝ عَلَى الْأَرَائِكِ
يَنْظُرُونَ ۝ تَعْرِفُ فِي وُجُوهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيمِ ۝ يُسْقُونَ مِنْ رَحِيقٍ
مَخْتُومٍ ۝ خِتْمُهُ مِسْكَ وَفِي ذَلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ ۝ وَمِزَاجُهُ مِنْ
تَسْنِيمٍ ۝ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا الْمُقْرَبُونَ ۝ (سورۃ المطففین آیت ۱۸ تا ۲۷ پارہ ۳۰)

ترجمہ:- ”یہ حق ہے نیکو کاروں کا صحیفہ عمل علیین میں ہوگا۔ اور تمہیں کیا
خبر کہ علیون کیا ہے۔ یہ ایک لکھی ہوئی کتاب ہے۔ (حفاظت کے لئے) دیکھتے
رہتے ہیں اسے مقربین۔ بے شک نیکو کار راحت و آرام میں ہوں گے۔ پلنگوں
پر بیٹھے مناظرِ جنت کا نظارہ کر رہے ہوں گے۔ آپ پہچان لیں گے ان کے
چہروں پر راحتوں کی شائستگی۔ انہیں پلائی جائے گی سر بہر خالص شراب۔ اس کی
مہر کستوری کی ہوگی۔ اس کے لئے سبقت لے جانے کی کوشش کریں گے سبقت
لے جانے والے۔ اس میں تسنیم کی آمیزش ہوگی یہ وہ چشمہ ہے جس سے صرف
مقربین پئیں گے۔“

(۱۹) إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ۝

(سورۃ الشقاق آیت ۲۵ پارہ ۳۰)

ترجمہ:- ”البتہ جو لوگ ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتے رہے ان
کے لئے ایسا اجر ہے جو منقطع نہ ہوگا۔“

(۲۰) وَجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ۝ لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ۝ فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝ لَا تَسْمَعُ
فِيهَا لَآغِيَةً ۝ فِيهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ۝ فِيهَا سُرُرٌ مَّرْفُوعَةٌ ۝ وَأَكْوَابٌ مَوْضُوعَةٌ ۝
وَنَمَارِقُ مَصْفُوفَةٌ ۝ وَزَرَابِيُّ مَبْثُوثَةٌ ۝ (سورۃ الغاشیہ آیت ۸ تا ۱۶ پارہ ۳۰)

ترجمہ:- ”کتنے ہی چہرے اس دن بارونق ہوں گے۔ اپنی کاوشوں پر
خوش ہوں گے عالی شان جنت میں نہ سنیں گے وہاں کوئی لغویات۔ اس میں

چشمہ جاری ہو گا اس میں اونچے اونچے تخت (بچھے) ہوں گے۔ اور ساغر (قرینے سے) رکھے ہوں گے۔ اور گاؤ تکیے قطار در قطار لگے ہوں گے۔ اور قیمتی قالین بچھے ہوں گے۔“

(۲۱) جَزَّآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتٌ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ذَلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ ○

(سورۃ البینۃ آیت ۸ پارہ ۳۰)

ترجمہ:- ”ان کی جزا ان کے پروردگار کے ہاں ہمیشگی کی جنتیں ہیں رواں ہوں گی جن کے نیچے نہریں وہ ان میں تابدرہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور وہ اس سے راضی یہ سعادت اس کو ملتی ہے جو اپنے رب سے ڈرتا ہے،“
(اہل شعور اور اہل ذوق کے لئے صرف ترجمہ ہی پیش کر دیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ سب کو معرفت عطا فرمائے)

احادیثِ مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم:

ا: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں جو گروہ (اولیاء) سب سے پہلے داخل ہوگا ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح دکھتے ہوں گے انہیں تھوکنے، ناک صاف کرنے اور قصائے حاجت کی ضرورت ہی پیش نہیں آئے گی۔ ان کے برتن سونے کے ہوں گے اور کنگھے سونے چاندی کے، ان کی انگلیٹھیوں میں عود سندے گا۔ اور ان کا پسینہ مشک کی طرح خوشبودار ہوگا۔ ان میں سے ہر ایک کو دو بیویاں ملیں گی۔ وہ ایسی حسین ہوں گی کہ ان کے گوشت کا مغز ان کی پنڈلیوں کے آر پار سے نظر آئے گا۔ ان لوگوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہوگا۔ اور نہ ان کے دلوں میں ذرا بھی بغض ہوگا۔ ان کے دل متحد ہوں گے وہ صبح و شام

اللہ تعالیٰ کی تسبیح کریں گے۔“

(روضۃ السالکین صفحہ ۱۳ بحوالہ صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ترمذی، مسند احمد بن حنبل، صحیح ابن حبان)

۲: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو شخص میرے کسی ولی سے عداوت رکھتا ہے۔ میں اس کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہوں۔ اور میرا بندہ ہمیشہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا ہے۔ حتیٰ کہ میں اس کو محبوب بنا لیتا ہوں اور جب میں اس کو محبوب بنا لیتا ہوں تو میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔ اور اس کی آنکھ ہو جاتا ہے جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اور اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اور اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے کوئی چیز طلب کرے تو میں اس کو دیتا ہوں۔ اور اگر وہ مجھ سے پناہ طلب کرے تو میں اس کو پناہ دیتا ہوں۔ اور میں کسی چیز میں جس کو میں کرنا چاہتا ہوں اتنا تردد نہیں کرتا جتنا تردد اس کی جان کے بارے میں کرتا ہوں۔ وہ موت کی سختی کو ناپسند سمجھتا ہے اور میں اسکے برائی میں پڑنے کو ناپسند کرتا ہوں۔“

(صحیح بخاری شریف جلد سوم صفحہ ۶۲۲ باب التواضع حدیث نمبر ۱۳۲۲، روضۃ السالکین صفحہ ۱۳ بحوالہ امام بخاری، امام ابن حبان، امام بیہقی)

اسی حدیث پاک کو امام احمد بن حنبل، امام ابو نعیم، امام طبرانی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

۳: ”حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے جلال کی خاطر آپس میں محبت کرنے والوں کے لئے ایسے نور کے منبر ہوں گے کہ جن پر انبیاء و شہداء

بھی رشک کریں گے۔ کہ یہ کون لوگ ہیں جو نبی ہیں نہ شہید لیکن پھر بھی اتنے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں۔“

(روضۃ السالکین صفحہ ۱۶ بحوالہ امام ترمذی، امام احمد بن حنبل، امام ابو نعیم)

۴: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ برگزیدہ بندے ایسے ہیں جو نہ انبیاء ہیں نہ شہداء قیامت کے دن انبیاء کرام علیہم السلام اور شہداء انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ مقام دیکھ کر ان پر رشک کریں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ ہمیں ان کے بارے میں بتائیں کہ وہ کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ایسے لوگ ہیں جن کی باہمی محبت صرف اللہ تعالیٰ کی خاطر ہوتی ہے۔ نہ کہ رشتہ داری اور مالی لین دین کی وجہ سے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! ان کے چہرے نور (سے مزین) ہوں گے اور وہ نور (کے ٹیلوں) پر ہوں گے۔ انہیں کوئی خوف نہیں ہوگا۔ جب لوگ خوفزدہ ہوں گے انہیں کوئی غم نہیں ہوگا جب لوگ غمزدہ ہوں گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

الَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَأَخَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ○

ترجمہ:- ”خبردار! بے شک اولیاء اللہ پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ رنجیدہ و غمگین ہوں گے۔“

(روضۃ السالکین صفحہ ۱۶ بحوالہ امام ابوداؤد، امام نسائی، امام ابن حبان،

امام ابویعلی، امام بیہقی و امام بیہقی رحمہ اللہ)

۵: ”حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے (میری امت میں) ستر ہزار افراد ایسے عطا کئے گئے جو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے

ہوں گے اور ان کے دل (محبت و اطاعت میں) ایک شخص (ولی اللہ) کے دل کے مطابق ہوں گے۔ پس میں نے اپنے رب سے زیادہ چاہا تو اس نے ہر ہزار کے ساتھ مزید ستر ہزار کا میرے لئے اضافہ فرما دیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرا خیال ہے کہ بے شک یہ مقام دیہات میں رہنے والے (اہل ایمان) اور ننگے پاؤں چلنے والے صحرائی باشندوں کو ملے گا۔

(رضۃ السالکین صفحہ ۱۸ بحوالہ امام احمد بن حنبل، امام ابو یعلیٰ، حکیم ترمذی، امام بیہقی، اور امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ)

(اس حدیث پاک کو امام طبرانی اور امام جلال الدین سیوطی نے بھی مختلف طریق سے روایت کیا ہے)۔

۶: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کو آواز دیتا ہے کہ میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں۔ لہذا تم بھی اس سے محبت کرو۔ پس حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام آسمانی مخلوق میں ندا دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے۔ لہذا تم بھی اس سے محبت کرو۔ پس آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر زمین والوں کے دلوں میں اس کی مقبولیت رکھ دی جاتی ہے۔“ (متفق علیہ)

(صحیح بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۲۳۶ حدیث نمبر ۴۴۴) (روضۃ

السالکین صفحہ ۳۱ بحوالہ امام مسلم، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ)

”حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک بندہ اللہ تعالیٰ کی رضا طلب کرتا ہے۔ اور ہمیشہ اس حالت طلب میں رہتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ جبرئیل علیہ السلام کو فرماتا ہے۔ بے شک میرا

فلاں بندہ مجھے راضی کرنے کا خواہشمند ہے۔ سنو! بے شک میری رحمت اس بندے پر ہے۔ پس جبرئیل علیہ السلام کہتے ہیں۔ فلاں بندے پر اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت ہے اور ایسا ہی عرش کو اٹھانے والے فرشتے اور جو ان کے ارد گرد فرشتے ہیں وہ کہتے ہیں۔ (کہ فلاں بندے پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے) یہاں تک کہ ساتویں آسمان کے رہنے والے (بھی) اسی طرح کہتے ہیں پھر وہ زمین کی طرف اتر آتے ہیں۔ (اور زمین میں بھی اس کا اعلان کرتے ہیں)۔“

(روضۃ السالکین صفحہ ۳۹ بحوالہ امام احمد بن حنبل)

۸: ”حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ بے شک معمولی دکھاوا بھی شرک ہے اور جس نے اولیاء اللہ سے دشمنی کی تو اس نے اللہ تعالیٰ سے اعلان جنگ کیا۔ بے شک اللہ تعالیٰ ان نیکو کار و متقی لوگوں کو محبوب رکھتا ہے۔ جو اس طرح چھپے رہتے ہیں۔ اگر وہ غائب ہو جائیں تو انہیں تلاش نہیں کیا جاتا اور اگر وہ موجود ہوں تو انہیں بلایا نہیں جاتا اور نہ ہی انہیں پہچانا جاتا ہے۔ ان کے دل ہدایت کے چراغ ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ ہر طرح کی آزمائش اور تاریک فتنے سے نکل جاتے ہیں۔“

(سنن ابن ماجہ شریف جلد دوم صفحہ ۲۸۶ حدیث ۱۷۸۷، روضۃ السالکین صفحہ ۴۰ بحوالہ امام حاکم، امام طبرانی، امام دیلمی، وغیرہم)

۹: ”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس نے میرے کسی ولی سے عداوت رکھی اس نے مجھ سے جنگ مول لی۔ اور میں کسی چیز میں جسے میں کرنے والا ہوں تردد نہیں کرتا جتنا میں مومن (ولی) کی موت میں تردد کرتا ہوں۔ اس صورت میں کہ وہ موت کو

ناپسند کرتا ہو۔ اور میں اس کی تکلیف کو ناپسند کرتا ہوں اور بسا اوقات میرا کوئی ولی مجھ سے غنا کا سوال کرتا ہے مگر میں اس کو غنا سے فقر کی طرف پھیر دیتا ہوں۔ اور اگر میں اس کو غنا کی طرف پھیر دیتا تو یہ اس کیلئے شرکا (اور آزمائش) کا باعث ہوتا۔ اور بعض اوقات میرا ولی مجھ سے فقر کا سوال کرتا ہے تو میں اس کو غنا کی طرف پھیر دیتا ہوں اور اگر میں اس کو فقر کی طرف پھیر دیتا تو یہ اس کیلئے شرکا باعث ہوتا۔ بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور میری عزت جلال، علو، رونق، جمال اور بلند مرتبہ کی قسم! کوئی بندہ میری خواہش کو اپنی خواہش پر ترجیح نہیں دیتا مگر یہ کہ میں اس کی موت اس کی آنکھوں کے سامنے رکھ دیتا ہوں (تا کہ وہ ہمیشہ اس کو یاد کر کے عبرت حاصل کرتا رہے) اور آسمان اور زمین کو اس کے رزق کی ضمانت دے دیتا ہوں اور ہر تاجر کو تجارت کے پیچھے میں اس کا (کارساز) ہو جاتا ہوں۔“

(روضۃ السالکین صفحہ ۴۴ بحوالہ امام طبرانی، امام شیخی، وغیر ہم)

۱۰: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس نے میرے کسی ولی کی توہین کی گویا اس نے میرے ساتھ اعلان جنگ کیا اور میں کسی چیز میں تردد نہیں کرتا جسے میں کرنے والا ہوتا ہوں۔ جتنا تردد مجھے مومن کی روح قبض کرنے میں ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ موت کو پسند نہیں کرتا اور میں اس کی تکلیف پسند نہیں کرتا۔ (لیکن پھر بھی موت اس لئے طاری کرتا ہوں کہ) اس کے لئے ضروری ہے۔ بسا اوقات میرا مومن بندہ علم کا کوئی باب سیکھنا چاہتا ہے تو میں اس کو اس سے روک لیتا ہوں تا کہ علم کا وہ باب سیکھ کر اسے غرور نہ آئے۔ اور وہ اس کے فساد کا سبب ہو۔ میرا بندہ جو کچھ میں نے اس پر فرض کیا ہے اس کی ادائیگی کے ذریعے جو میرا قرب حاصل کر سکتا ہے۔ وہ کسی اور ذریعے سے نہیں کر سکتا میرا بندہ میرے لئے ہمیشہ

نقلی عبادت کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ میں چاہنے لگتا ہوں۔ پس جب میں اس سے محبت کر لیتا ہوں تو میں اس کے کان، آنکھ، ہاتھ اور اس کا مددگار بن جاتا ہوں۔ پھر اگر وہ مجھ سے دعا کرتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اسے عطا کرتا ہوں۔ پس وہ میرے لئے مخلص ہو جاتا ہے۔ اور میں اس کے لئے مخلص ہو جاتا ہوں۔“

(روضۃ السالکین صفحہ ۴۶ بحوالہ امام ابن ابی دنیا امام ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ اور امام

طبرانی وغیرہم)

”اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس نے میرے کسی ولی کی اہانت کی گویا اس نے میرے ساتھ اعلان جنگ کیا اور بے شک میں بڑی تیزی سے اپنے اولیاء کی مدد و نصرت کرنے والا ہوں۔ کیونکہ میں ان کی خاطر غضبناک ہو جاتا ہوں۔ اور اس کی مثال (تمہارے سمجھانے کیسے) ایسی ہے جیسے شیر لڑائی کے وقت غضبناک ہوتا ہے۔“ (بحوالہ حکیم ترمذی اور امام دیلمی وغیرہم)

”اور ایک روایت میں ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس نے میرے کسی ولی کو تکلیف دی تو گویا اس نے میرے محارم (حرام کردہ اشیاء) کو حلال جانا۔“ (بحوالہ امام قضاعی رحمۃ اللہ علیہ)

”اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ لوگ جن کے چہروں پر سجدوں کے نشانات ہوں گے یقیناً وہی میرے اولیاء ہیں پس جب تم ان سے ملو تو مارے ادب کے اپنے کندھے ان کے سامنے پست رکھا کرو اور اپنے دل و زبان کو ان کا مطیع بناؤ۔ یہ جان لو کہ جس شخص نے میرے کسی ولی کی توہین کی اور اسے خوفزدہ کیا تو اس نے میرے ساتھ اعلان جنگ کیا اور میرے سامنے کھل کر مقابلہ میں آ گیا۔ اور میں بہت تیزی سے اپنے اولیاء کی مدد کرنے والا ہوں۔ کیا

وہ شخص جو میرے ساتھ جنگ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اور وہ یہ گمان کرتا ہے کہ میرے سامنے ٹھہر سکے گا؟ یا جو میرے ساتھ دشمنی مول لیتا ہے کیا وہ یہ گمان کرتا ہے کہ مجھے عاجز کر سکے گا؟ یا جو میرے ساتھ مقابلہ کرتا ہے یہ گمان کرتا ہے کہ مجھ سے سبقت یا فوقیت لے جائے گا؟ بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے اور میں اپنے اولیاء کی خاطر دنیا و آخرت میں انتقام لینے والا ہوں اور ان کی مدد و نصرت (کا امر) میں اپنے علاوہ کسی اور کو نہیں سونپتا۔ (امام ابو نعیم اور امام ابن ابی عاصم)

۱۱: ”حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا اگر تمہاری کوئی خواہش ہو تو میں پوری کر دیتا ہوں۔ تو جنتی عرض کریں گے۔ اے اللہ! کیا تو نے ہمارے چہروں کو روشن نہیں کیا؟ کیا تو نے ہمیں جنت میں داخل نہیں کیا؟ اور جہنم سے نجات نہیں دی؟ (پھر ہمیں کس چیز کی ضرورت ہو سکتی ہے؟) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ اس وقت حجاب اٹھائے گا اور اہل جنت کے نزدیک اپنے پروردگار کے دیدار سے زیادہ بہترین نعمت اور کوئی نہیں ہوگی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَارَةٌ۔ (سورہ یونس) ایسے لوگوں کے لئے جو نیک کام کرتے ہیں نیک جزاء ہے اور اس پر اضافہ بھی ہے۔“

(صحیح مسلم شریف جلد اول صفحہ ۱۸۸ حدیث ۳۵۷، جامع ترمذی جلد دوم

صفحہ ۴۲۹ حدیث ۱۰۳۰، اور اس کو امام احمد بن حنبل نے بھی روایت کیا ہے)

۱۲: ”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِينَ۔ (سورہ الحجر) ”بے شک اس میں اہل فراست کے لئے نشانیاں ہیں۔“

(جامع ترمذی جلد دوم صفحہ ۲۴۰ حدیث ۱۰۵۳۔ اس کو امام طبرانی اور

امام قضاعی نے بھی روایت کیا ہے)

۱۳: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے بعض بندے ایسے ہیں جو لوگوں (کے ظاہر و باطن) کو (اللہ

تعالیٰ کی عطا کردہ) فہم و فراست سے جان لیتے ہیں۔“

(روضۃ السالکین صفحہ ۱۷ بحوالہ امام طبرانی، امام قضاعی، امام دیلمی، علامہ

قرطبی، امام ذہبی، حکیم ترمذی، امام بیہقی، وغیرہم)

۱۴: ”حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا تمہارے کسی ایک شخص کا بھی دنیا میں کسی حق بات کیلئے تکرار کرنا اس قدر

سخت نہیں ہوگا۔ جو تکرار مومنین کا ملین اپنے پروردگار سے اپنے ان بھائیوں کے

لئے کریں گے جو جہنم میں داخل کئے جا چکے ہوں گے۔ وہ عرض کریں گے۔ اے

ہمارے پروردگار ہمارے یہ بھائی ہمارے ساتھ نمازیں پڑھتے تھے اور ہمارے

ساتھ روزے رکھتے تھے اور ہمارے ہی ساتھ حج کرتے تھے اور تو نے انہیں دوزخ

میں ڈال دیا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اچھا تو جنہیں پہچانتے ہو انہیں جا

کر خود ہی دوزخ سے نکال لو۔ وہ آئیں گے اور ان کی صورتیں پہچانیں گے۔ ان

کی صورتوں کو آگ نے کھایا ہوگا ان میں سے بعض کو تو آگ پنڈلیوں کے نصف

تک اور بعض کو ٹخنوں تک پکڑا ہوگا۔ وہ انہیں نکالیں گے اور پھر عرض کریں گے

اے ہمارے پروردگار! تو نے ہمیں جن کے نکالنے کا حکم فرمایا تھا انہیں ہم نے

نکال لیا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ انہیں بھی جا کر نکال لو جن کے دل میں

ایک دینار برابر ایمان ہے۔ پھر فرمائے گا اسے بھی نکال لاؤ جس کے دل میں

نصف دینار کے برابر ایمان ہے۔ پھر یہاں تک فرمائے گا۔ اسے بھی نکال لاؤ

جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا اب جس شخص کو یقین نہ آئے تو وہ یہ آیت کریمہ پڑھ لے۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَإِنْ تَكَ حَسَنَةً يُّضَاعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا (سورۃ نساء آیت ۴۰)

ترجمہ:- ”بے شک اللہ تعالیٰ ایک ذرہ برابر ظلم نہیں کریں گے اور اگر نیکی ہوگی تو اس کو کئی گنا کر دیں گے اور اپنے پاس سے اجر عظیم دیں گے۔“

(صحیح بخاری شریف جلد سوم کتاب التوحید صفحہ ۱۰۳۳ حدیث ۲۲۸۸،

سنن ابن ماجہ جلد اول باب فی الایمان صفحہ ۴۹ حدیث ۶۳، روضۃ السالکین صفحہ ۱۱۳ بحوالہ امام احمد بن حنبل، امام نسائی، امام حاکم وغیرہم)

۱۵: ”حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے ستر ہزار یاسات لاکھ افراد بغیر حساب و عذاب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ (راوی کو دونوں میں سے ایک کا شک ہے) یہ ایک دوسرے کو تھامے ہوئے ہوں گے ان میں سے پہلا شخص اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہوگا جب تک ان کا آخری فرد بھی داخل نہ ہو جائے گا (یعنی وہ اپنے ہزاروں لاکھوں افراد کی نگرانی کرے گا) ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہوں گے۔ (اس حدیث کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی روایت کیا ہے)

(صحیح بخاری شریف جلد سوم کتاب الرقاق صفحہ ۲۴۴ حدیث ۱۴۷۲، صحیح

مسلم شریف، کتاب الایمان صفحہ ۲۲۷ حدیث ۴۳۴ جلد اول)

۱۶: ”حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے طویل حدیث مروی ہے۔ فرماتے ہیں پھر قیامت کے دن مؤمنین نجات پائیں گے تو سب سے پہلے ایسی جماعت نجات پائے گی جن کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے



وہ ستر ہزار افراد ہوں گے جن سے کوئی حساب نہیں لیا جائے گا۔ پھر جو ان سے متصل ہوں گے جن کے چہرے آسمان کے ستاروں کی مانند چمکتے ہوں گے۔ پھر اسی طرح یہ سلسلہ جاری رہے گا۔“

(روضۃ السالکین صفحہ ۱۲۲ بحوالہ امام مسلم، امام احمد بن حنبل وغیرہم)

۱۷: ”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو

شخص کسی بیابان میں سے گزرے جن میں سے ایک عبادت گزار تھا اور دوسرا گناہ گار تھا۔ جب عبادت گزار (صالح) کو اتنی پیاس لگی کہ وہ راستے میں گر گیا۔ تو اس کا ساتھی اس کی طرف دیکھنے لگا اور اس کے پاس برتن میں کچھ پانی تھا۔ اس گناہ گار نے بے دم ہو کر پیاس سے چلاتے ہوئے اس ساتھی کو دیکھ کر کہا۔ اللہ رب العزت کی قسم! اگر یہ صالح بندہ میرے پاس پانی ہونے کے باوجود پیاس سے فوت ہو گیا تو میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کبھی بھی بھلائی نہیں پاسکوں گا اور اگر میں نے اسے پانی پلایا تو یقیناً میں مر جاؤں گا۔ پس اس نے اللہ تعالیٰ پر توکل رکھتے ہوئے پختہ ارادہ کر کے اس پر پانی بہایا اور اس سے بچا ہوا اسے پلا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس پر وہ اٹھ کھڑا ہوا یہاں تک کہ ان دونوں نے صحرا عبور کر لیا فرمایا قیامت کے دن اس گناہ گار کو حساب کے لئے کھڑا کیا جائے گا۔ تو اسے جہنم میں بھیجنے کا حکم دیدیا جائے گا۔ پس فرشتے اسے لے کر جا رہے ہوں گے تو وہ اسی صالح شخص کو دیکھ کر کہے گا۔ اے فلاں! کیا تو مجھے پہچانتا ہے؟ فرمایا وہ پوچھے گا تو کون ہے؟ وہ کہے گا میں وہی فلاں شخص ہوں جس نے بیابان میں اپنی جان پر تجھے ترجیح دی تھی۔ وہ کہے گا کیوں نہیں میں تجھے پہچانتا ہوں۔ فرمایا: پس وہ فرشتوں سے کہے گا رک جاؤ تو اسے روک دیا جائے گا۔ اور وہ صالح بندہ (عابد) اپنے رب کے حضور حاضر ہو کر عرض کرے گا۔ اے رب! تو میری نسبت اس کا حال پہچانتا

ہے۔ کہ کیسے اس نے اپنی جان پر مجھے ترجیح دی؟ اے رب! تو اسے میرے اختیار میں دے دے۔ پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا وہ تیرے اختیار میں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ شخص آئے گا اور اسے ہاتھ سے پکڑ کر جنت میں لے جائے گا۔“

”صلت راوی کہتے ہیں کہ میں نے جعفر سے کہا کیا حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اسے حضور ﷺ سے روایت کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں۔“

(روضۃ السالکین صفحہ ۱۴۳ بحوالہ امام ابو یعلیٰ، و امام طبرانی وغیر ہم)

۱۸: ”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا مؤمنین سے اچھی طرح جان پہچان رکھو کیونکہ ہر مومن قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہاں شفاعت کرے گا۔“ (روضۃ السالکین صفحہ ۱۵۲ بحوالہ امام دیلمی)

۱۹: ”حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہر چیز کی کوئی نہ کوئی کان (یعنی خزانہ) ہوتی ہے اور تقویٰ کی کان عارفون کے دل ہوتے ہیں۔“

(روضۃ السالکین صفحہ ۱۵۴ بحوالہ امام قضاوی، امام طبرانی، امام بیہقی، خطیب بغدادی امام ذہبی، امام عسقلانی اور امام بیہقی وغیر ہم)

۲۰: ”حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے سے محبت رکھتا ہے جو متقی مستغنی اور گوشہ نشین ہو۔“

(روضۃ السالکین صفحہ ۱۵۴ بحوالہ امام مسلم، امام احمد بن حنبل و امام ابو یعلیٰ وغیر ہم)

۲۱: ”حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا گیا کہ آل محمد کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا تمام اہل تقویٰ (میری آل میں سے ہیں)

اور پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: **إِنَّ أَوْلِيَاءَهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ**۔ صرف متقین ہی اللہ تعالیٰ کے اولیاء ہیں۔“

(روضۃ السالکین صفحہ ۱۵۵ بحوالہ امام طبرانی، امام دیلمی، امام عسقلانی،

امام شیبی، علامہ قرطبی، امام ابن کثیر وغیرہم)

۲۲: ”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ

نے فرمایا میری امت میں چالیس آدمی (ابدال) ہمیشہ رہیں گے جن کے دل قلبِ ابراہیمی کی مانند ہوں گے۔ ان کے صدقے اللہ تعالیٰ اہل زمین سے عذاب

ٹالے گا۔ انہیں ابدال کہا جائے گا۔ پھر حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا انہوں نے یہ

ابدالیت والا رتبہ کثرتِ صوم و صلاۃ اور صدقہ کے ذریعے نہیں پایا۔ صحابہ

کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! پھر کس چیز کے ذریعے انہوں نے یہ

رتبہ پایا؟ آپ ﷺ نے فرمایا سخاوت اور مسلمانوں کے لئے خیر خواہی کے

ذریعے۔“ (روضۃ السالکین صفحہ ۱۵۹ بحوالہ امام طبرانی اور امام ابو نعیم)

۲۳: ”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہر

صدی میں میری امت کے بہترین لوگ پانچ سو ہیں۔ اور ابدال چالیس ہوں گے

پس نہ تو پانچ سو میں کوئی کمی واقع ہوتی ہے اور نہ چالیس میں جب کبھی کوئی آدمی

ان چالیس میں سے فوت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ پانچ سو میں سے کسی کو اس کی جگہ پر

بدل دیتا ہے اور اسے چالیس لوگوں میں شامل کر دیتا ہے۔ جو شخص ان پر ظلم کرتا

ہے۔ وہ اس سے درگزر فرماتے ہیں اور جو ان کے ساتھ برا سلوک کرتے ہیں وہ

ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتے ہیں اور جو کچھ رزق اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمایا

ہے اس سے آپس میں ایک دوسرے کی دادرسی کرتے ہیں۔“

(روضۃ السالکین صفحہ ۱۶۴ بحوالہ امام ابو نعیم، امام دیلمی اور امام عسقلانی وغیرہم)

۲۴: ”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر صدی میں میری امت میں سے بعض لوگ ایسے ہیں جو دوسروں پر سبقت لے جانے والے ہیں۔“

(روضۃ السالکین صفحہ ۱۶۵ بحوالہ امام ابو نعیم، امام دیلمی اور حکیم ترمذی وغیرہم)

۲۵: ”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا بے شک مخلوق میں اللہ تعالیٰ کے تین سو آدمی ایسے ہیں جن کے دل حضرت آدم علیہ السلام کے دل کی مانند ہیں اور مخلوق میں اللہ تعالیٰ کے چالیس آدمی ایسے ہیں جن کے دل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل کی مانند ہیں۔ اور مخلوق میں اللہ تعالیٰ کے سات آدمی ایسے ہیں جن کے دل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل کی مانند ہیں۔ اور مخلوق میں اللہ تعالیٰ کے پانچ آدمی ایسے ہیں جن کے دل حضرت جبرئیل علیہ السلام کے دل کی مانند ہیں اور مخلوق میں اللہ تعالیٰ کے تین آدمی ایسے ہیں جن کے دل حضرت میکائیل علیہ السلام کے دل کی مانند ہیں۔ اور مخلوق میں اللہ تعالیٰ کا ایک آدمی ایسا ہے جس کا دل حضرت اسرافیل علیہ السلام کے دل کی مانند ہے۔ سو جب وہ اکیلا آدمی فوت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکی جگہ تین آدمیوں میں سے کسی کو لے آتا ہے۔ اور جب تین آدمیوں میں سے کوئی فوت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ چالیس آدمیوں میں سے کسی کو لے آتا ہے۔ اور جب چالیس آدمیوں میں سے کوئی فوت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ تین سو آدمیوں میں سے کسی کو لے آتا ہے اور جب تین سو آدمیوں میں سے کوئی فوت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ عامۃ الناس میں کسی کو اس کی جگہ پر لے آتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ انہی کے ذریعہ سے کسی کو مارتا اور زندہ کرتا ہے۔ اور انہی کی وجہ سے سبزہ

اگاتا ہے اور آزمائشوں کو دور کرتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا۔ اللہ تعالیٰ کس طرح ان کے ذریعے مارتا اور زندہ کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ سے امتوں کی کثرت کی دعا مانگتے ہیں تو وہ کثیر ہو جاتی ہیں۔ (یہ ان کے ذریعے زندہ کرنا ہے) وہ ظالم اور جابر لوگوں کیلئے بددعا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے اذن سے وہ ہلاک ہو جاتے ہیں۔ (یہ ان کے ذریعے مارنا ہے) وہ بارش کی دعا کرتے ہیں تو ان پر بارش برسائی جاتی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہیں تو زمین ان کے لئے غلہ اگاتی ہے اور وہ دعا مانگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ جملہ بلاؤں اور آزمائشوں کو دور فرماتا ہے۔“

اسے امام ابو نعیم اور امام دیلمی نے روایت کیا ہے۔

۲۶: ”حضرت شریح بن عبید الحضر می بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے ہاں اہل شام کا ذکر کیا گیا تو لوگوں نے کہا اے امیر المؤمنین! ان پر لعنت بھیجے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ بے شک ابدال شام میں ہوں گے۔ اور وہ چالیس آدمی ہیں۔ انہیں کے سبب تم پر بارش برسائی جاتی ہے اور انہی کے تصدق سے دشمنوں کے مقابلے میں تمہاری مدد کی جاتی ہے اور اہل زمین سے مصائب و آلام کو دور کیا جاتا ہے۔“ (اسے امام ابن عساکر نے روایت کیا ہے)

۲۷: ”حضرت عبید اللہ بن محمد عیشی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ستانی کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا۔ نقباء تین سو ہیں۔ نجباء ستر ہیں۔ ابدال چالیس ہیں۔ اخیار سات ہیں۔ عمد چار ہیں۔ اور غوث ایک ہے۔ پس نقباء کا مسکن مغرب۔ نجباء کا مسکن مصر، ابدال کا مسکن شام ہے اور اخیار زمین میں چلتے پھرتے رہتے ہیں۔ اور عمد (طبقہ اولیاء) زمین کے کونوں میں ہیں اور غوث کا مسکن مکہ

ہے۔ پس جب عام معاملات میں سے کوئی معاملہ پیش آتا ہے تو اس میں نقباء اللہ تعالیٰ سے گڑ گڑا کر دعا کرتے ہیں۔ پھر نجباء پھر ابدال، پھر اخیار، پھر عمد، پھر اگر ان کی دعا قبول کر لی جائے تو ٹھیک دگر نہ غوث اس معاملہ میں گڑ گڑا کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہے اور ابھی غوث کی دعا مکمل نہیں ہوتی کہ اس کی دعا قبول کر لی جاتی ہے۔ (اسے امام ابن عساکر نے روایت کیا ہے)

۲۸: ”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا ہے۔ تم سے پہلے کے لوگوں میں ایک شخص نے ننانوے قتل کئے پھر اس نے علاقے کے سب سے بڑے عالم کے بارے میں دریافت کیا تو اسے ایک عبادت گزار کے بارے میں بتایا گیا۔ وہ اس کے پاس آیا اور بتایا کہ اس نے ننانوے قتل کئے ہیں کیا اس کے لئے توبہ کی گنجائش ہے؟ اس راہب نے جواب دیا نہیں! اس شخص نے اس راہب کو بھی قتل کر دیا۔ یوں پورے ۱۰۰ ہو گئے۔ پھر اس شخص نے علاقے کے سب سے بڑے عالم کے بارے میں دریافت کیا تو ایک عالم شخص کی طرف اس کی راہنمائی کی گئی اس شخص نے اس کو بتایا کہ میں نے ۱۰۰ قتل کئے ہیں کیا توبہ کی کوئی گنجائش ہے؟ اس عالم نے جواب دیا بھلا اس کے اور توبہ کے درمیان کوئی حائل ہو سکتا ہے؟ تم فلاں علاقے میں جاؤ وہاں کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رہے ہوں گے۔ تم بھی ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہنا اور اپنے علاقے میں نہ آنا کیونکہ وہ بری جگہ ہے۔

وہ شخص روانہ ہو گیا جب وہ آدھے راستے میں پہنچا تو اسے موت نے آلیا۔ اس شخص کے بارے میں رحمت اور عذاب کے فرشتوں کے درمیان اختلاف ہو گیا رحمت کے فرشتوں نے کہا یہ شخص توبہ کر کے اپنے دل کو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ کر کے آ رہا تھا عذاب کے فرشتوں نے کہا اس شخص نے کبھی کوئی نیک

کام نہیں کیا۔ ایک فرشتہ آدمی کی شکل میں ان کے پاس آیا۔ انہوں نے اسے اپنا ثالث مقرر کیا۔ اس نے یہ فیصلہ دیا دونوں طرف کی زمین کی پیمائش کرو۔ یہ دونوں علاقوں میں سے جس کے زیادہ قریب ہوگا اسی میں شمار ہوگا انہوں نے اس کی پیمائش کی تو وہ شخص اس علاقے کے زیادہ قریب تھا جہاں کا قصد کیا تھا۔ تو رحمت کے فرشتوں نے اسے حاصل کر لیا۔“

(صحیح مسلم شریف جلد سوم کتاب التوبہ صفحہ ۵۶۳ حدیث ۶۸۷۸)

(اسے امام بخاری، امام ابن حبان، امام ابویعلیٰ، امام بیہقی وغیرہم نے

بھی روایت کیا ہے۔)

۲۹: ”حضرت اسیر بن جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ اہل کوفہ وفد کی شکل میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان میں ایک ایسا شخص تھا جو حضرت اولیس رضی اللہ عنہ کے ساتھ مذاق کیا کرتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کیا یہاں قرن کا رہنے والا کوئی شخص ہے؟ تو وہ شخص آگے بڑھا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے۔ تمہارے پاس یمن سے ایک شخص آئے گا جس کا نام اولیس ہوگا۔ یمن میں صرف اس کی والدہ ہوگی۔ وہ برص کی بیماری کا شکار ہوگا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے برص کے نشانات کو ختم کر دے گا۔ اور صرف ایک دینار (یا شاید یہ فرمایا تھا) ایک درہم جتنا نشان رہ جائے گا۔ تم میں سے جو شخص اس سے ملے وہ اس سے اپنے لئے مغفرت کی دعا کروائے۔“

(صحیح مسلم شریف جلد سوم کتاب فضائل الصحابہ صفحہ ۴۰۹ حدیث ۶۳۶۵)

(اس حدیث پاک کو امام ابو نعیم، امام ابن سعد، امام ابن عساکر و امام ذہبی

وغیرہم نے بھی روایت کیا ہے)

۳۰: ”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کی سواری جنگل بیابان میں گم ہو جائے تو اس شخص کو یہ پکارنا چاہیے۔ اے اللہ کے بندو! میری سواری پکڑادو۔ بیشک اللہ تعالیٰ کے بہت سے ایسے بندے اس زمین پر ہوتے ہیں وہ تمہیں تمہاری سواری پکڑادیں گے۔“

(روضۃ السالکین صفحہ ۳۳۳ بحوالہ امام طبرانی، امام ابو یعلیٰ، امام دیلمی، امام

یشمی، وغیرہم)

۳۱: ”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ خاص بندے ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مخلوق کی حاجت روائی کے لئے خاص فرمایا ہے۔ لوگ گھبرائے ہوئے اپنی حاجتیں ان کے پاس لے کر آتے ہیں (اور وہ ان کی حاجت روائی کرتے ہیں) اللہ تعالیٰ کے وہ خاص بندے عذاب الہی سے امان میں ہیں۔“

(اس حدیث پاک کو امام ابو نعیم اور امام طبرانی نے روایت کیا ہے)

۳۲: ”حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں میں سے کچھ اللہ والے ہوتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کون (خوش نصیب) ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن کی (کثرت سے) تلاوت کرنے والے۔ وہی اللہ والے اور اس کے خواص ہیں۔“

(سنن ابن ماجہ جلد اول صفحہ ۹۳ حدیث ۲۲۱)

(اس حدیث پاک کو امام نسائی، امام احمد بن حنبل، امام دارمی، امام حاکم

اور امام بیہقی نے بھی روایت کیا ہے)

۳۳: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھے اپنی عزت کی قسم! میں اپنے بندے پر دو خوف اور دو امن

اکٹھے نہیں کروں گا۔ اگر وہ مجھ سے دنیا میں خوف رکھے گا تو میں اسے قیامت کے روز امن میں رکھوں گا۔ اور اگر وہ مجھ سے دنیا میں بے خوف رہا تو میں اسے قیامت کے روز خوف میں مبتلا کروں گا۔“

(رضۃ السالکین صفحہ ۳۸۲ بحوالہ امام ابن حبان، امام بیہقی، امام ابن

المبارک، امام بیہقی)

۳۴: ”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں

کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے بعض خاص بندے ایسے ہوتے ہیں۔ جنہیں

وہ اپنی خاص رحمت سے نوازتا ہے۔ اور انہیں اپنی عافیت میں زندہ رکھتا ہے۔

جب انہیں موت دیتا ہے تو اپنی جنت کی خاطر دیتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر

آزمائش یوں گزرتی ہے جیسے اندھیری رات گزر جاتی ہے۔ اور وہ اولیاء اللہ ان

آزمائشوں سے عافیت میں رہتے ہیں۔“

(اس حدیث پاک کو امام ابن ابی دنیا، امام ابو نعیم اور امام طبرانی نے

روایت کیا ہے)

۳۵: ”حضرت حسن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے

صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے کہا اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری

جان ہے۔ میں تمہارے لئے اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں بے شک اللہ کے محبوب

ترین بندے (یعنی اولیاء اللہ) وہ ہیں جو لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت

ڈالتے ہیں اور اس زمین پر لوگوں کی خیر خواہی کیلئے کوشاں رہتے ہیں۔“

(اس حدیث پاک کو امام ابن ابی دنیا، امام ابن ابی عاصم نے روایت کیا ہے)

۳۶: ”حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

بے شک اللہ تعالیٰ کے بعض بندے ایسے ہیں جنہیں وہ روز قیامت نور کے

منبروں پر بٹھائے گا۔ نور ان کے چہروں پر جھلملا رہا ہوگا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ مخلوقات کے حساب سے فارغ ہو جائے گا۔ (یعنی ان سے حساب بھی نہیں لیا جائے گا“)

(اس حدیث پاک کو امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے جید سند کے ساتھ روایت کیا ہے)

اور ایک روایت میں ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ کے بعض بندے ایسے ہیں کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ انہیں نور کے منبروں پر بٹھائے گا اور ان پر ہلکی سی نیند طاری کر دے گا۔ یہاں تک کہ وہ مخلوق کے حساب سے فارغ ہو جائے گا،۔ (اس حدیث پاک کو امام ابن ابی دنیا، نے روایت کیا ہے)۔

(روضۃ السالکین صفحہ ۳۸۶)

۳۷: ”حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بھی نوجوان اللہ تعالیٰ کی عبادت میں پروان چڑھتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کی موت آجاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ننانوے صدیقین کا ثواب عطا فرماتا ہے۔“

(بحوالہ امام طبرانی اور امام دیلمی)

۳۸: ”حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے اور منافق کا عمل اس کی نیت سے بہتر ہے۔ اور ہر ایک اپنی نیت پر عمل کرتا ہے۔ پس جب مومن کوئی نیک عمل کرتا ہے۔ تو اس کے دل میں (اس نیک عمل کی برکت سے) نور پھوٹ پڑتا ہے۔“

(روضۃ السالکین صفحہ ۳۸۷ بحوالہ امام طبرانی، امام بیہقی، اور امام دیلمی)

۳۹: ”حضرت جابر رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی دوستی کے موجبات تین ہیں۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سے کوئی حق دیکھے۔ تو اس کو ان دنوں کیلئے موخر نہ کر دے۔ جن کو

وہ نہ پاسکے۔ (یعنی اس حق کی ادائیگی میں جتنا ممکن ہو سکے جلدی کرے) اور یہ کہ وہ خلوت میں اپنے عمل کی پختگی کے ساتھ اعلانیہ طور پر بھی نیک عمل بجالائے (تا کہ دوسروں کو ترغیب ملے) اور وہ جس میں جلدی کرتا ہے اس کو اس چیز کے ساتھ جمع کرے۔ جس کی اصلاح کی وہ امید رکھتا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا وہ اس طرح اللہ کا ولی ہوتا ہے۔ اور آپ نے اپنے دستِ اقدس کے ساتھ تین گرہیں لگائیں،،۔ (روضۃ السالکین صفحہ ۳۸۸ بحوالہ امام ابو نعیم اور امام طرانی) ۴۰: ”حضرت عبدالرحمن بن علاء حضرت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے حضور نبی اکرم ﷺ سے سننے والے (یعنی صحابی) نے بتایا کہ آپ ﷺ نے فرمایا بے شک اس اُمت کے آخر زمانہ میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جن کے لئے اجر اس اُمت کے اولین کے برابر ہوگا۔ وہ نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے اور فتنہ پرور لوگوں سے جہاد کریں گے۔“

اس حدیث پاک کو امام بیہقی نے روایت کیا ہے۔

عارف ربانی قندیل نورانی الحسینی والحسینی حضور سیدنا عبدالقادر جیلانی، پیران پیر دستگیر اپنی تصنیف لطیف ”الفتح الربانی“، صفحہ ۵۰۹ پہ ارشاد فرماتے ہیں۔
سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا

اتقوا فراسة المؤمن فانه ينظر بنور الله عزوجل۔

ترجمہ:- ”مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔“

”عارف اور مقرب کو بھی ایک نور عطا کیا جاتا ہے۔ جس سے وہ اپنے

قرب خداوندی کو دیکھتا ہے۔ اور اس قرب کی وجہ سے وہ اپنے دل سے فرشتوں اور

انبیاء کرام کی روحوں اور صدیقین کے دلوں اور روحوں کو دیکھتا ہے۔ اور ان کے احوال

ومقامات دریافت کرتا رہتا ہے۔ یہ تمام چیزیں اس کے وسط قلب اور صفائی باطن

کے اندر ہوتی ہے۔ اور وہ ہمیشہ فرحت کے ساتھ معیت خداوندی میں بسر کرتا رہتا ہے۔ وہ خالق اور مخلوق کے درمیان ایک واسطہ ہو جاتا ہے۔ خالق سے لے کر مخلوق میں تقسیم کرتا رہتا ہے۔ بعض ان میں وہ ہیں جن کی زبان اور دل دونوں خوب بولنے والے ہوتے ہیں۔ اور بعض وہ ہیں جن کا دل خوب بولنے والا ہوتا ہے۔“

ایک دوسرے مقام پر حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

”انبیاء و مرسلین صلی اللہ علیہم و آلہم و سلم کی طرف قبر میں منکر نکیر نہیں آیا کرتے کیونکہ وہ

مخلوق کے شفیع ہیں۔ اس طرح اولیاء کرام سے بھی حساب نہیں لیا جائے گا۔ کیونکہ یہ بھی مخلوق میں اللہ تعالیٰ کے مخصوص بندے ہیں۔“ (الفتح الربانی صفحہ ۷۲۴)

برادرانِ اسلام! اب آپ خود انصاف کریں گے اولیاء اللہ کا مقام کتنا

ارفع و اعلیٰ ہے۔ قرآن و حدیث میں بھی کس طرح عیاں کر دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اولیاء اللہ کے ساتھ صحیح معنوں میں عقیدت رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ان کی زندگی کا دار و مدار دیدار الہی اور یاد الہی پر ہوتا ہے۔ حضرت خواجہ حسن

بصری رحمۃ اللہ علیہ عشق الہی میں نہایت کمزور ہو گئے تھے۔ ایک روز چند طبیب آئے اور

انہوں نے آپ کی نبض دیکھی تو نہایت افسردگی کا اظہار کیا اور کہا کہ آپ کے

بدن میں نہ ہی خون رہا ہے اور نہ ہی ہڈیوں میں گودا ہی بچا ہے۔ لہذا آپ کی

زندگی کی اب کوئی امید باقی نہیں رہی۔ اس پر حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے

فرمایا کہ اے طبیبو! تم عاشقوں کے مرض کو نہیں جان سکتے عام لوگوں کی زندگی کا

دار و مدار تو خون اور ہڈیوں کے گودے پر ہوتا ہے لیکن عاشقانِ الہی کی زندگی کا

دار و مدار دیدارِ الہی اور یادِ الہی پر ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو معرفتِ ولایت نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ شفیع

المدین صلی اللہ علیہ وسلم

فصل سوم

وسیلہ شیخ کامل کی ضرورت:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ○ (سورۃ المائدہ آیت ۳۵ پارہ ۶)

ترجمہ:- ”اے ایمان والو! ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور تلاش کرو اس تک پہنچنے کا وسیلہ اور جدوجہد کرو اس کی راہ میں تاکہ تم فلاح پاؤ،“۔
مفسر قرآن جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ اس آیت مقدسہ کی تفسیر لکھتے ہیں۔

کہ ”ابن منظور لفظ وسیلہ کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں یعنی جس چیز کے ذریعہ کسی تک پہنچا جائے اور اس کا قرب حاصل ہو اسے وسیلہ کہتے ہیں۔ ایمان، نیک اعمال، عبادات، پیروی سنت اور گناہوں سے بچنا یہ سب اللہ تعالیٰ تک پہنچنے اور اس کا قرب حاصل کرنے کا وسیلہ اور ذریعہ ہیں اور مرشد کامل جو اپنی روحانی توجہ سے اپنے مرید کی آنکھوں سے غفلت کی پٹی اتار دے۔ دل میں یاد الہی کی تڑپ پیدا کر دے اس کا وسیلہ ہونے میں کون شبہ کر سکتا ہے۔ کالمین امت نے ایسے مرشد کی تلاش میں سینکڑوں، ہزاروں کوس کی مسافت کو پایا ہٹے کیا ہے۔ اور ان کی راہنمائی اور دستگیری سے آسمان معرفت و حکمت پر مہر و ماہ بن کر چمکے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح فرمائی ہے کہ اس آیت میں وسیلہ سے مراد بیعت مرشد ہے اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے شاہ اسماعیل

صاحب دہلوی کو بھی لکھنا پڑا۔ اہل سلوک این آیت را شارت بسلوک مے فہمند
 ووسیلہ مرشد را مے داند پس تلاش مرشد بنا بر فلاح حقیقی و فوز تحقیقی پیش از مجاہدہ
 ضروری ست و سنت اللہ بر ہمیں منوال جاریست لہذا بدون مرشد راہ پالی
 نادر است۔ یعنی سالکان راہ حقیقت نے وسیلہ سے مراد مرشد لیا ہے۔ پس حقیقی
 کامیابی اور کامرانی حاصل کرنے کے لئے مجاہدہ و ریاضت سے پہلے تلاش مرشد از
 بس ضروری ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے سالکان راہ حقیقت کے لئے یہی قاعدہ مقرر
 فرمایا ہے۔ اسی لئے مرشد کی رہنمائی کے بغیر اس کا ملنا شاذ و نادر ہے۔

دم عارف نسیم صجدم ہے اسی سے ریشہ معنی میں نم ہے
 اگر کوئی شعیب آئے میسر شبانی سے کلیسی دو قدم ہے

(اقبال)

اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے تقویٰ اختیار کرنے، وسیلہ تلاش
 کرنے کے علاوہ ہر دم مصروف جہاد رہنا بھی ضروری ہے۔ جہاد اصغر بھی اور جہاد
 اکبر بھی۔ کفار سے بھی اور نفس امارہ سے بھی اور ان تمام نظریات اور افکار سے بھی
 جو کسی حیثیت سے اسلامی عقائد اور مسلمات سے ٹکراتے ہیں۔ تب جا کر فلاح
 و کامرانی نصیب ہوگی،،۔ (تفسیر ضیاء القرآن جلد اول صفحہ ۴۶۶)

اس آیت پاک میں اللہ تعالیٰ نے وسیلہ شیخ کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔
 اور یہ فلاح احسان کی طرف دعوت ہے۔ تو اس میں سب سے پہلے تقویٰ شرط
 ہے۔ اس کا مطلب یوں ہوا کہ راہ معرفت میں قدم رکھنا چاہتے ہو تو سب سے
 پہلے تقویٰ اختیار کرو۔ اور جب تقویٰ پہ قائم ہو جاؤ تو پھر تلاش مرشد کو مقدم فرمایا۔
 وابتغوا الیہ الوسیلة۔ اس لئے کہ پہلے ساتھی تلاش کرو پھر راستہ لو جب ساتھی یعنی
 سامان مہیا ہو گیا تو پھر فرمایا و جاہدو فی سبیلہ کہ اس کی راہ میں مجاہدہ کرو

لعلکم تفلحون تاکہ تم فلاح پاؤ کامیاب ہو جاؤ۔

یعنی یہاں فرمایا گیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلنا چاہتے ہو۔ مجاہدہ و ریاضت کرنا چاہتے ہو۔ بحر معرفت میں غوطہ زن ہونا چاہتے ہو تو کسی شیخ کامل کا وسیلہ ضروری جانو۔ اور اگر بارگاہ الہی تک پہنچنا چاہتے ہو تو کسی مقبول خدا کا دامن پکڑنا تمہارے لئے بہت ضروری ہے۔ اگر بندہ کسی اعلیٰ سطحی آفیسر تک بغیر کسی واسطے کے نہیں پہنچ سکتا تو اللہ تک کس طرح پہنچ سکتا ہے۔

اگر ہم نے دس فٹ بلندی پر جانا ہو تو سیڑھی کا وسیلہ لیتے ہیں۔ اگر سو فٹ پہ جانا ہو تو لفٹ کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اگر ہزار فٹ پہ جانا ہو تو راکٹ چاہیے۔ اگر تین ہزار فٹ پہ جانا ہو تو ہوائی جہاز کی ضرورت پیش آتی ہے لیکن اگر نیچے آنا ہو تو وہاں سے چھلانگ لگائیں کسی وسیلے کی ضرورت نہیں پڑتی بندہ ڈائریکٹ زمین پر آجاتا ہے۔ تو اس سے ثابت ہوا کہ جو وسیلہ تلاش کرتے ہیں وہ بلندی کی طرف جانے والے ہیں۔ اور جو وسیلہ کی طرف رجوع نہیں کرتے وہ پستی کی طرف آنے والے ہیں۔

علامہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

”کہ اسی لئے صوفیائے کرام نے فرمایا ہے کہ فنائے قلب کا مقام صوفی کو صرف اللہ تعالیٰ کی کشش اور جذب سے حاصل ہوتا ہے۔ اور یہ جذب و کشش حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مشائخ کے توسط سے حاصل ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی شخص شیخ کامل کی توجہ کے بغیر صرف عبادتوں اور ریاضتوں سے اس مقام تک پہنچنا چاہے تو اس کے لئے پچاس ہزار سال کا عرصہ درکار ہے۔ اور اتنی تو کسی کی عمر نہیں ہو سکتی۔ اس سے یہ بات آشکارا ہو گئی کہ پیر کامل کی توجہ کے بغیر کسی کا اس مقام پہ فائز ہونا محال ہے۔ واللہ المستعان (مظہری)

وسیلہ دراصل ایسی ذات کو کہا جاتا ہے۔ جو کہ وسیلہ اختیار کرنے والے کے سامنے موجود ہو جس سے وہ اپنے مسائل پر گفتگو کر سکے۔ اور اسے شافی جواب مل سکے۔ نیز اس کی صحبت سے فائدہ اٹھایا جاسکے۔ ہر مقام پر تو صل دراصل حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی ہوتا ہے۔ تمام کالمین اور اہل ارشاد دراصل حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک رسائی کا وسیلہ ہوتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے رسائی اللہ تعالیٰ تک رسائی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ایسا نظام بنایا ہے کہ ہر کام وسیلے سے ہی ہوتا ہے چاہے اس کا تعلق دنیا سے ہو، دین سے ہو یا آخرت سے ہو۔ ہمارا روز مرہ کا مشاہدہ ہے کہ ہمارے تمام کام کسی نہ کسی وسیلے سے انجام پاتے ہیں۔ یعنی کوئی دینی کام ہو تو کسی بڑے افسر یا بڑے آدمی کی سفارش ڈلواتے ہیں پھر وہ کام ہوتا ہے اس طرح علم حاصل کرنے کے لئے کسی عالم کی شاگردی اختیار کرنا پڑتی ہے۔ اور اگر خدا کی تلاش ہو تو کسی باخدا کے پاس جانا پڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اللہ کے متلاشی کو وسیلہ کی ہدایت فرمائی ہے۔

یاد رہے جو بھی اللہ کے دوستوں میں شامل ہو اوہ وسیلہ اختیار کرنے کے بعد ہی ہوا۔ اسی وسیلے کو پیر یا مرشد کہا جاتا ہے۔ چاہے وہ سید علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ ہوں۔ یا سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ ہوں یا خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ ہوں۔ یا محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ ہوں یا میرے شیخ الاکمل تاجدار ساہو چک شریف رحمۃ اللہ علیہ ہوں۔ یہ سب وسیلے سے ہی ان اعلیٰ مقامات تک پہنچے تھے۔

وسیلے کی مثال اس کھلی کی ہے جو چکی کے دو پڑوں کے درمیان ہوتی ہے۔ جو دانہ کھلی کے ساتھ لگ جاتا ہے وہ تو پسے سے بچ جاتا ہے۔ اور جو الگ ہوتا ہے وہ پس جاتا ہے۔ اللہ کے بندے مرشد کامل کو بھی چکی کی کھلی سے تشبیہ دیتے ہیں اور چکی کے اوپر والے پڑ کو آسمان اور نچلے پڑ کو زمین سے تشبیہ دیتے

ہیں۔ یعنی جس طرح کھلی کا تعلق نیچے والے پڑ سے بھی ہوتا ہے اور اوپر والے پڑ سے بھی اس طرح مرشد کامل کا تعلق بھی فرش اور عرش سے ہوتا ہے اور جس طرح کھلی کے ساتھ لگ جانے والا دانہ بیج جاتا ہے۔ اسی طرح وہ جو کسی مرشد کے ساتھ لگ جاتا ہے۔ عذاب الہی سے بچ جاتا ہے اس کے بیج جانے کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ مرد کامل کی صحبت اور نظر کرم سے اس کی تقدیر بدل جاتی ہے۔ کیونکہ انسان کی فطرت ہے کہ جیسی صحبت ہو ویسا ہی وہ بھی ہو جاتا ہے۔

ضرورت شیخ کے بارے میں ایک سوال بعض ذہنوں میں ابھرتا ہے کہ جب کتب تصوف میں ہر قسم کے اذکار اور وظائف درج ہیں تو ان پر عمل کر کے انسان کامل بن سکتا ہے۔ پھر شیخ کی کیا ضرورت ہے؟

تو دوستو! طب کی کتابوں میں ہر قسم کے نسخہ جات، طریقہ علاج اور طریقہ استعمال موجود ہوتا ہے۔ پھر کسی ماہر طبیب یا ڈاکٹر کے پاس جانے کی ضرورت کیوں محسوس ہوتی ہے؟ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ وجہ صرف یہی ہے کہ جان عزیز ہے اور احتیاط کا تقاضا ہے کہ کتابوں پر بھروسہ نہ کیا جائے بلکہ کسی ماہر سے مشورہ کیا جائے۔ اسی طرح اگر ایمان عزیز ہو اور اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا مقصود ہو تو عقل کا تقاضا یہی ہے کہ آدمی کسی معالج روحانی کو تلاش کرے۔ کیونکہ روحانی طبیب کے بغیر روحانی صحت اور تزکیہ نفس ہونا محال ہے۔

حضرت علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت شاہ سہی سقطی رحمۃ اللہ علیہ کسی امر میں الجھے ہوئے تھے۔ دعائیں مانگیں قبول نہ ہوئیں پھر اپنے مرشد پاک حضرت خواجہ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے عرض کرو کہ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر دعا قبول ہو۔ حضرت شاہ سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسا کیا تو کام ہو گیا۔

جیسے ایک بچہ ناف کے رشتے سے ماں کے پیٹ کے ساتھ جڑا ہوا ہوتا ہے اور غذا حاصل کرتا ہے۔ اسی طرح مرید اپنے مرشد کے ساتھ ایک نوری رشتے کے ذریعے بندھا ہوا ہوتا ہے۔ اور اس طرح روحانی خوراک حاصل کرتا رہتا ہے۔ لہذا مرشد کامل کے ساتھ اس باطنی رشتے کے بغیر دل کا زندہ ہونا ممکن نہیں ہوتا۔ صرف اپنی کوشش اور ورد و وظائف سے اور چلوں وغیرہ سے دل ہرگز زندہ نہیں ہوتا۔ البتہ تزکیہ نفس کے باعث کچھ عارضی صفائی حاصل ہو جاتی ہے۔ مگر دل کی زندگی کا راستہ صرف مرشد کامل کی توجہ اور صحبت ہے۔ اور خدا رسول تک رسائی کا راستہ صرف مرشد کامل کا وسیلہ ہے۔ اسی سے دنیا و آخرت کی فلاح ممکن ہے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی میں فرمایا ہے۔

ہیچ چیزے خود بخود چیزے نہ شد
 ہیچ آہنے خود بخود تیغے نہ شد
 ہیچ حلوائی نہ شد استاد کار
 تاکہ شاگردے شکر ریزے نہ شد
 مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم
 تا غلام شمس تبریزی نہ شد

ترجمہ:- ”آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ گھٹیا چیز خود بخود اعلیٰ چیز نہیں بن سکتی ہے۔ کوئی لوہا خود بخود تلوار نہیں بن سکتا جب تک وہ کسی لوہار کے ہاتھوں نہیں چڑھتا اور کوئی حلوائی از خود اپنے کام کا استاد نہیں بن سکتا جب تک کسی شکر ریز کی شاگردی نہیں کرتا۔ فرماتے ہیں میں خود بھی مولائے روم نہ بن سکتا تھا جب تک میں نے حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کی غلامی اختیار نہ کی۔

کلید اعجاز میں حضرت شیخ عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

دردِ باری در دل آں مرد صالح کرد جا

گو بگیرد زود پائے مرشد راہِ صفا

ترجمہ:- ”جس شخص کے دل میں اللہ تعالیٰ کے عشق کا جذبہ پیدا ہو جائے

تو تم اس سے کہو کہ وہ فوراً راہِ معرفت کے رہبر کی خدمت میں قدم بوس ہو۔“

دوستو! یہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہوتی ہے کہ اگر وہ کسی کو راہِ معرفت کی نعمت

سے سرفراز فرمائے۔ پھر بندے کو اس کی قدر کرنی چاہیے۔ یہ تو ایک انمول خزانہ

بندے کو نصیب ہو جاتا ہے۔ تو اس کی حفاظت کرنی چاہیے۔ جس طرح دنیاوی

خزانہ کی حفاظت نہ کرنے پر چور، ڈاکو لوٹ کر لے جاتے ہیں۔ اسی طرح شیطان

لعین بھی اس عطاءے خداوندی پر شبِ خون مارنے کی فکر میں لگ جاتا ہے۔ تو

اس لئے ضروری ہے کہ اس کی حفاظت بھی کی جائے۔ تو اگر عشقِ الہی کا جذبہ یعنی

ایمان نصیب ہو جائے تو راہِ خدا میں مجاہدہ کرنے سے قبل کسی مرشدِ کامل کی

خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر راہِ سلوک کی منازل طے کرنی چاہئیں۔ راہِ معرفت

اس قدر دشوار اور پیچیدہ ہے کہ اس میں قدم قدم پر مشکلات و آزمائش پیش آتی

ہیں اور شیطان جو کہ انسان کا کھلم کھلا دشمن ہے۔ جو بڑے عجیب و غریب طریقوں

سے سالک کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کی چالوں سے وہی باخبر ہوتا ہے

جو اس وادی پر خار میں سفر کر چکا ہو۔ جو اس صحرائے ابتلا و آزمائش کو عبور کر چکا

ہو۔ تو اس میں مرشدِ کامل کا وسیلہ ہی بندے کا مددگار ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ شیخ

کامل ان منازل تک پہنچنے کیلئے ان تمام وادیوں کا سفر کر چکا ہوتا ہے۔ اور مرشد

کامل کی شان یہی ہے کہ مرید کی کوتاہیوں اور لغزشوں پر اس کو تنبیہ کرتا ہے۔ اور

حق و باطل میں فرق عیاں کرتا ہے۔

گر کے بے پیر کارے پیش گیرد ہوشداد
خویش رادر دستِ شیطان میکناند سخت خوار

ترجمہ:- ”اگر کوئی راہِ طریقت میں بغیر کسی رہبر و رہنما کے قدم رکھتا ہے تو ہوشیار ہو جائے کہ وہ اپنے آپ کو شیطان کے چنگل میں پھنسا کر بہت ہی زیادہ ذلت و رسوائی میں ڈال رہا ہے۔“

یہاں میں ایک عام فہم اور سادہ سی مثال پیش کرنا چاہتا ہوں کہ جب کوئی شخص کسی دور دراز سفر کی تیاری کرتا ہے تو راستہ کی معلومات، قیام و طعام کی سہولت اور دیگر لوازماتِ سفر کی چھان بین کرتا ہے اور اس کے بعد آغاز سفر کرتا ہے۔ اور اگر کوئی بغیر معلومات کے اسٹیشن پر جا کر ریل میں سوار ہونا چاہے گا تو اولاً تو بغیر ٹکٹ سوار ہونا ہی مشکل ہے۔ اور اگر ہو بھی جائے گا تو کس قدر پریشانی کا سامنا کرنا ہوگا۔ اور بغیر معلومات کے منزل تک پہنچنا ہی ناممکن ہے۔ کیونکہ راستہ میں کوئی رہزن، نوسر باز، چالاک آدمی اس کو غلط راہ بتا کر سب کچھ لے کر غائب ہو جائے گا۔ یہ تو دنیاوی سفر کی میں نے بات کی تو راہِ طریقت و معرفت کا سفر تو میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ بے حد پیچیدہ اور دشوار گزار ہے۔ اگر اس میں کوئی راہبر و راہنما نہ ہوگا تو پھر شیطان لعین جو روزِ اول سے انسان کا دشمن ہے۔ وہ اس کو صحیح راستہ سے گمراہ کر کے غلط سمت موڑ دے گا۔ اور دنیا و آخرت کے خسارے میں ڈال دے گا۔

طالب معرفت کے لئے ذاتِ مرشد اندھے کی لاشی کی طرح ہے۔ اور بغیر لاشی کے اندھے کو راستہ چلنے میں غلطی دکوتا ہی ہو سکتی ہے۔ جو اس کے نقصان کا باعث ہے۔ اس لئے کامل مرشد کی راہنمائی ضروری ہے۔ تاکہ وہ اس راہ کے پیچ و خم سے تم کو بچا کر استقامت کی راہ بتلا سکے۔ راہِ طریقت تو ایک ایسا سمندر



ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں اور اس میں قدم قدم پر طوفان و حادثات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور مرشدِ کامل ہی اپنے طالب کو اس بحرِ بے کنار کے خطرات سے بچا کر کنارہ کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔

یہاں میں ایک لطیف نکتہ پیش کرتا ہوں۔

کہ اگر ٹھانھیں مارتے ہوئے سمندر میں کشتی کا بادبان نہ ہو تو پھر کشتی

تمام سواروں سمیت غرق ہو جائے گی ایک بھی جان باقی نہ بچے گی۔

یہاں میں یہ بات بھی عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

کہ جیسے باغ کی زرخیزی اور خوبصورتی کے لئے باغبان کی ضرورت

ہوتی ہے یعنی باغبان اپنے باغ کو ہر وقت پانی سے سیراب کرتا ہے اس کی

شاخوں کو تراش تراش کر خوبصورت اور متوسط بناتا ہے۔ جتنی کھاد کی ضرورت ہو

مہیا کرتا ہے لیکن جس باغ کا باغبان نہ ہو تو وہ ویران اور بخر بے آب و سیاہ صحرا

بن جاتا ہے۔ اسی طرح طالبِ راہ ہدایت کے لئے شیخ ایک باغبان کی مانند ہے۔

جو کہ طالبِ صادق کے قلب کو پھلدار اور خوبصورت یعنی نورِ الہی اور عشق

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے منور کر دیتا ہے۔ وقت کے مطابق اس کو محنت اور وظائف میں

مشغول رکھتا ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ جس چیز کی ضرورت ہوتی ہے وہ اس کو

سیراب کرتا ہے۔ اور ایک وقت آ پہنچتا ہے کہ بندہ وسیلہ شیخ کی بدولت بارگاہ

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری کا شرف نصیب ہو جائے تو بندہ بارگاہِ الہی میں پہنچ جاتا

ہے۔ جو کہ عاشق کا مقصود ہے

پیر دی الفت نوں رکھ دن رات اپنے سینے وچ

مصطفیٰ دے درتے پہنچاندی اے الفت پیر وئی :

مصطفیٰ دے درتے جو پہنچے اُوہ رب نون ویکھ لے

رب نون ویکھن واسطے ہو جا امانت پیر دی

اس لئے اپنی زندگی میں سب سے پہلے معرفتِ حق حاصل کرنے کے

لئے اپنے قلب کو پاک و صاف کرنا چاہیے۔ جب قلب مصفیٰ ہو جائے تو پھر

عبادت و ریاضت میں بھی کیف و سرور پیدا ہوگا۔ تو لہذا راہِ طریقت میں قدم

رکھتے ہی اولین فرصت میں کیونکہ زندگی کا کیا بھروسہ کس موڑ پر ختم ہو جائے۔

اپنے من کی صفائی کیلئے مرشدِ کامل کے دامن سے منسلک ہو جانا چاہیے۔ اور مرشد

کامل کی توجہ کا مرکز بننا چاہیے۔ اور حصولِ معرفت سے فیضیاب ہو کر کامران

و کامیاب ہونا چاہیے

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

گر خوری یک لقمہ از نان نور

بہتر از صد لقمہ نان تندور

ترجمہ:- ”اگر نور کی روٹی کا ایک لقمہ تمہیں مل جائے تو وہ تندور کی روٹی

سے صد درجہ بہتر ہے۔“

یہاں نور کی روٹی نگاہِ ولی کو قرار دیا جا رہا ہے کہ اگر مرشدِ کامل کی توجہ

نصیب ہوگئی تو سمجھ لو کہ معرفتِ خداوندی بھی حاصل ہوگئی۔

یہ جو ہم روزمرہ میں نئے نئے وسیلے تلاش کرتے ہیں۔ ان سب سے

بھاری وسیلہ شیخِ کامل کی ذاتِ بابرکات ہے۔

حضرت شیخ عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

گر خدارا دوست داری پائے مرشدِ زودگیر

تا نماید وجہِ ذاتش بے مثال و بے نظیر



ترجمہ:- ”اگر اللہ تعالیٰ سے دوستی کرنا چاہتے ہو تو فوراً مرشدِ کامل کے قدموں سے لپٹ جاؤ تا کہ وہ تم کو اس ذاتِ بے مثال اور بے نظیر کی تجلیات کا مشاہدہ کرا دے۔“

کسی عاشق نے کہا ہے۔

نالہ از بحرِ رہائی نہ کند مرغِ اسیر

خرد آفسوس زمانے کے گرفتار نہ بود

یعنی: ”کہ یہ جو پرندہ پنجرے میں پھڑکتا ہے۔ وہ باہر نکلنے کیلئے نہیں

پھڑکتا وہ تو اس لئے روتا ہے کہ جو زمانہ باہر گزرا وہ کیوں گزرا ہے۔“

یہ اس مقام پہ کہا گیا ہے کہ جب شیخِ کامل کی توجہ سے بندے کو آہِ سحر گاہی

نصیب ہوتی ہے۔ تو وہ تکلیف اور تنگی کی وجہ سے نہیں روتا وہ تو عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں

اس لئے روتا ہے کہ کاش یہ زمانہ غفلت میں کیوں گزرا ہے میں پہلے ہی کیوں نہ اس

بحرِ عشق میں آیا وہ یہ سب کچھ وسیلہ شیخ سے ہی نصیب ہوتا ہے۔

حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ہمہ آہوانِ صحرا، سرِ خود نہادہ برکف

بامید آنکہ روزے بہ شکار خواہی آمد

یعنی: ”جنگل کچے تمام پیرن اپنی جان ہتھیلی پر رکھے ہوئے اس انتظار

میں ہیں کہ ہمارا شکاری کسی نہ کسی دن شکار کے لئے آئے گا اور ہم کو شکار کر کے

لے جائے گا۔“ اس طرح سالکِ راہِ طریقت کو بھی وسیلہ شیخ کے لئے تن من

دھن نثار کر کے حصولِ معرفت کے لئے بحرِ معرفت میں غوطہ زن ہونا چاہیے۔

برادرانِ مکرم! آپ نے سارنگی دیکھی ہوگی اس کی تاریں ایک بے جان

چیز کی بنی ہوتی ہیں۔ ان میں روح نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی۔ ان میں زندگی کی

علامات موجود نہیں ہوتیں۔ لیکن جب کوئی ماہر مضراب ان خاموش اور بے جان تاروں کو چھیڑتا ہے تو انہی بے روح تاروں سے سریلی صدائیں نکلتی ہیں۔ رنگ برنگے نغمے پھوٹتے ہیں۔ اور سوز و ساز کی رنگین چشمے ابلتے ہیں۔ پیر کامل کی ضرورت بھی اسی لئے پیش آتی ہے کہ پیر کامل اپنے مرید کے دل کی خفتہ تاروں کو یوں چھیڑے کہ اس کے خاموش اور غافل دل سے لا الہ الا اللہ کی صدائے دلنواز بلند ہو۔ حدیث پاک میں ہے۔ شیخ کا مرتبہ اپنی قوم میں وہی ہے جو نبی کا اس کی امت میں ہوتا ہے۔

از خیالش می گزر گر تو بخواہی نورِ جاں

پائے مرشد گیرومی کن بندگی چوں بندگاں

ترجمہ:- ”اگر تو نورِ قلبی چاہتا ہے تو اس کے خیال سے گزر جا اور کسی

مرشد کی قدم بوسی کر اور غلاموں کی طرح خدمت گزاری کر،۔

اللہ تعالیٰ نے ضرورتِ شیخ کو محسوس کیا اور ہر زمانے میں کسی نہ کسی نبی یا

رسول یا ہادی کو مبعوث فرمایا۔ کوئی زمانہ بھی ایسا نظر نہیں آتا جہاں کوئی ہادی مقرر نہیں کیا گیا۔ حتیٰ کہ نبوت ختم ہونے کے بعد ایسے ہادی آتے رہے ہیں۔

لیکن اسلام دشمن کوششوں کے باعث اب ایک جماعت یہ کہنے لگی ہے کہ ہمارے لئے قرآن و سنت ہی ہدایت کیلئے کافی ہیں۔ دراصل ان کا یہ انکار قرآن کی اس

آیت کا انکار ہے۔ اور اس انکار کی سزا ان کو یہ ملی کہ وہ اس روحانی ہدایت سے

محروم ہو گئے۔ اسی طرح پچھلے وقتوں میں حکیم افلاطون نے اپنے زمانے میں

موجود نبی کا یہ کہہ کر انکار کیا کہ ”ہم تو ہدایت یافتہ قوم ہیں ہمیں کسی نبی کی

ہدایت کی ضرورت نہیں،۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس بد بخت نے علمِ فلسفہ

حاصل کرنے کے بعد خود کو ہدایت یافتہ شخص تصور کیا اور ابدی نقصان سے
واغدار ہو گیا۔

حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

تڑپ رہا ہے فلاطونِ میانِ غیب و حضور
ازل سے اہلِ خرد کا مقام ہے اعراف
تیرے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزولِ کتاب
گرہ کشا ہے نہ رازی نہ صاحبِ کشاف

ان تمام دلائل واقعات کے علاوہ تمام اولیاء اللہ نے اس بات پر اتفاق
کیا ہے کہ ہر شخص کیلئے کسی شیخ، رہنما یا مرشد کی ضرورت رہتی ہے۔ یہاں میں
نہایت ہی اختصار کے ساتھ چند ایک اقوال قارئین کی خدمت میں پیش کر رہا
ہوں۔ جس سے ایمان و عقائد کی درستگی میں تقویت پہنچے گی۔

۱: مخدوم الاولیاء حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”کہ
پیر کامل کی صحبت کے بغیر کوئی شخص صوفی اور عارف باللہ نہیں بن سکتا،“۔

۲: حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی پیران پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”کہ
عادتِ الہی اس بات پر جاری ہے کہ اس دنیا میں ایک پیر اور ایک مرید ہو۔ ایک
مقتدا اور دوسرا مصاحب ہو۔ ایک پیشوا اور دوسرا پیر کار ہو۔ اللہ تعالیٰ نے
حضرت آدم علیہ السلام کو استاد بنایا اور فرشتوں کو ان کے تابع کیا۔ دنیا میں انبیاء کو
ارسال فرمایا اور کچھ لوگوں کو ان کا جانشین بنایا۔ حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بنایا اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ مرشد
اللہ اور بندے کے درمیان واسطہ یا برزخ ہے،“۔

۳: حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ وہ ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دس سال

کے لئے درس و تدریس کا سلسلہ چھوڑ کر یہ مدت صرف روحانی تجربات اور تحقیقات کے لئے صرف کی اور آخر کار آپ نے یہ نتیجہ نکالا۔ آپ فرماتے ہیں۔

”مشائخ کا گروہ ہی ایسا ہے جس سے لوگ اللہ کی طرف ہدایت پا سکتے ہیں۔ اور یہ لوگ اسی کام کیلئے اللہ کی طرف سے منتخب ہوئے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ تک نہ پہنچ سکا تو اس لئے کہ وہ اس راہ پر چلا ہی نہیں وہ اس راہ پر اس لئے نہ چل سکا کہ اس نے راہ کی تلاش ہی نہ کی۔ تلاش اس لئے نہ کی کہ اس کو اس راہ کی پہچان نہ ہو سکی۔ اور اس راہ کی پہچان اس لئے نہ ہو سکی کہ اس کا ایمان مکمل نہ تھا اور اس کا ایمان اس لئے مکمل نہ ہوا کہ وہ مرد راہ دان کی راہبری سے محروم رہا۔ کیونکہ جس طرح باقی علوم کا حاصل کرنا فرض ہے اسی طرح علم سلوک کا حاصل کرنا بھی فرض ہے۔“

۳: شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

”مشائخ کی اسناد کے توسط سے ہم تک روایت پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی عبداللہ بن بشر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر ایک جگہ بیس یا اس سے زیادہ افراد جمع ہوں اور ان میں ایک شخص بھی ایسا نہ ہو جو اللہ تعالیٰ سے ڈرانے والا ہو تو پھر سب لوگوں کا معاملہ خطرناک ہو جاتا ہے۔ پس مشائخ اللہ کے وقار سے آگاہی کا ذریعہ ہیں۔ کہ مریدان سے ظاہری اور باطنی ادب حاصل کرتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ”یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت کی تو ان کی ہدایت کی پیروی کی۔“

پس جب کہ مشائخ ہدایت یاب اور راہ یافتہ ہوئے تو وہ اس کے مستحق اور اہل ہو گئے کہ ان کی پیروی کی جائے اور ان کو پرہیزگاروں کا پیشوا بنا دیا گیا ہے۔“

۵: حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

”کہ توحید، رسالت، عقائد، زہد و تقویٰ، مکاشفات اور ذکر اذکار وغیرہ کی درستگی کے لئے شیخ کا ہونا ضروری ہے۔ اور سلوک کا طے کرنا ایک شیخ کے بغیر ممکن نہیں۔ خواہ کوئی کتنا ہی زاہد اور عابد کیوں نہ ہو وہ شیطان کے پھندوں سے بچ نہیں سکتا۔ کسی شیخ سے ذکر کا سیکھنا نہایت ضروری ہے کیونکہ یہ طریقہ سلسلے کے بزرگوں سے چلا آ رہا ہے۔ اور اس تعلیم کی ابتداء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع ہوئی۔ شیخ نائب رسول ہوتا ہے۔ اور مریدین کی جماعت کو راہِ حق دکھاتا ہے۔ اور جس کا کوئی پیر نہیں اسکا شیطان پیر ہوتا ہے۔“

۶: علامہ ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

”کہ ولایت پر فائز ہونے کے بعد سالک پر انوار رسالت کا انعکاس شروع ہو جاتا ہے۔ اور پرتو جمالِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اس کی روح کو روشن کر دیتی ہے۔ اور یہ دولت ان کو ملتی ہے جو بکثرت اولیاء کی صحبت میں حاضر رہیں۔ فناء القلب جو اللہ تعالیٰ کی کشش اور جذب سے حاصل ہوتا ہے۔ مشائخ کے توسط سے ہی حاصل ہوتا ہے۔“

۷: حضرت عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

”کہ جب باطنی نجاستوں کا دور کرنا واجب ہے تو ان نجاستوں کے دور کرنے کا طریقہ (یعنی طریقت) سیکھنا بھی واجب ہوگا۔ آدمی خود بخود اپنی اصلاح کرنے لگے تو اس کو کچھ فائدہ نہ ہوگا اگرچہ ہزاروں کتابیں حفظ کر لے۔“

۸: حضرت ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

”کہ شیخ کا پکڑنا کتاب، سنت، اجماع اور قیاس کے عین مطابق ہے۔ جب تک سالک کے نفس پر تشدد کی ضرورت ہوتی رہے تو وہ راہِ شریعت پر چلنے

والا ہوتا ہے۔ اور جب بخوشی عبادت کرے اور عبادت میں لذت بھی ہو تو یہ طریقت ہے۔ طریقت میں نوبت قال کی بجائے حال پر پہنچ جاتی ہے۔“

۹: حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

”کہ جاننا چاہیے کہ میرے پیر اور وصول الی اللہ میں رہنما وہ لوگ ہیں جن کے تو سل سے میں نے اس راہ سلوک میں آنکھیں کھولی ہیں۔ اور ان ہی کی وساطت سے میں نے راہ سلوک کے معاملہ میں لب کشائی کی ہے اور طریقت میں الف اور با کا سبق انہی سے لیا ہے۔ میں نے مولویت کا ملکہ بھی انہی کی توجہ شریف سے حاصل کیا ہے۔ اگر مجھ میں علم ہے تو انہی کی طفیل اور معرفت ہے تو وہ بھی ان ہی کے توجہات کا اثر ہے۔ میں نے نہایت کو ہدایت میں درج کرنے کا طریقہ ان ہی سے سیکھا ہے۔ میں نے قومیت کی جہت سے جذب کی نسبت بھی انہی سے اخذ کی ہے۔ میں نے ان کی ایک نظر سے وہ فیض پایا ہے جو دوسروں کو چالیس دن کی چلہ کشی سے بھی میسر نہیں آسکتا۔ میں نے ان کی گفتگو سے وہ کچھ پایا ہے جو دوسرے برسوں میں بھی حاصل نہیں کر سکتے۔“

برادران اسلام! انسان کو مرشد کی ضرورت ہر موڑ پہ پیش آتی ہے اس کے بغیر انسان ادھورا اور نامکمل ہے۔ اور مرنے کے وقت بھی انسان کو مرشد کامل کی ہی ضرورت پیش آتی ہے۔ یہاں میں ہزاروں میں سے صرف ایک ہی واقعہ عرض کروں گا۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ بیعت کے حصول کے بعد پھر ساری زندگی حاضری کا شرف نہ مل سکا۔ اس زمانہ میں امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کے پایہ کا معتبر عالم موجود نہیں تھا۔ آپ کو توحید خداوندی پر بڑے مضبوط اور قومی دلائل تقریباً ۳۶۰ کی تعداد میں ازبر تھے۔

انہوں نے ساری زندگی کفر والحاد کے خلاف جہاد کر کے عقائد اسلام کا تحفظ فرمایا۔ لیکن بوقت نزع شیطان لعین انسانی صورت میں عقائد کے میدان میں حملہ آور ہو کر آپ کے ایمان کی شمع کو گل کرنا چاہتا تھا۔ اس نے آ کر کہا اے رازی! اللہ کی ہستی پر دلیل دو۔ امام رازی نے دلیل دی تو معلم المملکت ابلیس نے اپنی دلیل سے امام رازی کی دلیل کو رد کر دیا۔ حتیٰ کہ امام رازی نے سارے دلائل دے دیئے جو کہ اس لعین نے رد کر دیئے۔ قریب تھا کہ امام رازی کا ایمان ڈگمگا جاتا۔ آپ کے مرشد کریم دور ایک مقام پر وضو فرما رہے تھے۔ ایک چلو میں پانی لیا اور فضا میں پھینکتے ہوئے فرمایا۔

”اے رازی تو کہہ میں خدا کو بغیر دلیل کے اس لئے مانتا ہوں کہ میرے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان حق ترجمان سے فرمایا تھا کہ خدا ایک ہے۔“

تو وہ پانی امام رازی کے سینے پر آ کر گرتا ہے اور اس سے ان کا خاتمہ بالا ایمان ہو جاتا ہے۔ شیخ کامل سے وابستگی تھی تو مرتے دم اپنے قوی دلائل سے تو محروم ہو گئے لیکن مرشد کامل کا سہارا اس وقت بھی کام آیا۔ کیونکہ ان کے دامن سے ہدایت وابستہ ہوتی ہے۔ جو بھی ان کے دامن سے لپٹتا ہے ان کو قرآن حکیم صراط مستقیم کی ضمانت عطا فرماتا ہے۔ تو وہ جو ان کے دامن سے وابستہ ہو شیطانی حملوں سے بچ کر بالآخر اپنی منزل مقصود والی ربك منتھھا پہنچ جاتے ہیں۔

شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف لطیف ”عوارف المعارف“ میں فرماتے ہیں۔

”شیخ لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت اس طرح پیدا کر دیتا ہے۔ کہ وہ مرید کو تزکیہ نفس کے راستے پر چلاتا ہے۔ اور جب نفس مزکی اور پاک ہو جاتا ہے۔ تو دل کا آئینہ جلا پاتا ہے۔ اور اس میں عظمت الہیہ کی تجلیات پر تو فگن ہو

جاتی ہیں۔ اور جمالِ توحید اس میں جلوہ فرما ہو جاتا ہے۔ چشم بصیرت کی سیاہی جلالِ قدم کے انوار اور کمالِ ازلی کے نظارہ میں مصروف ہو جاتی ہے۔ (وہ مشاہدہ حق میں مصروف ہو جاتا ہے) اور اس تزکیہ کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ بندہ اپنے پروردگار سے محبت کرنے لگتا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔

قد افلح من زكاهنا "جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا اس نے فلاح پائی" اور فلاح کی صورت یہی ہے کہ بندہ خداوند تعالیٰ کی معرفت میں کامیاب ہوا۔ فلاح کی ایک اور بھی صورت ہے۔ وہ یہ ہے کہ جب بندہ کا آئینہ قلب مزکی ہو گیا اور اس کو جلا نصیب ہو گئی تو اس وقت اس کو اپنے اندر کی تمام کدورتیں اور برائیاں نظر آئیں۔ اور اس کی اصل حقیقت اس پر نمایاں ہو گئی اور آخرت کی بھی اصل اور اس کی تمام خوبیاں اس کو نظر آ گئیں تو اسی وقت اس کی چشم بصیرت پر دونوں جہاں کے حقائق اور نتائج منکشف ہو گئے۔ تو اس وقت بندہ خدا (مرید) نے دائمی چیز کو اختیار کر لیا۔ اور اس سے محبت کرنے لگا اور فانی چیز کو چھوڑ دیا۔ اس طرح تزکیہ نفس کا ایک فائدہ اور نکلا کہ اس سے مشائخ کا مرتبہ اور ان کی تربیت کے اثرات بھی واضح ہو جاتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ شیخ اللہ تعالیٰ کے لشکر کے ناصر و معین سے ہے۔ یعنی مشائخ اللہ تعالیٰ کی فوج ہے جن کے توسط سے وہ مریدوں کو صحیح راستہ پر لگاتا ہے اور طالبان حقیقت کی اس سے رہنمائی کرتا ہے،،۔ (عوارف المعارف صفحہ ۲۳۱)

قارئین محترم! جسمِ انسانی کا ظہور اس کائنات میں والد کے سبب سے ہوتا ہے۔ لیکن یہ انسان اگر اپنی معرفت اور اللہ کی معرفت سے بے بہرہ ہے اور اگر اسے معلوم نہیں کہ مجھے کس نے پیدا کیا؟ کیوں پیدا کیا؟ میری تخلیق کا مقصد کیا ہے؟ تو پھر یہ ایک چلتی پھرتی لاش ہے اس میں اور ایک جانور میں کوئی فرق



نہیں جس طرح جانور کا مقصد حیات کھانا پینا، سونا ہے۔ اسی طرح اگر انسان میں بھی یہی صفات ہیں تو پھر اس کا مقصد تخلیقِ گم ہو گیا۔ اس کی منزل دور ہو گئی۔ اس کا دل مردہ ہے۔ اور اس مردہ دل کو صرف طبیبِ کامل مرشد و راہنما ہی زندہ کرتا ہے۔ اور مرشدِ کامل اس انسانی مردہ دل میں تازگی اور فرحت کا نور بھر کر اس کو معرفتِ خداوندی کی راہ دکھاتا ہے۔ مرشدِ کامل کے ذریعہ اس نے اپنے مقصدِ تخلیق کو سمجھ لیا۔ اور معرفتِ نفس کی طرف متوجہ ہو کر معرفتِ الہی حاصل ہوئی۔ مرشدِ کامل ہی انسان کو مقصدِ اصلی و منزلِ حقیقی تک پہنچاتا ہے اور دائمی اور ابدی حیات میں کامیاب و کامران کر دیتا ہے۔ اللہ رب العزت سب کو شیخِ کامل کی تلاش میں کامیاب و کامران فرماتے۔ اور جو وابستہ ہیں ان کو شیخ کے مقام و مرتبہ کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ طہ و یسین

اوصافِ مرشدِ کامل:

بندۂ ناچیز نے گزشتہ صفحات میں ولایت و محبوبیت اور وسیلہ شیخ کو موضوع بناتے ہوئے قرآن و حدیث سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ وسیلہ شیخِ کامل کس قدر ضروری ہے۔ اب یہاں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ ہستی کیسی ہونی چاہیے۔ کن خصائل کی مالک ہو جس کے دستِ مبارک پر بیعت کی جائے۔ تاکہ اس مادیت اور پُرفتن دور میں فتنہ پرستی اور فرقہ پرستی کی زنجیروں میں الجھے ہوئے لوگ شیخِ کامل کی شناخت آسانی سے کر سکیں۔ اس لئے کہ دوکانداریاں عام ہیں۔ کاملین کے نام کو سامنے رکھ کر مخلوقِ خدا کے ساتھ دھوکے اور فریب کئے جا رہے ہیں۔

میرے شیخِ کامل حضرت خواجہ صوفی اللہ رکھا شاہ قلندر بے ریا

و با صفا رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد عالی شان ہے۔

”روزِ محشر ہر گنہگار کو سزا کے بعد معافی ہو جائے گی لیکن جو آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا روپ دھار کر مخلوق کے ساتھ دھوکہ کرتا ہے۔ اس کی بخشش نہیں ہوگی۔“

اس لئے میں قرآن و حدیث کے تحت اولیاء، فقہاء، صوفیا اور اپنے شیخِ کامل کی زندگی اور اقوال کو مد نظر رکھتے ہوئے چند گزارشات ثبت کر رہا ہوں جو کہ دورِ حاضر کی ضرورت ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:-

وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ ۖ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ

الْمَأْوَىٰ ۝

ترجمہ:- ”اور جو ڈرتا رہا ہو گا اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے سے اور اپنے نفس کو روکتا رہا ہو گا ہر بری خواہش سے یقیناً جنت ہی اس کا ٹھکانہ ہو گا۔“ (آیت ۴۰، ۴۱ سورۃ النزعۃ پارہ ۳۰)

اس سے پتہ چلا کہ شیخِ کامل وہ ہوتا ہے جو اپنی خواہشاتِ نفس پر غالب ہو اور نفس کو مغلوب رکھے۔ (حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے قرب کا سب سے نزدیک راستہ یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کی مخالفت کرتا رہے۔ فرماتے ہیں کہ نفس کی چالیں بڑی باریک ہوتی ہیں۔ کبھی وہ گناہوں سے اپنے جذبات کو ابھار کر انسان کو دور کرتا ہے۔ اور کبھی نیک اعمال کے باعث ریا اور خود بینی کے جذبات کو ابھار کر انسان کو دور کرتا ہے۔ علامہ ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ہوائے نفس کی دستِ درازیوں اور شب خونوں سے بچنے کا محفوظ ترین طریقہ یہ ہے کہ اپنے شیخِ کامل

کے دامن کو مضبوطی سے پکڑے رکھے اس کے حکم اور اجازت کے بغیر کوئی کام نہ کرے) خلوت میں ہو یا جلوت میں فعل قبیح سے پرہیز کرے۔ اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے سوا کسی کا خوف اور ڈر اس کے دل میں نہ ہو اور ہر کام دینی ہو یا دنیوی محض رضائے الہی کے لئے کرے۔

میرے پیر و پیشوا حضرت خواجہ صوفی اللہ رکھا شاہ رحمۃ اللہ علیہ قلندر فرمایا کرتے کہ۔

”ہر کام دینی ہو دنیوی اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی رضا کے لئے کرو تو عبادت ہے۔“

اوشاد خداوندی ہے:-

إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ ○

(سورہ نحل آیت ۱۲۸ پارہ ۱۴)

ترجمہ:- ”یقیناً اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہے جو اس سے ڈرتے ہیں اور جو نیک کاموں میں سرگرم رہتے ہیں۔“

مصنف تفسیر ضیاء القرآن پیر محمد کرم شاہ رحمۃ اللہ علیہ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ تبلیغ و اشاعت اسلام میں کامیابی کا انحصار فقط تائید الہی اور نصرت ربانی پر ہے۔ اس لئے مبلغ اسلام کو بتا دیا گیا کہ یہ سعادت صرف ان پاکبازوں کو بخشی جاتی ہے۔ جو زیور تقویٰ سے آراستہ ہوں۔ اور خلق خدا کے ساتھ احسان اور خیر خواہی کے جذبات سے ان کے دل معمور ہوں۔ دین کے داعی کو اپنی وسعت علمی، قوت بیانی اور چرب زبانی پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ اس کا کلی اعتماد معیت و تائید ایزدی اور نصرت ربانی پر کار بند ہو جس کا ذکر وضاحت سے یہاں کیا گیا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے :-

أَدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ۝
(سورہ نحل آیت ۱۲۵ پارہ ۱۴)

ترجمہ :- ”اے محبوب بلائیے (لوگوں کو) اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت سے عمدہ نصیحت سے اور ان سے بحث (مناظرہ) اس انداز سے کیجئے جو بڑا پسندیدہ (اور شائستہ) ہو۔ بے شک آپ کا رب خوب جانتا ہے اسے جو بھٹک گیا اس کے راستہ سے اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت پانے والوں کو،۔“

اس سے ثابت ہوا کہ شیخ کامل ایسا ہو جو مخلوق خدا کے ساتھ نرمی اور حسن سلوک سے پیش آئے۔ لوگوں کو دانائی اور حکمت کی باتیں بیان کرنے والا ہو۔ حق و باطل کی پہچان کروائے۔ عاجزی و انکساری کو اپنائے۔ متکبرانہ گفتگو اور انداز سے پرہیز کرے۔ اور ہمیشہ حق بیان کرے۔ دل میں محض خوفِ خدا رکھے۔ اس کے علاوہ کسی کا خوف نہ ہو۔ حلیم اس قدر ہو کہ غصہ کی حالت میں آپے سے باہر نہ ہو اور غصہ دلانے والے پر جبر نہ کرے۔ بخشنے والا صاحبِ خوشحال، خوشحال اور خندہ پیشانی والا ہو۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

حُسْنُ الْخُلُقِ مِنْ خِصَالِ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔ یعنی خوش خلقی اہل جنت کی خصلتوں سے ہے۔ محض اپنی تعریف سننے کا قائل نہ ہو۔ اور ہمہ وقت محوے گفتگوئے یار رہے۔ اور ہر مقام پہ ہر جگہ اللہ تعالیٰ کی قدرت بتانے والا ہو۔ اور شانِ حبیبِ خدا بیان کرنے والا ہو۔ اس کی گفتگو میں شانِ مصطفیٰ ﷺ اور ادبِ مصطفیٰ ﷺ پایا جائے۔

ارشاد رب العالمین ہے :-

إِنْ تَجْتَنِبُوا كِبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نَكْفِرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ

(سورہ نساء آیت ۳۱ پارہ ۵)

مُدْخِلًا كَرِيمًا ○

ترجمہ ۲۔ ”اگر تم بچتے رہو گے ان بڑے بڑے کاموں سے (کبیرہ گناہوں سے) روکا گیا ہے تمہیں جن سے تو ہم محو کر دیں گے تمہارے (نامہ اعمال) سے تمہاری برائیاں اور ہم داخل کریں گے تمہیں عزت کی جگہ میں۔“

سو اس سے ثابت ہوا کہ شیخ کامل فتنہ پسند نہ ہو بلکہ پرہیزگار ہو۔ دانا ہو، کبیرہ گناہوں مثلاً: زنا، لواطت و اغلام، شہوت انگیز خیالات اور گفتگو، قتل بے گناہ، پاکباز عورت پر بہتان، یتیم کا مال کھانا، شراب نوشی اور چوری وغیرہ سے مکمل پرہیز کرنے والا ہو اور صغیرہ گناہوں کی طرف سے بھی راغب نہ ہو۔ جو چیزیں شبہات میں ڈال دیں ان سے پاک ہو اور دوسروں کو بھی منع کرے۔ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے سوا کسی کی خوشامد اور رسول ﷺ کے کاموں میں دعوت دے اور وہ اللہ کی ذات کے لئے صرف کر دے۔ میرے شیخ کامل تاجدار ساہو چک شریف کا ارشاد مبارک کہ ہے۔ ”طمع نہ کرو، منع نہ کرو اور جمع نہ کرو۔“

یعنی شیخ کسی سے لالچ نہ رکھے اگر کوئی پیش کرے تو اس کو منع نہ کرے اور قبول فرما کر جمع نہ کرے بلکہ رضائے الہی کے کاموں میں خرچ کر دے۔

ارشاد رب تعالیٰ ہے:-

إِنَّ الَّذِي يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ

أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ○

ترجمہ:- ”بے شک جو لوگ یہ پسند کرتے ہیں کہ پھیلے بے حیائی ان

لوگوں میں جو ایمان لائے ہیں تو ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ دنیا اور

آخرت میں۔“

تو اس سے ثابت ہوا کہ جو لوگ ایماندار کی برائی یا بد فعلی کو فاش کرنا اچھا گردانتے ہیں تو ان کے لئے دنیا میں بدنامی ذلت اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔

حدیث پاک میں بھی ہے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ ”جو کوئی اپنے بھائی کا پردہ دنیا میں فاش کرے گا خدا تعالیٰ اس کا پردہ قیامت کے روز سب کے سامنے فاش کرے گا اور جو کوئی کسی کا پردہ دنیا میں ڈھانپے گا اللہ تعالیٰ دین و دنیا میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔“

یعنی شیخ کامل اگر کسی کی برائی دیکھے تو پردہ پوشی کرے اور روئے سخن حاضرین مجلس کی طرف کر کے اس کو اشارتاً سمجھا دے۔ اس کے کام اور حال کو نیکی کی طرف لانے کی کوشش کرے۔ اور اگر اس سے کوئی نیکی دیکھے تو اسے بے شک ظاہر کر دے۔

شیخ کامل کو چاہیے کہ تمام مخلوق پر خصوصاً اپنے مریدین پر مہربان ہو۔ اور ان کا کوئی وقت بھی ضائع و بیکار نہ گزرنے دے۔ ایک نیکی سے دوسری نیکی کی طرف مشغول رکھے۔ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے عوارف شریف میں لکھا ہے کہ ایک شیخ نے محض اپنے مرید کی تربیت کیلئے کئی سال تک متواتر روزے رکھے تاکہ مریدان کو دیکھ کر ان کی پیروی کرے اور روزے رکھے۔

حضرت شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدوں سے فرمایا کرتے تھے: ”جب مجھے علم ہوتا ہے کہ میری دو رکعت نماز تمہارے پاس بیٹھنے سے افضل ہے تو میں تمہارے پاس نہیں بیٹھتا پس جب شیخ یہ دیکھے کہ اس وقت خلوت نشینی افضل ہے تو خلوت میں بیٹھے اور جب یہ خیال کرے اس وقت مجلس میں بیٹھنا اچھا ہے اور بہتر ہے تو جلوت میں رفقاء کے ساتھ اٹھے بیٹھے۔ اس طرح خلوت کو جلوت کی

تائید حاصل ہوگی اور جلوت کو خلوت سے مدد پہنچے گی۔

قدیل نورانی محبوب صمدانی حضور شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ غنیۃ

الہالبین میں فرماتے ہیں۔

”شیخ کے لئے ضروری ہے کہ وہ محض اللہ کے لئے (اپنی کسی غرض کے

بغیر) مرید کو قبول کرے مرید کے ساتھ اٹھے بیٹھے اور محبت کی آنکھ سے اس کو

دیکھے۔ اگر مرید سے ریاضت برداشت نہ ہو تو نرمی کے ساتھ پیش آئے اور اسکی

تربیت اس طرح کرے جیسے ماں اپنے بچے کی یاد اشمند باپ اپنے بیٹے یا غلام کی

تربیت کرتا ہے۔ اولاً اس پر آسان گرفت کرے اور ناقابل برداشت بوجھ نہ

ڈالے۔“

سید محمد بن مبارک کرمانی میر خورد رحمۃ اللہ علیہ نے سیرالاولیاء میں سلطان

المشاخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد مبارک درج فرمایا ہے۔

جس میں خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ کامل کے دس اوصاف بیان فرمائے ہیں۔

”یعنی شیخ کا ادنیٰ اور کمتر حال یہ ہے وہ چند اوصاف کے ساتھ موصوف ہو۔

اول صفت یہ ہے کہ وہ مراد ہوتا کہ مرید کی تربیت کرنے پر کما حقہ

قدرت رکھے۔

دوسری صفت یہ ہے کہ شیخ راہ یافتہ ہوتا کہ مرید کو راہ دکھا سکے۔ تیسرے

یہ کہ صاحب آداب ہوتا کہ مرید کو ادب دے سکے۔ چوتھی صفت یہ ہے کہ شیخ

صاحب جود و عطا ہو۔ ریا و نمود نام کو نہ ہو اور دنیا کی طرف ذرا ملتفت (توجہ

کرنے والا) نہ ہو۔ پانچویں یہ کہ مرید کے مال میں طمع نہ کرے۔ چھٹی صفت یہ

ہے کہ جہاں تک بن پڑے مرید کو نرمی اور دلیری کے ادب دے اور تربیت کرے

سختی و بے مروتی کے ساتھ برتاو نہ کرے۔ ساتویں یہ کہ جہاں تک اشارہ اور کنایہ

کے ساتھ مرید کو نصیحت کرنی ممکن ہو صراحت اور زبان کے ساتھ نہ کرے۔ آٹھویں صفت یہ ہے کہ جس بات کا شیخ مامور ہے مرید کو اس کے بجالانے کا صراحتہ حکم کرے پھر اسے کسی اور کی طرف نہ پھیرے۔ نویں صفت یہ ہے کہ جس چیز سے خود منع کیا گیا ہے مرید کو بھی اس سے باز رکھے۔ دسویں صفت یہ ہے کہ جس وقت مرید کو اللہ تعالیٰ کے لئے قبول کرے، پس اگر شیخ ان دس صفتوں کے ساتھ موصوف ہوگا اس کا مرید صادق اور راستباز ہوگا۔۔۔

میرے پیرو پیشوا حضرت خواجہ صوفی اللہ رکھا شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد مبارک ہے۔

”شیخ مال و زر کا پجاری نہ ہو۔ عورتوں کے ساتھ زیادہ میل جول رکھنے والا نہ ہو۔ ظاہر و باطن ایک ہو۔ عاجز ہو اور مریدین کو زیادہ سے زیادہ فیض الہی پہنچانے والا ہو۔ خانقاہ کو کاروبار بنا کر نہ بیٹھے۔“

قارئین مکرم! ثابت ہوا کہ شیخ کامل ایسا ہو جو علم شریعت اور علم طریقت سے بھی بہرہ یاب ہوتا کہ مریدین کے تمام مسائل میں حاجت روائی کر سکے۔ اور علوم معرفت اور مقام حقیقت کا جاننے والا ہو۔ اور ارکان اسلام یعنی کلمہ، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج کا عامل و کامل ہو۔ شیخ اپنی گفتار و اقوال میں راست گو اور افعال میں راست رو ہو۔

یہ آستانے درساگاہ میں شیخ یہاں درس معرفت، درس روحانیت بمطابق شریعت مصطفیٰ دے۔ بھٹکے ہوؤں کو سیدھی راہ دکھائے۔ غافل دلوں کو ذکر الہی سے منور کرے۔ اتباع الہی اور اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کروائے۔

اللہ تعالیٰ سب کو شیخ کامل کے ساتھ مستحکم وابستگی، محبت اور عقیدت سے اپنی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم



مرشد کامل کی چند خصوصیات بطرز شعر پیش کی جا رہی ہیں توجہ فرمائیں۔

مرشد کامل ذات مشرف واصل ذات خداوی

مرشد کامل خاص مقرب حاصل ذات الہی

مرشد کامل عارف علم حقیقت والا

مرشد کامل واقف حاکم حکم شریعت والا

مرشد کامل در معانی وحدت دے دریاؤں

مرشد کامل نورنورانی پاک عیوب خطاؤں

مرشد کامل ذات مبراو اسع ارض و سماؤں

مرشد کامل پاک منزہ فارغ حرص ہواؤں

مرشد کامل من عرف دا حرف سدا سمجھاوے

مرشد کامل لی مع اللہ کل داسیر کرواے

مرشد کامل عاشق تائیں دلبریا رمللا وے

مرشد کامل طالب نون مطلوب دے کول بہاوے

مرشد کامل سو کچھ کر دا جو اس دے من بھاوے

مرشد کامل ڈبے بیڑے پل وچ بنے لاوے

مرشد کامل درد منداں نون دردوں آن چھڑاوے

مرشد کامل زخم دلاں تے مرہم آن لگاوے

مرشد کامل ورتاواونڈے ربی فیض تماں

مرشد کامل توں ہے لائق سب تعظیم سلاماں

مرشد کامل ملے تے ناہیں مشکل ملنا رب دا

پر نہیں باجھوں نیک نصیباں مرشد کامل لبھدا

مرشد کامل پار لنگھایا جووی لنگھیا پھڑ کے
ایہہ سمندر عشق حقانی کوئی نہیں لنگھیا تر کے

اولیاء اللہ کے ہاتھ اور پاؤں چومنا:

کیما پیدا کن از مشت گلے بوسہ زن بر آستان کاٹلے

بزرگان دین کے ہاتھ اور پاؤں چومنا ایک ایسا محبوب عمل ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خلفاء راشدین، اہل بیت اطہار، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، مفسرین، محدثین، فقہا اور اولیائے عظام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے۔ اس مستحب عمل کا شد و مد سے انکار کرنے والے حضرات ہاتھ اور پاؤں چومنے کو سجدہ میں شمار کرتے ہیں جو کہ ان کی کم علمی اور جہالت کی بین دلیل ہے۔ دوستو! ہاتھ ہمیشہ اسی شخصیت کے چومے جاتے ہیں جس کو بندہ اپنے سے افضل جانے بوسے ہمیشہ اسی کے لئے جاتے ہیں جو محبوب چیز ہو۔ تو ثابت ہوا کہ جن کے پیارے (محبوب) ہیں وہ بوسے لیتے ہیں۔ اس کا ثبوت بندہ ناچیز الحقیر واضح دلائل کے ساتھ آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہے اللہ تعالیٰ سب کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائے۔ آمین۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سیدہ النساء حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا جب حضور سرور کائنات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوتیں تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کھڑے ہو جاتے جناب سیدہ کا ہاتھ پکڑتے انہیں چوم لیتے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے۔ اور جب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ الزہرا سلام علیہا کے پاس تشریف فرماتے تو جناب سیدہ کھڑی

ہو جائیں حضور کے دست اقدس کو بوسہ دیتیں اور اپنی جگہ پر بٹھالیتیں۔

(الادب المفرد صفحہ ۴۴۶ حدیث ۱۰۰۰)

(مشکوٰۃ شریف جلد دوم صفحہ ۴۸۲، عنینۃ الطالبین صفحہ ۶۱، ہاتھ اور پاؤں

چومنے کا ثبوت صفحہ ۱۹ بحوالہ الادب المفرد، ابو داؤد شریف، حجۃ البالغہ، مدارج النبوت)

۲: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک

لشکر میں مجاہد کی حیثیت سے شریک تھا۔ لیکن اتفاق ایسا ہوا کہ اس سر یہ میں لوگ

دشمن سے مقابلہ میں بھاگ پڑے اور میں بھی اب بھاگنے والوں میں شریک تھا۔

آخر کار ہم لوگوں کو خیال آیا کہ اس طرح بھاگنے سے تو ہم غضب الہی کے سزاوار

بن گئے اب کیا کیا جائے ہم لوگوں نے یہ طے کیا کہ مدینہ منورہ پہنچ کر توبہ کر لیں

گے۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں خود کو پیش کر دیں گے۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

ہماری توبہ قبول فرمائی تو بہتر ہے ورنہ دوبارہ پھر لڑنے کے لئے جائیں گے۔

چنانچہ مدینہ منورہ میں آ کر ہم لوگ نماز فجر سے پہلے ہی کا شانہ نبوت پر پہنچ گئے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا کہ ہم بھگوڑے خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں! تم بھگوڑے نہیں ہو بلکہ تم دوبارہ پلٹ کر حملہ کرنے

والے ہو! تم مسلمانوں کے گروہ سے ہو یہ مژدہ سن کر ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب

پہنچے اور آپ کے دست مبارک کو بوسہ دیا۔

(الادب المفرد صفحہ ۴۴۷، حدیث ۱۰۰۱) (عوارف المعارف ۲۶۹، ہاتھ

پاؤں چومنے کا ثبوت صفحہ ۲۳، بحوالہ ابو داؤد شریف الادب المفرد، کتاب الاذکار،

تنویر القلوب) ماہنامہ منہاج القرآن جنوری ۲۰۰۹ صفحہ ۳۶)

۳: حضرت ذارع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ وفد عبدالقیس میں تھے۔ جب

ہم مدینہ منورہ میں آئے تو ہم نے اپنی سواریوں سے اترنے میں جلدی کی۔ تو ہم نے رسول اللہ ﷺ کے مبارک ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دیا۔

(مشکوٰۃ شریف جلد دوم صفحہ ۲۸۲)

۴: حضرت علامہ شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ گیارہ ربیع اول شریف کو حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ اپنے لشکر کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت ہونے کے ارادہ سے آئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک دست مبارک اور پاؤں مبارک کو بوسہ دیا۔ (مدارج النبوت جلد دوم صفحہ ۲۸۳)

۵: حضرت وازع بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ مگر ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارک سے نا آشنا تھے۔ تو کسی نے ہم کو کہا یہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ تو ہم نے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھ اور پاؤں کو پکڑ کر بوسہ دیا۔ (الادب المفرد صفحہ ۲۲۸ حدیث ۱۰۰۴)

(ہاتھ اور پاؤں چومنے کا ثبوت صفحہ ۲۹ بحوالہ الادب المفرد، تنویر القلوب)

۶: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصیف تاریخ الکبیر میں راویت درج فرمائی ہے کہ حضرت عبداللہ بن سعد العبیدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے مزیدۃ العصری رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ فرماتے ہیں۔ ہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو میں نے حضرت رسول اللہ کے قریب ہو کر ان کے دست مبارک کو چوم لیا۔ (بحوالہ تاریخ الکبیر)

۷: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزہ طلب کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس درخت سے جا کر کہہ دو کہ اللہ کا رسول بلاتا ہے۔ درخت یہ سنتے ہی آگے پیچھے اور دائیں بائیں جھکا جس سے اسکی جڑ اکھڑ گئی۔ پھر وہ زمین کو چیرتا اپنی جڑیں گھیٹتا اور مٹی اڑاتا ہوا بارگاہ رسالت

میں حاضر ہو گیا۔ اور عرض گزار ہوا۔ السلام علیک یا رسول اللہ۔ اعرابی نے کہا کہ آپ اس درخت کو اپنی اصلی جگہ پر لوٹ جانے کا حکم دیجئے۔ چنانچہ درخت اپنی جگہ پر لوٹ گیا۔ جڑیں جم گئیں اور وہ بالکل سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اعرابی عرض گزار ہوا کہ مجھے اپنے لئے سجدہ کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی جائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مخلوق میں سے کسی کے لئے سجدہ کرنے کا میں حکم دیتا تو عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کیا کریں۔ اس کے بعد اعرابی نے التجا کی کہ مجھے اپنے دونوں ہاتھوں اور پیروں کو چومنے کی اجازت مرحمت فرمائی جائے چنانچہ اس امر کی اجازت دے دی گئی۔ (کتاب الشفاء جلد اول صفحہ ۴۶۵)

۸: محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے عدا اس کا واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ عدا اس نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک اور ہاتھوں اور پاؤں مبارک کو جھک کر بوسہ دیا۔ تو حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس پر ربیعہ کے دو بیٹوں میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ اس شخصیت کے سامنے تیسرے غلام کی عقل ختم ہو گئی ہے۔

جب عدا اس ان کے ساتھ آیا تو عدا اس سے کہا۔ کہ اے عدا اس! افسوس ہے تجھ پر کہ تو اس شخص کے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دے رہا ہے۔ تو اس نے جواب دیا۔ اے میرے سردار زمین پر اس شخص سے بہتر کوئی شخصیت نہیں ہے اس ہستی نے مجھے وہ خبر دی ہے کہ جس کو صرف نبی ہی جانتا ہے۔

(بحوالہ کتاب الوفاء باحوال المصطفیٰ)

۹: علامہ بدرالدین عینی حنفی شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث شریف درج فرمائی ہے۔ کہ بے شک ایک آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی۔ کہ میں نے نذرمانی ہے۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو مکہ مکرمہ کی فتح

دی۔ تو میں بیت اللہ شریف کے پاس جاؤں گا۔ اور اس کی چوکھٹ کو بوسہ دوں گا۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنی والدہ کے دونوں پاؤں کو بوسہ دو تمہاری نذر پوری ہو جائے گی۔ (ہاتھ اور پاؤں چومنے کا ثبوت صفحہ ۳۶ بحوالہ عمدۃ القاری)

دوستو! اگر ہاتھ اور پاؤں چومنا شرک ہوتا یا سجدہ ہوتا تو حضور سرور کائنات سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام اسکی اجازت کیوں مرحمت فرماتے۔ اس سے ثابت ہوا کہ اپنے سے افضل کے ہاتھ اور پاؤں چومنا مستحب عمل ہے۔ بلکہ سنت ہے تو ان احادیث مبارکہ سے اظہر من الشمس ہے کہ حضور سید عالم ﷺ ہاتھ اور پاؤں چومنے کی اجازت دیتے ہیں۔ حضور پر نور ﷺ نے اس فعل پر کسی قسم کی ناراضگی اور کراہت کا قطعاً کوئی اظہار نہیں فرمایا۔ بلکہ حضور ﷺ نے تعریف فرمائے۔ خود اجازت بھی فرمائی۔ بلکہ سیدۃ النساء فاطمہ الزہراءؑ کے ہاتھوں کو خود بوسہ دیا۔ اس مبارک اور مستحسن طریق پر عمل پیرا ہونے پر کسی کو کسی قسم کی عار نہیں ہونی چاہیے۔

بقول شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

خلاف پیغمبر کسے راگزید ہرگز بمنزل نخواستہ رسید

اب حضور سید عالم ﷺ کی احادیث مبارکہ کے بعد خلفائے راشدین کا اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عمل پیش کیا جا رہا ہے۔

ان صحابہ کے خوش اطوار نگاہوں کو سلام

جن کا مسلک تھا طواف رخ زیبا کرنا

۱: حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت علی المرتضیٰ کرم

اللہ وجہہ الکریم کو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دیتے ہوئے دیکھا۔

(الادب المفرد صفحہ ۴۴۸ حدیث ۱۰۰۵)

۲: حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بن الجراح جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو

انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دست بوسی کی۔ (عوارف المعارف، صفحہ ۲۶۹)

۳: حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ کیا آپ نے نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کو چھوا ہوا۔ تو حضرت انس نے جواب دیا ہاں تو

حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کا ہاتھ چوم لیا۔

(الادب المفرد ۲۲۸ حدیث ۱۰۰۳)

(ہاتھ پاؤں چومنے کا ثبوت صفحہ ۶۰، ماہنامہ منہاج القرآن جنوری

۲۰۰۹ صفحہ ۳۶) (بحوالہ الأدب المفرد، تنویر القلوب، داری شریف)

۴: حضرت عبدالرحمن (عبداللہ) بن رزین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک

مرتبہ ہم مقام ربذہ سے گزر کر رہے تھے۔ ہمیں معلوم ہوا کہ یہاں حضرت سلمہ بن

اکوع رضی اللہ عنہ مقیم ہیں۔ ہم نے ان کی خدمت میں حاضری دی۔ اور ان کو سلام عرض

کیا۔ تو انہوں نے اپنے ہاتھ (چادر یا آستین سے) باہر نکالے۔ اور فرمانے لگے

کہ میں نے ان ہاتھوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔ آپ نے اپنی ہتھیلی

سامنے کی۔ ہم ان کی طرف بڑھے اور ان کے ہاتھوں کو چوم لیا۔

(الادب المفرد ۲۲۷ حدیث ۱۰۰۲)

(ہاتھ پاؤں چومنے کا ثبوت صفحہ ۶۱، ماہنامہ منہاج القرآن صفحہ ۳۶)

۵: فقیہ ابواللیث سمرقندی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی مکرم، رسول مختصر شفیق

معظم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق مروی ہے کہ جب

وہ اپنے سفر سے واپس آتے تو ایک دوسرے سے معانقہ کرتے۔ اور ایک

دوسرے کے ہاتھوں کو بوسہ دیتے۔

(ہاتھ پاؤں چومنے کا ثبوت صفحہ ۶۲ بحوالہ بستان العارفین حاشیہ تنبیہ الغافلین)

۶: حضرت علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت نقل فرمائی ہے۔ کہ حضرت جمیلہ رضی اللہ عنہا جو کہ انس رضی اللہ عنہ کی ام ولد ہیں۔ روایت کرتی ہیں۔ کہ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کا معمول تھا۔ جب حضرت انس رضی اللہ عنہ ان کے پاس آتے تو وہ اپنی لونڈی کو فرماتے۔ کہ میرے لئے خوشبو لاؤ تاکہ میں اپنے ہاتھوں کو لگاؤں۔ کیونکہ ام ثابت کا بیٹا جب تک میرے ہاتھ کو بوسہ نہ دے لے خوش نہیں ہوتا۔

(ہاتھ پاؤں چومنے کا ثبوت صفحہ ۶۲ بحوالہ مجمع الزوائد)

قارئین محترم! مسلک حق اہل سنت والجماعت کا ہاتھ اور پاؤں چومنے کا جو عقیدہ ہے۔ وہ حضور آقائے نامدار احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خلفاء راشدین، اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقہ اور عمل کے مطابق ہے۔ مولوی رشید احمد گنگوہی (دیوبندی) صاحب لکھتے ہیں۔ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین اور تبع تابعین کے عقائد کے مطابق عقائد رکھنے والوں کے ہی عقائد صحیح ہیں۔

مولوی ثناء اللہ امرتسری صاحب لکھتے ہیں۔ جو گروہ متبع سنت علی طریق الصحابہ ہے وہ ناجی ہے۔ صحابہ کرام بلا واسطہ غیرے فرمان خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عامل تھے۔ آج جو گروہ اس اصول پر قائم ہے وہ ناجی ہے۔

حافظ عبداللہ روپڑی صاحب رقمطراز ہیں۔ کہ صحابہ کا طریق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق سے الگ نہیں۔ کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحبت یافتہ شاگرد تھے۔ وحی ان کے سامنے اترتی۔ قرآن اور احوال ان کے سامنے تھے۔ علم صحیح اور عمل صالح رکھتے تھے۔ غرض جتنی باتیں کسی کلام کے صحیح سمجھنے کے لئے ضروری

ہیں وہ ان میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔

روپڑی صاحب دوسری جگہ لکھتے ہیں۔ کہ جس طریق پر صحابہ ہوں گے اس طریق پر چلنے والے فرقہ حق پر ہوں گے۔ جو ان کے خلاف ہوگا وہ باطل پرست ہے۔

قارئین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد اب آئمہ، مفسرین اور علماء و محققین اور اولیاء کرام کا عقیدہ پیش کیا جا رہا ہے۔ تاکہ سب کے علم و عمل میں برکت ہو اور عقائد کو درست کیا جاسکے۔

۱: شیخ الحدیث شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ امام مسلم حجاج رضی اللہ عنہ جو کہ صحیح مسلم شریف کے جامع ہیں۔ جب امام بخاری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے ان سے عرض کیا کہ مجھے اجازت فرمائیں کہ میں آپ کے مبارک پاؤں کو چوم لوں۔

۲: امام نووی رضی اللہ عنہ شارح صحیح مسلم شریف سے کسی نے پوچھا تقبل ید غیرہ ماحکمہ۔ یعنی اپنے غیر کے (دوسرے آدمی کے) ہاتھ کو چومنے کا کیا حکم ہے؟ تو آپ نے جواب ارشاد فرمایا۔ صالحین (اولیاء اللہ) فضلہ، اور عا کے ہاتھوں کو چومنا مستحب ہے۔

۳: علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے مصافحہ کرنے اور ہاتھ اور پاؤں چومنے کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے جواب ارشاد فرمایا۔ آنے والے کے ساتھ مصافحہ کرنا اور عالم دین صالح شریف اور عمدہ نسب والے کے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دینا سنت ہے۔

۴: علامہ ابراہیم بن محمد حلبی فرماتے ہیں کہ حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے

نزدیک عالم دین اور عادل سلطان (بادشاہ) سے مصافحہ کرنے اور ان کے ہاتھ کو بوسہ دینے میں کوئی حرج اور کراہت نہیں۔

۵: حضرت فقیہ ابو الیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ عبدالغنی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے چومنے کی پانچ اقسام فرمائی ہیں۔

۱۔ محبت کے طور پر ۲۔ رحمت کے طور پر ۳۔ شفقت کے طور پر ۴۔ احترام کے طور پر ۵۔ شہوت کے طور پر۔

محبت کے طور پر چومنا ایسا ہے جیسے والدین کا اپنی اولاد کے رخساروں کو چومنا، رحمت کے طور پر ایسا ہے جیسے اولاد کا والدین کے سر کو چومنا شفقت کے طور پر ایسا ہے جیسے ہمیشہ کا بھائی کی پیشانی کو چومنا، عزت و احترام کے طور پر چومنا ایسا ہے جیسے مسلمانوں کا آپس میں ایک دوسرے کے ہاتھ کو چومنا، اور شہوت کی طور پر ایسا ہے جیسے خاوند کا اپنی بیوی کے چہرہ کو بوسہ دینا۔

۶: شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ عالم دین اور زاہد یا عمر رسیدہ آدمی کا ہاتھ چومنا جائز ہے۔

۷: حضرت علامہ سید احمد بن محمد حموی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ مفتاح السعادت میں لکھا ہے کہ ایسے شخص کے ہاتھ کو چومنا جو تعظیم و تکریم کا مستحق ہے جیسے علماء دین، سادات اشراف اور ذوالاحترام حضرات ہیں۔ ان کے ہاتھ چومنے میں ثواب کی امید ہے۔ جیسا کہ صحابہ کرام سے بھی ثابت ہے۔

۸: علامہ عبدالرحمن بن عبدالسلام الشافعی الصفوری رحمۃ اللہ علیہ نزہۃ المجالس جلد اول صفحہ ۵۴۱ پر تحریر فرماتے ہیں۔ کہ کتاب شرعۃ الاسلام میں مروی ہے کہ جس شخص نے اپنی ماں کے دونوں پیروں کو بوسہ دیا تو گویا اس نے کعبہ کی دہلیز کو

بوسہ دیا۔

۹: حضرت پیران پیر دستگیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ غنیۃ الطالبین صفحہ ۶۱ پہ تحریر فرماتے ہیں کہ مسلمان کے ساتھ مصافحہ کرنا مستحب عمل ہے۔ اور جب سلام کی ابتداء کرنے والا ہے تو جب تک دوسرا شخص اپنے ہاتھ کو مصافحہ سے الگ نہ کرے تب تک خود اس سے ہاتھ الگ نہ کرے اور اگر آپس میں بغل گیر ہوں یا برکت اور دینداری کے لئے ایک شخص دوسرے کے ہاتھوں یا سر کا بوسہ لے تو یہ جائز ہے۔

۱۰: شیخ العالم حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ ایک دوسرے کا ہاتھ چومنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور پہلے نبیوں کی سنت ہے۔ جو شخص مرشد کامل کا دست مبارک تعظیم کے ساتھ چومتا ہے۔ حق تعالیٰ اس کو گناہ سے ایسا پاک کر دیتا ہے جیسے وہ اسی روز پیدا ہوا ہو۔

۱۱: حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ قیامت کے روز بہت سے گناہ گاروں کو محض بزرگوں کے ہاتھ چومنے کی برکت سے بخش دیا جائے گا۔

۱۲: حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ حجاج بن یوسف بہت ظالم اور سفاک حکمران تھا۔ اسکی وفات کے بعد کچھ لوگوں نے اس کو عالم خواب میں دیکھا اور حال پوچھا۔ تو اس نے جواب دیا کہ میں اپنے ظلم اور سفاکی کی بناء پر دوزخ کے گڑھے پر کھڑا تھا۔ کہ حق تعالیٰ نے مجھے اس لئے بخش دیا کہ میں نے ایک روز خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ مبارک عقیدت سے چوما تھا یہ وہ نیکی تھی کہ جس کا علم مجھے مطلق نہیں تھا۔

۱۳: حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص دنیا

میں شیخ کا ہاتھ چومے گا وہ یقیناً بخشا جائے گا۔ اس لئے کہ مشائخ اور فقراءِ کامل کا ہاتھ رسول مقبول ﷺ کا ہاتھ ہے۔ جو ان کا ہاتھ پکڑتا ہے۔ وہ ایسے ہی ہے جیسے اس نے رسول خدا کا ہاتھ پکڑا ہو۔

۱۴: حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد عالی شان ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک لڑکا جو کہ بہت گنہگار تھا۔ وہ ملتان شریف میں فوت ہو گیا۔ اور بعد از وفات کسی نے اسے خواب میں دیکھا تو پوچھا تمہارے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا؟ اس نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا ہے۔ اس سے پوچھا گیا کہ بخشش کا کیا سبب بنا؟ اس نے بتایا ایک روز حضرت خواجہ بہاؤ الحق زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کہیں جا رہے تھے۔ تو میں نے آپ کے دست مبارک کو بوسہ دیا۔ اسی دست بوسی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا۔

افکار اولیا میں درج ہے۔

۱۵: کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ہندوستان کے تقریباً دو ہزار حاجی حج کر کے بذریعہ بحری جہاز واپس آرہے تھے۔ کہ آسمان سے اڑتا ہوا ایک کاغذ آیا اور جہاز میں آگرا۔ لوگوں نے اس کاغذ کو کھول کر جب پڑھا تو اس پر لکھا ہوا تھا۔ کہ جو کوئی چاہتا ہے۔ کہ اس کا حج قبول ہو تو وہ حضرت بہاؤ الحق زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے آستانے کو بوسہ دے۔ جب یہ راز کھلا تو سب کے سب حاجی ملتان پہنچے اور حضرت کے آستانے کو بوسہ دیا۔

۱۶: سیر الاولیا میں بھی اسی طرح کی ایک اور روایت درج ہے۔ کہ ایک شخص نے سلطان سنجر سلجوقی کو وفات کے بعد خواب میں دیکھا۔ پوچھا کہ حق تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ اس نے کہا دنیا میں جو کچھ اچھایا برا میں نے کیا

سب میرے سامنے لایا گیا۔ اور میری برائیاں چونکہ نیکیوں سے زیادہ تھیں اس لئے مجھے جہنم میں لے جانے کا فیصلہ دیا گیا۔ جب میں مایوس ہوا تو اچانک اللہ رب العزت کی بارگاہ سے فرمان پہنچا کہ فلاں وقت مسجد میں اس شخص نے حاجی شریف زندنی رحمۃ اللہ علیہ کی دست بوسی کی تھی۔ اسکی برکت سے اسے بخش دیا جاتا ہے۔ اس پر فرشتے مجھے جہنم میں لے جانے کی بجائے بہشت میں لے گئے۔

۱۷: سلطان الہند خواجہ خواجگان حضرت معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جمعرات کے روز ایک مرتبہ جامع مسجد اجمیر شریف میں حضرت پیرو مرشد معین الحق ودین خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤں مبارک کو چومنے کا شرف حاصل ہوا۔

۱۸: خواجہ خواجگان حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر نے فرمایا ہے۔ کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ جامع مسجد سے نکلتے تو اپنا دست مبارک سامنے کر دیتے تو آپ کے حلقہ بگوش حلقہ بنا لیتے اور ہاتھ مبارک کو بوسہ دے کر چلے جاتے۔

۱۹: شیخ العالم بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ مولانا یحییٰ غریب رحمۃ اللہ علیہ شیخ برہان الدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ شیخ بدر الدین اور دیگر عزیز جو حاضر خدمت تھے فرمایا مشائخ اور درویش ایک دوسرے کا ہاتھ اس لیے چومتے ہیں کہ کسی بخشے ہوئے کا ہاتھ لگنے سے بخشش ہو جائے۔

۲۰: خواجہ خواجگان نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ میں نے شیخ الاسلام والمسلمین فرید الدین گنج شکر نور اللہ مرقدہ سے سنا ہے۔ کہ ایک دفعہ شیخ ابو سعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ ایک راستہ میں سوار جا رہے تھے۔ کہ ایک مرید سامنے سے آیا وہ مرید پیدل تھا۔ اس نے شیخ کے زانو چومے آپ نے فرمایا اس سے نیچے بوسہ دو

مرید نے شیخ کے پاؤں کو بوسہ دیا۔ شیخ نے فرمایا اس سے نیچے بوسہ دو۔ مرید نے شیخ کے گھوڑے کے زانوؤں کو چوما۔ شیخ نے فرمایا اس سے نیچے بوسہ دو۔ مرید نے گھوڑے کے سم کو بوسہ دیا۔ شیخ نے فرمایا اس سے نیچے بوسہ دو۔ مرید نے زمین کو بوسہ دیا تو شیخ نے فرمایا جب میں نے تجھ سے اس سے نیچے۔ نیچے فرمایا تو میرا منشاء زمین کو چومنا نہ تھا۔ بلکہ تو جب بھی نیچے ہوتا تھا۔ اور بوسہ دیتا تھا تو تیرا درجہ بوجہ انکساری بلند ہوتا تھا۔

قارئین محترم! اب آپ خود انصاف کریں اور صحیح عقیدہ پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں۔ یہ میں نے اس لئے واضح نہیں کیا کہ میں ایک درگاہ کا فرد ہوں تو لوگ میری عزت کریں۔ بلکہ میں نے اپنا فرض منصبی سمجھتے ہوئے واضح کیا ہے کہ اولیاء کا ملین کا احترام اس طریقہ سے کیا جائے۔ اور آپ نے معتبر حوالہ جات سے دیکھ لیا ہے کہ کسی نے بھی اس عمل سے منع نہیں کیا بلکہ تعریف کی ہے۔ اس پر عمل کر کے عبد فقیر الحقیر کے لئے دعا ضرور کریں کہ اللہ تعالیٰ اولیاء کرام کے ساتھ وابستگی قائم و دائم رکھے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کے عقائد درست فرمائے۔ اور حضرت رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر سنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

فصل چہارم

حقیقت بیعت:

کیمیا پیدا کن از مشمت گلے بوسہ زن بر آستان کا ملے
 بیعت ایک عہد نامہ ہے۔ اپنے جان و مال کو جو خدا کی ملکیت ہے۔ اور
 جس میں مرید کو کوئی حق نہیں۔ خود کو خدا تعالیٰ کے ہاتھ فروخت کر دینا ہی اصل
 بیعت ہے۔ جو لوگ نفسانی خواہشات کی پیروی کرتے ہوئے اپنی ساری زندگی
 سرکشی میں گزار دیتے ہیں۔ ان کو کبھی اپنے رویے پر ندامت ہو تو توبہ کر لیتے
 ہیں۔ اور اپنی اصلاح کے لئے کسی ولی اللہ کے ہاتھ پر بیعت کر لیتے ہیں۔ ورنہ عمر
 بھر نافرمانی میں گزار دیتے ہیں۔ اس طرح ندامت کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف
 رجوع کر لینے ہی کو بیعت کہا جاتا ہے۔ بیعت اگرچہ کسی ولی کے ہاتھ پر کی جاتی
 ہے۔ لیکن یہ سلسلہ بہ سلسلہ نبی پاک ﷺ کے ہاتھوں تک پہنچتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ
 پر منتہی ہوتی ہے۔

بیعت ربی تے رسولی ہے ضرور

ہر مسلمان واسطے ہے بیعت واجب پیروی

کسی ولی اللہ سے بیعت کا مقصد اللہ تعالیٰ کی طرف راہنمائی اور غیبت

رغبت ہٹانا ہے جس کے باعث مرید پر نور حق نازل ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اور

وہ طریقت کی تمام اصطلاحات، رموز و اسرار، اشغال روحانیت اور اندرونی

نجاتوں سے پاک ہونا سیکھتا ہے مرید صادق کو عشق الہی، عشق رسول کریم ﷺ

جاصل ہونے کے ساتھ مشاہدہ شروع ہونے لگتا ہے۔ گویا مرید ایک چیز دیگر بن جاتا ہے۔ بیعت میں طریقت کے اعتبار سے مرید کی تربیت کی جاتی ہے۔ ادب سکھانا، اپنی ذات کی صفائی کرنا، رزائل کو دور کرنا، نفس اور روح کی تطہیر کرنا، سر خداوندی کا متحمل ہونا، اخلاق کا مہذب ہونا، وصل الہی کا حاصل کرنا بیعت کے مقاصد میں شامل ہے۔ مرید بالآخر تلاش حق اور مقامات فتح حاصل کرنے کے بعد پیر کے نور کا وارث بنتا ہے۔

دست پیر از غائبان کوتاہ نیست دست او جز قبضہ اللہ نیست

ترجمہ:- ”پیر کا ہاتھ (یعنی توجہ) غائبین تک بھی پہنچتا ہے اس کے ہاتھ پر بیعت ہونا گویا حق تعالیٰ ہی سے بالواسطہ عہد کرنا ہے۔“

بیعت ایک سودا ہے جو پختہ معاہدے کے تحت مرشد کی وساطت سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ طے کیا جاتا ہے۔ یہ سنت نبوی ہے جس کو آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد صوفیائے کرام و اولیائے کرام رضی اللہ عنہم نے جاری رکھا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے

إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ فَمَنْ نَكَثَ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ عَلَىٰ نَفْسِهِ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهِ اللَّهُ فَمِنَّا فَمِنَّا أَجْرًا عَظِيمًا ○ (سورہ فتح آیت ۱۰ پارہ ۲۶)

ترجمہ:- ”اے جان عالم ﷺ! بے شک جو لوگ آپ ﷺ کی بیعت کرتے ہیں درحقیقت وہ اللہ تعالیٰ سے بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔ پس جس نے توڑ دیا اس بیعت کو تو اس کے توڑنے کا وبال اسکی ذات پر ہوگا۔ اور جس نے ایفا کیا اس عہد کو جو اس نے اللہ سے کیا تو وہ اس کو اجر

عظیم عطا فرمائے گا۔۔

حضور رحمت عالم ﷺ حدیبیہ کے مقام پر خیمہ زن ہیں۔ کفار مکہ بصد ہیں کہ کسی قیمت پر مسلمانوں کو عمرہ کرنے کے لئے مکہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ دربار رسالت کے سفیر بن کر مکہ گئے ہوئے ہیں۔ اسی اثناء میں یہ افواہ پھیلتی ہے کہ کفار نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا ہے۔ اگرچہ حضور سید عالم ﷺ اور حضور ﷺ کے ساتھی جنگ کے لئے تیار ہو کر نہیں آئے تھے۔ احرام کی دو چادریں اور قربانی کے جانور ہی ان کا زاد سفر تھا۔ لیکن یکا یک ایسی صورت حال پیدا ہو گئی کہ تعداد کی قلت اور اسلحہ کے فقدان کی پروا کئے بغیر محض قوت ایمانی پر بھروسہ کرتے ہوئے باطل سے ٹکرانا ناگزیر ہو گیا۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ ایک درخت کے نیچے تشریف فرما ہوتے ہیں۔ اور بیعت کرنے کی دعوت دیتے ہیں اسے بیعت رضوان کے مقدس لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ بیعت اس بات پر تھی کہ جب تک ہمارے جسموں میں جان ہے۔ جب تک بدن میں خون کا ایک قطرہ موجود ہے۔ ہم میدان جنگ میں ڈٹے رہیں گے۔ اور اہل مکہ کو اس خیانت اور سفیر کشی کی عبرتناک سزا دیں گے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ غلامان حبیب کبریا علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات پروانہ وارد دوڑ دوڑ کر حاضر ہو رہے ہیں۔ اور اپنے آقا و مولا کے دست مبارک پر اپنا ہاتھ رکھ کر جان بازی اور سرفروشی کی بیعت کر رہے ہیں۔ الغرض چودہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی ایک بھی اس سعادت سے محروم نہ رہا۔ البتہ جد بن قیس جو حقیقت میں منافق تھا اس نے بیعت نہ کی۔ بخدا مجھے اب بھی وہ منظر نظر آ رہا ہے کہ وہ اپنی اونٹنی کے پیٹ کی ساتھ چمٹا ہوا ہے اور اپنے آپ کو لوگوں کی نظروں سے چھپانے کی کوشش کر رہا ہے۔

حضور سرور عالم ﷺ نے اپنے ان چودہ سو جان نثاروں اور سرفروش مجاہدین کے بارے میں اپنی زبان حق ترجمان سے فرمایا۔ اے اسلام کے قابل فخر مجاہدو! آج روئے زمین پر تم سب سے بہترین لوگ ہو۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ کا یہ ارشاد بھی منقول ہے کہ جنہوں نے اس درخت کے نیچے میرے ساتھ بیعت کی ہے ان میں سے کوئی دوزخ میں داخل نہیں ہوگا۔

ملاح اللہ کا سفانی اپنی تفسیر منہج الصادقین میں لکھتے ہیں۔

”آنحضرت ﷺ اصحاب رادر تحت شجرہ جمع کردہ ایثاں رابتجدید بیعت

امر نمود واصحاب برغیبت تمام وجدی لا کلام دست بردست پیغمبر نہادہ بیعت کردند کہ تا حین موت طریق متابعت بآنحضرت ﷺ مرعی دارند و در ہیج زمان طریق مزار سلوک نہ نمایند و بجہت کمال رغبت ایثاں بود کہ ایں بیعت مسمی شد بہ بیعت رضوان و در اثناے آں ایں آیہ نازل شد،“۔

ترجمہ:- ”آنحضرت ﷺ نے اصحاب کو درخت کے نیچے جمع کیا اور

انہیں از سر نو بیعت کرنے کا حکم دیا صحابہ کرام انتہائی شوق و رغبت اور بڑی سنجیدگی سے آگے بڑھے اور حضور ﷺ کے دست مبارک پر ہاتھ رکھ کر اس بات پر بیعت کی کہ تادم واپس آئیں آنحضرت ﷺ کی متابعت کے راستے پر گامزن رہیں گے۔ اور کسی وقت بھی راہ فرار اختیار نہیں کریں گے۔ صحابہ کرام کے بے پناہ اشتیاق اور کامل رغبت کے باعث اس بیعت کا نام بیعت رضوان رکھا گیا اور اسی اثناء میں یہ آیت نازل ہوئی“۔

یہ بیعت بظاہر اگرچہ حضور ﷺ کے دست حق پرست پر ہو رہی ہے۔

لیکن درحقیقت یہ بیعت اللہ تعالیٰ کے ساتھ تھی۔ اگرچہ بظاہر نبی کریم ﷺ کا ہاتھ تھا۔ لیکن درحقیقت یہ دست خدا تھا۔ جس طرح حضور ﷺ کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ

کی اطاعت کہا گیا ہے۔ اسی طرح حضور سے بیعت اللہ سے بیعت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ فرمایا گیا ہے۔

علامہ اسمعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ صوفیاء کی اصلاح کے مطابق اس آیت کی یہ تشریح کرتے ہیں۔

”یعنی اہل حقیقت کہتے ہیں کہ یہ آیت بعینہ اس فرمان خداوندی کی طرح ہے کہ جو رسول کی اطاعت کرتا ہے۔ وہ اللہ کی اطاعت کرتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات و صفات سے فنا ہو کر بقا باللہ کے مقام پر فائز ہو چکے تھے۔ اس لئے جو فعل حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صادر ہوتا درحقیقت اللہ سے صادر ہوتا،“۔

(روح البیان)

آج کل جو ہم کسی ولی کامل کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں وہ اسی سنت کا اتباع ہے علامہ اسمعیل حقی تفسیر روح البیان میں لکھتے ہیں۔

”یعنی فقیر کہتا ہے کہ اس آیت سے بیعت کی سنت اور مشائخ کبار سے اکتساب فیض ثابت ہوتا ہے۔ وہ مشائخ جنہیں اللہ تعالیٰ نے قطب ارشاد کے مقام پر فائز کیا ہے۔ وہ اس طرح کہ علمی تجلی سے ترقی دے کر انہیں مشاہدہ کی ترقی تک پہنچا دیا جاتا ہے،“۔

حضرت شہداد ابن عباس رضی اللہ عنہ اور عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

”ان دونوں نے کہا کہ ایک روز ہم بارگاہ رسالت میں حاضر تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا تم میں سے کوئی بیگانہ (اہل کتاب) تو نہیں؟ ہم نے نفی میں جواب دیا ارشاد ہوا دروازہ بند کر دو اور اپنے ہاتھ بلند کر دو اور کہو ”لا الہ الا اللہ“ ایک گھڑی ہم نے ہاتھوں کو بلند رکھا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک نیچے کیا اور گویا ہوئے۔ الحمد للہ اے اللہ! تو نے مجھے اس کلمہ کے ساتھ

مبعوث فرمایا اور اس کلمہ کا حکم دیا اور میرے ساتھ وعدہ فرمایا کہ جو اس کلمہ پر پکا رہے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور تو اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔ پھر فرمایا اے فرزند ان اسلام! تمہیں مژدہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تم سب کو معاف فرما دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے رسول مکرم ﷺ کے ساتھ بیعت کر کے جس نے بیعت کو توڑ دیا۔ اس نے اپنے آپ کو نقصان پہنچایا اور جس نے اس بیعت کو پورا کیا اور اس عہد کو ایفا کیا۔ اس کو اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا فرمائے گا۔ وہ جنت میں اقامت گزریں ہوں گے۔ اور اس میں انہیں ایسی نعمتوں سے نوازا جائے گا جن کو نہ کسی آنکھ نے آج تک دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی کے دل میں وہ کھلیں۔
(تفسیر ضیاء القرآن جلد چہارم صفحہ ۵۳۸)

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ یعنی ہم نے اس درخت کے نیچے اس بات پر اللہ کے رسول ﷺ سے بیعت کی کہ ہم جان دے دیں گے لیکن راہ فرار اختیار نہیں کریں گے۔ پس ہم میں سے کسی نے بھی اس بیعت کو نہیں توڑا۔ بجز جد بن قیس کے وہ درحقیقت منافق تھا اور جب مسلمان کر رہے تھے تو وہ اپنے اونٹ کی بغل میں پھپھا ہوا تھا،۔“

”حضرت جریر ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے نماز ادا کرنے، زکوٰۃ دینے اور ہر مسلمان کو دین سکھانے پر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی،۔“

(بخاری و مسلم)

”حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اس پر بیعت کی کہ ہم خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائیں گے اور بدکاری نہیں کریں گے اور چوری نہیں کریں گے اور حق بات کے علاوہ کسی کو قتل نہیں

کریں گے،۔ (صحیح مسلم)

”حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ ایک اور روایت فرماتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے بلا کر بیعت لی اور فرمایا۔ یعنی اقرار کرایا کہ کہو بیعت کی ہم نے سننے میں اور فرماں برداری کرنے پر اپنی خوشی اور رنج، تنگی اور فراخی میں اور بادشاہوں سے اپنے واسطے عیش و آرام کی چیزیں اختیار کرنے میں اور سلطنت کے بارے میں بادشاہوں سے جھگڑا کرنے میں مگر جب تم کفر کو ظاہر دیکھو جس میں خدا کی طرف سے تمہارے پاس دلیل ہو“۔ (بخاری شریف)

”عتبہ بن عبد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست حق پرست پر سات بیعتیں کیں جس میں سے پانچ اطاعت اور دو محبت پر تھیں،۔ (حیات الصحابہ)

”حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فقراء مہاجرین سے اس بات پر بیعت لی کہ یعنی وہ لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کریں گے پھر ان حضرات کا یہ حال تھا کہ اگر ان کے ہاتھ سے کوڑا (چھانٹا) بھی گر جاتا تو گھوڑے سے اتر کر خود ہی اٹھاتے اور کسی سے اس کے اٹھا دینے کا سوال نہ کرتے،۔ (ابن ماجہ)

”غزوہ خندق کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب مہاجرین و انصار کے لئے دعائے مغفرت فرمائی تو ہم سب نے عرض کیا۔ یعنی ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام پر بیعت کی ہے۔ جب تک ہم زندہ رہیں گے اور اس معرکہ میں تمام مہاجرین و انصار حاضر تھے کوئی ایک بھی خادم غیر حاضر نہ تھا جس نے بیعت نہ کی،۔ (الفقر و فخری بحوالہ صحیح بخاری شریف)

قارئین کرم! قرآن مجید کی آیت مبارکہ اور احادیث میں صحابہ کرام کی روایات سے ثابت ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اکثر اوقات

مختلف امور پر بیعت لیا کرتے تھی۔ اور ایسی ہی بیعت صحابہ کرام نے تابعین سے لی تھی۔ اور پھر صوفیاء کرام میں یہ سلسلہ جاری رہا اور آج تک مختلف سلاسل طریقت کے ذریعے جاری ہے۔ بیعت کرتے وقت سالک خلوص نیت سے ہاتھ بڑھائے اور بیعت کے تمام آداب و شرائط کو ملحوظ خاطر رکھے میرے پیرو پیشوا قبلہ و کعبہ حضرت خواجہ صوفی اللہ رکھا شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ بے ریا و باصفا ارشاد فرمایا کرتے ”کہ سالک کو چاہئے کہ اللہ اور رسول اور قبر و حشر کے لئے بیعت ہو۔ نہ کہ دنیاوی اغراض فاسدہ مال اور اولاد کے لئے ہو۔ کیونکہ بیعت تو بیع (بک جانے) کا نام ہے۔“

بیعت ایک وعدہ ہے جو مرید مرشد کو گواہ بنا کر اللہ تعالیٰ سے کرتا ہے لہذا مرید کو لازم ہے کہ وہ اپنے وعدے کا پاس کرے۔ اس پر ہمیشہ قائم رہے۔ جو وہ ایسا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے نوازا جاتا ہے۔ اور جو کوئی اس عہد کو توڑتا ہے۔ تو اس کا وبال اسی پر پڑتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ سالک بیعت کرنے میں پوری طرح سنجیدہ ہو اور وہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ سے ایک عہد کر رہا ہے۔ اور اس عہد کو توڑنا وبال جان بن جائے گا۔ اور جو اس کو پورا کرے گا اسے اجر عظیم یعنی مقام رضا حاصل ہوگا۔ اور یہی مقصود حیات ہے۔ یہی مقربین کا مقام ہے۔ یہی روحانیت کا عروج ہے۔ اور یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بیعت کی مشروعیت کی نسبت رقمطراز ہیں۔
 ”جاننا چاہئے کہ بیعت سنت ہے واجب نہیں۔ صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کرتے تھے۔ اور اس سے اللہ کا قرب حاصل کرتے تھے۔“
 شاہ صاحب کے بیان سے دو امور ثابت ہوئے۔

۱۔ بیعت سنت ہے بدعت نہیں۔

۲۔ بیعت تقرب الی اللہ کا ذریعہ ہے یا بہ الفاظ دیگر ”قرب الہی کا وسیلہ ہے۔“
 اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجددین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان
 بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ بیعت کی دو قسمیں ہیں۔
 (۱)۔ بیعت برکت (۲)۔ بیعت ارادت

(۱) بیعت برکت:

بیعت برکت کہ صرف تبرک کے لئے داخل سلسلہ ہو جانا آجکل عام
 بیعتیں یہی ہیں وہ بھی نیک نیتوں کی ورنہ زیادہ کی بیعت دنیاوی اغراض فاسدہ
 کے لئے ہوتی ہے۔ وہ خارج از بحث ہے۔ لیکن بیکار یہ بھی نہیں مفید اور بہت
 مفید اور دنیا و آخرت میں بکار آمد ہے۔

محبوبان خدا کے غلاموں کے دفتر میں نام لکھ جانا ان سے سلسلہ متصل
 ہو جانا فی نفسہ سعادت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی شان ہے۔

مَنْ تَشَبَهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ ۝

ترجمہ:- ”جو جس قوم سے مشابہت پیدا کرے وہ انہیں میں سے ہے۔“
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عزوجل فرماتا ہے۔

هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقِي بِهِمْ جَلِيسُهُمْ ۝

ترجمہ:- ”وہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی بد بخت نہیں

رہتا۔“

محبوبان خدا سایہ رحمت رکھتے ہیں وہ اپنا نام لینے والے کو اپنا کر لیتے ہیں۔
 اور اس پر نظر رحمت رکھتے ہیں۔

قندیل نورانی محبوب سبحانی حضور سیدنا عبد القادر جیلانی غوث

الاعظم رضی اللہ عنہ سے غرض کیا گیا کہ اگر کوئی شخص حضور کا نام لیوا ہو اور اس نے نہ حضور کے دست مبارک پر بیعت کی ہو نہ حضور کا خرقہ پہنا ہو کیا وہ حضور کے مریدوں میں شمار ہوگا۔ فرمایا جو اپنے آپ کو میری طرف منسوب کرے اور اپنا نام میرے غلاموں کے دفتر میں شامل کرے اللہ اسے قبول فرمائے گا۔ اور اگر کسی ناپسندیدہ راہ پر ہو تو اسے توبہ دے گا۔ اور وہ میرے مریدوں کے زمرے میں ہے۔ اور بے شک میرے رب عزوجل نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میرے مریدوں اور ہم مذہبوں اور میرے چاہنے والوں کو جنت میں داخل فرمائے گا۔

(۲) بیعت ارادت:

کہ اپنے ارادہ و اختیار سے یکسر باہر ہو کر اپنے شیخ مرشد ہادی برحق و اصل بحق کے ہاتھ میں بالکل سپرد کر دے اسے قطعاً اپنا حاکم و مالک جانے اس کے چلانے پر راہ سلوک چلے کوئی قدم بغیر اسکی مرضی کے نہ رکھے اس کے لئے اس کے بعض احکام یا اپنی ذات میں خود اس کے کچھ کام اگر اس کے نزدیک صحیح نہ معلوم ہوں انہیں افعال خضر علیہ السلام کے مثل سمجھے اپنی عقل کا قصور سمجھے اور شیخ کی کسی بات پر اعتراض نہ کرے۔

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس پہ بیعت کی کہ ہر آسانی و دشواری پر خوشی و ناگواری میں حکم سنیں گے اور اطاعت کریں گے اور صاحب حکم کے کسی حکم میں چون و چرا نہ کریں گے۔

حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

شیخ کا زیر حکم ہونا اللہ و رسول کا زیر حکم ہونا اور اسکی سنت کا زندہ کرنا

ہے۔ جب کوئی شخص کسی سے مرید ہو جائے تو اس کو اپنے پیرو مرشد کے متعلق یہ یقین ہو جانا چاہئے۔ کہ اس کا پیرو دنیا میں سب سے اعلیٰ ہے اس لئے اس کا جتنا احترام کرے کم ہے۔

اعلیٰ حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ محدث علی پوری فرماتے ہیں۔

کہ بیعت ہونا سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور باطن کا علم حاصل کرنا فرض ہے۔ تو بیعت ہو کر اپنے پیر کی خدمت میں کچھ عرصہ باادب رہ کیونکہ پیر کامل حقیقی نائب رسول ہے۔ تاکہ تجھے فائدہ پہنچے اور نقصان سے بچے پیرو مرشد کی خدمت میں رہ کر اسکی عملی زندگی کو اپنانا مراد ہے۔ حقیقت یہ کہ اس مقام پر فائز ہونے کے بعد زبان وہ زبان نہیں رہتی ارادہ وہ ارادہ نہیں رہتا۔ بات وہ بات نہیں رہتی اور کام وہ کام نہیں رہتا بلا تمثیل ذرہ میں آفتاب اور قطرہ میں سمندر کا تماشہ نظر آتا ہے۔ لب جنبش میں آتے ہیں بولتا کوئی اور ہے۔ ہاتھوں کو حرکت ہوتی ہے مگر کام کوئی اور کرتا ہے۔ حرکت ادھر سے ہوتی ہے برکت ادھر سے ہوتی ہے۔ کام اس کا ہوتا ہے کرامت اسکی ہوتی ہے۔ زبان اسکی ہوتی ہے بات اسکی ہوتی ہے۔ حضرت علی بن عثمان ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

مرید کے لئے سب سے اہم چیز ہم نشینی ہے۔ اور لامحالہ ہم نشینی کے حقوق کی پاسداری فرض ہے۔ مرید کے لئے تنہائی ہلاکت ہے۔

امام وہاب الدین شعرانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ کہ اندرونی نجاستوں کا دور ہونا واجب ہے۔ پس اس کے لئے دور کرنے کا طریق بھی حاصل کرنا واجب ہوگا۔ جس سے وہ دور ہو سکیں اور وہ سوائے اتباع شیخ کامل کے اور کوئی طریق نہیں حافظ ابن حجر شارح بخاری شریف میں بڑے زور سے لکھتے ہیں۔

کہ طالب خدا کو چاہئے کہ کسی شیخ عارف کامل کو اپنا رہبر مقرر کرے اور اہل تعصب کی باتوں کو ہرگز نہ سنے اور یہ خیال رکھے کہ شیخ عارف کامل ہو اور احکام شریعت و طریقت سے پورا واقف ہو۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اکثر حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا کرتے تھے۔ ایک دفعہ شاگردوں نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ آپ تو خود بڑے عالم ہیں اور حدیث و فقہ و اجتہاد میں اپنی نظیر نہیں رکھتے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک شوریدہ حال کے پاس کیوں جاتے ہیں۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ بے شک میں ان تمام علوم میں بشر رحمۃ اللہ علیہ حافی سے بڑھا ہوا ہوں مگر اللہ تعالیٰ کو وہ مجھ سے بہتر جانتا ہے یعنی حضرت بشر رحمۃ اللہ علیہ کو علم معرفت الہی مجھ سے زیادہ ہے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اکثر حضرت بہلول دانا مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں بیٹھا کرتے تھے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

گر تو سنگ خارہ و مرمر شوی چوں بصاحب دل رسی گوہر شوی۔

ترجمہ:- ”اگر تو سخت پتھر اور سنگ مرمر ہے تو کسی صاحب (ولی کامل)

کے پاس پہنچ تو گوہر بن جائے گا۔“

علم باطن ہچو مسکہ علم ظاہر ہچو شیر

کے شود بے شیر مسکہ کے شود بے پیر پیر

ترجمہ:- ”علم باطن مکھن کی طرح ہے علم ظاہر دودھ کی مانند۔ دودھ کے

بغیر مکھن تیار نہیں ہو سکتا اور پیر کامل کے بغیر پیر نہیں بن سکتا۔“

گر تو گوئی نیست پیرے آشکار تو طلب کن دو ہزار اندر ہزار

ترجمہ:- ”اگر تو یہ کہتا ہے کہ کوئی پیر نظر نہیں آتا تو لاکھوں میں اسے

تلاش کرنے کی کوشش کر۔“

می نہ روید تخم دل از آب و گل
 بے نگاہے از خداوندان دل
 ترجمہ:- ”دل کا تخم مٹی اور پانی میں نہیں اُگتا۔ خداوندان دل کی نگاہ
 کے بغیر یہ روشن نہیں ہوتا

زانکہ گر پیرے نہ باشد در جہاں
 نے زمین بر جائے ماندنے مکاں
 ترجمہ:- ”کیونکہ دنیا میں اگر اللہ والے نہ ہوتے تو یہ زمین اور کون
 و مکان اپنی جگہ قائم نہ رہ سکتے۔“

حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اہمیت
 شیخ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم ”الشیخ فی قومہ کالنبی
 فی امتہ“ کا ذکر کیا ہے کہ شیخ اپنے حلقہ مریدین میں اس طرح ہوتا ہے جیسے نبی
 اپنی امت میں

بزگان دین نے فرمایا ہے۔

من اراد ان یجلس مع اللہ فلیجلس اہل التصوف۔

جو اللہ کے ساتھ بیٹھنا چاہے اسے چاہیے وہ اہل تصوف (پیر و مرشد) کی
 مجلس و صحبت اختیار کرے۔ جس طرح وہاں نبی کی صحبت ضروری ہے یہاں بھی
 اس کے لئے شیخ کا ہونا ضروری ہے۔ اگر شیخ کامل کی نظر میں ہو اور ہر عمل اس
 کے فرمان کے مطابق کرے اور اپنے تمام اختیار و ارادوں کو اپنے شیخ کے ہاتھ
 و اختیار میں دیکھے تو قوی امید ہے کہ بہت جلد منزل مقصود کو پہنچ جائے گا۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

چوں تو ذات پیر را کردی قبول ہم خدا در ذاتش آمد ہم رسول

پیر کامل صورت ظل الہ یعنی دید پیر دید کبریا
ترجمہ:- ”جب تو نے پیر کی ذات کو قبول کر لیا تو خدا اور رسول دونوں
اس ذات میں ہیں مرشد کامل کی ذات اللہ کا سایہ ہے یعنی اس کا دیدار خدا تعالیٰ کا
دیدار ہے۔“

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی ارشاد فرماتے ہیں۔

”کہ جس طرح جسمانی توالد و تناسل والدین کے بغیر ممکن نہیں اسی
طرح باطنی توالد (ترقی) بھی بغیر شیخ کامل کے مشکل ہے۔ اور دوسری جگہ انہوں
نے لکھا ہے کہ جس کا کوئی شیخ نہیں اس کا شیخ شیطان ہے۔“

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمان قابل غور ہے۔

”کہ یہ اعتقاد رکھنا ضروری ہے کہ شیخ کامل مرید کو مولیٰ تعالیٰ سے ملا دیتا
ہے اور اس وصال تک شرط یہ ہے کہ مرید اپنے دل کا ربط و تعلق اپنے شیخ کے
سوا کسی اور سے نہ رکھے۔“

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

”جان لیں کہ شیخ سے مدد مانگنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد مانگنا ہے۔ کیونکہ یہ
ان کے نائب اور جانشین ہیں۔ اور اس عقیدے کو پورے یقین کے ساتھ اپنے
پلے باندھ لیں۔“

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

”ہمیشہ قلب کا تعلق اپنے شیخ سے اس عقیدہ کے ساتھ جوڑنا کہ یہ مظہر
حق تعالیٰ ہے۔ جس نے اپنے فیض سے نوازنے کے لئے انہیں مجھ پر مقرر فرمایا
ہے۔ اور انہیں کے ذریعے سے بارگاہ خداوندی میں حضوری کی راہ ملتی ہے۔ ہمیشہ
سراپا تسلیم و محبت بن کر اسکی طرف متوجہ ہوتا کہ فیض کا باب اس پر کھل جائے اور



اپنے شیخ کے بارے میں کسی قسم کا اعتراض اور شک دل میں نہ لائے کہ یہ چیز راہ حق میں رکاوٹ کا سبب ہے۔ (سلوک و تصوف کا عملی دستور بحوالہ تصفیۃ القلوب)

مولانا محمود الحسن دیوبندی ”ایک نعبد وایک نستعن“ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ ”اگر کسی مقبول بندے کو محض واسطہ رحمت الہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت (مدد مانگنا) ظاہری اس سے کرے تو یہ جائز ہے کہ یہ استعانت درحقیقت حق تعالیٰ ہی سے استعانت ہے۔“

مولانا رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں۔

”مرید اس بات کا یقین رکھے کہ شیخ کی روح ایک جگہ پر مقید نہیں بلکہ جس جگہ مرید ہوگا قریب یا بعید اگرچہ شیخ کی ذات بعید ہو لیکن اس کی روحانیت سے دور نہیں ہے۔ جب اس بات کو راسخ کرے اور شیخ کو ہر وقت یاد رکھے تو روحانی تعلق پیدا ہو جائے گا۔ اور ہر آن میں عجیب فائدہ حاصل کرے گا۔“ (سلوک و تصوف کا عملی دستور بحوالہ امداد السلوک)

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

ترجمہ:- ”اولیائے کرام کی ایک گھڑی کی صحبت سو سالہ بے ریا (خالص) طاعت (عبادت) سے بہتر ہے۔“

چوں شوی دور از حضور اولیاء
درحقیقت گشتہ دور از خدا

ترجمہ:- ”جب تو اولیاء کی حاضری سے دور ہو گیا تو درحقیقت تو خدا سے

بھی دور ہو گیا۔“

نفس رانہ کشد بغیر از ظل پیر
دامن آں نفس کش محکم بگیر

ترجمہ:- ”نفس کا مرنا پیر کے بغیر ممکن نہیں نفس کو مارنے والے شیخ کامل کا دامن مضبوطی سے پکڑ لے۔“

ہر کہ او بے مرشدے در راہ شد

او ز غولان گمرہان دوچار شد

ترجمہ:- ”جو کوئی بھی بغیر شک کے اس راہ پر گامزن ہوا وہ آوارہ درندوں (جعلی پیروں) کا شکار ہو گیا۔“

ہیچ چیزے خود بخود چیزے نہ شد

ہیچ اپنے خود بخود تیغے نہ شد

ترجمہ:- ”گھٹیا چیز خود بخود اعلیٰ نہیں بنتی گھٹیا لوہا خود بخود تلوار نہیں بنتا۔“

ہیچ حلوائی نشد استاد کار

تا کہ شاگردے شکر ریزے نہ شد

ترجمہ:- ”کوئی حلوائی اپنے کام میں استاد نہیں ہو سکتا جب تک کسی ماہر حلوائی کی شاگردی نہ کرے۔“

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم

تا غلام شمس تبریزی نہ شد

ترجمہ:- ”مولوی جلال الدین کبھی مولائے روم نہ بن سکتے تا وقتیکہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کی غلامی اختیار نہ کرتے۔“

برادران اسلام! قرآن و حدیث اور اقوال اولیاء و فقہاء سے ثابت ہوا

کہ ہر مسلمان کے لئے بیعت مرشد واجب ہے بلکہ یوں سمجھئے کہ جس طرح



اندھے کو لاشی کی ضرورت ہوتی ہے۔ زرخیز زمین کو بروقت بیج کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح ایک انسان کو احسن تقویم ہونے کے ساتھ ساتھ اپنی زندگی گزارنے اور عاقبت سنوارنے کے لئے بیعت مرشد ضروری ہے۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پر دست پر بیعت ہوئے۔ پھر ساری زندگی علمی مصروفیات کے باعث بعد مسافت ہونے کی وجہ سے ملاقات نہ کر سکے۔ جب وقت نزع آیا امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ بستر مرگ پر لیٹے ہوئے تھے کہ شیطان لعین بھی آ پہنچا اور کہنے لگا اے امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ بتا تیرے پاس رب کے وحدہ لا شریک ہونے کی کیا دلیل ہے۔ آپ نے دلیل پیش کی اس نے رد کر دی۔ آپ نے دوسری دلیل پیش کی شیطان نے رد کر دی۔ حتیٰ کہ آپ نے ایک سو دلیل پیش کی اس نے رد کر دی۔ کہ ادھر حضرت خواجہ نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ ہزاروں میل دور اپنے کاشانہ مبارک پہ وضو فرما رہے تھے کہ اچانک خواجہ صاحب نے ایک چلو بھر کر پانی امام صاحب کی سمت پھینکا اور فرمایا رازی تو کہہ کہ میں اپنے رب کو بغیر کسی دلیل کے رب ماننا ہوں۔ ادھر وہ پانی کے قطرے امام صاحب کے جسم اطہر پر پڑے اور انہوں نے شیطان کو یہ جواب دے دیا اور شیطان بھاگ گیا یہ الفاظ فرماتے ہی امام صاحب کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

دوستو! یہ بیعت کی برکت ہے کہ ایک وقت کے امام کو بھی علم نہ بچا۔ کا بلکہ مرشد کامل کا فیض آ پہنچا اور گمراہ ہوتے لو بچا کر خاتمہ بالا ایمان ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ سب کو بیعت مرشد کی لازوال دولت سے مامور فرمائے۔

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ مرد تو بیعت ہوں لیکن عورتوں کو کیا ضرورت مرشد سے بیعت کرنے کی اور فیض حاصل کرنے کی؟

تو بردران اسلام! عورتوں کے لئے بھی توبہ کرنا ضروری ہے۔ اور یہ امر بندہ ناچیز واضح کر چکا ہے کہ بیعت عہد اور توبہ کا نام ہے۔ اور عورتوں کی بیعت کا استدلال قرآن و حدیث سے مختصر سا پیش کیا جا رہا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَىٰ أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيَنَّ فِي سَعْرُوفٍ فَبَايِعْنَهُنَّ وَأَسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ○ (سورہ الممتحنہ آیت ۱۲ پارہ ۲۸)

ترجمہ:- ”اے نبی مکرم ﷺ جب حاضر ہوں آپ کی خدمت میں مومن عورتیں تاکہ آپ سے اس بات پر بیعت کریں۔ کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائیں گی اور نہ چوری کریں گی۔ اور نہ بدکاری کریں گی اور نہ اپنے بچوں کو قتل کریں گی۔ اور نہیں لگائیں گی جھوٹا الزام جو انہوں نے گھڑ لیا ہو اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان اور نہ آپ کی نافرمانی کریں گی کسی نیک کام میں تو اے میرے محبوب انہیں بیعت فرمایا کرو۔ اور اللہ سے ان کے لئے مغفرت مانگا کرو بے شک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔“

جب مکہ مکرمہ فتح ہوا اور دھڑا دھڑا لوگ حضور ﷺ کی بیعت کر کے مشرف باسلام ہونے لگے تو مکہ کی عورتیں بھی بیعت کے لئے حاضر ہوئیں۔ حضور سید عالم ﷺ نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو عورتوں کی بیعت لینے پر مقرر فرمایا اور جن باتوں کا اس آیت میں ذکر ہے ان پر عمل کرنے کا پختہ وعدہ لیا۔ حضور ﷺ نے عورتوں سے کئی بار بیعت لی لیکن کسی عورت کے ساتھ بیعت لیتے وقت مصافحہ نہ کیا۔ کبھی تو زبانی ان امور کی پابندی کا وعدہ کیا کبھی پانی سے بھرے ہوئے پیالہ میں اپنا دست مبارک ڈالا اور اس کے بعد بیعت کرنے والی عورتوں کو اپنا ہاتھ

رکھنے کا حکم دیا۔ کبھی کپڑا دست مبارک میں لے کر عورتوں سے بیعت لی۔
 قارئین! اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوا کہ عورتیں بھی بیعت ہو سکتی
 ہیں۔ اور ساتھ ہی ان کو بیعت کرنے کا طریقہ بھی واضح ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا تو
 پانی کے پیالہ میں لیتے اور اس میں دست مبارک ڈالتے۔ یا پھر ایک طرف سے
 کپڑا خود پکڑتے اور دوسری طرف سے عورتوں کو پکڑا کر توبہ کرواتے اور عہد
 لیتے۔ پس یہی طریقہ ہمارے مشائخ عظام کا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مرشد کامل
 کے فیض باکمال سے مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین بجاہ طہ و یسین صلی اللہ علیہ وسلم

آداب المریدین:

لفظ ”مرید“، چونکہ ارادہ سے ہے لہذا یہ اس شخص کے لئے بولا جائے گا
 جس میں ارادت کی صفت موجود ہو۔ صوفیہ کی اصطلاح میں ”مرید“، اس شخص کے
 لئے بولا جاتا ہے۔ جس کا اپنا کوئی بھی ارادہ نہ ہو اور جب تک کوئی شخص اپنے
 ارادہ سے باز نہیں آتا تب تک اس کو مرید نہیں کہہ سکتے۔

کہا جاتا ہے کہ ”الْمُرِيدُ لَا يُرِيدُ“ یعنی مرید وہ ہے جو کچھ نہیں چاہتا۔
 یہاں واضح رہے کہ ہمارے ہاں عام رواج ہے کہ لفظ مرید دو طرح سے بولا جاتا
 ہے۔ (۱)۔ مرید (۲) مرید

مرید مطلب ہے کہ اردات رکھنے والا۔ اور مرید کا مطلب ہے۔ راندہ
 درگاہ اس لئے اس کا لحاظ رکھا جائے۔ اور لفظ مرید میم برضمہ) ہی بولا جائے۔

اردات عام عادت کے مطابق ہونے والے کام کو چھوڑ دینا ہوتا ہے۔
 اور عام طور پر لوگ غفلت میں ہوتے ہیں۔ ان کو جھکاؤ نفسانی خواہشات کی
 طرف ہوتا ہے اور ہمیشہ اسی طرف چلتے ہیں جدھر ان کی امنگیں چاہتی ہیں۔ تاہم

”مرید، ان تمام کاموں سے الگ تھلگ رہتا ہے۔ چنانچہ اس کا ان عادتوں سے نکل جانا اس بات کی دلیل اور علامت ہوتا ہے۔ کہ اس شخص کی ارادت صحیح ہے۔ تو اسی بنا پر اس کی اس حالت و کیفیت کا نام ارادت رکھ دیا گیا۔ کیونکہ ترک عادت ہی ارادت کی علامت ہے۔

دوستو! عبد پر تقصیر ادنیٰ غلام تاجدار سا ہو چک شریف آداب المریدین کو موضوع بنا کر یہ واضح کرنا چاہتا ہے کہ مرشد کامل کے دست حق پرست پر تائب ہو کر مرید کے لئے کن آداب کا بجالانا ضروری ہے۔ بارگاہ شیخ میں مرید کا خلوص قلب کیا ہونا چاہئے صوفیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم نے اس پر بڑی طویل بحثیں لکھی ہیں اور بڑا زور دیا ہے کہ مرید کو اپنے شیخ کی بارگاہ میں آداب کا بجالانا کس قدر ضروری ہے۔

دوستو! طالب راہ ہدایت کا جس قدر اعتقاد پختہ ہوگا۔ اسی قدر اس کو مرشد کامل سے قربت روحانی حاصل ہوگی اور مرشد کی تو جہات بھی اس قدر زیادہ ہوں گی اور اسی کے مطابق اس کو فیض حاصل ہوگا۔ اور مرید پر رحمت خداوندی کا نزول ہوگا اور جس کا اعتقاد پختہ نہ ہوگا تو اس کے سب کام فضول اور بیکار ہوں گے اور فیض یابی سے محروم ہوگا۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

”بے ادب محروم ماند از فضل رب، یعنی بے ادب اللہ کے فضل سے محروم رہتا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی لکھا ہے کہ ”بے ادب نہ صرف اپنی روحانی دنیا کو خراب کرتا ہے بلکہ پورے عالم میں فسد کی آگ لگا دیتا ہے۔“

جب آنکھیں ہی روشن نہ ہوں گی تو ہزار سورج طلوع ہوں اندھیرا دور نہیں ہو سکتا۔ جب تک دل کی آنکھیں ہی روشن نہ ہوں تو مرشد سے اعتقاد کامل نہ ہوگا۔ اور جب مرشد سے اعتقاد کامل نہ ہوگا تو اس سے اکتساب فیض نہیں

ہوسکتا۔ خواہ مرشد اپنی جگہ کتنا ہی کامل کیوں نہ ہو۔ یہاں دراصل میں ایک غلط فہمی کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ عام طور پر ہوتا ہے کہ کسی بزرگ کی خدمت میں حاضری کا شرف نصیب ہوا۔ اس کے ظاہری اعمال کو دیکھ کر دل میں ناگواری کے اثرات پیدا ہو گئے۔ لیکن اس سے اپنی حاجت کی امید لگائی رکھی۔ نہ ان کی صحبت اختیار کی نہ جانا پہچانا بلکہ کوئی مقصد دل میں پوشیدہ ہے اور ذہن بنا لیا کہ اگر یہ مقصد پورا ہو جائے تو یہ کامل ہے ورنہ نہیں۔ اسی طرح کے دیگر وساوس دل میں آتے رہے جن سے اعتقاد اور پختہ یقینی کی بنیاد کمزور ہو گئی تو پھر کس طرح مرشد سے فیض حاصل کیا جاسکتا ہے۔ جب کسی راہنما کی راہ نمائی پر قلب مطمئن نہ ہو تو پھر منزل مقصود تک رسائی کیسے ممکن ہے۔ اس لئے پہلے خوش اعتقادی اور پھر صحبت نشینی اختیار کرنا ضروری ہے۔ اس کے رنگ میں خود کو رنگ لو پھر انشاء اللہ ذات مرشد سے بحکم خداوندی فیض حاصل ہو جائے گا۔

حضرت شیخ عبدالرحمن عینی فرماتے ہیں۔

آدمی رامی بود و بارزان در جہاں

اولاً از صلب والد پس ز قلب رازداں

ترجمہ:- ”انسان اس دنیا میں دو مرتبہ جنم لیتا ہے پہلے تو باپ کی پشت

سے پھر مرشد کامل کی توجہ سے۔

بلکہ بروئے ہست واجب سر نہد بر حکم پیر تا بگرد زیں سعادت دیگرے راد شگیر۔“

ترجمہ:- ”بلکہ مرید کے لئے ضروری ہے کہ وہ مرشد کے حکم پر سر تسلیم خم

کرے تاکہ وہ اس سعادت کے ذریعہ دوسروں کا بھی دشگیر بن جائے۔“

یعنی مرید اپنے مرشد کی مکمل اطاعت کرے گا تو پھر مرشد کامل بھی راہ

معرفت کے تمام رازوں سے اس کو آگاہ کر کے درجہ شیخ تک پہنچا دے گا۔

میرے والد گرامی حضرت خواجہ صوفی احسان الہی صاحب نے اپنے پیر و مرشد خواجہ صوفی اللہ رکھا شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی انتہا درجہ خدمت کی کہ حضرت قلندر کبریاء رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی طاعت شعاری دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ جو صوفی احسان الہی کی تائید کرے گا وہ میرا ہوگا۔ صوفی احسان الہی کا ہاتھ میرا ہاتھ ہے اس کے ہاتھ یہ بیعت کرو میری بیعت ہوگی۔ میرا عاشق میرا بیٹا محض صوفی احسان الہی ہے۔ ایک دفعہ حضرت صوفی احسان الہی صاحب بابا جی حضور رحمۃ اللہ علیہ کا رومال دھونے گئے آنے میں تاخیر ہوگئی حضرت قلندر کبریاء رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا بیٹا کہاں گئے تھے۔ عرض کیا آپ کا رومال دھونے کے لئے باہر گیا تھا۔ رحمت جوش میں آگئی فرمایا تم میرے رومال دھوتے ہو جہاں تمہارے رومال دھوئے گا۔ اور اس بات میں کوئی شک بھی نہیں ہے۔

یعنی جو اپنے شیخ کا خادم بن جائے شیخ اسے کامل بنا دیتا ہے۔
مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

چوں گزیری پیر نازک دل مباح
ست دریزندہ چو آب و گل مباح

ترجمہ:- ”جب تو کسی کامل کی غلامی میں آگیا تو اب نازک دل نہ بن اور ست و کاہل ہو کر مت بیٹھ،“۔

اندریں رہ می تراش می خراش تا دے آخرازاں فارغ مباح
ترجمہ:- ”اس راستے میں تراش خراش، محنت و مشقت اصلاح نفس کے لئے آخری دم تک جاری رہتی ہے اس لئے آخری سانس تک اپنے آپ کو فارغ نہ رکھ“۔

امام جلوئی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ سے فیضیاب ہونے کے تین طریقے



ہیں۔ اول مالی خدمت جیسے حضرت میاں میر صاحب قادری لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے کی۔ دوسرا بدنی خدمت جیسا کہ بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق مشہور ہے کہ ایک بار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیر و مرشد خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کو کندھوں پر اٹھایا ہوا تھا اور آگ کا ایک برتن سر پر رکھا ہوا تھا جس کو خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ تاپ رہے تھے۔ اسی طرح حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ اپنے پیر کے استنجا کے لئے مٹی کے ڈھیلوں کو اپنی ریش مبارک سے رگڑ رگڑ کر ملائم اور نرم کیا کرتے تھے جس سے آپ کی ریش مبارک کے بال جھڑ گئے تھے تیسرا طریقہ جو کہ موصل انی اللہ ہے وہ یہ ہے کہ مرید حسین ہو (تابع فرمان با علم و با عمل ہو) اور شیخ اس پر عاشق ہو جائے تو پھر بھی مرید کامیاب ہو جاتا ہے۔ کیونکہ عاشق معشوق سے کوئی چیز چھپا کر نہیں رکھتا ہے۔

بزرگ فرماتے ہیں کہ مرید میں زمین کی صفت ہونی چاہیے تاکہ شیخ آسمان بن کر کبھی اس پر پانی برسائے کبھی آفتاب کی گرمی پہنچائے۔ کبھی ابر کے سایہ میں رکھے کبھی اس کے الطاف کی خوشبودار ہوا اس پر چلتی رہے۔ تاکہ اس کی کھیتی پختہ ہو کر اس کو مالدار بنا دے۔ جو خوش قسمت صاحب دولت یعنی اقبال مند ہے۔ اس کے لئے سب سامان مہیا ہو جاتے ہیں۔ اور اگر بد بخت مادر زاد ہے تو دنیا میں کوئی طاقت اس کو کسی مرتبہ پر نہیں پہنچا سکتی۔

حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے خوب کہا۔

بہ مے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید

کہ سالک بے خبر نبود زراہ و رسم منزلہا

ترجمہ:- ”اگر شیخ حکم دے تو اپنے مصلے کو شراب سے رنگ دے وہ اس

لئے کہ سالکین راہ طریقت کے اسرار و رسوم سے واقف نہیں ہوتے،۔
یعنی جب تک مرید اپنی مرضی اور نفسانی تمیز کو دور کر کے ہر لحظہ آداب
شیخ کو ملحوظ نہ رکھے گا تو کبھی کامیاب نہ ہوگا۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

گر بامر پیر رفتی این طریق

مست گردی عاقبت ہم زیں ریحق

ترجمہ:- ”اگر اپنے پیرومرشد کے حکم کے تابع رہ کر اس راستہ کو طے کر

لیا تو ایک نہ ایک دن شراب معرفت سے ضرور مست ہو جاؤ گے،۔

تشنگان گر آب جویند از جہاں

آب ہم جوید بعالم تشنگان

ترجمہ:- ”پیا سے اگر پانی کو جہاں میں تلاش کرتے ہیں تو پانی بھی اپنے

پیا سوں کی تلاش میں رہتا ہے،۔

حضرت شیخ عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

از خیال کج نباید شد خلاف قول پیر

راہ جوید تا نگرود دام شیطان را اسیر

ترجمہ:- ”اپنی کج فہمی کی بناء پر مرشد کے فرمان کے خلاف کوئی کام نہیں

کرنا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ شیطان مردود کے جال میں پھنس جاؤ،۔

یعنی اگر شیخ کامل کی کوئی بات یا حکم خلاف عقل نظر آئے تو اس کو فوراً

غلط نہیں سمجھ لینا چاہیے۔ بلکہ اپنی عقل کا قصور سمجھنا چاہیے۔ کہ بات ہماری سمجھ

میں نہیں آئی۔ بسا اوقات مرشد کسی ایسے کام کا حکم فرماتا ہے کہ خلاف عقل نظر

آتا ہے لیکن اس میں کوئی نہ کوئی مصلحت پوشیدہ ہوتی ہے۔ جس کو ہماری نظر دیکھ

نہیں سکتی۔

”شیخ جمال دین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مرید وہ ہے جس کا شیخ ہی ارادہ ہو۔ کیونکہ شیخ امر ہے اور مرید مامور ہے اور جو امر شیخ سے صادر ہوتا ہے وہ گویا اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ پس مرید پر واجب ہے کہ بلاتا خیر و تقصیر اس کی متابعت کرے اس لئے کہ مرید پر نفس کا مغلوب کرنا شیطان کے دفعہ کرنے سے بھی زیادہ مشکل ہے۔ مرید اگر کسی قول میں شیخ کے خلاف ہوگا تو صدق واردات کے لائق نہیں رہے گا۔“

حضرت خضر علیہ السلام اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ بھی یہی بتاتا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام سے وہ باتیں صادر ہوتی تھیں جن پر بظاہر سخت اعتراض تھا مثلاً مسکینوں کی کشتی میں سوراخ کر دینا، بے گناہ بچے کو قتل کر دینا۔ (گرتی ہوئی دیوار کو درست فرما دینا) مشہور واقعات ہیں۔ پھر جب آپ اس کی وجہ بتاتے تو ظاہر ہو جاتا تھا کہ حق یہی تھا جو آپ نے کیا۔

حضرت خوجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ جس راستہ سے گزرتے تھے وہاں بادشاہ کا دربار لگتا تھا۔ تمام درباری معہ بادشاہ آپ کا کھڑے ہو کر استقبال کرتے اور سلام پیش کرتے۔ آپ سلام کا جواب دے کر آگے چلے جاتے۔ ایک دن درباریوں نے سلام پیش کیا تو آپ نے ان کی طرف تھوک دیا اور جواب بھی نہ دیا۔ وہ تمام آپ کو برا کہنے لگے۔ مریدوں نے عرض کیا حضور وہ پہلے ہماری اتنی عزت کرتے تھے اب برا سمجھیں گے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب وہ مجھے کھڑے ہو کر سلام پیش کرتے تھے تو میں پہلے اپنے نفس کی طرف متوجہ ہوتا تھا کہ یہ غرور و تکبر کی طرف تو مائل نہیں ہو جب میں یہ جان لیتا کہ یہ ٹھیک ہے عاجز ہے مطمئن ہے تو میں خوشی سے سلام کا جواب دے کر گزر جاتا۔ آج جب میں نفس کی

طرف متوجہ ہوا تو یہ غرور سے کہہ رہا تھا کہ بایزید وقت کے بادشاہ بھی تجھے کھڑے ہو کر سلام پیش کرتے ہیں۔ سو میں نے اس کو گالیاں نکلوا دیں۔

امام ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حضرت یوسف بن حسین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوسلیمان اور احمد بن ابوالحواری کے مابین معاہدہ طے پا چکا تھا کہ احمد کو ابوسلیمان جو کچھ بھی کہیں گے یہ مخالفت نہیں کریں گے۔ چنانچہ ایک دن احمد آئے تو ابوسلیمان اپنی مجلس میں وعظ کر رہے تھے۔ انہوں نے آ کر عرض کی کہ تندور گرم ہو چکا ہے۔ آپ کا حکم کیا ہے؟ لیکن ابوسلیمان رحمۃ اللہ علیہ نہ بولے احمد نے دو تین مرتبہ دہرایا تو ابوسلیمان نے فرمایا جاؤ اور جا کر اس میں بیٹھ جاؤ لگتا تھا کہ دل تنگ ہو چکے تھے۔ چنانچہ وہ جا بیٹھے۔ ابوسلیمان نے کچھ دیر تک کوئی توجہ نہ فرمائی اور پھر فرمایا جاؤ اور احمد کو تندور سے نکال لاؤ۔ وہ ابھی تندور ہی میں ہے کیونکہ اس نے قسم کھا رکھی ہے کہ وہ میری مخالفت نہیں کرے گا۔ چنانچہ لوگوں نے دیکھا تو وہ تندور ہی میں تھا۔ اور اس کا ایک بال بھی نہیں جلا تھا۔

مرید کو چاہیے کہ کسی حالت میں کوئی اعتراض نہ کرے اور ہر حال میں مطیع و فرمانبردار رہے۔ اور مرشد کے ہر حکم کو ظاہراً و باطناً برضا و رغبت قبول کرے۔ اور بحالت تنگدستی، غریبی، مفلسی اور عاجزی اس کے حکم کی خلاف ورزی نہ کرے۔ اگر ایسا کرے گا تو مرشد اور مرید کے درمیان خلاء پیدا ہو جائے گا۔ اور مرشد کی باطنی و روحانی توجہ اس کی طرف کم ہو جائے گی۔ اور پھر شیطان لعین جو گھات لگائے بیٹھا ہے۔ اپنی کارروائی کر کے اس مرید کو اپنے جال میں پھنسا کر منزل مقصود سے دور پھینک دے گا۔ اور مرید کا بہت زیادہ نقصان ہے۔ اللہ تعالیٰ شیطانی حادثات سے محفوظ رکھے۔

مریدوں کے آداب میں اقوالِ اولیاء:

- ۱: حضرت ممشاد دنیوری رحمۃ اللہ علیہ جن کا وصال ۲۹۹ھ میں ہوا فرماتے ہیں۔
”مرید کے لئے ادب یہ ہے کہ وہ اپنے شیخ کی حرمت کا خیال رکھے۔
اپنے دینی بھائیوں کی خدمت کرے، اسباب دنیا کو نہ دیکھے اور اپنی ذات میں
آدابِ شریعت کی حفاظت کرے۔“
- ۲: ابو عبد اللہ حضرت محمد بن حنیف شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔
”ارادت اس چیز کا نام ہے کہ مرید ہمیشہ تکالیف اٹھانے کے لئے تیار
ہو اور آرام و راحت چھوڑ دے۔“
- ۳: استاد ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔
”ارادت دل میں تو جلن ہے۔ دل میں ڈنگ چلاتی ہے۔ دل ہی میں
ایک جذبہ عشق ہے۔ بے چینی ہے اور بھڑکتی آگ ہے۔“
- ۴: حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔
”کہ جب تم دیکھو کہ مرید اپنے اصل مقصد (واصل باللہ) سے ہٹ گیا
ہے تو سمجھ لو کہ اس نے کمینہ پن ظاہر کرنا شروع کر دیا ہے۔“
- ۵: حضرت کتانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔
”مرید کے لئے لازم ہے کہ اس میں تین چیزیں پائی جائیں: (۱) نیند کا
غلبہ ہو تو سوئے۔ (۲) فاقہ تک پہنچ کر کھائے۔ (۳) ضرورت کے بغیر کلام نہ
کرے۔“
- ۶: حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔
”جب اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہوتا ہے کہ مرید کی بھلائی ہو تو اسے صوفی

لوگوں کے سپرد کر دیتا ہے اور قاریوں کی صحبت سے بچا لیتا ہے۔۔۔

۷: حضرت ابو عثمان حسیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

”جس کی ابتداء ہی سے ارادت صحیح نہ ہو تو وقت کا گزرتے جانا اسے پیچھے ہی لے آئے گا۔۔۔“

آپ رحمۃ اللہ علیہ دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

”جب مرید صوفی لوگوں سے کچھ نہ کچھ علمی بات سن لیتا ہے اور پھر اس پر عمل کرتا ہے تو وہ علم مدت العمر اس کے دل میں حکمت و دانائی بنے رہتا ہے۔ جس سے اسے فائدہ ہوتا ہے۔ اور اگر وہ کوئی گفتگو کرتا ہے تو اس سے سننے والے کو فائدہ ہوتا ہے۔ اور جو ان کے کچھ علوم سن کر ان پر عمل نہیں کرتا تو گوہ وہ ایک حکایت تھی جسے کچھ دن اس نے سنبھالے رکھا اور پھر وہ بھول گئی۔۔۔“

۸: حضرت واسطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

”مرید کا پہلا مقام یہ ہے کہ اپنا ارادہ ترک کر کے اللہ کا ارادہ کرے۔۔۔“

۹: حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

”مرید کے لئے سب سے نقصان دہ چیز مخالفین تصوف سے میل جول ہے۔“

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

”کہ سمجھ لو بے ادب عنقریب ہلاک ہو جائے گا جو لوگ ہلاکت میں گرفتار ہیں ادب کے مارے ہوئے ہیں۔ زیادہ علم حاصل کرنے کے مقابلے میں تھوڑا سا ادب حاصل کرنا زیادہ ضروری ہے۔ خدمت کے دائرے میں رہ کر ادب خدمت سے بالاتر ہے۔ بلکہ صوفیا کے نزدیک عبادت سے بھی بالاتر ہے۔ کیونکہ عبادت رد ہو سکتی ہے مگر خدمت اور ادب ضائع نہیں ہوتے۔۔۔“

۱۰: ابن عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

”کہ جو اپنے نفس کو بے ادبی پر قائم رہنے دیتا ہے اور اس کی مخالفت نہیں کرتا تو اس کا نفس مطلق العنان اور سرکش بن جاتا ہے۔ جس کے ظاہر میں ادب نہیں وہ باطنی حسن ادب سے محروم ہوتا ہے۔ ادب ایک ایسی چیز ہے جو انبیاء علیہم السلام اور صدیقین کے سوا کسی کو حاصل نہیں ہوتی۔ اس کلام سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مریدین جن میں ادب نہیں پایا جاتا ان کا طریقت کی اعلیٰ منزلوں پر فائز ہونا ہرگز ممکن نہیں۔“

۱۱: حضور سیدنا غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

”اے اللہ کے بندے تو اولیاء اللہ کا خادم اور غلام بن جا اور ان کے سامنے خاک پا بن جا پس جب تو اس پر ہمیشگی کرے گا تو سردار بن جائے گا۔“

دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں۔

”کہ میرے ایک شیخ تھے اور جب کبھی مجھے مشکل آن پڑتی اور میرے دل میں خطرہ گزرتا تھا تو وہ خود بخود مجھ سے بیان کر دیتے تھے اور مجھے کوئی بات کرنے کی تکلیف نہ دیتے تھے۔ یہ اس لئے تھا کہ میں ان کا بے حد احترام کرتا تھا اور ان کے ساتھ حسن ادب سے پیش آتا تھا۔ میں کبھی مشائخ عظام کی صحبت میں بغیر احترام اور حسن ادب کے نہ رہا۔“

ایک اور جگہ ارشاد فرماتے ہیں۔

”تجھ پر افسوس ہے تو میرے مرید ہونے کا مدعی ہے اور اپنا مال مجھ سے پوشیدہ رکھتا ہے تو اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے مرید کے لئے اپنے شیخ کامل کے مقابلہ پر نہ قمیض ہوتی ہے نہ عمامہ اور نہ سونا اور نہ مال و زر وہ سب کچھ اپنے شیخ کا ہی جانتا ہے وہ اسی کے طباق پر وہی چیز کھاتا ہے جس کے کھانے کا اس کو حکم دیا جاتا ہے وہ اپنے آپ سے فنا ہو جاتا ہے۔ اور شیخ کامل کے حکم و ممانعت کا منتظر

رہتا ہے۔ کیونکہ وہ یہ جانتا ہے کہ شیخ کامل کا حکم کرنا اور منع کرنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اور نیز یہ بھی جانتا ہے کہ مرید کی ساری مصلحتیں شیخ کامل کے ہاتھ پر ہوتی ہیں اور اس کی رسی کو وہی بٹاتا ہے۔ اگر تو اپنے شیخ پر تہمت لگائے تو اس کی صحبت اختیار نہ کر اور نہ اس کی صحبت اختیار کرنا تیرے لئے درست ہوگی اور نہ اس کا مرید بننا تیرے لئے فائدہ مند ہوگا۔“

۱۲: حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

”کہ استاد وہ ہے جس سے کسی نے کتاب اللہ کی ایک ہی آیت سیکھی ہو۔ اور مرید کو چاہیے کہ اپنے استاد کو رسوا نہ کرے اور نہ غلطی سے بھی اپنے آپ کو اس کے اوپر ترجیح دے۔ جو ایسا کرتے ہیں وہ اسلام سے ایک رشتے کو توڑ لیتے ہیں۔“

۱۳: حضرت ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت ابو القاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

”مرید کو چاہیے کہ اپنے شیخ کے سامنے ”کیوں“ کا لفظ بھی استعمال نہ کرے کیونکہ اس لفظ میں اعتراض کی گنجائش ہوتی ہے۔“

۱۴: حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

”اپنے شیخ کے متعلق دل میں برا خیال پیدا کرنا زہر قاتل کی طرح ہے جو اس کی روحانی دنیا کو برباد کر سکتا ہے۔“

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

”اللہ تعالیٰ اپنے غضب اور اولیاء کرام رضی اللہ عنہم کے غضب سے بچائے کیونکہ اولیاء کرام رضی اللہ عنہم جس طرح نسبت کے عطا کرنے پر کامل قدرت رکھتے ہیں۔ اسی طرح نسبت سلب کرنے پر بھی قدرت رکھتے ہیں۔ اور ایک بے التفاتی میں صاحب نسبت کو مفلس کر دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ یہ بات سچ ہے کہ جو دے سکتے ہیں وہ لے بھی سکتے ہیں۔“

۱۵: ”صوفیائے کرام کا قول ہے کہ طریقت میں جو گستاخی کرے وہ ہمیشہ کے لئے رائدۂ طریقت اور نامراد رہتا ہے۔“

۱۶: حضرت سید شاہ گل حسن قلندر قادری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

”کہ جب پیر کامل مل جائے تو طالبِ خدا پر فرض ہے کہ اپنا مال و اسبابِ زن و فرزند، جسم و جان پیر پر نثار کر دے۔ اس کے حکم کا فرماں بردار رہے اور اس پر کامل بھروسہ رکھے۔“

۱۷: میرے پیر و پیشوا حضرت خواجہ صوفی اللہ رکھا شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

”مرید کو چاہیے کہ وہ اپنے شیخ کو تمام جہان سے افضل جانے۔ مرید پیر سے اس طرح ملے جس طرح قطرہ سمندر سے ملتا ہے۔ جب تک قطرہ نہیں ملتا قطرہ رہتا ہے اور جب مل جاتا ہے تو وہی قطرہ سمندر ہو جاتا ہے۔“

اب ان تمام اقوال کے بعد یہاں چند ایک اولیائے کاملین کے واقعات پیش کئے جائیں گے تاکہ عشق و محبت میں اضافہ ہو۔

(۱) حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے وصیت فرمائی کہ ان کی قبر حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر سے تیس فٹ گہری کھودی جائے تاکہ بایزید رحمۃ اللہ علیہ کی قبر سے اونچی نہ رہے۔

(۲) مولانا حسام الدین ”مولانا روم“ کے مرید خاص تھے اور مولانا ان سے مثنوی کے اشعار لکھواتے تھے۔ تبصرہ نگار لکھتے ہیں کہ مولانا حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیر کا اس قدر ادب کرتے تھے کہ ان کے گھر میں بول و براز تو کیا وضو کرنے کی جرأت نہیں کرتے تھے۔ اگر کبھی حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ کو آدھی رات کے وقت وضو کی حاجت ہو جاتی تو اپنے گھر جا کر وضو کرتے حالانکہ آپ کا گھر مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے گھر سے دو میل کے فاصلے پر تھا۔ اور کبھی برف باری کی وجہ سے

راستہ تکلیف دہ ثابت ہوتا۔

(۳) حضرت ابوعلی دقاق رحمۃ اللہ علیہ جب اپنے شیخ نصر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو پہلے غسل کرتے اور پھر جاتے۔ مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ جب ابوعلی دقاق رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جاتے تو پہلے روزہ رکھتے پھر غسل کرتے اور پھر شیخ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ فرماتے ہیں کہ اگرچہ میرا ان کے ساتھ بہت زیادہ قرب تھا مگر یہ مجال نہ تھی کہ کبھی ان پر کسی قسم کا اعتراض کرنے کا خیال بھی میرے دل میں آیا ہو۔

(۴) شیخ العالم حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مشہور واقعہ ہے۔ کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیرومرشد حضرت خواجہ قطب الدین بختیار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں رہ کر منزل سلوک طے فرما رہے تھے۔ آپ کے ذمہ یہ خدمت تھی کہ آدھی رات کو آگ جلانی جائے اور تہجد کے لئے پانی گرم کیا جائے۔ ان دنوں آگ جلانے اور محفوظ رکھنے کا بڑا انتظام واہتمام کرنا پڑتا تھا اور سالہا سال کے لئے آگ کا ذخیرہ موجود رکھا جاتا تھا۔ کیونکہ آگ بنانے کے اور جلانے کے لئے یہ سہل ترین اسباب و ذرائع نہ تھے۔ اتفاق سے ایک رات آگ بجھ گئی اور بابا فرید الدین شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ جو رات کو پانی گرم کرنے کے لئے اٹھے تو آگ کو بجھا ہوا دیکھ کر نہایت مغموم و پریشان ہوئے اور آگ کی تلاش کو خانقاہ سے باہر نکلے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ کچھ فاصلے پر آگ جل رہی ہے فوراً وہاں پہنچے۔ دیکھا تو وہ آگ ایک بڑھیا عورت نے جلا رکھی تھی۔ اس کے سامنے جا کر آگ مانگی تو کہنے لگی فرید! آگ کی قیمت ایک آنکھ ہے۔ آنکھ دے دو آگ لے لو۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جس آنکھ کی ضرورت ہے فوراً لے لو اور آگ دے دو۔ کیونکہ حضرت شیخ اٹھنے والے ہیں اور مجھے ان کے لئے پانی گرم کرنا ہے۔ اس بڑھیا نے داہنی

آنکھ نکال لی اور آگ دے دی۔ حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ آگ لے آئے اور پانی گرم کیا۔ حضرت شیخ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ وضو فرما کر اپنے کام میں مشغول ہو گئے۔ جب صبح ہوئی تو حضرت شیخ نے دوستوں میں بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو یاد فرمایا اور پوچھا کہاں ہیں۔ الغرض حضرت فرید الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ بلوائے گئے۔ جب آئے تو آنکھ پر پٹی رکھے ہوئے تھے۔ حضرت شیخ نے پوچھا آنکھ کیوں باندھ رکھی ہے۔ پنجابی محاورہ میں عرض کیا کہ آگئی (خراب) ہے۔ حضرت شیخ نے فرمایا پہلی سے سوائی ہو گئی ہے۔ کھول دو اور تمہاری نسل میں بھی میرا یہ نشان موجود رہے گا۔ ان کی بھی ایک آنکھ بڑی اور ایک چھوٹی ہوگی۔ دنیا دیکھے گی کہ پیر کی خدمت کا صلہ فرید نے کیا پایا۔ جب آنکھ کھولی تو واقعی صحیح و سالم اور پہلی سے زیادہ تندرست اور بڑی تھی اور آج تک آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نسل میں یہ کرامت ظاہر ہے۔

(۵) ایک دفعہ مولانا بدرالدین اسحاق کو شیخ العالم حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے آواز دی اور وہ اس وقت نماز میں مشغول تھے لیکن شیخ کا ادب ہر وقت ملحوظ خاطر تھا۔ لبیک کے ساتھ جواب دیا شیخ نے فرمایا کہ ایک دن جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھانا تناول فرما رہے تھے۔ کہ ایک صحابی کو آواز دی جو مصروف نماز تھے انہوں نے جواب دینے میں تاخیر کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب خدا اور رسول بلائیں تو فوراً جواب دینا چاہیے۔ اس پر سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شیخ کا فرمان رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مانند ہے۔ (کیونکہ نائب کا حکم آقا کا حکم ہوتا ہے)

(۶) ایک دفعہ حضرت صوفی احسان الہی صاحب نماز میں مشغول تھے کہ حضرت خواجہ صوفی اللہ رکھا شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے آواز دی احسان الہی پانی پلاؤ۔

صوفی صاحب نے فوراً سلام پھیرا اور پانی لا کر پیش کر دیا۔ بابا جی حضور ﷺ نے فرمایا نماز کیوں نہیں ادا کر رہے صوفی صاحب پھر نماز میں مشغول ہو گئے حتیٰ کہ تین دفعہ بلایا گیا اور پھر مشغول ہونے کا حکم ہوا۔ لیکن صوفی صاحب نے یہ عرض نہ کیا کہ حضور آپ نے ہی بلایا تھا ورنہ میں تو نماز میں مشغول تھا۔ یہ بھی آداب شیخ سے ہے کہ جو حکم ہو بغیر انکار اور تاخیر کے مانا جائے۔

سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء ﷺ فرماتے ہیں۔

”کہ جب پیرو مرشد مرید کو آواز دے تو مرید کو چاہیے کہ وہ فوراً جواب دے بے شک وہ نماز و نفل میں مصروف ہو کیونکہ اس طرح جواب دینے سے مرید کے نامہ اعمال میں ایک سال کی مقبول عبادت لکھی جاتی ہے۔“

اب آدمی کچھ اور ہماری نظر میں ہے

جب سے سنا ہے یار لباسِ بشر میں ہے

(بیدم وارثی)

(۷) حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء ﷺ نے اپنے پیرو مرشد حضرت بابا فرید الدین گنج شکر ﷺ کے لئے لوبیا پکایا اور ذائقہ بڑھانے کے لئے اس میں نمک ڈالنے کا فیصلہ کیا لیکن نمک خریدنے کے لئے آپ کے پاس پیسے نہیں تھے چنانچہ آپ ﷺ نے اپنی ٹوپی بنیے کے پاس بیچ کر نمک خریدا اور لوپے میں ڈال کر پیش کیا۔ شیخ گنج شکر ﷺ نے لوبیا کھایا اور نمک کے باعث بہت مزا آیا۔ آپ نے پوچھا کہ نمک کہاں سے آیا تو آپ نے ٹوپی بیچنے کی بات بتادی۔ اس پر وہ بہت خوش ہوئے اور انہیں دعادی کہ ”نظام الدین! اللہ کرے تیرے لنگر میں ستر من نمک لگا کرے۔“

(۸) امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ ﷺ محدث علی پوری اپنے پیرخانہ

چورہ شریف حاضر ہوتے تو وہاں کبھی پیشاب نہ کیا اور نہ ہی کبھی تھوکا۔ اپنا ڈیرہ تھوڑا دور رکھتے اور باوضو ہو کر پیرخانے حاضر ہوتے۔

(۹) حضرت سید بڈھن شاہ رحمۃ اللہ علیہ کلانوری حضرت سید شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔ جب آپ اپنے مرشد خانے مکان شریف سے واپس کلانور آتے تو الٹے پاؤں چلتے اور اپنی پشت مکان شریف کی طرف نہ کرتے اگر پاکی استعمال کرتے تو بھی پشت پیرخانے کی طرف نہ کرتے۔ آپ علی الصبح اپنے مکان کی چھت پر چڑھ جاتے اور مرشد خانے کی پیپل کو دیکھتے جو وہاں سے نظر آتا۔ اس کے بعد کوئی کام شروع کرتے۔

(۱۰) سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ جب دہلی سے چل کر پاک پتن شریف مرید ہونے کے لئے حاضر ہوئے تو مجلس میں بہت بزرگ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی قدم بوسی کی بابا حضور رحمۃ اللہ علیہ نے پیار دیا اور پاس بٹھا لیا۔ حال احوال پوچھا خواجہ صاحب نے اپنا ارادہ ظاہر کیا تو بابا حضور رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اچھا صبح دیکھیں گے ابھی آرام کرو۔ اس کے بعد درویشوں کو حکم دیا کہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے لئے پلنگ اور صاف ستھرا بستر لگایا جائے۔ درویش یہ سب کچھ لے آئے تو آپ نے خانقاہ کے اندر ہی بستر لگوا دیا اور خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اوپر چڑھ کر آرام کرنے کا کہا۔ آپ نے شرمندگی محسوس کی کہ بزرگ تو نیچے دریوں پر لیٹے ہوئے ہیں اور میں پلنگ پر لیٹوں گا۔ بابا حضور رحمۃ اللہ علیہ اتنا فرما کر گھر چلے گئے۔ رات کے وقت جب آپ نے دیکھا کہ سب بزرگ سو گئے ہیں تو آپ چپکے سے پلنگ سے اترے اور نیچے دری پر سو گئے۔ کسی نے جا کر حضرت بدرالدین اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کو بتا دیا کہ نظام الدین اولیاء پلنگ چھوڑ کر فرش پر لیٹے ہیں۔ بدرالدین اسحاق رحمۃ اللہ علیہ

فورا خانقاہ پہنچے اور آ کر سخت الفاظ میں آپ کو ڈانٹا

”کہ تم یہاں حکم ماننے آئے ہو کہ حکم عدولی کرنے کیلئے۔ اس کے بعد آپ پلنگ پر سو گئے رات کو عالم خواب میں آپ پر انکشاف ہوا کہ طریقت میں امر شیخ ہی سب کچھ ہوتا ہے۔ یہاں عقل اور منطق کا گزر نہیں۔“

قہاری و غفاری و قدوسی و جبروت

یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن

قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

(اقبال)

دوستو! ان تمام اقوال و افعال صوفیاء سے معلوم ہوا کہ مرید شیخ کے

سامنے یوں رہے جیسے میت غسل کے سامنے ہوتی ہے جب چاہے جیسا چاہے

پھیر لے۔ مرید کو چاہیے کہ مرشد کی ذات سے پہل نہ کرے اور مرشد کے ایسے

حکم سے ڈرتا رہے جس کی تعمیل اس سے ناممکن ہو۔ مرشد کی مسند پر کبھی قدم نہ

رکھے اور نہ بیٹھے مرشد نے جو لباس زیب تن فرمایا ہو نہ پہنے۔ اگر مرشد ناراض ہو

یا رنجش کے آثار ظاہر کرے تو مرید اس سے قطع تعلق نہ کر بیٹھے بلکہ معلوم کرے کہ

شیخ کی ناراضگی کی اصل وجہ کیا ہے۔ اور مرشد کی خدمت میں جو بے ادبی یا تقصیر

ہوئی ہے یا کوئی نافرمانی کہ ہو تو اس کی اپنے پروردگار سے توبہ و استغفار کرے اور

آئندہ ایسا کرنے سے باز رہے۔

راست باید بود طالب را غلام پیر خویش

پہچو اصحاب پیمبرکاں ہی بودند پیش

(کلید اعجاز)

ترجمہ:- ”طالب معرفت کو اپنے مرشد کا سچا غلام ہونا چاہیے۔ جس طرح کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں پیش پیش رہتے تھے،“۔

حضرت سید قلندر علی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ الفقیر و فخری میں مثبت فرماتے ہیں۔ کہ شیخ سے پہلے محبت اور والہانہ محبت ہوگی تو طالب منزل مقصود کی امید کر سکتا ہے۔ کیونکہ محبت ہی ایک وہ خلش ہے جو فراقِ محبوب میں انسان کی مدد کرتی ہے۔ جبکہ دنیا اس کے سامنے ایک انگٹھی کے حلقے کی طرح ہوتی ہے۔ یہی وہ نشہ ہے جس کا کوئی اتار نہیں اور یہی وہ بے تابی ہے جس کے لئے سکون نہیں گویا مبتدی کی پہلی منزل اور طالب کی طلب کی پہلی سیڑھی محبت ہی ہے۔ جب تک شیخ کیلئے تمام محبوبات کو قربان کرنے پر آمادہ نہ ہو جائے اور سب طرف سے آنکھیں بند کر کے اسی کا نہ ہو رہے تب تک اسے مقامِ محبت حاصل نہیں ہوگا۔ عشاقِ نشہءِ محبت میں ایسے سرشار ہوتے ہیں کہ انہیں کسی طرف کا ہوش ہی نہیں رہتا اور دنیا کی کسی شے کو شیخ پر ترجیح نہیں دے سکتے۔

حکایت:

سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ کے حضور میں اتنے صاحبِ جمال غلام موجود ہیں۔ مگر جناب والا کا رجحان طبیعت جتنا ایاز کی طرف ہے دوسروں کی طرف نہیں۔ حالانکہ وہ اتنا حسین بھی نہیں۔ سلطان محمود رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً فرمایا کہ زیادہ تر توجہ اس پر اس وجہ سے ہے کہ وہ آدابِ خدمت بڑھ چڑھ کر بجالاتا ہے۔ حالانکہ دوسروں میں یہ خاصیت نہیں پائی جاتی۔ چنانچہ ایک روز شکار گاہ میں ایک ہمانکلا اور پرواز کرنے لگا تمام غلام اور ملازم مجھے چھوڑ کر ہما کہ سایہ کی طلب میں دوڑے مگر ایاز گھوڑے سے نیچے اترا اور نزدیک

آ کر میری رکاب میں ہاتھ ڈال دیا۔ میں نے کہا تو ہما کے سایہ کے طلب میں کیوں نہیں گیا؟ اس نے جواب دیا کہ میرے تمام دوست ہما کے سایہ طالب ہیں اور مجھے محض آپ کے سایہ کی تمنا ہے۔ اس حسنِ ادب کی وجہ سے اس کی قدر میرے دل میں اس قدر بڑھ گئی ہے۔ کیونکہ حسنِ ادب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نہایت مقبول ہے۔

کسی شاعر نے اس مقام پہ خوب کہا ہے:

ہمیں کیا غرض ہے کہ ڈھونڈیں ہما کو

تیرا سایہ ظلِ الہ ہو گیا ہے

مرید شیخ کامل کی مجلس میں ضرورت سے زیادہ بات نہ کرے خواہ وہ اس

پر ماں باپ سے زیادہ مہربان ہی کیوں نہ ہو۔ مرشد کامل مرید سے جتنی بات

پوچھے صرف اس کا جواب ہی دے۔ جب تک شیخ بیٹھنے کا حکم نہ دے کھڑا رہے

اور جب حکم ہو تو دوزانو بیٹھے۔ اگر شیخ کا دروازہ بند ہو تو دستک نہ دے بلکہ باہر ہی

ٹھہرے۔ کوشش کرے خالی ہاتھ شیخ کی خدمت میں پیش نہ ہو۔ صوفیائے اکابر کا

یہی طریقہ ہے۔ شیخ کے سامنے کسی دوسرے شخص کے ساتھ گفتگو نہ کرے۔ اور نہ

ہی کسی کی طرف متوجہ ہو۔ اپنی نظر شیخ کے چہرہ اقدس پر رکھے۔ دیدار باجمال سے

خود کو مستفیض کرے۔ اپنے مرشد کو زمانے کے کالمین سے زیادہ کامل جانے۔

دشمنوں اور حاسدوں کی باتوں پر کان نہ رکھے۔ مرید اپنے شیخ کے علاوہ کسی

دوسرے سے اصلاح کی توقع نہ رکھے اور صرف ایک شیخ سے ہی وابستہ رہے۔

بارگاہ مرشد میں بغیر اجازت گفتگو میں پہل نہ کرے۔ ہنسنے سے پرہیز کرے۔ دل

میں اپنے شیخ کے متعلق کوئی برا خیال نہ لائے۔ شیخ کے سامنے اپنا مصلیٰ نہ

بچھائے۔ کیونکہ اس میں سجادہ نشینی کی بو آتی ہے۔ اپنے مرشد سے کسی کو بزرگ تر

تصور نہ کرے۔ شیخ کے مصلے پر پاؤں نہ رکھے۔ اپنا سایہ مرشد پر نہ پڑنے دے۔ مرشد کے کپڑے یا برتن استعمال نہ کرے۔ بارگاہ شیخ میں خاموش رہے۔ اور توجہ کے ساتھ مرشد کے ارشادات سنے اور عمل پیرا ہو۔ حضرت خواجہ تونسوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو شخص اپنے مرشد کے ارشادات توجہ سے سنتا ہے اور پھر ان کو لکھ لیتا ہے تو اس کو بے شمار برکات عطا کی جاتیں ہیں۔ حضرت خواجہ صوفی احسان الہی صاحب اپنے پیرو مرشد کا جو ارشاد بھی سنتے وہ لکھ لیتے بلکہ ایک نوٹ تک اس کام کے لئے رکھی تھی جو کہ راقم الحروف کے پاس موجود ہے۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ لوگ شیخ کی مجلس میں گھٹنے کھڑے کر کے بیٹھے ہیں دیوار کے ساتھ ٹیک لگا لیتے ہیں بلند آواز سے کلام کرتے ہیں اور کسی دوسرے سے مذاق شروع کر دیتے ہیں۔ یاد رکھیں ایسا مرید فائز المراد کبھی نہیں ہو سکتا۔ ایسا بے ادب شخص جس مجلس میں بھی جائے گا تو لوگ سمجھیں گے کہ اس کے پیر نے اس کو آداب نہیں سکھائے۔ شیخ کے پاس بیٹھ کر تسبیح یا وظیفہ پڑھنا، کوئی کتاب یا اخبار پڑھنا بھی بے ادبی کی دلیل ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ”سایہ پیر بہ است از ذکر حق، یعنی پیر کے سایہ میں بیٹھنا ذکر حق سے بہتر ہے۔

اپنے شیخ کی آزمائش بھی برا عمل ہی۔ کیونکہ شیخ مرید کی قوت کے مطابق اس سے گفتگو کرتا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے دنیاوی معاملات ٹھیک ہوں تو تب پیر مانیں گے۔ فلاں کام ہوگا تو تب مانیں۔ پیر کو اپنے آپ کو منوانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ شیخ کے ساتھ عقیدت سے مرید کو ہی فائدہ پہنچتا ہے۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ”مرید اپنے کمزور ترازو میں پیر جیسے بڑے پہاڑ کا وزن کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا اور آخر میں فرماتے ہیں۔ کہ اگر

کوئی مرید اپنے پیر کا امتحان کرے تو وہ سب سے بڑا گدھا ہے۔۔۔

مرید جس قدر اپنے پیر کے ساتھ ظاہری و باطنی رابطہ مضبوط کرے گا اسی قدر پیر کی گرفت بھی مضبوط ہوگی جس کا مرید کے لئے بہت زیادہ فائدہ ہے۔

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ مرید اس مقام پر فائز ہوتا ہے کہ اس کے اور

پیر کے درمیان تمام فاصلے ختم ہو جاتے ہیں اور مرید اپنے پیر سے جب چاہے روحانی ملاقات اور اکتساب فیض کر لیتا ہے۔ اگر پیر کے ساتھ طریقت کے معیار

کے مطابق عقیدت درست ہے تو مرید اپنی منہ مانگی مرادیں بھی پوری کر سکتا ہے۔

مثلاً مشہور ہے۔ ”پیر کامل یا یقین کامل، اہل عقیدت کو ہی یقین حاصل ہوتا ہے۔

ایک پیر اگر کامل ہو تو اس کے بعض مرید بہت اچھی حالت میں نظر آتے ہیں اور

بہت سے مریدوں کی حالت عقیدت میں کمی کے باعث تسلی بخش نہیں ہوتی۔ یہ

اس بات کا ثبوت ہے کہ عقیدت سے محروم لوگ پیروں کے فیض سے بھی محروم

رہتے ہیں۔ یہاں مجھے سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک حکایت یاد آ رہی ہے جس کو

انہوں نے گلستان سعدی میں رقم کیا ہے۔

حکایت:

ایک بادشاہ نے ایک لڑکا ایک ادیب کے سپرد کیا اور کہا اس کی ایسی

تربیت کر جیسی کہ کسی اپنے لڑکے کی۔ اس نے ایک سال اس پر محنت کی لیکن اسے

کچھ نہ حاصل ہوا۔ اور ادیب کے لڑکے کمال اور فصاحت میں فارغ التحصیل

ہو گئے بادشاہ نے اس دانشمند کی گرفت کی اور ناراض ہوا کہ تو نے وعدہ خلافی کی

اور عہد پورا نہیں کیا اس نے کہا کہ بادشاہ کی رائے پر پوشیدہ نہ رہے کہ تربیت تو

یکساں ہے لیکن طبیعتیں مختلف ہیں۔ بعض مرید اپنے شیخ میں عیب تلاش کرتے

رہتے ہیں۔ اور ان کی جانب سے اپنے دل کو صاف نہیں رکھتے۔ اگر ایسا ہو تو کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ کئی مرتبہ ایسا بھی ہوا ہے کہ سب سے اچھا مرید دل کی کیفیت بدلنے سے سب سے آخری نمبر پر آ گیا۔ یعنی بڑے اونچے مرتبے والے مرید کبھی عقیدت میں کمی کے باعث دھڑام سے سفلی حالت میں بھی گر جاتے ہیں۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی مرید کا اگر کوئی کام پورا نہ ہو تو اس کے دل میں پیر کے متعلق شکوک کا اظہار اس کو لے ڈوبتا ہے۔ اگر مرید شیخ کے متعلق ایسا ویسا خیال بھی دل میں لائے تو وہ پیر کی نظروں سے گر جاتا ہے۔ لیکن اپنے شیخ سے محبت کی انتہا کر لینے سے شیخ اپنے مرید کو بلند درجوں پر فائز کر دیتا ہے۔ مرید خود کو جتنا زیادہ پیر کا عاشق سمجھے گا۔ فائدہ اسی قدر زیادہ ہوگا اور اگر دور رہے گا تو دوری کے باعث محروم رہے گا۔

بعض دوستوں میں ایک بڑی کمزوری جس کا وہ احساس نہیں کرتے وہ تصنع اور ریا کاری ہے یعنی مرشد کے حکم کو دل سے ماننے کے لئے تیار نہیں اور نہ اس پر قلب (دل) گہرائی اور خلوص کے ساتھ عمل پیرا ہونے کو آمادہ ہیں۔ بلکہ ظاہرداری کے لئے حکم مرشد کی تعمیل کی جاتی ہے تو اس صورت میں مرشد سے فیوض و برکات کا حقیقی دروازہ نہیں کھلتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تو دلوں کے بھید کو جانتا ہے۔ اللہ رب العزت ہمیں خلوص قلب کے ساتھ قلبی اطاعت مرشد میں کامیاب و کامران فرمائے بزرگ فرماتے ہیں۔

”مرید لو بے کے جوتے پہن کر پیر طریقت کی بارگاہ میں آتا جاتا رہے اور ان کی خدمت کرتا رہے حتیٰ کہ اس کے جوتے گھس جائیں تو بھی پیر طریقت کا حق ادا نہیں ہوتا۔“

ان تمام شرائط کو حیثہ تحریر میں لانا بہت دشوار و محال ہے۔ اسکی حقیقت کو

وہی دانائے راز سمجھ سکتے ہیں جو اس راہ کے آداب سے واقف ہیں۔ بندہ ناچیز نے کچھ اشارۃ عرض کیا ہے اتنا کچھ لکھنے کے باوجود بھی ایک ہزار میں سے صرف ایک حصہ کا حق ادا نہ ہو سکا۔

پس جو مرید اعتقاداً، عملاً، قولاً مرشد کا جس قدر زیادہ احترام کرے گا۔ اسی قدر اس کے درجات میں ترقی ہوگی۔

دوستو! راہ طریقت سراسر ادب اور خلوص قلب کا نام ہے۔ اس کے بغیر بندہ نہ صوفی بن سکتا ہے نہ راہ حق کا امین۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عمل خیر عطا فرمائے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین بجاہ امام الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

آداب پیرو مرشد

جس نے دل وچ پائی اے بس محبت پیردی
 ہر طرف اوہ دیکھد اے سوہنی صورت پیردی
 پیردے قداماں دی توں جے خاک ہو جاویں کدے
 خاک بن اکسیر جاوے نال برکت پیردی
 جے توں اپنے پیردی ہستی دے وچ ہوویں فنا
 فیر توں دیکھیں گا عظمت تے لطافت پیردی
 پیردی الفت نوں رکھ دن رات اپنے سینے وچ
 مصطفیٰ دے درتے پہنچاندی اے الفت پیردی
 مصطفیٰ دے درتے جو پہنچے اوہ رب نوں دیکھ لے
 رب نوں دیکھن واسطے ہوتا امانت پیردی



بیعت مرشد بیعت ربی تے رسولی ہے ضرور
 ہر مسلمان واسطے واجب ہے بیعت پیروی
 نیکاں دی صحبت بنا دیندی اے بریاں نوں وی نیک
 نیک بن جاویں گا جے کر لیں تو صحبت پیروی
 من لے گل میری تے رکھیں ایسا محکم توں یقین
 سروی لہہ جاوے تے نہ چھڈیں عقیدت پیروی
 دنیا وچ تے دین وچ، ایمان وچ عرفان وچ
 ہووے گی اے قادری تینوں ضرورت پیروی

پیر بھائیوں کے ساتھ مرید کا اسلوب:

تمام سلاسل طریقت میں پیر بھائی کا بڑا مقام و مرتبہ بتایا گیا ہے۔ بلکہ
 میرے شیخ کامل ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر اپنے شیخ کا مقام معلوم کرنا چاہتے ہو تو
 پیر بھائیوں کی سنگت (صحبت) اختیار کیا کرو۔

مرید کو چاہیے کہ اپنے پیر بھائیوں کے ساتھ محبت اور دوستی رکھے۔ ان کا
 مطیع و فرمانبردار رہے۔ تاکہ وہ اس سے راضی رہیں۔ ان کا نام لینے کی بجائے
 بھائی صاحب کہہ کر پکارے اور اگر کوئی اس سے بلند مقام والا ہے تو صوفی
 صاحب کہہ کر پکارے۔ ہر چھوٹے بڑے کے ساتھ مکمل ادب سے بیٹھے اور کسی
 سے تکبر نہ کرے اور ان کے احوال و کردار سے منہ نہ پھیرے۔ بلکہ ان کے ساتھ
 میل جول رکھے۔

امام ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن القشیری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔
 ”جب تمہاری صحبت میں کم درجہ رہتے ہوں تو تمہارا فرض بنتا ہے۔ کہ

صحبت کا لحاظ رکھتے ہوئے اس کی کمی پر تنبیہ کرو ورنہ یہ تمہاری طرف سے اس کے حق میں خیانت ہوگی۔ اور جب اپنے جیسوں سے صحبت رکھو گے تو تمہیں ان کی کوتاہیوں پر چشم پوشی کرنا ہوگی۔ اور جہاں تک ممکن ہو ان کی طرف سے ہونے والی بات کی عمدہ تاویل کرو۔ اور اگر کوئی مناسب راہ نکال سکو تو اپنے نفس کو ملامت کرو اور اسی کو برا جانو،،۔ (رسالہ قشیر یہ صفحہ ۳۵۰)

مُرید کو چاہیے کہ وہ پیر بھائیوں کے ساتھ میل جول اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے شیخ کی رضا کے لئے رکھے۔ نہ کہ کسی دنیاوی اغراض فاسدہ کے لئے رکھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شیخ اپنے گھر سے اپنے ایک بھائی سے ملاقات کے لئے نکلا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے راستے میں ایک فرشتہ بٹھا دیا۔ فرشتہ نے اس شخص سے دریافت کیا کہ تمہارا کہاں کا ارادہ ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میں اپنے بھائی کی ملاقات کے لئے جا رہا ہوں۔ فرشتے نے کہا کہ کیا اپنی قرابت کے اعتبار سے اس شخص نے جواب دیا کہ میں صرف اللہ کے لئے اس سے محبت کرتا ہوں۔ یہ سن کر فرشتے نے کہا کہ میں اللہ کی طرف سے ہی بھیجا گیا ہوں اور تمہیں یہ پیغام پہنچاتا ہوں۔ کہ تم دونوں کی اس باہمی محبت کی وجہ سے اللہ بھی تم سے محبت کرتا ہے۔

اور یہ بھی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنے بھائی کو یاد کرتا ہے اور محض اللہ کے لئے اسکی زیارت یا اس سے ملاقات کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے ارشاد فرماتا ہے۔ کہ ”تم بہت خوش وقت رہے اور تمہارا سفر اچھا رہا اور تم جنت کو اپنا ٹھکانہ بنا لو،،۔

(عواف المعارف صفحہ ۲۹۸)

اسی طرح یہ بھی مسنون طریقہ ہے کہ جب کوئی اپنے بھائیوں کو سلام کرے تو ایک دوسرے سے بغلگیر ہوں۔ جیسا کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سر زمین حبشہ سے واپس تشریف لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بغلگیر ہوئے۔ اسی طرح بوسہ لینا بھی مسنون ہے۔ اور اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ راویت ہے کہ جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے دونوں آنکھوں کے وسط (وسط پیشانی) کا بوسہ لیا اور فرمایا کہ مجھے فتح خیبر نے اتنا مسرور نہیں کیا جتنا جعفر رضی اللہ عنہ کی آمد نے مسرور کیا۔ اسی طرح بھائیوں سے مصافحہ کرنا بھی آداب شریعت میں سے ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے مسلمان بھائیوں سے مصافحہ کرنا بوسہ کا قائم مقام ہے۔ (عوارف المعارف صفحہ ۳۰۰)

مُرید کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کی بخیلی نہ کرے۔ اگر ان کا کوئی برا کام دیکھ لے تو پردہ پوشی کرے نہ کہ راز فاش کرے۔ اور سامنے ہو کر طعنہ نہ دے بلکہ اگر نصیحت کرے تو نرمی سے تاکہ ان کو دکھ نہ پہنچے۔ اور جو کوئی بھائیوں کو تکلیف پہنچا دے اس سے کنارہ کشی کرے اور اس کے حق میں دعا کرے شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ گلستان سعدی میں اسی موضوع پر حکایت رقم فرماتے ہیں۔

”کہ مجھے یاد ہے کہ میں بچپن میں بڑا عبادت گزار اور شب بیدار تھا اور زہد و پرہیزگاری پر فریضتہ چنانچہ ایک رات کو والد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیٹھا تھا اور تمام شب نہ سویا اور قرآن شریف بغل میں لئے ہوئے تھا۔ اور کچھ لوگ ہمارے چاروں طرف سو رہے تھے۔ میں نے والد صاحب سے عرض کیا کہ اس جماعت میں سے کوئی بھی نہیں اٹھتا کہ دو رکعتیں پڑھ لے۔ ایسے سوئے ہیں گویا

کہ مرے پڑے ہیں، انہوں نے فرمایا اے بیٹا اگر تو بھی سو جاتا تو اس سے بہتر تھا کہ لوگوں کی غیبت کرے۔۔

مرید کو چاہیے کہ سب کا احترام ایک جیسا رکھے۔ سب کے ساتھ خندہ پیشانی اور خوش کلامی کے ساتھ پیش آئے کسی کو بھی یا کبھی طعنہ مت دے۔ پیر بھائی جو کام کہے اس کا انکار نہ کرے۔ ہاں البتہ اگر وہ کام احکام شریعت و طریقت کے منافی ہو تو ہرگز نہ کرے۔ ہر ایک کے ساتھ عجز و انکساری کے ساتھ پیش آئے۔ جس طرح عمر سے بڑے اور صاحب ثروت بھائیوں کے ساتھ پیش آئے۔ اس طرح کم عمر اور کم حیثیت بھائیوں کے ساتھ پیش آتے۔ غریب پیر بھائیوں کے امداد اس طرح کرے کہ ان کو محسوس بھی نہ ہو اور خدمت بھی ہو جائے۔ اور بعد میں احسان بھی نہ بتلایا جائے۔ اگر کوئی برائی کرے بھی تو آپ اس کے ساتھ اچھائی کے خواہاں رہیں۔

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

”بڑے بزرگوں میں سے ایک بزرگ کے پاس میں یہ شکایت لے گیا کہ فلاں شخص نے میری بدی پر گواہی دی ہے۔ انہوں نے کہا تو نیکی کر کے اس کو شرمندہ کر دے۔۔“

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے رباعی لکھی ہے جس کا ترجمہ یوں ہے۔

کہ تو نیک چلن رہ تا کہ دشمن کو تیرا عیب بیان کرنے کی مجال نہ ہو۔ جب سارنگی کی آواز ٹھیک ہو تو وہ گویئے کے ہاتھ سے کب کان اٹھوائے۔

مرید کو چاہیے کہ پیر بھائیوں میں سے اگر کوئی فوت ہو جائے تو اس کے جنازے میں شریک ہو اور شیخ کی بارگاہ میں بھی حاضر ہو کر اس کے لئے دعائے مغفرت کروائے۔

جب کسی کے گھر جائے تو پہلے اندر جانے کی اجازت طلب کرے اگر وہ بھائی صاحب گھر موجود ہوں تو وہاں ٹھہرے ورنہ واپس لوٹ آئے۔ اگر کوئی بھائی صاحب محفل کا اہتمام کریں تو ضرور وہاں پہنچے بلکہ ان کے ساتھ معاونت کرے۔ ایک دوسرے کے ساتھ دنیاوی لین دین (قرض) سے گریز کرے۔

کیونکہ بعد میں واپس نہ دیئے جانے پر تعلقات میں خرابی ہو جاتی ہے۔ بھائیوں کے کام کو اپنی مصلحتوں پر مقدم رکھے۔ عقلمندوں نے لکھا ہے کہ وہ بھائی جو اپنی فکر میں لگا ہے وہ نہ بھائی ہے نہ اپنا ہے۔

پیرو مرشد نے اگر کسی کو خلیفہ مقرر کیا ہے تو اس کی پیروی کرے۔ اس سے مخالفت، منافقت اور حسد و بغض نہ رکھے۔ خواہ وہ عمر میں کتنا ہی چھوٹا کیوں نہ ہو۔ کیونکہ جس کو شیخ امیر (خلیفہ) مقرر فرمائے تو اس میں شیخ کی حکمت ہے۔ اور نظر عنایت ہے۔ یہ کسی پر بھی ہو سکتی ہے۔ اس لئے کسی کو بھی اس پہ اعتراض اور مخالفت کی اجازت نہیں ہے۔ جو اعتراض کرتا ہے وہ اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔

رہتکی سب اعتراضات اپنے چھوڑ

معرض ہے نفس کان اس کے مروڑ

مرید نفس کے متعلق یہ اعتقاد رکھے کہ میرا نفس ان سب سے کم تر ہے

اور یہ سب مجھ سے اچھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو باہمی اتفاق، محبت اور خلوص عطا فرمائے اور حسد، بغض، کینہ سے محفوظ فرمائے۔ آمین

میری تو ہمہ وقت یہ دعا ہے:

اللَّهُمَّ اكْثِرْ اٰخْوَانَنَا فِي الدِّينِ-

”اے اللہ میرے دینی بھائیوں میں اضافہ فرما،“۔

تاکہ میں ان کی خدمت میں کوشاں رہوں۔ آمین بجاہ طہ و یسین صلی اللہ علیہ وسلم

فصل پنجم

عرس اولیائے کاملین:

لفظ عرس عروس سے نکلا ہے جس کا معنی ہے شادی۔ اسی لئے دولہا اور دلہن کو عروس کہا جاتا ہے۔

صالحین عظام کے یومِ وصال (وفات) پر ہر سال عرس اس لئے انعقاد پذیر ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ دن دیدارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دن ہوتا ہے۔ وہ لمحہ ان کے لئے فرحت آٹار ہوتا ہے۔ وہ وقت محبوب بے مثال کی ملاقات کا ہوتا ہے۔ اسی مقام کے بارے میں عارف کھڑی حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

لوکاں مینوں آن ڈرایا رات قبر دی کالی

میں سنیا اوتھے اوہنے آنا جہدے موٹھے کملی کالی

وہ تو جمالِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھنے کا دن ہے۔ نکرین پوچھتے ہیں کہ تو اس

ہستی کے بارے میں کیا کہتا تھا۔ اور وصالِ محبوب کا دن عرس کا دن ہے۔

مشکوٰۃ شریف جلد اول صفحہ ۴۴ پہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث

پاک درج ہے کہ جب نکرین امتحان لیتے ہیں تو بندۂ صالح (ولی اللہ) کامیاب ہو جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں۔

نَمْ كَنُومَةُ الْعُرُوسِ الَّذِي لَا يُوقِظُهُ إِلَّا أَحَبُّ أَهْلِهِ إِلَيْهِ

”سو جا پہلی رات کی دلہن کی طرح جس کو اس کے پیارے کے سوا

کوئی نہیں اٹھا سکتا۔“

نکرین نے ان کو عروس کہا سو اس لئے وہ دن روز عرس کہلایا۔
مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ ”جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ“ میں بیان فرماتے ہیں۔

”ابن ابی شیبہ نے روایت کیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر سال شہداء احد کی قبروں پر تشریف لے جاتے تھے اور ان کو سلام فرماتے تھے،“۔
تفسیر کبیر اور تفسیر در منشور کے حوالے سے درج کرتے ہیں:- ”کہ چاروں خلفاء بھی ایسا ہی کرتے تھے،“۔

عرس کی حقیقت اس قدر ہے کہ ہر سال تاریخ وفات پر قبر کی زیارت کرنا اور قرآن خوانی و صدقات کا ثواب پہنچانا محفل منعقد کرنا۔
حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فیصلہ مفت مسئلہ میں عرس کے جواز پر بہت زور دیتے ہیں خود اپنا عمل یوں بیان فرماتے ہیں۔

”فقیر کا مشرب اس امر میں یہ ہے کہ ہر سال اپنے پیر و مرشد کی روح مبارک پر ایصالِ ثواب کرتا ہوں۔ اول قرآن خوانی ہوتی ہے۔ اور گاہ گاہ اگر وقت میں وسعت ہو تو پھر مولود پڑھا جاتا ہے۔ پھر ما حضر کھانا کھلایا جاتا ہے۔ اور اس کا ثواب بخش دیا جاتا ہے،“۔

برادرانِ اسلام! عرس زیارتِ قبور اور صدقہ و خیرات کا مجموعہ ہے۔ تو زیارتِ قبور بھی سنت ہے اور صدقہ و خیرات بھی سنت ہے۔ سو دوستوں کا مجموعہ افضل ہوا۔ حرام کیسے ہو سکتا ہے۔

عرس کی تاریخ مقررہ کا یہ فائدہ بھی ہے کہ لوگ جمع ہوتے ہیں مل کر کلمہ طیبہ، درود پاک، ذکر و اذکار، محفل نعت و قرأت، علماء کے بیانات مشائخ عظام کے ارشادات سنتے ہیں۔ دوسرا ایک پیر کے مرید اپنے ایک دوسرے پیر بھائیوں کو

آسانی سے مل لیتے ہیں۔ اور تیسرا یہ کہ مشائخ عظام کثرت سے جمع ہوتے ہیں۔ اور جس کسی کو شیخ کی تلاش ہو اس کے لئے آسانی ہو جاتی ہے۔ حج کا اجتماع بھی اسی لئے مقرر دنوں میں ہوتا ہے۔

مفتی احمد یار خاں رحمۃ اللہ علیہ صاحب مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب کے فتاویٰ رشیدیہ جلد اول کے حوالے سے مولوی صاحب کا بیان درج کرتے ہیں جو عرس کو جائز مانتے ہیں۔

”بہت اشیاء ہیں کہ اول مباح تھیں پھر کسی وقت منع ہو گئیں۔ مجلس عرس و مولود بھی ایسا ہی ہے۔ اہل عرب سے معلوم ہوا کہ عرب شریف کے لوگ حضرت سید احمد بدوی رحمۃ اللہ علیہ کا عرس کرتے رہے خاص طور پر علماء مدینہ منورہ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا عرس کرتے رہے۔ جن کا مزار مقدس احد پہاڑ پر ہے۔ غرضیکہ دنیا بھر کے مسلمان علماء و صالحین خصوصاً اہل مدینہ عرس پر کار بند ہیں۔ اور جس کو مسلمان اچھا جانیں وہ عند اللہ بھی اچھا ہے۔“

قارئین مختشم! اولیائے کاملین کے عرس پر حاضری دینا سنت ہے کیونکہ یہ دور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین، فقہاء، آئمہ محدثین سے ثابت ہے۔ اولیائے کاملین رحمت الہی کے دروازے ہیں۔ سو رحمت دروازوں ہی سے ملتی ہے۔ جیسا کہ ریل کو پانے کے لئے اس کے اسٹیشن پہ جانا پڑتا ہے۔ اسی طرح رحمت الہی کو پانے کے لئے رحمت کے اسٹیشن پہ جانا پڑتا ہے۔ جو تاجدار انبیاء آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات ہیں۔ جہاں سے رحمت خداوندی کی سپلائی ہوتی ہے۔ وہاں سے براہِ نجر نکلتی ہیں۔ بغداد میں سیدنا حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کو سپلائی کے لئے مقرر کیا گیا۔ لاہور میں حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کو، اجمیر میں خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو، پاکپتن میں بابا

فرید عسید کو، سیالکوٹ میں امام علی الحق عسید کو، علی پور میں امیر ملت محدث علی پوری عسید کو، نقیب آباد میں خواجہ محمد نقیب اللہ شاہ عسید کو اور ساہو چک شریف میں قلندر کبریا حضرت خواجہ صوفی اللہ رکھا شاہ قلندر بے ریا و باصفا عسید کو اسی طرح ہزاروں درکھول دیئے جہاں سے عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جام مہیا ہوتے ہیں۔ اور وہاں ہی سے رحمت خداوندی کے چشمے پھوٹتے ہیں۔ کیونکہ یہ سرکارِ مدینہ کے فیض کے میخانے ہیں یہاں سے مئے عشقِ مصطفیٰ نصیب ہوتی ہے۔ اس لئے میں یہاں نوری میخانوں کا ذکر بھی نظم کی صورت میں آپ کے ذوق میں اضافے کے لئے کرنا چاہتا ہوں۔ بڑی محنت سے حاصل کیا ہے پڑھ کر دعا دینا۔

نوری مئے خانہ:

اٹھ مئے کشا و کیکھ لے رونقاں نون میخانے تے گھٹا اج چھائی ہوئی اے
 ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا پئی وگدی اے رت پین دی بجاں آئی ہوئی اے
 اج ساقی بھی بھر بھراؤندا اے جیویں اونوں وی کسے پلائی ہوئی اے
 پیرمغاں نے نشے دی جھوک اندر گردن مینا دے اتے جھکائی ہوئی اے
 توں وی پی کے مست الست ہو جا جیویں پی کے مست خدائی ہوئی اے
 ایہہ کوئی سک تے جواں دی بنی ہوئی نہیں نہ ایہہ سر کے دینال بنائی ہوئی اے
 نہ ایہہ سنگترے دی نہ ایہہ مالٹے دی نہ انگوردے وچوں کھچائی ہوئی اے
 نہ ایہہ وکی برانڈی اکھواندی اے نہ اے لندن دے وچوں منگائی ہوئی اے
 جیویں بنی ہوئی اے ایہہ وی دس دیواں اوہ وی دساں گا بنے بنائی ہوئی اے
 ایہہ تے پھل نچوڑ کے رحمتاں دے کوزے بے خودی دے وچ پائی ہوئی اے
 ذکر فکر دا جز ملا کے تے ساقی پٹھ توحید دی لائی ہوئی اے

احدیت دا ڈھکنا دے کے تو بو دوئی دی وچوں مٹائی ہوئی اے
 - مٹھی مٹھی ایہہ عشق دی اگ اتے بڑے پیار دے نال پکائی ہوئی اے
 عرق دان لے کے ساقی وحدتاں دا وچوں بوند دے بوند کھچائی ہوئی اے
 مینا چشم مازاغ دی رکھ پیٹھاں ساقی شوق دے نال بھرائی ہوئی اے
 طیبہ پاک دے وچ بنائی گئی اے اتے مہر مدینے دے لائی ہوئی اے
 اینہوں پی کے غوث تے قطب ہو گئے کسے شان قلندری پائی ہوئی اے
 ایہدا وڈا اسٹور بغداد اندر ہر اک نوں جتھوں سپلائی ہوئی اے
 ایہدے چشمے نے خاص لاہور اندر داتا پاک تھیں جلوہ نمائی ہوئی اے
 ٹھیکیدار اجمیر دے وچ رہندا جسے دھم جہان وچ پائی ہوئی اے
 صدقے جاواں میں علی پور والیاں توں جہاں صوفیاں تائیں پلائی ہوئی اے
 دورِ عالماں وچ پئے چلدے نیں ساقی جی نے نہر چلائی ہوئی اے
 شان اچیاں ساہو چک شریف دیاں پی کے اچیاں دے سنگ لائی ہوئی اے
 قلندر پاک رحمۃ اللہ علیہ دی شان سبحان اللہ آپ پیتی تے ہوراں پلائی ہوئی اے
 صدقے جاواں شاہ احسان اتوں جہاں شوق دی نہر چلائی ہوئی اے
 بناں پیتوں آساں وی نیں جاناں طبع موڈ اندر آج آئی ہوئی اے

اولیاء اللہ کے نام پر جانور پالنا:

ہمارے عقیدہ اہلسنت والجماعت کے لوگ بزرگانِ دین کے نام پہ نذر
 مانتے ہیں اور جانوروں کو پالتے ہیں پھر ذبح کر کے فقراء و صلحا کو کھلاتے ہیں۔ اور
 بعض لوگ ان سادہ لوح لوگوں کو طرح طرح کی باتیں کرتے ہیں۔ مذاق بناتے
 ہیں۔ جس سے عوام الناس پریشان ہو جاتے ہیں۔ تو برادرانِ اسلام اس میں

پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہمیشہ حق پہ چلنے والوں کو ایذا نہیں ملتی ہیں۔
ان کو نشانِ مسخر بنایا جاتا ہے۔ مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

”بعض لوگ جو کہ فاتحہ گیارہویں شریف یا کہ میلاد شریف کے پابند ہیں وہ اس کے لئے کچھ عرصہ پہلے بکرے اور مرغے وغیرہ پالتے ہیں۔ اور ان کو قربہ کرتے ہیں۔ تاریخ فاتحہ پر اس کو بسم اللہ پر ذبح کر کے کھانا پکا کر فاتحہ کرتے ہیں اور فقراء و صلحاء کو کھلاتے ہیں۔ چونکہ وہ جانور اس کی نیت سے پالا گیا ہے اس لئے کہہ دیتے ہیں۔ گیارہویں کا بکرا یہ غوث پاک کی گائے وغیرہ یہ شرعاً حلال ہے۔ جیسے کہ ولیمہ کا جانور۔ عقیقہ کا جانور۔ مگر مخالفین اس کام کو حرام اس گوشت کو مردار اور اس عمل کے کرنے والے کو مرتد و مشرک کہتے ہیں۔ اس کے جواز کا ثبوت ہم ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں۔

کہ جس حلال جانور کو مسلمان یا اہل کتاب اللہ کا نام لے کر ذبح کرے وہ حلال ہے۔ اور جس حلال جانور کو مشرک یا مرتد ذبح کرے وہ مردار ہے۔ اسی طرح اگر مسلمان دیدہ دانستہ بسم اللہ پڑھنا چھوڑ دے یا خدا کے سوا کسی اور کا نام لے کر ذبح کرے (مثلاً بسم اللہ اللہ اکبر کے بجائے یا غوث کہہ دے اور ذبح کر دے) تو حرام ہے۔ خیال رہے کہ اس حلت و حرمت میں ذبح کرنے والے کا اعتبار ہے نہ کہ مالک کا۔ اگر مسلمان کا جانور مشرک نے ذبح کر دیا مردار ہو گیا۔ اگر مشرک نے بت کے نام پر جانور پالا مگر اس کو مسلمان نے ذبح کر دیا تو حلال ہے۔ اسی طرح ذبح کے وقت نام لینے کا اعتبار ہے نہ کہ آگے پیچھے زندگی میں جانور بت کے نام کا تھا۔ مگر ذبح خدا کے نام پر ہوا حلال ہے۔ اور زندگی میں جانور قربانی کا تھا۔ مگر ذبح کے وقت اور نام لیا گیا تو وہ مردار ہے۔ اسی کو قرآن نے فرمایا:۔ وما اهل به لغير الله۔ وہ جانور بھی حرام ہے جو کہ غیر خدا کے نام پر

پکارا گیا یہاں پکارنے سے مراد بوقت ذبح پکارنا ہے۔

چنانچہ تفسیر بیضاوی میں اسی آیت کے تحت آیا ہے۔

”یعنی اس جانور پر غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو جیسے کفار ذبح کے وقت کہتے

تھے ”اللوات والعزی“۔

تفسیر خازن میں ہے۔

”یعنی وہ جانور حرام ہے جس کے ذبح پر غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔ اور یہ

اس لئے ہے کہ اہل عرب زمانہ جاہلیت میں ذبح کے وقت بتوں کا نام لیتے تھے،۔ پس خدا نے اس کو اس آیت ولا تاکلوا سے حرام فرمایا۔ جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری تفسیر ضیاء القرآن میں رقمطراز ہیں۔

”اور وہ جانور جس پر بلند کیا گیا ہو ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام،، اس

آیت وما اهل به لغير الله کی تفسیر میں آپ فرماتے ہیں۔ ”بعض لوگ ان

چیزوں کو بھی حرام کہہ دیتے ہیں جن پر کسی ولی یا نبی کا نام لے دیا جائے خواہ ذبح

کے وقت اللہ کے نام سے ہی ذبح کیا جائے کیونکہ اسی طرح مشرکین کے مشرکانہ

عمل سے تشبیہ ہو جاتی ہے۔ کیونکہ وہ بھی اپنے بتوں کے نام لے دیا کرتے

تھے۔ لیکن اگر نظر انصاف سے دیکھا جائے تو مسلمانوں کے اس عمل کو مشرکین

کے عمل سے ظاہری یا باطنی، صوری یا معنوی کسی قسم کی بھی مشابہت نہیں۔ کفار

جب ایسے جانوروں کو ذبح کرتے تھے تو ان کا نام لے کر ان کے گلے پر چھری

پھرتے تھے۔ وہ کہتے تھے۔ باسم اللوات والعزی۔ لات اور عزی کے نام سے ہم

ذبح کرتے ہیں۔ اور مسلمان ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا کسی کا نام

لینا ہی گوارا نہیں کرتے۔ اس لئے ظاہری مشابہت نہ ہوئی۔ نیز کافران جانوروں

کو ذبح کرتے تو ان بتوں کی عبادت کی نیت سے ان کی جان تلف کرتے۔ کسی کو

ثواب پہنچانا مقصود نہ ہوتا۔ اور مسلمان کسی غیر خدا کی عبادت کی نیت سے یا کسی خاطر ان کی جان تلف نہیں کرتے بلکہ ان کی نیت یہی ہوتی ہے کہ اس جانور کو اللہ کے نام سے ذبح کرنے کے بعد یا یہ کھانا پکانے کے بعد فقراء اور عام مسلمان کھائیں گے۔ اور اس کا جو ثواب ہو گا وہ فلاں صاحب کی روح کو پہنچے واضح ہو گیا کہ مسلمانوں کے عمل اور مشرکین کے طریقہ میں زمین و آسمان سے بھی زیادہ فرق ہے۔ ہاں اگر کوئی ذبح کرتے وقت غیر اللہ کا نام لے یا کسی غیر خدا کی عبادت کے لئے کسی جانور کی جان تلف کرے تو اس چیز کے حرام ہونے اور ایسا کرنے والے کے مشرک و مرتد ہونے میں کوئی شک نہیں۔ اگر مقصد صرف ایصالِ ثواب ہو جیسے ہر کلمہ گو کا مقصد ہوا کرتا ہے۔ تو اس کو طرح طرح کی تاویلات سے حرام کہنا اور مسلمانوں پر شرک کا فتویٰ دیتے چلے جانا کسی عالم کو زیب نہیں دیتا۔“

صحیح بخاری و صحیح مسلم شریف کی حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق اپنی والدہ کے لئے جو کنواں کھدوایا تھا اس کا نام ہی برّام سعد رکھا گیا تھا۔ یعنی سعد کی ماں کا کنواں۔ اگر کسی غیر کا صرف نام لے دینے سے کوئی چیز ناپاک ہو جاتی تو اس کنویں کا پانی بھی ناپاک ہو جاتا۔ اسے پینا، اس سے وضو یا غسل کرنا اور اس سے کپڑے دھونا سب ممنوع قرار پاتا۔ حضور رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال ایک دنبہ اپنی طرف سے قربانی دیا کرتے اور دوسرا دنبہ امت کی طرف سے۔

نذر کے دو معنی ہیں۔ شرعی اور عرفی۔ نذر شرعی عبادت ہے اور عبادت کسی غیر اللہ کے لئے جائز نہیں۔ اس لئے شرعی معنی میں تو نذر اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے۔ اور اس کے علاوہ کسی اور کی نذر ماننا شرک ہے۔ لیکن عرف

عام میں نذر عبادت کے معنی میں استعمال نہیں ہوتی۔ بلکہ نیاز کے معنی میں استعمال ہوتی ہے۔ اور یہ شرک نہیں۔

حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد بزرگوار حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے اپنے فتاویٰ میں یہ عبارت نقل کرتے ہیں۔

ترجمہ:- ”اس نذر کی حقیقت یہ ہے کہ اس طعام وغیرہ کا ثواب میت کی روح کو پہنچایا جاتا ہے۔ اور یہ امر مسنون ہے۔ اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ جیسے حضرت سعد کی والدہ کے کنوئیں کا ذکر صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود ہے۔ اس نذر کا پورا کرنا ضروری ہوتا ہے۔ پس اس نذر کا حاصل یہ ہے۔ کہ اس طعام وغیرہ کا ثواب فلاں ولی کو پہنچے۔ نذر میں ولی کا ذکر اس لئے نہیں کیا جاتا کہ وہ اس نذر کا معرف ہے۔ اس کا معرف تو اس ولی کے قریبی رشتہ دار، خدام درگاہ اور ہم مشرب لوگ ہوتے ہیں۔ ولی کا نام صرف اس عمل کو متعین کرنے کے لئے لیا جاتا ہے۔

نذر کرنے والوں کا بلاشبہ بس یہی مقصد ہوا کرتا ہے اور اس کا حکم یہ ہے کہ ایسی نذر صحیح ہے۔ اور اس کا پورا کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ یہ ایسی اطاعت ہے جو شرعاً معتبر ہے۔“

شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ عزیز یہ میں دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

”یعنی اگر مالیدہ اور دودھ کسی بزرگ کی فاتحہ خوانی کے لئے ان کی روح کو ثواب پہنچانے کے ارادے سے پکا کر کھلائیں تو کچھ مضائقہ نہیں جائز ہے۔

تفسیرات احمدیہ میں اسی آیت وما اهل لغير الله کے ماتحت ہے۔

”اس سے معلوم ہوا کہ جس گائے کی اولیاء اللہ کے لئے نذر مانی گئی

جیسا کہ ہمارے زمانہ میں رواج ہے۔ یہ حلال طیب ہے کیونکہ اس پر ذبحہ کے

وقت غیر اللہ کا نام نہیں لیا گیا۔ اگرچہ اس گائے کی نذر مانتے ہیں۔
الحمد للہ بخوبی ثابت ہوا کہ یہ گیارہویں، عرس، میلاد وغیرہ کا جانور حلال
ہے۔ اور یہ فعل باعثِ ثواب ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل خیر کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ طہ ولسین صلی اللہ علیہ وسلم

زیارتِ قبور:

قارئینِ مختشم! بندۂ ناچیز زیارتِ قبور کے بارے میں اس لئے عرض کر رہا
ہے کہ ہمارے بعض سادہ لوح احباب جب مزارات کی حاضری کے لئے جاتے
ہیں۔ تو کچھ لوگ ان کو طرح طرح کی گفتگو سے منع کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ
قبور پہ جانا شرک و بدعت ہے۔ جس سے وہ لوگ قلبی طور پر ڈگمگا جاتے ہیں سو
اس لئے بندۂ ناچیز یہاں معمولِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معمول اور
اولیاء، فقہاء اور ائمہ کرام کا طریق کار ترتیب سے نقل کر رہا ہے۔

برادرانِ اسلام! ابتدائے اسلام میں جب لوگ تازہ تازہ کفر و شرک کے
اندھیروں سے نکل کر اسلام کے دامنِ رحمت میں آئے تو چونکہ بت پرستی اور
قبور کو سجدہ گاہ بنانے کا زمانہ قریب تھا۔ اس لئے تاجدارِ انبیاء حضور نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدائی زمانہ میں کچھ عرصہ کے لئے مسلمانوں کو قبوروں پر جانے
سے منع فرمایا۔ لیکن جب اسلام مستحکم اور مسلمانوں کے دلوں میں خوب پختہ ہو گیا
تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم ممانعت کو منسوخ قرار دیا اور امت کو زیارتِ قبور
کا حکم دیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

فَزُورُوا الْقُبُورَ فَإِنَّهَا تُذَكِّرُ الْمَوْتَ۔

(صحیح مسلم، مسند احمد بن حنبل) (زیارت قبور علامہ طاہر القادری)

”تم قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ موت کی یاد دلاتی ہیں۔“

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فزُورُوهَا فَإِنَّهَا تُذَكِّرُكُمْ الْمَوْتَ۔
(حاکم المستدرک) (زیارت قبور)

”میں نے تمہیں زیارت قبور سے منع کیا تھا اب تم ان کی زیارت کیا کرو کیونکہ وہ تمہیں موت کی یاد دلاتی ہیں۔“

حضرت بریدہ بن حصیب اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

قَدْ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ، فَقَدْ أُذِنَ لِمُحَمَّدٍ فِي زِيَارَةِ قَبْرِ
أُمِّهِ فزُورُوهَا فَإِنَّهَا تُذَكِّرُ الْآخِرَةَ۔ (زیارت قبور)

”میں تمہیں زیارت قبور سے منع کیا کرتا تھا۔ بلاشبہ اب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی والدہ محترمہ کی زیارت کرنے کی اجازت دے دی گئی ہے۔ پس تم بھی قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ آخرت کی یاد دلاتی ہے۔“

حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ ایک اور حدیث روایت کرتے ہیں۔

إِنِّي كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ ثَلَاثٍ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فزُورُوهَا وَكَلِّمُوا
زِيَارَتُهَا خَيْرًا۔ (نسائی۔ السنن) (زیارت قبور) (بیہقی السنن الكبرى) (حاکم
المستدرک)

”میں نے تمہیں تین باتوں سے منع کیا تھا۔ ان میں سے ایک قبروں کی

زیارت تھی۔ لیکن اب قبروں کی زیارت کرو اور اس زیارت سے اپنی نیکیاں بڑھاؤ،۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
 اِنِّیْ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَمَنْ شَاءَ اَنْ يَزُورَ قَبْرًا فَلْيَزُرْهُ
 فَانَّهُ يَرِقُّ الْقَلْبَ وَيُدْمِعُ الْعَيْنَ وَيُذَكِّرُ الْاٰخِرَةَ۔

(حاکم۔ المستدرک) (زیارت قبور)

”بے شک میں نے تمہیں زیارت قبور سے منع کیا تھا اب جو بھی قبر کی زیارت کرنا چاہے اسے اجازت ہے کہ وہ زیارت کرے کیونکہ یہ زیارت دل کو نرم کرتی ہے۔ آنکھوں سے (خشیت الہی میں) آنسو بہاتی ہے اور آخرت کی یاد دلاتی ہے،۔“

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا۔

نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ، فزُورُوهَا فَاِنَّ فِيهَا عِبْرَةً۔

(حاکم المستدرک، مسند احمد بن حنبل) (زیارت قبور)

”میں نے تمہیں زیارت قبور سے منع کیا تھا اب تم قبروں کی زیارت کیا

کرو کیونکہ اس میں نصیحت اور عبرت ہے،۔“

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا۔

كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فزُورُوهَا فَاِنَّهَا تُزَهِّدُ فِي الدُّنْيَا

وَتُذَكِّرُ الْاٰخِرَةَ۔ (السنن ابن ماجہ، صحیح ابن حبان زیارت قبور)

”میں نے تمہیں زیارت قبور سے منع کیا تھا اب تم ان کی زیارت کیا کرو

کیونکہ یہ دنیا سے بے رغبت کرتی ہے اور آخرت کی یاد دلاتی ہے۔

مولائے کائنات حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔

نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ ثُمَّ قَالَ! إِنِّي كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ
عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ، فزورواها تذكركم الأخرّة۔

(مسند احمد بن حنبل، مسند ابو یعلی زیارت قبور)

”حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے زیارت قبور سے منع فرمایا بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تمہیں زیارت قبور سے منع کیا تھا اب تم ان کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ تمہیں آخرت کی یاد دلائے گی۔“

أم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔

”جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں قیام فرما ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے آخری حصہ میں بقیع کے قبرستان میں تشریف لے جاتے اور (اہل قبرستان سے خطاب کر کے) فرماتے! تم پر سلام ہو، اے مومنو! جس چیز کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ تمہارے پاس آگئی تم بہت جلد اسے حاصل کرو گے اور اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں۔ اے اللہ! بقیع غرقہ والوں کی مغفرت فرما۔“ (صحیح مسلم، نسائی زیارت قبور)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ زَارَ قَبْرِي وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي۔

”جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب

ہوگئی۔“

حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ زَارَنِي بِالْمَدِينَةِ مُحْتَسِبًا كُنْتُ لَهُ شَهِيدًا وَشَفِيعًا يَوْمَ

الْقِيَامَةِ۔ (زیارت قبور)

”جس شخص نے خلوص نیت سے مدینہ منورہ حاضر ہو کر میری زیارت کا شرف حاصل کیا، میں قیامت کے دن اس کا گواہ ہوں گا اور اس کی شفاعت کروں گا۔“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے روایت کیا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ زَارَ قَبْرِي، أَوْ قَالَ! مَنْ زَارَنِي كُنْتُ لَهُ شَفِيعًا أَوْ شَهِيدًا، وَمَنْ مَاتَ فِي أَحَدِ الْحَرَمَيْنِ بَعَثَهُ اللَّهُ مِنَ الْأَمْنِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

(بیہقی السنن الکبریٰ زیارت قبور)

”جس نے میری قبر یا میری زیارت کی میں اس کا شفیع یا گواہ ہوں گا اور جو کوئی دو حرموں میں سے کسی ایک میں فوت ہوا اللہ تعالیٰ اسے روز قیامت ایمان والوں کے ساتھ اٹھائے گا۔“

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا

فرمان اقدس ہے۔

مَنْ حَجَّ فزارَ قَبْرِي بَعْدَ وَفَاتِي، فَكَأَنَّما زَارَنِي فِي حَيَاتِي۔

(زیارت قبور)

”جس نے حج کیا پھر میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی تو گویا

اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔“

حضرت کعب الاحبار کے قبول اسلام کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے

انہیں کہا۔

”کیا آپ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس کی زیارت اور فیوض

و برکات حاصل کرنے کے لئے میرے ساتھ مدینہ منورہ چلیں گے؟“ تو انہوں

نے کہا ”جی امیر المومنین“۔

پھر جب کعب الاحبار اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ آئے تو سب سے پہلے بارگاہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری دی اور سلام عرض کیا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مدفن پر کھڑے ہو کر ان کی خدمت میں سلام عرض کیا اور دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ (زیارت قبور)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا معمول تھا کہ آپ اکثر روضہ مبارک پر حاضر ہوا کرتی تھیں۔ وہ فرماتی ہیں۔

”میں اس مکان میں جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور میرے والد گرامی مدفون ہیں جب داخل ہوتی تو یہ خیال کر کے اپنی چادر اتار دیتی کہ یہ میرے شوہر نامدار اور والد گرامی ہی تو ہیں۔ لیکن جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ دفن کر دیا گیا۔ تو اللہ کی قسم میں عمر رضی اللہ عنہ سے حیاء کی وجہ سے بغیر کپڑا لپیٹے کبھی داخل نہ ہوئی“۔ (مسند احمد بن حنبل، حاکم المستدرک زیارت قبور)

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا روضہ اقدس پر حاضری کا ہمیشہ معمول تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اہل مدینہ کو قحط سالی کے خاتمے کے لئے قبر انور پر حاضر ہو کر توسل کرنے کی تلقین فرمائی۔

”ایک مرتبہ مدینہ کے لوگ سخت قحط میں مبتلا ہو گئے تو انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے شکایت کی۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس جاؤ اور اس سے ایک روشندان آسمان کی طرف کھولو تا کہ قبر انور اور آسمان کے درمیان کوئی پردہ حائل نہ رہے۔ راوی کہتے ہیں کہ ایسا کرنے کی دیر تھی کہ اتنی زوردار بارش ہوئی جس کی وجہ سے خوب سبزہ اُگ آیا اور اونٹ اتنے موٹے ہو گئے جیسے وہ چربی سے پھٹ پڑیں گے“۔

سو ثابت ہوا کہ ام المومنین سیدہ ہائشہ رضی اللہ عنہا نے اہل مدینہ کو رحمتیں اور برکتیں حاصل کرنے کے لئے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کو وسیلہ بنانے کی ہدایت فرمائی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام نافع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ جب بھی سفر سے واپس لوٹتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس پر حاضری دیتے اور عرض کرتے۔

السلام عليك يا رسول الله! السلام عليك يا ابا بكر! السلام

عليك يا ابا تاه!۔ (زیارت قبور)

”اے اللہ کے (پیارے) رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلامتی ہو۔ اے

ابو بکر! آپ رضی اللہ عنہ پر سلامتی ہو اے ابا جان! آپ پر سلامتی ہو۔“

اس کے بعد حضرت عبداللہ بن عمر دو رکعات نماز ادا فرماتے۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

”میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر

مبارک پر آتے دیکھا، انہوں نے وہاں آ کر توقف کیا، اپنے ہاتھ اٹھائے یہاں

تک کہ شاید میں نے گمان کیا کہ وہ نماز ادا کرنے لگے ہوں۔ پھر انہوں نے حضور

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سلام عرض کیا۔ اور واپس چلے گئے۔“ (زیارت قبور)

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فقط بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم

میں سلام عرض کرنے کا شرف حاصل کرنے کے لئے بھی مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں

آتے تھے۔

عاشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال

مبارک کے بعد یہ خیال کر کے مدینہ منورہ سے شام چلے گئے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بیت المقدس فتح کیا تو سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے خواب میں آئے اور فرمایا: ”اے بلال! یہ فرقت کیوں ہے؟ اے بلال! کیا وہ وقت ابھی نہیں آیا کہ تم ہم سے ملاقات کرو؟“۔ (زیارت قبور)

اس کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ اشک بار ہو گئے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کو حکم سمجھا اور مدینے کی طرف رختِ سفر باندھا، روضہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری دی اور بے چین ہو کر غمِ فراق میں رونے اور اپنے چہرے کو روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ملنے لگے۔

قارئین مختشم! یہاں تک بندہ ناچیز نے مختصر سی تحریر میں احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے معمول کو بیان کیا ہے۔ اب ہم زیارت کے مفہوم کو بیان کرتے ہیں۔

دینِ اسلام میں زیارت کا اس قدر جامع تصور ہے کہ ہر واجب الاحترام شخصیت، متبرک چیز اور مقام کو صرف اور صرف دیکھنا ہی عبادت کا درجہ رکھتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

النظر إلى الوالد عبادة والنظر إلى الكعبة عبادة والنظر في المصحف عبادة والنظر إلى أخيك حباله في الله عبادة۔ (بیہقی زیارت قبور)

”والد کی طرف دیکھنا عبادت ہے، کعبہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ قرآن حکیم کی طرف دیکھنا عبادت ہے اور اپنے بھائی کی طرف رضائے الہی کے لئے محبت کی نگاہ سے دیکھنا بھی عبادت ہے۔“

اللہ تعالیٰ کے مقرب اور محبوب بندوں کی زیارت و ملاقات کے لئے جانا، عند اللہ محبوب عمل ہے۔ اللہ اور حضور ﷺ کے فرامین سے ثابت ہے کہ صالحین کی زیارت اور ملاقات کو جانا چاہیے۔

قرآن مجید میں اللہ نے سورۃ الکہف میں تفصیلاً بیان کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت اور ان کی صحبت سے مستفید ہونے کے لئے بھیجا گیا تھا۔ حضرت خضر علیہ السلام کا شمار اللہ کے صالحین اور مقرب بندوں میں ہوتا ہے۔ اب دیکھئے نبی اللہ ولی اللہ کی زیارت کے لئے گئے۔

اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کی خاطر کسی کی زیارت و ملاقات محبت الہی کا باعث ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور نبی اکرم ﷺ نے ایک حدیث قدسی بیان کی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَجَبْتُ مَحَبَّتِي لِلْمُتَحَابِّينَ فِيَّ وَلِلْمُتَجَالِسِينَ فِيَّ وَلِلْمُتَزَاوِرِينَ فِيَّ
وَلِلْمُتَبَاذِلِينَ فِيَّ۔ (مسند احمد بن حنبل، موطا امام مالک زیارت قبور)

”میری محبت ان لوگوں کے لئے واجب ہو گئی جو صرف میرے لئے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں میری خاطر ایک دوسرے کے پاس بیٹھتے ہیں میری رضا کے لئے ایک دوسرے کی زیارت و ملاقات کرتے ہیں اور میری رضا کے لئے ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں۔“

حضرت رزین بن جہش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں۔

”ہم حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے وہ پوچھنے لگے۔ ملاقات کرنے آئے ہو؟ ہم نے کہا جی ہاں! اس پر انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ”جو شخص اپنے مومن بھائی کی ملاقات کو جاتا ہے وہ واپسی

تک جنت کے باغوں میں (اللہ تعالیٰ کی رحمت سے) مستفید ہوتا رہتا ہے اور اسی طرح جو بندہ اپنے مومن بھائی کی عیادت کے لئے جاتا ہے وہ بھی واپسی تک جنت کے باغوں میں رہتا ہے،۔ (زیارت قبور)

تاجدارِ انبیاء حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفسِ نفیس شہداء اور صالحین کی قبور پر تشریف لے جا کر دعا فرمائی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بھی یہ معمول رہا۔ جس سے ثابت ہوا کہ قبور پہ جانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کی سنت ہے۔

ائمہ حدیث و تفسیر مثلاً امام عبدالرزاق، امام طبری، امام سیوطی وغیرہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول بیان کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال شہداء کی قبور پر تشریف لے جاتے تھے۔

امام عبدالرزاق فرماتے ہیں۔

”حضرت محمد بن ابراہیم التیمی سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سال کے آغاز میں شہداء کی قبروں پر تشریف لاتے تھے اور فرماتے تم پر سلامتی ہو تمہارے صبر کے صلہ میں آخرت کا گھر کیا خوب ہے۔ راوی نے کہا حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان رضی اللہ عنہم بھی ایسا ہی کرتے تھے۔“

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

قَالَ أَبُو بَكْرٍ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللَّهِ لِعُمَرَ: انْطَلِقُ بِنَا إِلَى أُمَّ أَيْمَنَ نَزُورُهَا كَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ يَزُورُهَا۔ (صحیح مسلم)

”حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا۔ چلو اُم ایمن کی زیارت کر کے آئیں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی زیارت کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔“

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

إِنَّ فِي الْجَنَّةِ عُرْفَاتُرى ظَوَاهِرُهَا مِنْ بَوَاطِنِهَا، وَبَوَاطِنِهَا مِنْ ظَوَاهِرِهَا أَعَدَّهَا اللَّهُ لِلْمُتَحَابِّينَ فِيهِ وَالْمُتَزَاوِرِينَ فِيهِ وَالْمُتَبَاذِلِينَ فِيهِ۔ (طبرانی، المعجم الأوسط زیارت قبور)

”جنت کے اندر کئی قیام گاہیں ایسی ہیں جن کی بیرونی زیب و زینت اندر سے اور اندرونی خوبصورتی باہر سے دیکھی جاسکتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے لئے تیار فرمائی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہیں۔ اسی کی خاطر ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں اور اسی کی خوشنودی کے لئے ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

أَنَّ رَجُلًا زَارَ أَخَالَهٗ فِي قَرْيَةٍ أُخْرَى، فَأَرْصَدَ اللَّهُ لَهُ عَلَى مَدْرَجَتِهِ مَلَكًا، فَلَمَّا أَتَى عَلَيْهِ قَالَ: أَيْنَ تَرِيدُ؟ قَالَ: أُرِيدُ أَخَالَي فِي هَذِهِ الْقَرْيَةِ قَالَ: هَلْ لَكَ عَلَيْهِ مِنْ نِعْمَةٍ تَرَبُّهَا؟ قَالَ: لَا، غَيْرَ أَنِّي أَحْبَبْتُهُ فِي اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، قَالَ: فَإِنِّي رَسُولُ اللَّهِ بِأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَبَّكَ كَمَا أَحْبَبْتُهُ فِيهِ۔

(صحیح مسلم، مسند احمد بن حنبل)

”ایک شخص اپنے مسلمان بھائی سے ملنے کسی دوسرے گاؤں چلا گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے راستہ میں ایک فرشتہ اس کے انتظار میں بٹھا دیا۔ جب وہ اس کے پاس سے گزرا تو فرشتہ نے پوچھا، تیرا ارادہ کہاں جانے کا ہے؟ اس نے جواب دیا: اس بستی میں میرا ایک بھائی ہے اس سے ملنے کا ارادہ ہے۔ فرشتہ نے پوچھا، کیا تم نے اس پر کوئی احسان کیا تھا۔ جس کا بدلہ حاصل کرنے جا رہے ہو؟ اس نے کہا: نہیں بلکہ مجھے اس سے صرف اللہ تعالیٰ کے لئے محبت ہے۔ تب اس

فرشتہ نے کہا: میں تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام لایا ہوں کہ جس طرح تم اس شخص سے محض اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر محبت کرتے ہو اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی تم سے محبت کرتا ہے۔“

علامہ ابن الحاج الفاسی المالکی نے اپنے مشہور تصنیف ”المدخل“ میں زیارتِ قبور کے احکام حسن ترتیب کے ساتھ تفصیل سے لکھے ہیں۔ زیارتِ اولیاء و صالحین کے حوالے سے انہوں نے لکھا ہے۔

”متعلم کے لئے ضروری ہے کہ ان اولیاء و صالحین کی زیارت سے اپنے آپ کو علیحدہ نہ کرے جس کی زیارت سے مردہ دل اس طرح زندہ ہوتے ہیں۔ جس طرح زمین موسلا دھار بارش سے زندہ ہوتی ہے۔ ان کی زیارت سے پتھر دل نرم و کشادہ ہوتے ہیں۔ ان کی زیارت کی برکت سے مشکل امور آسان ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ جو کریم اور منان ہے اس کی بارگاہ میں حاضر رہتے ہیں۔ وہ ان کے ارادوں کو رد نہیں فرماتا اور ان کے ہم مجلس ان کی پہچان رکھنے والوں اور ان سے محبت کرنے والوں کو ناکام و نامراد نہیں کرتا۔ اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا باب رحمت ہیں جو اس کے بندوں کے لئے کھلا رہتا ہے۔ پس جو بندہ خدا ایسی صفات سے متصف ہو اس کی زیارت اور اس کی برکت سے مستفیض ہونے کے لئے جلدی کرنی چاہیے۔ کیونکہ ان میں بعض ہستیوں کی زیارت کرنے والے کو ایسا فہم۔ برکت اور حافظہ نصیب ہوتا ہے۔ کہ بیان کرنے سے باہر ہے۔ اسی معنی کی بدولت آپ بہت سے ایسے لوگوں کو دیکھیں گے کہ ان کو علم و مال میں کثیر برکت ملی۔ اس نعمت کی قدر کرنے والا خود کو اس عظیم خیر و برکت سے علیحدہ نہیں کرتا لیکن شرط یہ ہے کہ جس کی زیارت کی جائے وہ ان تمام امور میں سنت کا محافظ اور تابع شریعت ہو۔“

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب نے اپنی کتاب ”زیارت قبور“ میں لکھا ہے کہ امام شمس الدین سخاوی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں۔

”ان کی قبر مبارک پر قبہ بنایا گیا، اس کی زیارت کی جاتی ہے اور اس سے برکت حاصل کی جاتی ہے۔“

خطیب بغدادی اور بہت سے آئمہ کی تحقیق کے مطابق امام شافعی رحمہ اللہ جب بغداد میں ہوتے تو حصول برکت کی غرض سے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک کی زیارت کرتے خطیب بغدادی نقل کرتے ہیں کہ امام شافعی، امام ابوحنیفہ کے مزار کی برکات کے بارے میں خود اپنا تجربہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی ذات سے برکت حاصل کرتا ہوں اور رواز نہ ان کی قبر پر زیارت کے لئے آتا ہوں۔ جب مجھے کوئی ضرورت اور مشکل پیش آتی ہے تو دو رکعت نماز پڑھ کر ان کی قبر پر آتا ہوں اور اس کے پاس کھڑے ہو کر حاجت برآری کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں پس میں وہاں سے نہیں ہٹتا یہاں تک کہ قبر کی برکت کے سبب میری حاجت پوری ہو چکی ہوتی ہے۔“

قارئین مختشم! قابل غور نکتہ ہے۔ اور بڑا ہی ایمان افروز واقعہ ہے ایک تو اس میں جلیل القدر امام کی دوسرے امام کی قبر پر حاضری اور مقامات مقدسہ کی زیارت کا ثبوت ہے۔ دوسرا نکتہ یہ ہے کہ ایسے متبرک مقامات پر اللہ تعالیٰ کی رحمت برستی ہے۔ لہذا یہاں دعا کی قبولیت بھی جلدی ہو جاتی ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری نے علامہ ابن مفلح کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

”کہ امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ محمد بن یوسف الفریابی کی زیارت کے لئے سفر کر کے ملک شام گئے تھے۔“

مشہور محدث امام ابن حبان حضرت امام علی رضا بن موسیٰ رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک کے بارے میں اپنا مشاہدہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”میں نے ان کے مزار کی کئی مرتبہ زیارت کی ہے۔ شہر طوس قیام کے دوران جب بھی مجھے کوئی مشکل پیش آئی اور حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک پر حاضری دے کر۔ اللہ تعالیٰ سے وہ مشکل دور کرنے کی دعا کی تو وہ دعا ضرور قبول ہوئی اور مشکل دور ہو گئی۔ یہ ایسی حقیقت ہے جسے میں نے بارہا آزمایا تو اسی طرح پایا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت کی محبت پر موت نصیب فرمائے۔“

امام ذہبی نے امام محمد بن اسماعیل بخاری کی قبر مبارک سے تبرک کا ایک واقعہ درج کیا ہے۔ لکھتے ہیں۔

ابو الفتح نصر بن حسن السمرقندی نے بیان کیا کہ ایک بار سمرقند میں کچھ سالوں سے بارش نہ ہوئی تو لوگوں کو تشویش لاحق ہوئی انہوں نے نماز استسقاء ادا کی لیکن بارش نہ ہوئی۔ اسی اثناء ان کے پاس ایک صالح شخص جو ”صالح“ کے نام سے معروف تھا۔ سمرقند کے قاصی کے پاس گیا اور اس سے کہا میں آپ سے اپنی ایک رائے کا اظہار کرنا چاہتا ہوں۔ قاضی نے کہا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا۔

”میری رائے ہے کہ آپ کو اور آپ کے ساتھ تمام لوگوں کو امام محمد بن اسماعیل بخاری کی قبر مبارک پر حاضری دینی چاہیے۔ ان کی قبر خرتک میں واقع ہے۔ ہمیں قبر کے پاس جا کر بارش طلب کرنی چاہیے۔ عین ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ

ہمیں بارش سے سیراب کر دے۔ قاضی نے کہا:۔ آپ کی رائے بہت اچھی ہے۔ پس قاضی اور اس کے ساتھ تمام لوگ وہاں جانے کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ سو قاضی نے لوگوں کے ساتھ مل کر بارش طلب کی اور لوگ قبر کے پاس رونے لگے اور اللہ کے حضور صاحب قبر کی سفارش کرنے لگے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسی وقت (اپنے صالح بندہ کی برکت کے سبب) کثیر وافر پانی کے ساتھ بادلوں کو بھیج دیا۔ تمام لوگ تقریباً سات دن تک خرتک میں رکے رہے ان میں سے کسی ایک میں بھی کثیر بارش کی وجہ سے سمرقند پہنچنے کی ہمت نہ تھی۔ حالانکہ خرتک اور سمرقند کے درمیان تین میل کا فاصلہ تھا،۔

(ذہبی، سیر اعلام النبلاء، زیارت قبور علامہ طاہر القادری)

امام ابن عسا نے زیارت صالحین کی ترغیب پر ایک ایمان افروز واقعہ ذکر کیا ہے لکھتے ہیں۔

”میرے والد گرامی ابو محمد الحسن بن ہبہ اللہ نے مجھے اپنا واقعہ بیان کیا کہ وہ ایک دن حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک کی زیارت کے لئے گئے۔ تو وہاں انہوں نے قبر کے پاس ایک عجمی عورت کو روتے ہوئے پایا۔ وہاں موجود بعض لوگوں نے کہا کہ جو اچھی طرح فارسی جانتا ہو وہ اس خاتون سے پوچھے کہ اس کے رونے کا سبب کیا ہے۔ جب اس عورت سے پوچھا گیا تو اس نے دریافت کیا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی قبر کے پہلوں میں یہ دوسری قبر کس کی ہے۔ میں نے کہا یہ قبر ابو بکر شہروزی کی ہے۔ اور دوسری ان کے والد ابو اسحق کی ہے۔ ایک بالکل سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی قبر کے سامنے ہے اور دوسری اس کے پیچھے اس عورت نے کہا میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کی پھر میں زیارت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چلی گئی۔ اور جب قبر انور کے پاس گئی تو میں نے خواب میں

حضور نبی اکرم ﷺ کی زیارت کی آپ ﷺ فرما رہے تھے تو نے بلال رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت تو کی مگر اس کے قریب موجود دوسری قبر کی زیارت نہ کی لہذا اب میں (رسول اللہ ﷺ کے شکوے کا ازالہ کرنے کے لئے) مدینہ منورہ سے اس قبر کی زیارت کے لئے آئی ہوں۔“

(ابن عساکر، تاریخ دمشق الکبیر) (زیارت قبور)

قارئین مختشم! گذشتہ گفتگو جو احادیث نبوی ﷺ اور اقوال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین، ائمہ و صالحین کے اقوال کی روشنی میں تھی تو اس سے ثابت ہوا کہ تاجدار انبیاء حضور نبی اکرم ﷺ کی قبر انور کی حاضری نہ صرف جائز بلکہ ایمان کو تازہ کرنے کا اہم طریقہ ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام کا یہ معمول رہا ہے کہ وہ حضور ﷺ کے روضہ اطہر کی زیارت کے لئے حاضر ہوتے، سو حضور نبی کریم ﷺ کے فیوض و برکات میں سے کچھ حصہ آپ ﷺ کی امت کے اولیاء اور صالحین کو بھی نصیب ہوا۔ اس لئے ضروری تھا اور ہے کہ ان کا زیارت بھی کی جائے اور ان کے مزارات پر حاضری دی جائے۔

قرون اولیٰ سے لے کر آج تک جمہور امت مسلمہ کا یہی معمول رہا ہے کہ وہ صالحین کی زیارت کو جاتے ہیں۔ اور اگر وہ وصال فرمائے ہوں تو پھر ان کے مزارات پر فیوض و برکات حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ آج تک کسی نے اس عمل صالح کو ناجائز و حرام نہیں قرار دیا۔ کیونکہ یہ عمل نسبت نبوی ﷺ سے ثابت ہے۔ اکابر آئمہ اور بزرگان دین کا معمول ہے۔

اکابر کا معمول تھا کہ وہ زیارات کے لئے بڑی بڑی طویل مسافت طے کر کے جایا کرتے تھے۔ کیونکہ ایسے متبرک مقامات پر اللہ تعالیٰ کی رحمت برستی ہے

اور یہاں دعاؤں کی قبولیت بھی جلدی مرتبہ ہے۔

ابوالفراج ہندبائی نے بیان کیا ہے: میں اکثر امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کی زیارت کیا کرتا تھا۔ پس ایک عرصہ تک میں نے زیارت کرنا چھوڑ دیا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی مجھ سے کہہ رہا ہے۔ تو نے امام السنہ (امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ) کی قبر کی زیارت کو کیوں ترک کیا؟

ائمہ مؤرخین صالحین کی زیارت کو ہمیشہ سے ایک پسندیدہ اور مقبول بارگاہ عمل سمجھتے رہے۔

سوان مقبولانِ بارگاہ کے مزارات میں حاضر ہونا اور ان کے توسل سے خدائے قدوس کی بارگاہ میں اپنی حاجات کو پورا کرنے کیلئے دعا کرنا افضل ترین عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ عمل خیر کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

نمیاں تے ولیاں دے درتے مقبول دعاواں ہوندیاں نیں
ہنجوں وگدے نیں جد اکھیاں چوں فیہ معاف خطاواں ہوندیاں نیں

فصل ششم

سَمَاع (قوالی):

لغت میں سماع سننے کو کہتے ہیں۔ یہ عربی لفظ ہے اور اردو میں اس کا ترجمہ قوالی کیا گیا ہے۔ بعض لوگوں نے قوالی کو جائز قرار دیا ہے اور بعض نے حرام جانا ہے۔ لیکن بعض نے منازل سلوک طے کرنے کے لئے افضل جانا ہے۔

سب سے پہلے قدماء نے ایک راگ جس کا نام انہوں نے ”محزن“ رکھا تھا۔ ایجاد کیا۔ جس کو خاص طرز و انداز کے ساتھ خاص وقت میں گاتے جس کی تاثیر سے ان کے دل نرم ہو جاتے اور افعال قبیحہ پر ان کو ندامت ہوتی۔ اس وقت وہ خدائے برتر کے حضور میں دعا مانگتے۔ پھر جنگ میں قوت و شجاعت کو بھڑکانے کے لئے راگ کا استعمال لیا لیا تو مفید ثابت ہوا۔ اور جب اس کی تاثیر تخفیف امراض میں کارگر ثابت ہوئی تو شفا خانوں اور پاگل خانوں میں صبح کے وقت بعض قسم کے راگ گائے جانے لگے۔ انسان سے گزر کر حیوانات پر اس کا تجزیہ کیا تو معلوم ہوا کہ وہ بھی راگ کی تاثیر سے متاثر اور مست ہو جاتے ہیں۔ پہلے زمانے میں شکاری لوگ رات کی تاریکی میں ہرن کو اپنے راگ سے ایسا مست کرتے کہ اس کو اپنے ہاتھ سے پکڑ لیتے۔

”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ازواج مطہرات کے ساتھ سفر میں تھے۔ اور انخشہ ایک خوش الحان غلام اونٹوں کو ہانک رہا تھا اور گاتا جاتا تھا۔ اونٹ اس کی آواز سے مست ہو کر سرعت کے ساتھ چلتے

تھے۔ جب ان کی سرعت رفتار سے ازواج مطہرات کو تکلیف محسوس ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے انخشہ آہستہ آہستہ لے چل اور اونٹوں کو شیشہ لدے ہوئے اونٹ کی طرح ہانک۔“ (کشف القناع عن وجہ السماع بحوالہ صحیح مسلم شریف)

امام ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن القشیری رحمۃ اللہ علیہ رسالہ قشیریہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت ابوبکر محمد بن داؤد دینوری رحمۃ اللہ علیہ بتاتے ہیں کہ میں ایک جنگل میں تھا۔ عرب کے ایک قبیلہ کے ہاں آیا جن میں سے ایک شخص نے مجھے مہمان بنا لیا۔ وہاں میں نے ایک سیاہ غلام قید میں دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ حویلی میں کچھ اونٹ مرے پڑے ہیں۔ اس غلام نے کہا آج تو آپ ہمارے مہمان ہیں۔ میرے آقا آپ کی عزت کرتے ہیں ہو سکے تو میری سفارش کر دیں۔ میں جانتا ہوں کہ مالک اسے رد نہیں کرے گا۔ میں نے گھر کے مالک سے کہا کہ جب تک آپ اس غلام کو چھوڑ نہیں دیتے میں کھانا نہیں کھاؤں گا۔ مالک نے کہا اس غلام نے تو مجھے تنگ کر دیا ہے اور سارا مال ضائع کر دیا ہے۔ میں نے پوچھا کیا کیا ہے؟ اس نے کہا کہ اس کی آواز بڑی سریلی ہے۔ میں ان اونٹوں کی بار برداری پر گزر اوقات کرتا تھا۔ اس نے ان پر بھاری بوجھ لاد دیا اور ”حدی“، (اونٹوں کو مست کرنے کا گیت) گاتا رہا۔ حتیٰ کہ اونٹوں نے تین دن کا سفر ایک دن میں کر لیا اور جب بوجھ اتار لیا گیا تو سب اونٹ مر چکے تھے۔ بایں ہمہ میں آپ کو اختیار دیتا ہوں چنانچہ اس نے بیڑیاں کھول دیں۔ صبح ہوئی تو میرا دل چاہا اس کی آواز سنوں۔ میں نے اسے فرمائش کی کہ چنانچہ اس نے ملازم سے کہا کہ اس اونٹ کیلئے حدی گاؤ جو کھیتوں کو سیراب کرنے کیلئے اس کنوئیں پر رہٹ چلا رہا ہے۔ غلام نے حدی پڑھی تو اونٹ نے مستی کے عالم میں اپنی رسیاں کاٹ ڈالیں اور میرے خیال میں اس سے قبل میں نے اتنی خوبصورت آواز نہیں سنی ہوگی۔ میں

منہ کے بل گرا اور مالک مکان نے اسے چپ کرادیا۔

اس قسم کے بہت سے ایسے واقعات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان تو انسان حیوانات کے دلوں پر بھی اس کا بہت گہرا اثر پڑتا ہے۔ وہ اپنی بے خودی اور مستی کے عالم میں کھانا پینا بھول جاتے ہیں۔ گانے والے کی آواز پر اپنے آپ کو نثار کرتے ہیں۔ اور اس کے قابو میں آ جاتے ہیں۔ انسان تو اشرف المخلوقات اور سرالہی ہے۔ اس کے دل میں تو محبت اور عشق الہی ودیعت رکھی گئی ہے۔ یہ نغمہ اور سرور کے آواز سے کیسے مست نہ ہو۔ عارفان الہی جن کے دلوں میں محبت و عشق الہی کی آگ دبی ہوتی ہے۔ وہ سماع کی دیا سلائی سے بھڑک اٹھتی ہے ان کا آئینہ دل صاف و شفاف ہو جاتا ہے۔ وہ جمال بے مثال کا مشاہدہ کرنے لگتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سماع سنا اور خلفائے راشدین نے بھی سنا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اکابرین امت نے بھی سنا۔

صوفیائے متقدمین میں صرف اتنا ہی اختلاف تھا کہ بعض گانے کو مفید سلوک خیال فرماتے تھے اور بعض غیر ضروری سمجھتے تھے۔

حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس گروہ (صوفیہ) پر تین موقعوں پر خدا کی رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ اول کھانے کے وقت کیونکہ وہ فاقہ کشی کی صعوبت برداشت کرنے کے بعد کھانا کھاتے ہیں۔ دوم جب باہم مل کر ذکر الہی کرتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ اس وقت احوال صدیقین اور احوال انبیاء میں کلام کرتے ہیں۔ سوم، سماع کے وقت وہ اس کو روحانی کیفیتوں کے ساتھ سنتے ہیں۔ اور رب تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوتے ہیں۔

شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی رضی اللہ عنہ عوار المعارف شریف میں رقم فرماتے ہیں کہ سماع کی حرارت یقین کی برودت (ٹھنڈک) سے متاثر ہو کر

آنکھوں سے اشکباری کا سبب بنتی ہے۔ کبھی یہ آنسو حزن و ملال کے آنسو ہوتے ہیں۔ اور شوق بھی مزاجاً گرم ہے۔ پس جب ان صفات سے متصف سماع اس صاحب دل پر اثر آفریں ہوتا ہے۔ یقین کی برودت سی مملو اور پر ہے۔ تو اس تصادم سے آنسو ٹپکتے اور بہنے لگتے ہیں۔ (ظاہر ہے کہ حرارت اور برودت کے تصادم سے پانی ٹپکتا ہے) اور جب دل میں سماع کا نزول ہوتا ہے۔ تو وہ نزول دو طرح کا ہوتا ہے۔ اگر وہ نزول خفیف ہے تو اس کا اثر جسم پر ظاہر ہوتا ہے۔ اور جسم کے رونگھٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

تَفْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ -

”اس کلام کے اثر سے ان لوگوں کی جلدوں کے بال کھڑے ہو جاتے

ہیں جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں۔“

کبھی اس کا نزول عظیم ہوتا ہے اور اس کا اثر دماغ کے اوپر ہوتا ہے اس چیز کے مانند جو عقل کی منجر ہوتی ہے۔ اس حادث اور نئی چیز کے نزول کے اثر سے آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے ہیں۔ اور کبھی اس اثر کا نزول روح پر ہوتا ہے اور اس سے روح میں ایسا تموج اور اہتراز ہوتا ہے کہ جسمانی قالب کا دروازہ اس کے لئے تنگ ہو جاتا ہے۔ اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ روح اس دائرہ تنگ سے نکل جائے گی اور اس میں سمانا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس وقت چیخیں نکالنے لگتی ہیں اور ایک ہلچل برپا ہو جاتی ہے۔

روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب قرآن پاک کی تلاوت فرماتے تو اکثر ایسا ہوتا کہ آپ نے ایک آیت تلاوت فرمائی تو گریہ درگلو ہو جاتے (آنسوؤں سے ان کا گلا رندھ جاتا) اور اگر آپ کھڑے ہوتے تو گر پڑتے اور پھر یہ حالت ہو جاتی کہ ایک دن یا دو دن گھر سے باہر تشریف نہ لاتے یہاں تک

کہ لوگ آپ کی عیادت کے لئے حاضر ہوتے۔ اور یہ سمجھتے کہ آپ بیمار ہو گئے ہیں۔ پس سماع اللہ تعالیٰ سے جلب رحمت کا ذریعہ ہے۔

(عوارف المعارف بحیاء العلوم از امام غزالی رحمہ اللہ)

قارئین مختشم! خوش الحانی اور سریلی آواز میں گانے کو غنا کہتے ہیں۔ اور سماع سے مراد اس کلام کا سننا ہے جو خوش الحانی سے گایا جائے۔ غنا کی دو قسمیں ہیں۔ ایک بالمرزا میر یعنی آلات موسیقی کے ہمراہ گانا۔ دوسرا بلا مرزا میر یعنی بغیر ان آلات کی رفاقت کے گانا۔ موسیقی کا جو اثر انسانی فطرت پر ہوتا ہے وہ ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ اس کے زیر اثر جہاں ایک طرف انسان وجدان کی ارفع منازل تک پہنچتا ہے۔ وہاں دوسری جانب گمراہی کی اتھاہ گہرائیوں میں بھی ڈوب سکتا ہے۔ اس لیے سماع کی حرمت یا جواز مختلف مکاتب فکر اسلامیہ میں ایک متنازعہ مسئلہ رہا ہے۔ اور اس میں متعدد علمائے کرام و مشائخ عظام نے اپنی اپنی تصانیف میں اظہار خیال فرمایا ہے۔ جن میں صوفیائے کرام کے آداب سماع پر طویل بحث موجود ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ غنا و مرزا میر فی نفسہ حرام نہیں بلکہ عوارضات محرمہ کی وجہ سے حرام اور ان سے متبراہونے کی صورت میں مباح ہیں۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید، پاکیزہ اشعار اور نعتیہ کلام کے سماع کے شائق تھے اور محافل میں آپ پر جذب و شوق اور کیف و سرور کی حالت طاری ہوتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نعتیہ کلام کے سماع کے لئے باقاعدہ محفل کا اہتمام کرتے اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہما کو نعت شریف پڑھنے کا حکم فرماتے۔

”حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں حضرت حسان بن ثابت کے لئے منبر بچھواتے جس پر وہ کھڑے ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے فخر کرتے یا مدافعت کرتے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے

بے شک اللہ تعالیٰ روح القدس کے ذریعے حسان کی مدد فرماتا ہے۔ جب تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے فخر کرتے رہیں یا مدافعت کرتے رہیں۔“

(جامع ترمذی، مشکوٰۃ المصابیح)

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا کلام کس قدر عشق انگیز اور وجد آور ہوتا

تھا۔ اس کا اندازہ مندرجہ ذیل دو اشعار سے ہو سکتا ہے۔

وَأَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرْقُطْ عَيْنِي

وَأَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءَ

ترجمہ:- ”اے اللہ کے محبوب ﷺ! میری آنکھ نے آج تک آپ سے زیادہ

حسین دیکھا، نہ دیکھے گی اور کسی عورت نے آپ سے زیادہ جمیل بچہ پیدا نہیں کیا۔“

خُلِقْتَ مُبْرَأً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ

كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

ترجمہ:- ”آپ ﷺ کو ہر عیب سے پاک اور مبرا پیدا کیا ہے گویا آپ کو خود

آپ کی منشا کے مطابق پیدا کیا گیا ہے۔“

”اسی طرح حضور ﷺ قرآن مجید بھی خوش الحان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے

سماع فرماتے اور اس سے روحانی کیفیت حاصل فرماتے،۔“

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابی بن

کعب رضی اللہ عنہ نے حضور رسول مقبول ﷺ کے سامنے قرأت فرمائی۔ قرآن پاک سن

کر تمام حاضرین پر رقت طاری ہو گئی اس وقت سرور کائنات ﷺ نے صحابہ

کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ رقت کے وقت دعا کو غنیمت جانو۔ (عوارف المعارف)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے والد حضرت ابو بکر

صدیق رضی اللہ عنہ ایام منیٰ میں میرے پاس آئے۔ اس وقت انصار کی دو جوان لڑکیاں

میرے پاس دف بجا رہی تھیں اور گارہی تھیں۔ اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کپڑا اوڑھے ہوئے لیٹے تھے۔ تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان لڑکیوں کو دھمکایا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا چہرہ مبارک کھولا اور فرمایا اے ابو بکر رضی اللہ عنہ! انہیں چھوڑو اور ملامت نہ کرو کیونکہ یہ ایام منیٰ عید کے دن ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ ہر قوم کے لئے عید ہوتی ہے اور یہ ہماری عید ہے۔

(بخاری شریف، مسلم شریف)

مسند امام احمد میں روایت ہے کہ حبشی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دف بجا رہے تھے اور ناچ رہے تھے اور کہہ رہے تھے۔ رسول محمد عبد صالح۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا کہہ رہے ہو انہوں نے عرض کیا محمد عبد صالح۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نیک بندے ہیں۔ یہ حدیث اس امر پر دلالت کرتی ہے۔ کہ ناچ دیکھنا اور دف بجا کر گانا سننا جائز ہے۔ پس جب کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناچ دیکھا اور گانا اور دف سنا اور کسی کو اس سے منع نہ فرمایا تو یہ مطلقاً اس کے جواز کی دلیل ہے۔

ترمذی شریف میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے کہ ہم نے شور اور بچوں کی آوازیں سنیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے۔ دیکھا کہ ایک حبشی عورت ناچ رہی ہے۔ اور بچے اس کے چاروں طرف ہیں۔ آپ نے فرمایا عائشہ یہاں آؤ۔ دیکھو میں حاضر ہوئی اور میں نے اپنی ٹھوڑی آپ کے شانے پر رکھ دی اور سر اور شانے کے درمیان میں سے جھانکنے لگی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے رہے کہ ابھی تمہارا جی نہیں بھرا۔ ابھی تمہاری طبیعت سیر نہیں ہوئی۔ اور میں نہیں نہیں کہنے لگی۔ اتنے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ادھر آئے۔

اور لوگ اس رقصہ کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

میں شیاطین جن وانس کو دیکھتا ہوں کہ وہ عمر سے بھاگتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں پھر واپس آ گئی۔ اس مقام پر بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا شیاطین جن وانس عمر سے بھاگتے ہیں تو اس سے ثابت ہوا کہ رقص فعل شیطانی تھا۔ صاحب لمحات فرماتے ہیں۔ اگر وہ فعل شیطانی اور حرام تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں ملاحظہ فرمایا اور کیوں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دیکھایا محدثین نے اس حدیث کو حرمت رقص وغنا کے باب میں نہیں لکھا ہے بلکہ مناقب عمر میں بیان کیا ہے۔ اور مقصود صرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہیبت و رعب کو بیان کرنا ہے کہ ان سے تو شیطان تک بھی بھاگتے ہیں۔

غور فرمائیے کہ وہ ناچنے والی تو بھاگی ہی نہیں۔ آدمی بھاگ گئے تو کیا وہ سب شیطان تھے بلکہ بھاگنے والوں میں ضرور مسلمان بھی ہوں گے۔ اور اہل سنت کے نزدیک یہ مسلم امر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جتنے مسلمان حضور کی زیارت سے مشرف ہوئے اور ان کا خاتمہ ایمان پر ہوا وہ صحابی ہیں۔ اس لئے ان بھاگنے والوں کو بھی شیطان خیال نہیں کر سکتے۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی غزوہ سے واپس تشریف لائے تو ایک سیاہ رنگ کی کنیر آئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے نذر مانی تھی۔ کہ اگر خدا آپ کو صحیح و سالم واپس لائے گا تو میں آپ کے سامنے دف بجا کر گانا سناؤں گی۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو نے نذر مانی تھی تو گا اور نذر پوری کر۔ ورنہ نہیں وہ دف بجانے لگی اور گانے لگی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو وہ گاتی رہی۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو اس نے دف کو سرین کے نیچے رکھ دیا اور اس پر بیٹھ گئی

اس وقت حضور ﷺ نے فرمایا کہ عمر سے تو شیطان ڈرتا ہے۔ میں بیٹھا رہا وہ بجاتی رہی۔ ابو بکر آئے وہ بجاتی رہی۔ پھر علی آئے وہ بجاتی رہی۔ پھر عثمان آئے وہ بجاتی رہی۔ اے عمر! جب تم آئے تو اس نے دف رکھ دیا۔ یہ حدیث جامع ترمذی اور ابوداؤد شریف میں روایت کی گئی ہے۔

اس حدیث سے آنحضرت ﷺ اور خلفاء راشدین کا دف بجا کر گانا سننا ثابت ہوا اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی گانے کی نذر مانے تو یہ نذر صحیح ہے۔

اور اس کی وفا واجب ہے۔ اگر یہ نذر حرام ہوتی تو ہرگز منعقد نہ ہوتی اور نہ اس کی وفا لازم ہوتی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک بار مدینہ کے کسی راستہ میں گزر ہوا۔ اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ چند لڑکیاں دف بجا رہی ہیں اور گارہی ہیں کہ ہم بنی نجار کی لڑکیاں ہیں ہمارا حال بہت اچھا ہے کیونکہ محمد ﷺ ہمارے ہمسائے ہیں تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ خدا جانتا ہے میں تم لوگوں کو دوست رکھتا ہوں۔ یہ حدیث ابن ماجہ اور بیہقی نے دلائل النبوة میں لکھا ہے۔ کہ جب رسول خدا ﷺ غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے تو عورتوں نے یہ شعر پڑھا۔

طلع البدر علينا من ثنيات الوداع

وجب الشكر علينا ما دعا لله داع

امام غزالی رحمہ اللہ نے ان کا یہ شعر پڑھنا دف اور خوش الحانی کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنی ایک رشتہ دار لڑکی کی شادی ایک

انصاری سے کر دی۔ حضور اکرم ﷺ تشریف لائے تو پوچھا کیا اس بچی کو کوئی ہدیہ دیا ہے؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا ہاں! پھر فرمایا کیا کسی گانے والی کو بلا بھیجا ہے؟ عرض کی نہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا انصار کے ہاں رواج ہے کہ وہ غزلیں پڑھتے ہیں۔ چنانچہ اگر تم کسی کو بلا لیتی تو وہ کہتا۔ اتیناکم اتیناکم فحیونا نحییکم (کہ ہم لوگ تمہارے پاس آئے ہیں تو تم ہمیں سلام ودعا کہو ہم تمہیں کہیں گے)۔ (رسالہ قشیریہ، کشف القناع عن وجہ السماع وغیرہم)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ کہ میرے پاس ایک کنیر تھی جو مجھے کچھ گانا سنا رہی تھی۔ اسی اثناء میں سرور کائنات ﷺ تشریف لائے۔ وہ کنیر بدستور گاتی رہی۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ آئے تو وہ کنیر دیکھ کر بھاگ گئی اس پر رسول اللہ ﷺ نے تبسم فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے کس بات پر تبسم فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی کنیر کے گانے کا واقعہ بتایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں اس وقت تک یہاں سے نہیں ہٹوں گا جب تک میں وہ نہ سن لوں جو کچھ اللہ کے رسول ﷺ نے سماعت فرمایا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے اس لونڈی کو حکم دیا اس نے وہی گانا سنایا۔ (عوارف المعارف)

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹوں کا ختنہ کیا تو قوالوں (گانے والوں) کو بلایا اور راگ سنا اور ان کو پانچ درہم دیئے۔ (کشف القناع عن وجہ السماع بحوالہ بستان العارفین)

اس روایت سے دو باتیں ثابت ہوئیں ایک تو یہ کہ آپ نے گانا سنا۔ دوسری یہ بات کہ قوالوں کو گانے کی اجرت دینا درست ہے۔ کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے قوالوں کو اجرت دی اگر ناجائز ہوتا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ جواً ایک جلیل القدر صحابی ہیں ناجائز فعل کے کب مرتکب ہوتے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک روز راستہ میں تشریف لے جا رہے تھے۔ کہ آپ نے مزامیر کی آواز سنی اور فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ جواب دیا گیا کہ ختنہ کی تقریب ہے۔ آپ نے جواب سن کر خاموشی اختیار فرمائی اور منع نہ فرمایا۔ اس سے ثابت ہوا کہ گانا اور مزامیر کے ساتھ سننا مطلقاً حرام نہیں ہے۔ اگر حرام ہوتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ ضرور منع فرماتے۔

ماوردی حضرت معاویہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم سے حکایت کرتے ہیں۔ کہ ان دونوں نے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کے پاس عود کے ساتھ گانا سنا اور عبداللہ بن جعفر اپنی لونڈیوں سے تار والے باجے کے ساتھ گانا سنا کرتے تھے۔ اور اس وقت حضرت مولائے کائنات سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم حیات تھے۔ کسی نے بھی عبداللہ بن جعفر کے اس فعل پر انکار نہیں کیا۔ قاضی محمد بن علی یمنی شوکانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن جعفر غناء کو جائز سمجھتے تھے۔

حضرت ابوطالب مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شعبہ (جو بڑے محدث تھے) نے منہال کے گھر طنبورہ کے ساتھ گانا سنا۔

ابوالفرج اصفہانی نقل کرتے ہیں کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بھی گانا مزامیر کے ساتھ سنا ہے۔

حضرت علامہ شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق تصنیف ”مدارج النبوت“ ج ۱ اول میں فرماتے ہیں۔ کہ حضرت سعید بن المسیب جو کہ افضل تابعی تھے۔ اور تقویٰ اور پرہیزگاری میں ضرب المثل تھے غناء سنتے اور اس کے سماع سے لطف اندوز ہوتے تھے۔ اسی طرح حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر اور قاضی شریح رضی اللہ عنہم جلالت شان اور کبرئنی کے باوجود باندیوں سے غناء سنا کرتے تھے۔ اور حضرت سعید بن جبیر جو کہ اعظم تابعین سے تھے باندیوں سے سنتے تھے

جو گاتی اور دف بجاتی تھیں۔ اسی طرح عبدالملک بن جریج جو کہ علماء و حفاظ اور فقہاء و عباد میں سے تھے۔ جن کی عدالت و جلالت پر اجماع ہے۔ وہ غناء کو سنتے اور قواعد موسیقی سے واقف تھے۔ اور ابراہیم بن سعد وہ شخص تھے جو فقہ اور روایت میں امام عصر تھے۔ وہ طلباء کو حدیث اس وقت تک نہ سنا تے جب تک کہ انہیں غناء نہ سنواتے اور انہوں نے ہارون رشید کی محفل میں غناء کی حلت کا فتویٰ دیا۔ ان سے لوگوں نے امام مالک کا احوال دریافت کیا تو فرمایا مجھے معلوم ہوا ہے کہ یربوع کے قبیلے میں ان کی دعوت تھی۔ اور اس قبیلے کے لوگوں کے پاس بربط وغیرہ ساز تھے۔ جو گاتے اور اس سے کرتب دکھاتے تھے۔ اور امام مالک کے پاس چکور دف تھا جسے بجایا جاتا اور گایا جاتا تھا۔

اکابرین امت نے یہ حکایت نقل کی ہے کہ لوگوں نے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے غناء کا مسئلہ پوچھا تو دونوں نے فرمایا غناء نہ کبار (کبیرہ گناہ) میں سے ہے نہ صغار (صغیرہ گناہ) میں سے ہے۔

منقول ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ہمسایہ تھا جو ہمیشہ رات کو اٹھ کر گاتا بجاتا تھا۔ اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اس کے غناء پر کان دھرتے تھے۔ ایک رات اس کی آواز نہ سنی تو اس کے گھر والوں سے پوچھا کیا بات ہے؟ آج رات اس کی آواز نہیں آ رہی تھی۔ بتایا گیا کہ آج رات وہ باہر نکلا تو سپاہیوں نے پکڑ کر جیل میں ڈال دیا اس کے بعد امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا عمامہ باندھا اور امیر کے پاس تشریف لے گئے اور اسکے چھرانے کی سفارش کی۔ امیر نے پوچھا اس کا نام کیا ہے۔ فرمایا عمر ہے اس پر امیر نے عمر نام کے تمام قیدیوں کو چھوڑ دیا۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص سے فرمایا رات کو تو جو کچھ کرتا ہے کیا کر۔ تو ثابت ہوا کہ

امام صاحب کا اس کے غناء پر کان رکھنا اور اسے منع نہ فرمانا ان کے نزدیک غنا اور اس کے سماع کے مباح ہونے پر دلالت ہے اور اس کے برعکس حکم کو اس غنا پر محمول کرتے ہیں جو فحش کلامی پر مبنی ہے۔

ایک دن حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے غنا کا مسئلہ بیان کیا گیا تو انہوں نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پڑوسی کے غناء کا قصہ بیان کیا۔

حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ وہ اکثر ہارون رشید کی محفل میں ہوتے تھے۔ اور اس کی مجلس میں غنا ہوتا تھا۔ تو آپ سنتے اور اثر پذیر ہوتے تھے۔ (مدارج النبوت جلد اول صفحہ ۵۴۱ وغیر ہم)

حضرت شیخ محقق علامہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ابو العباس فرغانی روایت کرتے ہیں کہ میں نے صالح بن امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں سماع کو پسند کرتا تھا اور میرے والد ناخوش جانتے تھے۔ تو میں نے ابن حنادہ سے وعدہ لیا کہ ایک رات تم میرے ہاں رہو۔ تو وہ میرے ہاں رہا۔ جب میں نے اطمینان کر لیا کہ میرے والد سو گئے ہیں تو ابن حنادہ نے گانا شروع کیا اتنے میں میں نے چھت پر چلنے کی آواز سنی تو میں نے چھت پر جا کر دیکھا کہ میرے والد چھت پر چادر لپیٹے گانا سن رہے ہیں۔ اور آہستہ آہستہ ٹہل رہے ہیں۔ گویا کہ وجد کی کیفیت میں ہیں۔ اسی قصہ کی مانند عبداللہ بن امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے بھی منقول ہے۔ اور یہ دلالت کرتا ہے کہ ان کے نزدیک سماع مباح ہے۔ اور اس کے برعکس جو ان کا قول منقول ہے وہ غنائے مذموم پر محمول ہے جو فحش و منکر پر مبنی ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے قوالی کو اپنے مرزند صالح کے پاس سنا اور انکار نہ کیا۔ اس پر ان کے صاحبزادے نے عرض کیا اے پدر بزرگوار! کیا آپ اس کا انکار نہ فرماتے اور

مکروہ نہ جانتے تھے۔ آپ نے فرمایا مجھے ایسی خبر دی گئی ہے کہ اس کے ساتھ منکرات کا استعمال کرتے ہیں۔

کشف القناع عن وجه السماع میں درج ہے کہ شیخ عبدالرحمن مسلمی استاد کے ساتھ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے راگ کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ کچھ اندیشہ نہیں۔ جب تک اس کے ساتھ شراب نہ ہو۔ حضرت ابن عمر کا یہ ارشاد کہ جب اس کے ساتھ شراب نہ ہو راگ درست ہے۔ صاف بتا رہا ہے کہ آپ نے حرمت غناء کو شراب کے ساتھ مقید کیا ہے۔ جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ جلسہ کیا کرتے۔ عورتیں جلسہ میں آکر گاتیں اور ناچتی تھیں۔ کباب و شراب کا بھی دور چلتا تھا۔ اس قسم کا گانا مزامیر کے ساتھ ہو یا بغیر مزامیر مطلقاً حرام ہے۔

استاد ابوالمنصور بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان کے مذہب میں سماع کی اباحت (جائز رکھا) ہے۔ اس شرط کے ساتھ کہ مرد، مرد سے یا باندی سے یا بیوی سے یا اس عورت سے جس پر نظر ڈالنا حلال ہے اس کی آواز سے یا تو اپنے گھر میں سنے یا اپنے مخصوص دوستوں کے گھر میں سنے اور سہراہ اسے نہ سنے اور کوئی خلاف شرع، منکر، چیز کو سماع میں شامل نہ کرے اور اس کے سبب نماز کے اوقات کو ضائع نہ کرے۔

مدارج النبوت میں اور دیگر کتب ہائے تصوف میں لکھا ہے۔ ابومنصور بغدادی، یونس بن عبدالاعلیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ایسی مجلس میں شریک ہونے کے لئے بلایا جس میں ایک شخص گاربا تھا۔ جب گانا ختم ہوا تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کیا تمہیں پسند آیا میں نے کہا نہیں۔ فرمایا اگر تم ٹھیک کہتے ہو تو تمہاری حس صحیح نہیں ہے۔ مطلب یہ کہ غنا کو پسند کرنا

سلامتی حس وطبع کی علامت ہے۔ اور اسے ناپسند کرنا طبیعت کی کجی اور حس کی کمی کا نشان ہے۔ امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ روایتیں جن کے الفاظ غنا کی تغلیط (غلطی کی طرف منسوب کرنا) پر دلالت رکھتے ہیں وہ فحش یا منکر کلام پر محمول ہیں۔ سماع کے حرام ہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے۔

الحمد للہ تعالیٰ احادیث مبارکہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دستور العمل سے ائمہ اربعہ کے قول و فعل اور فقہاء کی عبارات سے ثابت ہوا کہ غناء حلال بلکہ مستحب ہے اب بندہ ناچیز افعال و اقوال اولیاء پیش کر رہا ہے اس کے بعد آلات موسیقی کے بارے عرض گزار ہوگا۔

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سماع حق کا فیضان ہے جو دلوں کو حق کی طرف راغب کرتا ہے۔ پس جس نے حقیقی معنوں میں سنا اس نے راہِ حق کو پایا اور جس نے خواہش نفسی سے سنا وہ بے دین ہو گیا۔

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ”سماع کا ظاہر فتنہ ہے۔ اور باطن عبرت جو اہل اشارہ ہے۔ اور اشارات کو پہچانتا ہے۔ اس کے لئے سماع عبرت حلال ہے ورنہ طلب فتنہ ہے۔ اور مصیبت کا سامنا کرنا یعنی جس کا دل پوری طرح قول حق میں محو نہیں اس کے لئے سماع محفل آفت اور آزمائش ہے۔

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کشف المحجوب میں لکھتے ہیں کہ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ بھیدوں کے پیدا کرنے کا نام سماع ہے جو دراصل باطن میں پوشیدہ ہیں۔

سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء فرماتے ہیں کہ سماع کی چار قسمیں ہیں۔

حلال، حرام، مکروہ اور مباح

- ۱۔ اگر میلانِ طبع بالکل حق کی طرف ہے تو حلال ہے۔
- ۲۔ اگر دل کا میل بالکل مجاز کی طرف ہے تو حرام ہے۔
- ۳۔ اگر میلانِ طبیعت مجاز کی طرف بیشتر ہے تو مکروہ ہے۔
- ۴۔ اگر زیادہ میل حق کی طرف ہے تو مباح ہے۔

(سیر الاولیاء، تاریخ مشائخ چشت)

شیخ العالم فرید الحق والدین رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے ایک دفعہ سماع کی حرمت و حلت میں جو قدیم سے علماء میں اختلاف چلا آتا ہے مذکور ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا سبحان اللہ! ایک شخص جل کر خاکستر ہو گیا اور دوسرا ہنوز اختلاف کی دلدل میں پھنسا ہوا ہے۔ نیز آپ سے منقول ہے کہ سماع ایک ایسی موزوں اور مناسب آواز ہے جو سننے والوں کے دلوں کو جنبش میں لاتی ہے اور مشتاقوں کے سینوں میں آگ بھڑکاتی ہے۔

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سماع خدا کی رحمت کو لاتا ہے۔ خواجہ خواجگان بہاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ سماع کے بارے میں فرماتے ہیں۔

”نہ انکار میکنم نہ این کارمی کنم“

چونکہ سماع کی حرمت آپ کے نزدیک ثابت نہ تھی اس لئے فرمایا میں اس سے انکار نہیں کرتا اگر گانے کو حرام سمجھتے تو ضرور خود انکار فرماتے اور دوسروں کو اس سے روکتے۔

حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ سماع سے رقت قلب پیدا ہوتی ہے۔ اور رقت رحمت کو کھینچتی ہے۔ پس جو چیز موجب رحمت ہو وہ کیونکر حرام ہوگی۔

حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سماع وردِ الہی ہے جس نے اس کو عشق الہی میں سنا وہ حق تک پہنچ گیا۔ اور جس نے اسے نفسانی خواہش کے لئے سنا وہ بے دین ہو گیا۔

میرے پیرو پیشوا قبلہ و کعبہ حضرت خواجہ صوفی اللہ رکھا شاہ قلندر بے ریا و باصفا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

(۱) اگر سماع (قوالی) کو با وضو ہو کر عشق کو تازہ کرنے کے لئے سنو تو ثواب ہے فائدہ ہے، اور اگر موسیقی اور ساز کا مزہ حاصل کرنے کے لئے سنو تو گناہ ہے۔ غلط ہے بلکہ نقصان ہے کیونکہ اس سے فنا و بقاء کا سبق ملتا ہے۔

(۲) وجد و رقص میں تصور شیخ کو پختہ کرو پھر کامل بنو گے۔

(۳) میری تو غذا ہی قوالی ہے اور یہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی عطا ہے۔

کسی شخص نے ابوالحسن بن سالم رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ آپ سماع کا انکار کس طرح کرتے ہیں۔ جب کہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ اسے سنا کرتے تھے۔ تو آپ نے جواب دیا کہ میں سماع کا انکار کس طرح کر سکتا ہوں جب کہ اسے اس شخص نے جائز رکھا ہے اور سنا ہے جو مجھ سے بہتر ہے۔ (عوارف المعارف)

حضرت ابو ذر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے مشائخ کے واسطوں سے محمد بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول سنا ہے کہ سماع کا سامع حجاب اور تجلی (مشاہدہ) کے بین بین ہوتا ہے۔ حجاب سے اس کے اندر سوز پیدا ہوتا ہے اور تجلی سے مزید نور پیدا ہوتا ہے۔

شیخ ابو عبد الرحمن سلمی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ میں نے اپنے جد محترم سے سنا

کہ وہ فرماتے تھے کہ مستمع (صاحب سماع) کو چاہیے کہ وہ دل (کے کانوں) سے سنئے۔ اور نفس اس کا مردہ ہو۔

حضرت خواجہ ممشاد علودینوری رحمۃ اللہ علیہ اکثر سماع سنتے تھے اور مجالس سماع منعقد کرتے تھے۔ مجلس سماع کی ابتداء تلاوت قرآن سے کرتے تھے۔ اور آخر میں بھی قرآن پڑھتے تھے۔ ایک دن آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی آپ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سماع کی کس چیز سے آپ کو انکار ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مانکرہ بشیء مجھے اس کی چیز سے انکار نہیں ہے۔ لیکن اہل سماع سے کہہ دو کہ مجلس سماع کا آغاز قرآن سے کیا کریں۔ اس روز سے آپ ہمیشہ اسی پر عمل کرتے۔ (اقتباس الانوار)

حضرت خواجہ ابو احمد ابدال چشتی رحمۃ اللہ علیہ سماع میں بہت غلو فرماتے تھے۔ اور ہر وقت سماع میں مشغول رہتے تھے۔ حالت سماع میں جس شخص پر آپ کی نظر پڑتی صاحب کرامت ہو جاتا تھا اور جو کافر آپ کی خدمت میں آتا تھا مسلمان ہو جاتا تھا۔ جس مریض پر آپ کی نگاہ پڑتی اسی وقت تندرست ہو جاتا تھا۔ حالت سماع میں نور ساطع (چمکنے والا) آپ کی جبیں مبارک سے اس قدر ظاہر ہوتا تھا کہ اسکی روشنی آسمان تک پہنچ جاتی تھی۔ (اقتباس الانوار)

حضرت خواجہ خواجگان قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ مجلس سماع میں تشریف فرما تھے کہ قوال نے جب غزل شروع کی اور اس مضمون پر پہنچا۔

کشتگانِ خنجر تسلیم را ہر زماں از غیب جانے دیگر است
عاشقانِ خواجگانِ چہشت را از سر قدم تا سر نشانے دیگر است
تو خواجہ صاحب کے دل میں عشق الہی کی آگ بھڑک اٹھی کیفیت خاص
کے ساتھ آپ کی روح مبارک اپنے مطلوب حقیقی سے جا ملی۔ کثرت سے ایسی

مثالیں ملیں گی کہ حالت سماع میں عاشقانِ الہی کے دلوں میں جو عشق و محبت دہلی ہوتی ہے بھڑک اٹھتی ہے وہ اپنی جان دے دیتے ہیں۔ اقتباس الانوار میں میر سید محمد جعفر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب بحر المعانی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ حضرت خواجہ غریب نواز معین الحق والدین معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے باطنی طور پر سماع بالمزامیر کی اجازت حاصل کی تھی۔ کیونکہ اہل ہند بہ لحاظ طبع و تہذیب اس کی طرف راغب تھے۔ چنانچہ ان کے سامنے اسلام کی پیش کش انہی کے انداز میں کرنے سے بہت سرعت سے کامیابی ہوئی۔

برادران اسلام! ان تمام اقوال و افعال سے ثابت ہوا کہ محفل سماع کا اہتمام کرنا جائز اور مبارک عمل ہے۔ میرے شیخ کامل فرماتے ہیں کہ محفل میں نہایت ادب کے ساتھ بیٹھا جائے کیونکہ یہ اکابرین اولیاء و صوفیاء کا محبوب عمل ہے۔

حضرت خواجہ ابوسعید ابوالخیر فرماتے ہیں کہ درویش بوقت سماع جب وجد میں آ کر ہاتھ مارتا ہے تو جو شہوت ہاتھ میں ہوتی ہے نکل جاتی ہے۔ اور جب زمین پر پاؤں مارتا ہے تو جو شہوت دل میں ہوتی ہے باہر ہو جاتی ہے۔

حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ نے ایک شعر کسی سے سنا تو ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر اس قدر مارا کہ انگلیوں سے خون کے قطرے ٹپکنے لگے۔

غرض یہ کہ اہل سماع اپنی کیفیت میں ایک دوسرے سے متفاوت (متضاد) ہیں۔ بعض لوگ ایسے ہیں جن کو حالت سماع میں خوف و اندوہ شوق غالب ہوتا ہے تو ان کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ آہ و بکا کرتے ہیں۔ نعرے لگاتے ہیں کپڑے پھاڑتے ہیں۔ دیوانہ وار مضطرب ہوتے ہیں۔ اور بعض ایسے ہیں کہ ان پر خوشی اور فرحت اور امید غالب ہوتی ہے وہ حالت سماع میں خوش ہوتے ہیں

رقص کرتے ہیں تالیاں بجاتے ہیں۔

وجد کی تعریف میں صوفیہ اور حکماء کی مختلف آراء و ارشادات ہیں۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ حق کی طرف سے وارد ہے۔ جو قلوب کو حق کی طرف کھینچتا ہے اور بعض صوفیہ نے ہر اس کیفیت کو جو سماع میں پیدا ہو وجد کا نام دیا ہے۔ عمر بن عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عبارت کیفیت کو بیان ہی نہیں کر سکتی۔ اس لئے کہ وہ خدا تعالیٰ کا ایک راز ہے۔ بعض حکماء کا قول ہے کہ فکر جس طرح علم کو معلوم کی طرف کھینچتی ہے۔ اسی طرح نغمہ قلب کو عالم روحانی کی طرف کھینچتا ہے۔ امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وجد اس حالت کو کہتے ہیں جو سماع سے پیدا ہوتی ہے اور سننے والا اس کو اپنے اندر محسوس کرتا ہے۔ شیخ العالم حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ سماع میں بے ہوشی کا سبب کیا ہے۔ فرمایا کہ یہ روز میثاق اس بے ہوشی کا اثر ہے اور نشان معرفت ہے۔ جس نے روز میثاق ندائے الست بر بکم کی لذت اٹھائی تھی۔ اس عالم میں بھی نغمے کی آواز سے اس کو یاد کر کے مست اور وصال و مشاہدہ محبوب حقیقی کو ذوق و شوق سے مضطرب ہو جاتا ہے۔ اور جس نے اس عالم میں لذت نہیں اٹھائی تھی وہ اس عالم میں بھی بے بہرہ ہے۔

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ وغیر ہم نے لکھا ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم، حضرت زید اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہم اور اولیاء میں سے حضرت معروف رضی اللہ عنہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ اور اکثر خواجگان چشت وغیر ہم پر ایسے حالات طاری ہوئے ہیں۔ اور ان کا سماع و وجد ثابت

ہے۔ جو لوگ اہل وجد پر اعتراض کرتے ہیں ان کا ہنسنا ایسا ہے جیسا جہلا کا اہل علم پر اور اہل عقل کا اہل عشق پر۔ اس لئے کہ ان میں وہ جذبات کا لعدم ہیں اور وہ اس لذت سے ناواقف اور معذور ہیں۔

مسند امام احمد میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں اور جعفر اور زید حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے جعفر سے فرمایا کہ تو سیرت اور صورت میں ہمارے مشابہ ہے۔ وہ اسی خوشی میں (نخل) رقص کرنے لگے۔ اور زید سے فرمایا کہ تو میرا بھائی اور مددگار ہے تو وہ بھی خوشی کے مارے (نخل) ناچنے لگے۔ اور مجھ سے فرمایا کہ تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں اس پر میں نے بھی نخل کیا اور نخل ایک خاص ناچ ہے۔ اس روایت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا رقص کرنا ثابت ہوتا ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خبر ہوئی کہ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ اپنا بہت وقت گانا سننے میں صرف کرتے ہیں۔ تو انہوں نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے کہا اٹھو ان کے پاس چلو۔ اس لئے کہ ان کی بزرگی پر ان کی ہوائے نفسانی غالب ہو گئی ہے۔ دونوں رات کو ان کے پاس آئے۔ عبداللہ نے گانے والیوں کو سکوت کا حکم دیا اور ان کو بلا لیا۔ جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بیٹھے تو کہا کہ اے عبداللہ ان کو گانے کا حکم دو۔ وہ گانے لگیں اور حضرت معاویہ تخت پر بیٹھے ہوئے سر اور پاؤں ہلانے لگے۔ اس پر عمرو بن العاص بولے تم ان کو روکنے آئے تھے اب وہ تم سے بہتر حالت میں ہیں۔ وہ بولے کہ چپ ہو جا اے عمرو کریم آدمی طرب کرنے والا ہوتا ہے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بڑے صحابیوں میں سے تھے۔ اور کاتب وحی رسول اللہ اور



صحابہ کی پیروی حصول ہدایت کا سبب ہے۔ جیسا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اصحاب ستاروں کے مثل ہیں۔ جس کی پیروی کرو گے ہدایت حاصل کرو گے۔

حضرت ابوالخیب ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مروی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے سلیمنہ کا استقبال رقص کر کے فرمایا۔ آپ کی بیوی نے کہا کہ آپ نبی ہو کر رقص فرماتے ہیں۔ آپ نے کہا تو میرے دل پر حکومت کرتی ہے جا تجھ کو طلاق ہے۔ سلیمنہ ایک چیز تھی۔ جس کے دوسرے دو بازو تھے۔ اور اس کا چہرہ انسان کی طرح تھا۔ منکرین چونکہ عشق و محبت کی راہ سے نابلد ہیں۔ اس لئے ان کا انکار ہو جائے تعجب نہیں۔

حضرت مخدوم الملک شرف الدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھا۔ جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشارت ہو کہ آپ کی امت کے فقراء اغنیاء سے پانچ سو برس پہلے بہشت میں جائیں گے۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس بشارت کو سن کر خوش ہوئے اور فرمایا کہ کوئی آدمی ایسا ہے جو شعر پڑھے ایک بدوی نے کہا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو بلاؤ۔ اسی وقت اس نے یہ اشعار پڑھے۔

لقد لسعت حبة الهوى كبدى فلا طيب لهما ولا راقى

الا الحبيب الذى شغفت به فعنده رقتى وترى اقسى

ترجمہ:- محبت کے سانپ نے میرے قلب و جگر کو ڈس لیا ہے نہ اس کا

کوئی معالج ہے اور نہ جھاڑ پھونک کرنے والا ہے۔ مگر وہاں ہمارا محبوب جس کے

ساتھ مجھے عشق ہے وہ البتہ اس کے دو اور جھاڑ پھونک جانتا ہے۔

پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے وجد فرمایا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وجد کیا۔ یہاں تک کہ چادر مبارک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوش اطہر سے گر پڑی۔ جب سکون ہوا اور سب لوگ اپنی جگہ پر آگئے تو معاویہ بن ابی سفیان نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کھیل کیا اچھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاویہ دور ہو وہ کریم نہیں جو دوست کے ذکر سننے سے جنبش میں نہ آ جاوے۔ بعدہ ردائے مبارک چار سو ٹکڑے ہو کر حاضرین میں تقسیم ہوئی۔

اے برادر پر وقار! صاحبانِ حال و وجد کو برا بھلا نہ کہا جائے اور نہ ہی ان کی شان میں گستاخانہ الفاظ استعمال کئے جائیں۔ اور یہ کہنا بھی غلط ہے کہ آج کل کے درویش تکلف اور بناوٹ سے وجد کرتے ہیں۔ قدیم سے سنت مشائخ عظام ہے کہ صاحبِ حال کی تعظیم و تکریم کو کھڑے ہو جاتے ہیں۔ امام محمد غزالی رحمہ اللہ نے بھی یہی فرمایا ہے۔ جو بیٹھا ہے وہ شقی ہے غیرت اولیاء سے شامت عظیم میں گرفتار ہوگا۔

بعض لوگوں کا اکثر یہ سوال رہتا ہے کہ جو قوالی آج کے دور میں عام ہے یہ غلط ہے لہذا قوالی سننا ہی ناجائز فعل ہے۔

تو دوستو! بندہ ناچیز آپ سے عرض گزار ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں سے قیامت تک ایک جماعت حق پر قائم رہے گی اس لئے سب مسلمانوں کو برا سمجھ کر یہ خیال کر لینا کہ کوئی بھی سماع اور وجد کے قابل نہیں ہے یہ غلط ہے۔ دیکھو ہزار ہا مساجد ایسی ہیں جہاں دہشت گردی کے تحت مسلمانوں کا خون بہایا جاتا ہے۔ تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ مسجد میں نماز ادا

کرنا ہی چھوڑ دیا جائے اور مساجد کو بند کر دیا جائے۔ بلکہ اس کا حل یہ ہے کہ اس قبیح جرم کو ختم کیا جائے۔ اس طرح قوالی کا مسئلہ بھی ہے کہ لوگوں کو چاہیے کہ قوالی صوفیائے کرام کی بتائے ہوئے طریقہ کار کے مطابق اصول و ضوابط کی پابندی کرتے ہوئے سنی جائے۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ آج کل جو ساز بجائے جاتے ہیں یہ حرام ہیں تو ان سے گزارش ہے۔

جو آلات آج کل سماع میں مروج ہیں ان میں ایک ڈھولک ہے۔ جو مجموعہ دودفوں کا ہے جس کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہا سنا ہے اور وہ ایک مباح ہے حرام ہونے کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ دوسرا سہ تار (ستار) ہے جو غالباً عود کے مشابہ ہے جس کو حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما جو بھتیجے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے تھے۔ وہ اس کو سنا کرتے تھے۔ پس وہ بھی حرام نہیں ہو سکتا۔ تیسرا طبلہ ہے جو عین طبل ہے اور ہمیشہ غازیوں کے ہمراہ رہا کرتا تھا۔ وہ بھی حرام نہیں رہا۔

امام محمد غزالی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ڈھول طبلہ اور ہر بلجہ جائز ہے۔ سوائے ان باجوں کے جن کے شرابی عادی ہوں۔ اور وہ ناجائز ہیں اور مزار عراقی، عود، چنگ، رباب، بربط وغیرہ ہیں۔ یہ اس لئے ناجائز نہیں کہ ان میں لذت ہے۔ اگر یہ ہوتا تو ہر وہ شے ناجائز ہوتی جس میں لذت ہو۔ بلکہ ان باجوں کو اگر کوئی اس طرح بجائے کہ لذت حاصل نہ ہو تو بھی ناجائز ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ جب شراب حرام کی گئی تو اسکی عادت جو لوگوں کو پڑی ہوئی تھی اس بات کی مقننی ہوئی کہ لوگوں سے اس کو چھڑانے میں مبالغہ کیا جائے۔ شروع میں اس مبالغہ کی انتہا یہاں تک ہوئی کہ جو برتن شراب کے لئے مخصوص تھے توڑ دیئے

گئے۔ اور مزفت، مجتہم، نقیر (شراب کے مخصوص برتنوں)

میں نبیذ بنانے کی بھی ممانعت کر دی گئی۔ اور ہر وہ چیز حرام کر دی گئی جو شرابیوں کا شعار تھی۔ مثلاً اوتار، بربط، مزار عراقی وغیرہ اور ان کی حرمت شراب کے تابع ہونے کے سبب سے تھی۔ جیسے کہ اجنبی عورت کیساتھ اکیلا ہونا ممنوع ہے اس لئے کہ اس میں جماع کا خوف ہے۔

قارئین مکرم! امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے چند بابے مثلاً چنگ، رباب، بربط کے ناجائز ہونے کی یہ وجہ تحریر فرمائی کہ ان سے شراب کی محفلیں یاد آتی تھیں۔ اس لئے حرام کر دیئے گئے تھے۔ اس وقت یہ سوال ہو سکتا ہے کہ آج کل اگر ان باجوں سے شراب کی محفلیں یاد نہ آئیں تو ان کے ناجائز ہونے کا کوئی سبب نہیں دوسرے یہ کہ جس وقت مزامیر و اتار شراب کی وجہ سے ناجائز اور حرام کئے گئے تھے اسی وقت اور اسی روز سے شراب کے برتن بھی حرام کئے گئے تھے۔ اور جب سبب حرمت موجود نہ ہونے کے سبب سے ان برتنوں میں حرج نہیں بلکہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ہی کھانا پینا جائز ہو گیا تھا۔ تو کوئی وجہ نہیں مزامیر ناجائز رہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ”پس اچھی اور لے دار اور موزوں ہونے کی وجہ سے آوازوں کا سننا جائز ہے اور حرام ہونا محال ہے“ کوئی نہیں کہتا کہ بلبل قمری طیور کی آوازیں سننا حرام ہے۔ جب جانوروں کی آوازیں سننا جائز ہے تو ایسی آواز کا سننا کسی طرح ناجائز اور حرام ہو سکتا ہے۔ جس سے معافی لطیف اور صحیح سمجھ میں آتے ہیں۔“

اچھی آوازیں اپنے مخارج کے اعتبار سے تین ہیں۔ (۱) انسان کی آواز (۲) جانوروں کی آواز پر پرندوں کے چہچہے (۳) وہ آواز جو بے جان چیزوں سے

آدمی کے اختیار سے نکلتی ہے۔ یہ آوازیں ایسی ہیں کہ اچھی ہونے کے علاوہ عموماً اتار چڑھاؤ سے موزوں ہیں۔ اسی لئے ان کو سننا اچھا معلوم ہوتا ہے۔ محسوسات اور مرکبات میں تمام آوازوں کی اصل جانداروں کے گلے ہیں تمام باجے گلوں کی آواز پر بنائے گئے ہیں۔ ظاہر ہے جو باجہ گلے سے زیادہ مشابہ ہوتا ہے وہی زیادہ مکمل سمجھا جاتا ہے۔

عبدفقیر اس بحث کو مکمل کرتا ہے۔ مختصر نکتہ عرض کر دیا ہے۔ جو کہ اہل ذوق و عشق کے لئے موثر ترین ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھیں جیسے زرخیز زمین میں بیج بونے کے بعد بروقت بارش ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق مرحمت فرمائے۔

اب میں چاہتا ہوں کہ تھوڑے سے آداب سماع بھی عرض کر دیئے جائیں جو کہ میں بالخصوص اپنے پیر بھائیوں کے لئے پیش کر رہا ہوں کیونکہ طریقت میں آداب کی پابندی پر بہت زور دیا گیا ہے۔

آداب سماع:

بزرگانِ چشت اہل بہشت کا ارشاد عالی شان ہے۔ کہ سماع زمان، مکان و اخوان کے ساتھ ہو۔ زمان سے مراد یہ ہے کہ جن اوقات میں سماع سنا جائے ان میں کوئی طبعی یا شرعی حاجت نہ ہو۔ مکان سے مراد یہ ہے کہ شارع نہ ہو عام نہ ہو بلکہ پرسکون مقام ہو اور اخوان سے مراد یہ ہے کہ اپنے ہم مذاق و ہم صحبت و ہم اعتقاد آدمی ہوں۔

سماع سننے والے اور سنانے والے با وضو ہوں۔ ننگے سر نہ ہوں۔ لباس پاک و صاف ہوں۔ صاحب مسند (شیخ) کے دونوں طرف لوگ بیٹھیں اور شیخ کے

سامنے قوال بیٹھیں۔ محفل کی ابتداء تلاوتِ کلام پاک سے کی جائے۔ کلام کی ترتیب ہو یعنی اول حمد و نعت محفل میں تکیہ کی ٹیک اور پاؤں پھیلا کر نہ بیٹھا جائے۔ سامعین و حاضرین نظر اپنے شیخ پر رکھیں۔ قوالوں کی نظر بھی سامنے صاحبِ مسند پہ ہو۔ قوال کا کلام پوری توجہ کے ساتھ سنا جائے۔ سماع کو کھیل تماشہ نہ بنایا جائے۔ کلام کو اپنے اوپر وارد کرے۔ اگر حاضرین میں کوئی وجد کی وجہ سے کھڑا ہو تو اس کی موافقت میں کھڑے ہونا چاہیے۔ اگر دیر سے محفل میں آئیں تو جہاں جگہ ملے وہاں بیٹھ جانا چاہیے۔ قوال اور حاضرین برابر بیٹھیں قوالوں کے لئے بلند اسٹیج نہ بنایا جائے۔ کلام عارفانہ اور عاشقانہ پڑھے جائیں۔

باب دوم

شیخ الاکمل حضرت قبلہ عالم شہنشاہ

ساہو چک شریف کے پیرانِ عظام

(۱) امیر ملت حضرت الحاج حافظ پیر سید جماعت علی شاہ محدث

علی پوری رحمۃ اللہ علیہ

(۲) حضرت الحاج خواجہ مولوی محمد حفیظ اللہ رحمۃ اللہ علیہ بڑیلہ شریف

(۳) حضرت الحاج خواجہ صوفی نقیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ نقیب آباد شریف

(۴) سلطان الفقراء حضرت سخی بابا رحمت علی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ

گوجرانوالہ شریف

بندۂ ناچیر موثر ترین سمجھتا ہے کہ اُن اولیائے کاملین کے حالات و واقعات بھی مختصراً اس مجموعہ حقیقت میں تحریر کئے جائیں جن سے ہمارے پیرو مرشد رحمۃ اللہ علیہ کو اسنادِ خلافت و شجرۂ ہائے طریقت عطا ہوئے اور جن کے اتصال سے فیضِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم و فیوضاتِ سلاسلِ اربعہ بالخصوص فیضانِ غوثِ الاعظم حاصل ہوئے۔

ابوالعرب امیر ملت حضرت الحاج الحافظ

پیر سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ محدث علی پوری:

حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۱۸۳۰ء تا ۱۸۴۰ء کے درمیانی عرصہ میں حضرت سید کریم شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے گھر میں پیدا ہوئے۔ آپ کا شجرہ نسب ۳۸ واسطوں سے رسول اکرم نور مجسم احمد مختار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ اس طرح آپ نجیب الطرفین ہیں۔ آپ کے آباؤ اجداد سب کے سب مومن و متقی صالح و برگزیدہ حیثیت کے حامل تھے۔ آپ کا اسم گرامی سید جماعت علی رکھا گیا۔ لیکن آپ کو سنوسی ہند، ابوالعرب، اور امیر ملت جیسے مشہور القابات سے ہی زیادہ پکارا جاتا ہے۔ آپ کو آپ کے والد گرامی نے چار سال چار ماہ چار دن کی عمر مبارک میں ابتدائی تعلیم کے لئے مسجد میں بھیج دیا۔ اور آپ نے سب سے پہلے حضرت حافظ شہاب الدین صاحب سے قرآن مجید حفظ کیا۔ اس کے بعد آپ نے لاہور، سہارنپور، کانپور، لکھنؤ اور گنجان مراد آباد جیسے دور دراز مقامات پر جا کر تحصیل علم فرمائی اور مشکلات سفر کو سہل جانا اور یہ تمام سفر پیدل یا گھوڑے پر کئے۔

ایک دفعہ امرتسر سے ایک پٹھان آیا اور اس نے کہا میرے ساتھ چلیے۔ آج ایک مجتہد کے ساتھ آپ کا مناظرہ ہے۔ حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ جب وہاں پہنچے تو مجتہد نے سوال کیا۔ آپ نے کتنے علوم حاصل کئے ہیں۔ آپ نے جواب دیا ستائیس۔ وہ حیران ہو کر کہنے لگا۔ علوم کی تعداد تو اتنی نہیں ہے آپ گن کر بتائیے۔ آپ نے گن کر بتادیئے۔ تو وہ بولا کہ آپ نے علم صلات بتایا ہے میں نہیں جانتا یہ کیا ہے تشریح کیجئے۔ آپ نے جواب دیا۔ نَظَرَ فِيهِ، نَظَرَ عَلَيْهِ،

نَظَرَ مِنْهُ دیکھو نظر کا صلہ تبدیل ہو جانے سے معنی یکسر بدل جاتے ہیں۔
 فِيهِ کی وجہ سے نَظَرَ کے معنی غور کرنا ہوتے۔ عَلَيْهِ کی وجہ سے نَظَرَ کے
 معنی سبقت کرنا مِنْهُ کی وجہ سے نَظَرَ کے معنی ناراض ہو جانا۔

اس پر وہ مجتہد خاموش ہو گیا۔ اور آپ وہ مناظرہ جیت گئے۔ حضرت
 امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کو مع اسناد کے دس ہزار احادیث زبانی یاد تھیں۔ آپ فرماتے جس
 کا دل چاہے میرا امتحان کر لے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا عقد مبارک آپ کے ماموں سید
 توکل شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی دختر نیک اختر سیدہ امیر بیگم سے ہوا۔ اور ان کے بطن مبارک
 سے حضرت کے تین صاحبزادے اور ایک صاحبزادی متولد ہوئے۔

حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد ماجد (جو کے کامل ولی اللہ تھے)
 سے طریقت میں وافر حصہ حاصل کیا۔ لیکن آپ نے بیعت شہباز ولایت، قطب
 زماں حضرت بابا فقیر محمد چوراہی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر کی۔ اور
 خلافت و اجازت سلسلہ عالیہ نقشبندیہ حاصل کی۔ بعدہ تمام خاندان ہائے قادریہ،
 چشتیہ، اویسیہ، رسولیہ کی بھی اجازت عطا کی گئی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیرومرشد کے ارشاد عالی شان کے مطابق ساری
 عمر تبلیغ دین اور ترویج سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں صرف کی۔ آپ کے مریدین پوری
 دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔

بڑے علماء فضلاء اور نواب زادوں نے آپ کے دست حق پرست پر
 بیعت کی۔ مغربی تعلیم حاصل کرنے والوں میں سے بھی لا تعداد آپ کے حلقہ
 ارادت میں شامل ہوئے۔ جن میں پروفیسر، ڈاکٹر، وکیل، بریسٹر اور اعلیٰ ایفیسر
 شامل ہیں۔ آپ کا شجرہ طریقت ۳۳ واسطوں سے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک
 جا پہنچتا ہے۔

حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ طریقت بابا فقیر محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ کا جس قدر احترام فرماتے کہ اسکی بہت کم مثال ملتی ہے۔ جب چورہ شریف حاضری دیتے تو اسٹیشن سے چورہ شریف تک پیدل ننگے پاؤں حاضر ہوتے اور واپس بھی ایسی حالت میں آتے۔ صاحبزادگان اور خدام پیرخانہ کا بے حد احترام کرتے اور بہت زیادہ ان کی مالی خدمت بھی بجالاتے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بے شمار حج کئے کسی کو بھی ان کی تعداد معلوم نہیں صرف اتنا علم ہے کہ آپ نے سب سے پہلا حج ۱۳۱۰ھ ہجری میں کیا تھا۔ جب حضور والا حج کے لئے تشریف لے جاتے تو پہلے مدینہ منورہ حاضر ہوتے۔ اور دل کھول کر خرچ کرتے۔ اور آپ کا چہرہ مبارک ہشاش بشاش نظر آنے لگتا۔

حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ تبلیغ وارشاد کے لئے برصغیر کے دور دراز علاقوں میں تشریف لے جاتے۔ ضرورت کے مطابق کم یا زیادہ قیام فرماتے اور آپ نے تمام مخلوق کو خدا کا پیغام سنایا ہزاروں کی تعداد میں لوگ آپ کے جلسوں میں حاضر ہوتے اور ہدایت پاتے۔ قیام گاہ پر ہر وقت زائرین و معتقدین کا تانتا بندھا رہتا تھا۔ آپ ہر شخص کے ساتھ بہ اخلاق پیش آتے۔ اس کا حال معلوم کرتے اور مناسب پند و نصائح سے نوازتے۔

پنجاب، سرحد، بہاول پور، سندھ، کراچی، یوپی، سی پی، مدراس، بمبئی، میسور، دکن، حیدرآباد، دہلی، بنگال، آسام، اور دور دراز علاقوں میں آپ نے بار بار تبلیغی دورے فرمائے۔ یاغستان، افغانستان، سعودی عرب وغیرہ اور برصغیر کی مسلم اور ہندو ریاستوں میں بھی آپ تشریف لے گئے۔ اور ہر جگہ لوگوں کو اسلام سے روشناس کیا۔ ان کے ایمان کو بچایا۔ دین و شریعت کا پابند بنایا۔ غیر مسلموں کو زیور ایمان سے مالا مال کیا۔ اور صراط مستقیم پر چلنا سکھایا۔

رد مرزائیت:

جب مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو مسلمان بے حد مضطرب ہوئے۔ حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے ابتداء سے کمال سرگرمی کے ساتھ مرزا کی مخالفت اور تکذیب شروع کر دی۔ جہاں اس کے آنے کی اطلاع ملتی آپ پہلے وہاں جا کر لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے اور اس کا جھوٹ ثابت کر دیتے۔ آخر کار ۲۵، ۲۶ مئی کی درمیانی رات کو حضور نے اعلان فرمایا کہ ”میں مرزا کو چوبیس گھنٹے کی مہلت دیتا ہوں کہ وہ آ کر میرے ساتھ مباہلہ کرے،“ پھر سب لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ ”میں آپ سب کے روبرو اعلان کرتا ہوں کہ خدا کے فضل و کرم سے وہ میرے مقابلے کو نہیں آئے گا۔ کیونکہ میرا نبی سچا ہے۔ اور میں صدق دل سے اس سچے نبی کا غلام ہوں۔ اللہ تعالیٰ آئندہ چوبیس گھنٹوں کے اندر اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں اس جھوٹے نبی سے ہمیں نجات عطا فرمائے گا،“ جس رات حضرت نے جلسے میں پیشن گوئی فرمائی تھی۔ اسی رات تھوڑی دیر بعد مرزا کو ہیضہ ہوا۔ نصف شب گزرنے تک مرض نے شدت اختیار کر لی۔ کہتے ہیں کہ منہ سے بھی قے میں نجاست برآمد ہوتی تھی۔ آخر ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کی صبح مرزا فوت ہو گیا۔

۱۹۰۱ء میں آپ نے ”انجمن خدام الصوفیہ، قائم کی جس کے مقاصد کی

تشریح یوں کی گئی۔

(۱)۔ اتحاد جمیع سلاسل تصوف (۲)۔ اشاعت اسلام و تصوف

(۳)۔ تردید الزامات خلاف اسلام و تصوف (۴)۔ تردید مذاہب باطلہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی میں مختلف رسائل بھی شائع ہوتے رہے مثلاً ”رسالہ

انوار الصوفیہ، ”رسالہ مبلغ“، ”رسالہ لمعات الصوفیہ“، ”رسالہ الجماعت“، وغیرہ

آپ ﷺ نے ۱۹۱۶ء میں علی پور سیداں شریف میں مدرسہ نقشبندیہ قائم کیا۔ اور ایک عظیم الشان کتب خانہ تیار کروایا۔ جس میں عربی فارسی اور اردو کی ہر علم اور فن کی کتابیں رکھی گئیں اس کے علاوہ آپ نے مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، ملہسور، قصور، فیصل آباد، سانگلہ ہل، گجرات اور ملک کے بے شمار شہروں میں مدارس قائم کئے۔ اور بے شمار شہروں میں مسجدیں بھی تعمیر کروائیں۔

تحریک قیام پاکستان:

۱۹۴۰ء میں قرارداد لاہور پاس ہوئی تو آپ نے اسکی زبردست حمایت کی۔ اور پاکستان کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے سرگرم مبلغ کی حیثیت سے مسلمان پاک و ہند کو بیدار کیا۔ آپ مسلم لیگ کے زبردست حامی تھے۔ اور قائد اعظم ﷺ کی مقبولیت کے لئے کام کرتے رہے۔ آپ نے اپنے مریدین سے کہہ رکھا تھا کہ میں اس شخص کی نماز جنازہ نہیں پڑھاؤں گا جس نے تحریک پاکستان میں کسی نہ کسی رنگ میں حصہ نہ لیا ہو۔

آپ نے تحریک قیام پاکستان کی تائید و حمایت کے لئے سارے برصغیر کے دورے فرمائے۔

آپ جہاں تشریف لے جاتے وہاں اپنے طور پر جلسے منعقد فرماتے اور ان کے تمام اخراجات کا بوجھ بھی خود ہی برداشت فرماتے تھے۔ مسلم لیگ کے کارکن اور نیشنل گارڈ کے رضا کار دوڑ دوڑ کر حضور کے اتباع اور جلسے کی کامیابی کے لئے سرگرم عمل ہو جاتے۔ چنانچہ آپ کے منعقد کردہ جلسوں کو غیر معمولی کامیابی حاصل ہوئی اور مسلم لیگ کو مستحکم و منظم بنانے کا کام کم سے کم وقت میں

انجام پایا۔ آپ ﷺ نے قائد اعظم ﷺ کو دو جھنڈے عطا کئے ایک سبز دوسرا سیاہ۔ اور کثیر نقد رقم بھی عطا فرمائی۔ اور پاکستان کی کامیابی کے لئے دعا فرمائی۔
حضرت قائد اعظم ﷺ نے قیام پاکستان سے کئی سال قبل لاہور کے ایک جلسہ عام میں کئی لاکھ کے مجمع عام میں کہا تھا۔ ”میرا ایمان ہے کہ پاکستان ضرور بنے گا۔ کیونکہ امیر ملت مجھ سے فرما چکے ہیں۔ کہ پاکستان ضرور بنے گا۔ اور مجھے یقین واثق ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی زبان مبارک کو ضرور سچا کریں گے۔“
حضرت امیر ملت ﷺ کا فیض و ارشاد انسانوں کے علاوہ جنات کے لئے بھی عام تھا۔ چنانچہ آپ نے بُرے اور سرکش جنوں کو راہ راست دکھائی۔ مشرف باسلام کیا۔ اور نماز روزے اور احکام شرعیہ کا پابند بنایا۔

بلاشبہ آپ ایک فرد نہیں بلکہ ایک تحریک تھے کہ جنہوں نے لاکھوں بندگان خدا کو راہ نور دی سے سرفراز فرمایا۔ اور حضور نبی اکرم ﷺ کی آل پاک کا حق ادا کر دیا۔

بالآخر آپ کا وصال مبارک ۲۷، ۲۶ ذیقعدہ ۱۳۷۰ھ بمطابق ۳۱، ۳۰ اگست ۱۹۵۱ء بروز جمعرات و جمعہ کی درمیانی شب گیارہ بجے ہوا۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ○

اللہ تعالیٰ آپ کا صدقہ ہمیں صراط مستقیم پر گامزن رکھے۔

حضرت الحاج خواجہ حکیم مولوی حفیظ اللہ سرکار ﷺ:

حضرت خواجہ محمد حفیظ اللہ صاحب ﷺ ۹ اپریل ۱۹۰۱ء بمطابق ۱۹ ذوالحجہ ۱۳۱۸ھ بروز منگل کو حضرت علامہ محبت النبی عبدالغنی ﷺ کے گھر بڑیلہ شریف میں پیدا ہوئے۔ آپ کے گھر والوں نے آپ کا اسم گرامی محمد حفیظ اللہ رکھا۔

آپ ﷺ نے ڈیڑھ سال کے عرصہ میں قرآن مجید فن قرأت و تجوید کے ساتھ پڑھ لیا۔ آپ نے گورنمنٹ مڈل سکول ہمسیر پور سدھڑ ہائی سکول دیہ پاپور۔ اسلامیہ ہائی سکول لاہور سے تعلیم مکمل کر کے دینی تعلیم کے لئے خیر المدارس ملتان میں داخلہ لیا وہاں سے علوم دینیہ۔ فارسی۔ مثنوی مولانا روم وغیرہم مکمل کر کے پھر جامعہ نظامیہ صابریہ دہلی سے تحصیل علم مکمل فرمائی۔ طبیہ کالج دہلی سے حکیم حاذق کی سند حاصل کی۔

تمام علوم دینیہ کی فراغت حاصل کرنے کے بعد آپ بڑیلہ شریف واپس تشریف لے آئے۔ وہاں آپ کے والد گرامی جو کہ سلسلہ چشتیہ قادریہ کے عظیم ولی کامل اور صاحب فیض بزرگ تھے ان کے ساتھ مخلوق خدا کی خدمت میں مصروف ہو گئے۔ اور ساتھ ساتھ آپ نے جلاپور جٹاں میں ایک مطب قائم کیا اور ساتھ مشن ہائی سکول جلاپور جٹاں میں بحیثیت ٹیچر تعلیم دینے لگے۔

آپ نے بیعت حضرت خواجہ سخی بابو غلام سرور قریشی قادری طرطوی لاہوری ﷺ کے دست حق پرست پر کی۔ آپ نے دیگر اکابر اولیاء اللہ سے بھی فیض معرفت حاصل کیا۔

خدمت دین و ملت کے اہم فریضہ کی جو بنیاد آپ کے والد گرامی نے رکھی تھی۔ فراغت تحصیل علوم کے بعد مسند ارشاد کی ذمہ داری سنبھالنے پر آپ اسکی تعمیر و ترقی میں مصروف ہو گئے۔ اور مسلمانوں کے اندر صحیح اسلامی تعلیم اجاگر کرنے اور ان کے اندر اتحاد و استحکام پیدا کرنے اور ان کے دلوں میں اسلامی انقلاب برپا کرنے کے لئے آپ نے نہایت قابل قدر خدمات انجام دیں۔ اور اپنی تمام عمر اسلامی اقدار کی حفاظت اور توسیع و ترویج میں مصروف رہے۔ آپ ایک صاحب حال ولی اللہ تھے۔ اور ہر ایک لمحہ ایک نئی کیفیت میں مستغرق رہتے

تھے۔ آپ کی پہلی شادی آپ کے خالو چوہدری محمد دین صاحب کی دختر نیک اختر سے ہوئی۔ لیکن وہ جلد ہی انتقال فرمائیں۔ پھر دوبارہ آپ کے ماموں چوہدری چراغ دین صاحب کی دختر پاکدامنہ سے آپ کا عقد سعید ہوا جن کے بطن سے آپ کی دو صاحبزادیاں اور تین صاحبزادے متولد ہوئے۔ لیکن ان میں سے ایک ہی حیات رہے جو بعدہ آپ کے جانشین بنے۔ باقی سب کا انتقال ہو گیا۔

آپ کی سرپرستی میں مختلف شہروں میں مطب اور مسجدیں بنائیں گئیں۔ تاکہ مخلوق خدا کو زیادہ سے زیادہ فیض حاصل ہو۔ آپ نے ہزاروں غیر مسلموں بالخصوص سکھوں کو مشرف باسلام فرمایا۔ آپ کو روحانی مقام میں برتری حاصل تھی۔ آپ اکثر وظائف میں مشغول رہتے تھے۔ اپنے پیر و مرشد اور پیر خانہ کے ساتھ بے حد محبت کرتے تھے۔ آپ کا لنگر خانہ اس دور میں بھی بہت مشہور تھا۔ اب تو اسکی مثال ہی نہیں ملتی۔ آپ نے سینکڑوں بندگان خدا کو خلافت و اجازت سے نوازا۔ اور پیران پیر دستگیر حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کی گیارھویں شریف کی اجازت عطا فرمائی۔

آپ اکثر انوار و تجلیات الہیہ میں محور رہتے اور خاموش رہتے۔ ہر آئینوالے کو اپنی نگاہ ناز سے مالا مال فرمادیتے۔

آپ کا وصال مبارک ۱۳۹۶ھ بمطابق ۱۹۷۶ء کو بھرم ۷۸ سال ہوا۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ○

اللہ تعالیٰ آپ کے توسل سے ہماری بھی مغفرت فرمائے۔ آمین

حضرت الحاج خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۵ جنوری ۱۸۹۵ء کو بمقام ٹل شریف

ضلع مانسہرہ (ہزارہ) صوبہ سرحد میں ہوئی۔ آپ ﷺ کے دادا کا اسم گرامی حضرت میر محمد عبداللہ شاہ ﷺ اور والد محترم کا اسم گرامی میر زید اللہ شاہ ﷺ تھا۔ آپ ﷺ کے باپ دادا بھی روحانی سلاسل میں بیعت تھے آپ ﷺ کے دادا بنیر شریف (سوات) میں اور والد صاحب حضرت پیر قاسم شاہ ﷺ موہڑہ شریف سے مرید اور خلیفہ تھا۔

آپ ﷺ کے دادا نے آپ کا اسم گرامی ”محمد نقیب اللہ شاہ“ رکھا۔

آپ ﷺ نے اسلامی تعلیم اپنے والدین سے اور گاؤں کے امام صاحب سے حاصل کی۔ آپ ﷺ ۱۹۱۷ء میں روزگار کی تلاش میں کوئٹہ چلے گئے۔ وہاں جا کر ٹیلر ماسٹر اور موٹر مکینک کے کام سیکھے۔ ۱۹۲۰ء میں چمن میں ایک قاری صاحب سے قرأت و تجوید کے ساتھ پڑھا اور قرأت میں مہارت حاصل کر لی۔ قرأت میں اسقدر مہارت حاصل تھی کہ مریدین میں سے ختم شریف کے دوران اگر کوئی زیر زبر کی بھی غلطی کرتا تو وہیں پکڑ لیتے اور سمجھاتے بندہ ناچیز راقم الحروف کو بھی ساہو چک شریف آمد پر بسم اللہ شریف سکھائی گئی تھی۔

آپ ﷺ نے تلاش مرشد میں دور دراز کا سفر بھی کیا۔ ہندوستان کی درگاہوں دہلی اجمیر شریف، پانی پت، سرہند شریف، کلیر شریف، افغانستان میں پل، قندھار، بلخ، بخارا اور عراق میں بغداد شریف کا سفر بھی کیا۔ مگر ۱۹۳۵ء تک کوئی کامیابی نہ ہوئی۔ اس دوران آپ ﷺ نے اپنی عبادت، ریاضت، جستجوئے مرشد اور کسب حلال میں فرق نہ آنے دیا۔ اسی دوران آپ کی شادی مبارک بھی ہوئی۔

۱۹۳۵ء میں آپ ﷺ فوج میں بھرتی ہو گئے۔

۱۹۳۵ء میں بانس بریلی کینٹ (انڈیا) میں فوجی ڈیوٹی کے دوران ایک

پلیس ملازم حافظ صوفی شبیر احمد صاحب جو کہ حضرت خواجہ صوفی محمد حسن شاہ سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے حضرت صاحب تشریف فرما ہو رہے ہیں۔ آپ بھی آئیں۔ بلکہ انتظامات استقبال کی مدد داری آپ کے سپرد کر دی گئی۔ جیسے ہی حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ یونٹ میں تشریف فرما ہوئے تو آپ کی ایک نظر جب خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے روئے مبارک پر پڑی فوراً دل نے گواہی دے دی کہ یہ وہی دلربا ہیں جنکی تلاش آپ کو پچھلے بندرہ سال سے ہے۔ آپ نے آگے بڑھ کر سلام پیش کیا۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً فرمایا بیٹا عرصہ سے تمہارے انتظار میں تھے۔ آپ نے بھی نظیماً ادباً عرض کیا حضور میں بھی بہت عرصہ سے آپ کی تلاش میں ہوں۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسند نشین ہوئے۔ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق مست پر بیعت ہوئے۔ اور یوں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کا فیض رساں حاصل ہو گیا۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نظر کیمیا اثر اپنا کام کر چکی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے انتہائی عشق ہو چکا تھا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ دن کو بانس بریلی کینٹ میں اپنی فوجی خدمات سرانجام دیتے و ررات کو بھینسوڑی شریف میں مرشد کامل کی خدمت کے لئے حاضر ہوتے۔ خدمت کا یہ حال تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے والدین بیوی بچوں کے اخراجات پورے کر کے باقی جو کچھ بچتا وہ آستانہ عالیہ پہ حاضر ہو کر مرشد کامل کی بارگاہ میں پیش کر دیتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد فرماتے بیٹا مستقبل کے لئے کچھ رقم بینک میں جمع کر دیا کرو۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ عرض کرتے کہ حضور بینک میں ہی جمع کروا رہا ہوں۔

۱۹۳۷ء میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مرشد کامل نے خلافت و اجازت سے نوازا۔

۱۹۳۵ء میں آپ ﷺ نے لوگوں کو سلسلہ عالیہ میں بیعت اور داخل کرنا شروع کیا۔ آپ ﷺ کے پاس ہر وقت لوگ آنا اور بیعت ہونا شروع ہو گئے۔ یوں آپ نے باقاعدہ تبلیغ اسلام اور دعوت حق کا سلسلہ شروع کیا۔

۱۹۳۹ء میں آپ ﷺ نے فوج سے ریٹائرمنٹ لے لی اور ہمہ وقت مخلوق خدا کی خدمت میں مشغول ہو گئے۔

آپ ﷺ نے اپنے مریدین کو جس طرح پیار، محبت اور باقاعدگی سے تعلیم دی اسکی مثال ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتی۔ آپ ﷺ کا قول ہے کہ ”ظاہری علم کے علاوہ ایک علم ایسا بھی ہے جو سینہ در سینہ عطا ہوتا ہے۔ یہ علم خدا جسے چاہے عطا فرماتا ہے۔ اسے کتابی صورت نہیں دیجا سکتی۔ انسان جب اس کے حصول میں کامیاب ہو جاتا ہے تو اسے ظاہری علوم کی حاجت نہیں رہتی،۔“

یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کو کافی علوم پہ دسترس حاصل تھی۔ اور ہر زبان جانتے تھے جہاں جاتے وہاں کی زبان استعمال فرماتے۔ آپ ﷺ نے اندرون و بیرون ملک کے بے شمار تبلیغی دورے فرمائے۔ آپ ﷺ کے ہزاروں کی تعداد میں خلفاء ہیں اور لاکھوں کی تعداد میں مریدین ہیں۔ آپ ﷺ نے بہت سے عیسائیوں، یہودیوں، سکھوں اور ہندوؤں کو مسلمان کر کے سلسلہ عالیہ قادر یہ میں بیعت کیا۔ بھولے بھٹکے لوگوں کو سیدھے راستے پر لگادیا۔ آپ ﷺ نے اپنی نیند، آرام، وقت بے وقت کی کبھی کوئی پروہ نہ کی۔ اسی لئے انگلینڈ میں بریڈ فورڈ کے ایک اخباری رپورٹر نے لکھا تھا جو تین دن لگاتار آپ کے ساتھ عملاً رہا۔

Welcome to the man who never sleeps

آپ ﷺ کی دو شادیاں ہوئیں۔ ان میں سے تین صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال مبارک ۲۶ رمضان المبارک ۱۴۱۵ھ بمطابق ۲۷ فروری ۱۹۹۵ء کو ہوا۔ (بندہ ناچیز راقم الحروف کو نماز جنازہ اور دیدار کی سعادت بھی حاصل ہوئی)۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ○

اللہ تعالیٰ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا صدقہ ہم سب کو حقیقی معنوں میں سلسلہ عالیہ کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سلطان الفقراء حضرت سخی بابا رحمت علی شاہ قلندر باصفا رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت بابا جی رحمت علی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ جن کو لوگ بابا محمد اسماعیل شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے جانتے ہیں۔ آپ بڑے کامل ارفع و اعلیٰ مقام کے بزرگ گزرے ہیں۔ آپ چونکہ مجذوب درویش تھے۔ سو اس لئے آپ کی سوانح حیات کے بارے میں کسی کو کوئی علم نہیں ہے۔ یہ وہ ہستی ہے کہ جو باٹھ سال کا عرصہ ایک ہی جگہ پہ خاموش بیٹھے رہے۔ اگر سامنے آتا تو کھا لیتے ورنہ کسی سے طلب کچھ نہیں کیا نہ ہی کسی سے گفتگو فرمائی۔ آپ کا نام نامی اسم گرامی بھی ایک حاجی رمضان نامی شخص نے محمد اسماعیل مشہور کر دیا تھا۔ اس ہستی نے اگر گفتگو کی تو وہ فقط ہمارے شیخ الاکمل خواجہ ساہوچک شریف ہیں اور ان کو ہی اپنا فیض خلافت عطا فرمایا۔ اور انہی کو ہی حالات و واقعات رموز و حقیقت سے سرفراز فرمایا۔

حضرت بابا رحمت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کا اسم گرامی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ آڑھائی سال خواجہ خواجگان سلطان الہذ معین الحق و دین خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں بیٹھے رہے۔ باطنی فیض عطا ہونے کے بعد حکم ملا کہ حضرت علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ کلیر شریف کے قدموں میں چلے جاؤ وہاں آپ پانچ

سال کا عرصہ بیٹھے رہے۔ وہاں سے حکم ملا کہ پنجاب میں دریائے چناب کے قریب بابا کرم الہی قلندر رحمۃ اللہ علیہ (العروف کانواں والی سرکار رحمۃ اللہ علیہ) ہے ان کے قدموں میں چلے جاؤ۔ پیدل ہی آپ وہاں پہنچے تو بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت پیر روشن شاہ ولی رحمۃ اللہ علیہ جموں والوں کے قدموں میں چلے جاؤ مہر لگوا آؤ اور پھر واپس گوجرانوالہ میں بیٹھ جاؤ بولنا نہیں ہے۔ اور نہ ظاہری طور پر میرے پاس آنا۔ سو آپ نے حکم کی تعمیل کی۔ اور گوجرانولہ کو شرف سعادت بخشا۔

آپ کے آستانہ عالیہ پہ ہمارے شیخ کامل حضرت خواجہ صوفی اللہ رکھا شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فیض یابی کے بعد کئی بار محفل سماع کا اہتمام کیا جس سے حضرت مجذوب قلندر رحمۃ اللہ علیہ بہت خوش ہوتے اور کبھی کبھی فرماتے کہ اب میرا زہد قبول ہو گیا ہے۔ حضرت بابا رحمت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے ہمارے حضرت قبلہ عالم کو فیض حاصل ہوا اور خلافت و اجازت عطا ہوئی۔ (جس کا ذکر آئندہ صفحات۔ حضرت کی سوانح حیات میں تفصیل سے کیا جائے گا)

آپ نے اپنے وصال مبارک سے قبل ہمارے حضرت قبلہ عالم کو پاس بلا لیا۔ آپ کا وصال مبارک ۴ مارچ ۱۹۷۹ء بوقت صبح ۹ بجکر ۱۵ منٹ پر ہوا۔ تقریباً دوپہر دو بجے غسل مبارک ہوا۔ جس میں حضرت خواجہ صوفی احسان الہی صاحب، چوہدری محمد فیض اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور چند ایک احباب نے حصہ لیا۔ آپ کی نماز جنازہ بعد نماز مغرب لیاقت باغ اسٹیڈیم میں حضرت علامہ پیر محمد سعید احمد مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قبلہ عالم خواجہ ساہوچک شریف کی اجازت سے پڑھائی۔ آپ کا مزار پرانوار اسی جگہ پہ بنایا گیا جہاں آپ بیٹھا کرتے تھے۔

آپ کا مقام تو اتنا ارفع و اعلیٰ ہے کہ جتنا بھی لکھا جائے کم ہے مجھ جیسا ناقص کیا لکھ سکتا ہے بقول ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ:

مہر و مہ انجم کا محاسب ہے قلندر
ایام کا مرکب نہیں راکب ہے قلندر
نہ تحت و تاج میں نہ لشکر و سپاہ میں ہے
جو بات مرد قلندر کی بارگاہ میں ہے
اللہ تعالیٰ آپ کا صدقہ ہم سب کے لئے راہ معرفت کو سھل فرمائے۔ آمین

التجا بکصور

لجہ خواجگان فنا فی الذات سبحانی محبت غوث صمدانی حضرت بابا جی

وفی اللہ رکھا شاہ مرشد و راہنما قلندر بے ریا و با صفا رحمۃ اللہ علیہ

ہو کرم کی نظر مرشد محترم خالی کا سہ ہے میرا بھر دیجو
صدقہ حسنین رضی اللہ عنہما کا سن لو میری صدا میرے خواجہ پیا میری لاج رکھو
تم عطا ہی عطا میں خطا ہی خطا تیرے در کا گدا میرے خواجہ پیا
غم دور کر دو سا ہو چک کے شاہ مجھ دکھیا کی فریاد سنو
تیرے در کا سائل ہوں خواجہ پیا میرے سر پہ دھرو اپنا دست سخا
میں بھکاری ہوں تیرا میرے شہنشاہ میں سائل ہوں تم داتا ہو
تم نے لاکھوں پہ خواجہ کرم کیا مجھ بیکس کو بھی اپنا بنا
تجھے دیکھ کے اور نہ دیکھوں گا تم ہی آکھیں کو اب بھاتے ہو
کس کو جا کے سناؤں میں دکھ اپنا بس تم ہو میرے حاجت روا
سن لو سن لو غم کا افسانہ عرفان پہ اب خواجہ کرم کرو
از صا جزا دہ عرفان الہی قادری

باب سوم

فصل اول: ولادت باسعادت

فصل دوم: فیضان کا سفر

فصل سوم: ساہو چک شریف آمد



مدتوں روتی ہے چشمِ حیرت اہلِ چمن
سالہا رہتے ہیں گریاں دیدۂ اہلِ چمن
تب نظر آتا ہے ایسا ایک نخلِ گلبدن
بایزید اندر خراساں یا اولیس اندر قرن

فصل اول

۱۔ آباؤ اجداد:

حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی قدر حضرت صوفی کاج محمد رحمۃ اللہ علیہ اور دادا جان حضرت صوفی صاحب دین رحمۃ اللہ علیہ بڑے متقی پرہیز گار تھے۔ گجر قبیلہ سے تعلق تھا۔ بڑا وسیع زمیندارہ کیا کرتے تھے۔ صاحب نسبت تھے اور بزرگان دین کے ساتھ حد درجہ عقیدت رکھتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی حضرت مائی فضل بی بی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہ تھا جو کہ ہر ماہ حضور غوث الثقلین پیران پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ کی گیارہویں شریف منعقد کیا کرتیں تھیں۔ بڑی صدقہ و خیرات کرنے والی نیک سیرت خاتون تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں بے شمار خصوصیات کو ودیعت فرما دیا تھا۔ کیونکہ انہوں نے ایک ولی کامل عارف باللہ کو جنم دینا تھا۔ حضرت مائی فضل بی بی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہ حجرہ شاہ مقیم والوں کی مرید تھیں۔

۲۔ بھائیوں کا انتقال:

حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سے قبل آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تین بھائی آٹھ آٹھ دن کے وقفہ سے انتقال فرما چکے تھے۔ لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ کی دینی سرگرمیوں میں کوئی فرق نہ آیا آپ اسی طرح گیارہویں شریف منعقد کرتی رہیں۔ آپ کے گھر ایک پیر صاحب ہر ماہ ختم شریف پڑھنے آیا کرتے تھے جب مائی صاحبہ کے دو بیٹوں کا انتقال ہو چکا اس کے بعد گیارہویں شریف تھی وہ پیر صاحب تشریف نہ لائے۔ دوسرے دن مائی صاحبہ اور حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی قدر ان کے گھر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ آپ ختم

شریف کے لئے کیوں نہ تشریف لائے۔ تو پیر صاحب نے پہلے ٹالنے کی کوشش کی آخر بعد میں فرمایا کہ اس دن جنازے کے وقت کچھ لوگوں نے مجھے طعنے دیئے ہیں کہ یہ پیر صاحب ان کے گھر آتے ہیں اور دیکھ لو ان کے دو بیٹے فوت ہو گئے ہیں اس لئے میں شرم کے مارے اس دفعہ حاضر نہ ہو سکا۔ یہ سن کر حضرت مائی فضل بی بی صاحبہ فرمانے لگی کہ پیر جی یہ تو میرے دو بیٹے فوت ہوئے ہیں اگر میرے سو بیٹے بھی ہوں اور فوت ہو جائیں تب بھی میں پیران پیر دستگیر کا لشکر بند نہیں کر سکتی لہذا آپ ضرور تشریف لایا کریں۔

زباں پر شکوہ رنج و الم لایا نہیں کرتے
نبی کے نام لیوا غم سے گھبرایا نہیں کرتے
ارادے جن کے پختہ ہوں نظر جن کی خدا پر ہو
طلاطم خیز موجوں سے وہ گھبرایا نہیں کرتے

۳۔ والدین کریمین پیر جیون شاہ ولی کی بارگاہ میں:

آنحضور ﷺ کے والد گرامی قدر حضرت صوفی کاج محمد ﷺ اور والدہ ماجدہ حضرت مائی فضل بی بی ﷺ ایک روز ولی کامل حضرت پیر جیون شاہ ولی ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ حضرت پیر صاحب ﷺ آم کا پھل چوس رہے تھے کہ وہ آم حضرت قبلہ عالم ﷺ کی والدہ محترمہ کو عطا فرمایا اور کھا جانے کا حکم صادر فرمایا اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا کہ ”مائی صاحبہ اللہ تعالیٰ جلا شانہ آپ ﷺ کو ایک فرزند عطا فرمائے گا جو صاحب حال ولی کامل ہوگا مخلوق خدا کو گمراہی کے اندھیروں سے نکال کر رسول خدا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا نلام بنائے گا اور پیران پیر دستگیر شیخ سید عبد القادر جیلانی ﷺ کی پہچان کروائے گا۔ مزید فرمایا میری اس بشارت کو یاد رکھنا۔“

۴۔ ولادت با سعادت:

حقیقت کی خبر دینے کو پیر بے نظیر آیا
شہنشاہی نے جس کے قدم چومے وہ فقیر آیا

حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت با سعادت ۱۹۰۰ء تا ۱۹۱۰ء کے

درمیان ماہ ربیع الاول شریف بروز جمعۃ المبارک بوقت قبل از اذان فجر بمقام
رائجھڑی تحصیل سانہ ضلع جموں میں ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مادرزاد ولی اور مستجاب
الدعا بزرگ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی کو دین اسلام اور مخلوق خدا کی خدمت
کے لئے وقف کئے رکھا اور فقیرانہ انداز میں وہ شمع روشن کی جسکی کرنیں سکون قلب
کے متلاشیوں کو آج بھی دنیا کے کونے کونے میں منور کر رہی ہیں۔
آپ رحمۃ اللہ علیہ عطیہ پیران پیر دستگیر تھے۔ جس دن آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ہوئی وہ دن
تمام خاندان کے لئے پر مسرت تھا بلکہ یوں کہیے کہ اس خاندان کی تقدیر بدل چکی
تھی۔ بوقت ولادت سارا گھر معطر تھا اور طرح طرح کی خوشبوئیں آ رہی تھیں جن
سے سب کو معلوم ہو گیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ واقعی آفتاب ولایت ہیں۔

۵۔ قطب زماں ہوں گے:

جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک چالیس روز ہوئی تو ایک بزرگ سبز
پراہن اور سبز دستار میں ملبوس نورانی چہرے کے ساتھ تشریف فرما ہوئے۔ اور
حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ سے پینے کے لئے دودھ طلب فرمایا جب
مائی صاحبہ دودھ لینے کے لئے گئیں تو ان بزرگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو گود میں لیا اور
دائیں کان پر اس طرح کاٹا کہ کان کے گوشت کا ٹکڑا چبا گئے۔ والدہ محترمہ نے
عرض کیا کہ یہ آپ نے کیا کیا ہے؟ میرے تو پہلے ہی تین بیٹے فوت ہو چکے ہیں

جواباً بزرگوں نے ارشاد فرمایا کہ ان کو مہر لگانے آئے ہیں۔ ہمیں ندائی غیبی آئی ہے کہ ان کی حفاظت و نگہبانی کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے لے رکھی ہے یہ اپنے وقت کے قطب ہوں گے لوگ دور و نزدیک سے ان کے قدموں میں آیا کریں گے اور فیض بے پناہ حاصل کیا کریں گے۔ ”اور مبارک ہو تم ایک قلندر زمانہ کی ماں ہو اس کو بے وضو دودھ نہ پلانا، پھر دودھ کا پیالہ پی لیا مائی صاحبہ دوسرا پیالہ لے کر کمرے سے باہر آئیں تو یہ دیکھ کر حیران و ششدر رہ گئیں کہ وہ بزرگ دور دور تک کہیں نظر نہ آئے۔ آپ ﷺ عہد طفلی سے ہی شہباز ولایت تھے۔

۶۔ تعلیم و تربیت:

حضرت قبلہ عالم ﷺ نے قرآن مجید کی تعلیم اپنے والد گرامی حضرت صوفی کاج محمد ﷺ اور دادا حضرت صوفی صاحب دین ﷺ سے حاصل کی۔ اس کے علاوہ آپ ﷺ باقاعدہ طور پر کسی سکول یا مدرسہ میں نہیں گئے۔ کیونکہ بارہ سال کی عمر میں اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے جس کا ذکر آئندہ صفحات میں آ رہا ہے۔ اور تمام علوم بارگاہ شیخ سے حاصل کئے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ ﷺ کافی زبانوں پر عبور رکھتے تھے۔ اور آپ ﷺ کا بیان قرآن مجید کی دلیل سے ہوتا۔ آپ ﷺ کے والدین کریمین کو آپ ﷺ کی تربیت پر زیادہ محنت کی ضرورت نہیں پڑی کیونکہ آپ ﷺ کا رجحان قلبی بچپن سے ہی دوسرے بچوں سے الگ تھلگ تھا۔ آبادی میں آپ ﷺ کو وحشت محسوس ہوتی اور ویرانوں میں دل لگتا تھا اور آپ ﷺ وہاں تنہا بیٹھ کر اپنے مولا کو یاد کرتے کبھی تلاوت قرآن میں مشغول ہو جاتے اور کبھی اللہ کا ذکر کرنے لگتے۔

۷۔ مجاہدہ و ریاضت:

تیرے جمال کی خوشبو خیال کی خوشبو
 بسی ہے قلب و نظر میں کمال کی خوشبو
 بکھر رہی تھی جہاں بھر میں جبکہ بوئے زوال
 تم آئے لے کے عروج و کمال کی خوشبو

جب آپ ﷺ کی عمر مبارک سات سال ہوئی تو اس وقت آپ ﷺ صوم و صلاۃ کے پابند اور نوافل گزار تھے لیکن اس کے علاوہ مجاہدہ و ریاضت کی یہ حالت تھی کہ تزکیہ نفس کی خاطر آپ ﷺ ریت کے ٹیلوں اور کھنڈرات میں سرگرداں رہتے اور کئی کئی روز تک اس سلسلہ میں گھر سے غائب رہنے لگے۔

شرح محبت میں ہے عشرت منزل حرام
 شورش طوفان حلال لذت ساحل حرام

ذکر الہی کی کثرت کی بدولت نہایت سردی کے موسم میں بغیر چادر اوڑھے جموں کے کھنڈرات میں گرمی محسوس کرتے اور کبھی ٹھنڈے پانی سے غسل فرما کر اطمینان محسوس کرتے۔ ریاضت کی خاطر آپ ﷺ نے علیحدگی اختیار فرمائی۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ نے جموں کے اولیائے کرام ﷺ کے مزارات پر حاضری کا سلسلہ شروع کیا۔

۸۔ گہرا تالاب اور پاؤں خشک:

مزارات پہ حاضری کے دوران آپ ﷺ ہاتھ مبارک سر کے اوپر سیدھے باندھ لیتے عمر کے ساتویں سال علی الصبح جبالاں چک تحصیل نواں شہر کے گہرے تالاب سے گزر کر حضرت پیر چٹالہ شاہ ﷺ کے مزار اقدس پر حاضر

ہونے کے لئے گہرے تالاب میں سے گزر گئے اور پاؤں مبارک بھی خشک رہے۔ اتنے گہرے تالاب میں سے گزرتے ہوئے دیکھ کر مخلوق خدا حیران و ششدر رہ گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”کہ مجھے تو راستہ ہی نظر آ رہا تھا جس پر سے میں گزر گیا اور پاؤں بھی خشک رہے۔“

یہ غازی یہ تیرے پر اسرار بندے
جنہیں بخشا ہے تو نے ذوق خدائی
دو نیم انکی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سکڑ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

۹۔ عامل پہ جلال:

آپ ﷺ نے روحانی مراتب طے کرنے کی خاطر بڑی محنت اور ریاضت کی۔ ان حرکات و سکنات کو دیکھ کر گھر والوں کو شبہ ہوا کہ غالباً آپ ﷺ کو جنات کا سایہ ہو گیا ہے۔ انہوں نے رشتہ داروں اور ہمسایوں کے کہنے پر تحقیق کے لئے پیر فیروز علی شاہ ساکن کجیال کو گھر بلایا۔ چونکہ وہ عامل تھے کامل نہ تھے۔ عینی شاہدوں کا بیان ہے کہ جب عامل نے اپنا عمل شروع کیا تو حضرت قبلہ عالم ﷺ نے فرمایا کہ میں محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں یہ عامل مجھے کچھ نہیں کر سکتے۔ اور پھر جلال بھری نگاہ ناز سے عامل کی طرف دیکھا تو اس کا بچھایا ہوا بستر خاکستر ہو گیا وہ بہت نادم ہوا اور واپس چلا گیا اس کرامت کا چرچا علاقہ میں دور دور تک ہوا۔

اس سے پہلے ایک دفعہ گھر والوں نے ایک عامل کو بلایا وہ عامل صاحب کہنے لگے کہ کرلیاں جمع کرو اس کے اندر جو جن ہے اس کو کرلیاں کھلانی ہیں۔ سارے گاؤں کی کرلیاں غائب ہو گئیں صبح سے لے کر شام تک کرلیاں تلاش

کرتے رہے لیکن نہ ملی شام کو حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جاؤ فلاں گھر کے فلاں کمرے میں کر لیاں ہیں وہ لے آؤ اور اس عامل کو کھلا دو جب جا کر دیکھا تو واقعی ایک گھر میں ایک مقام میں کرلیوں کا ڈھیر لگا پایا یہ دیکھ کر سب لوگ نادم ہوئے اور حضرت کے مقام رفیعہ کی تائید کی۔

۱۰۔ پنڈت کا کارام:

اپنے تو اپنے غیر مسلموں نے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت کو تسلیم کیا۔ پنڈت کا کارام نے حساب لگا کر حضرت صوفی کاج محمد رحمۃ اللہ علیہ کو بتایا تھا کہ ”یہ بچہ سپر ولایت پر آفتاب بن کر چمکے گا۔ ان کی نورانی کرنوں سے مخلوق خدا فیضیاب ہوگی اور دور و نزدیک کے لوگ ان کی قدمبوسی باعث صد سعادت و ہزار افتخار سمجھیں گے۔ اور یہ شہباز معرفت، رتبہ بلند پر فائز اور خلق خدا کی فیض رسائی پر من جانب اللہ مامور ہیں۔“

۱۱۔ مقفل کوٹھری اور آپ رحمۃ اللہ علیہ:

عمر کے دسویں سال جب آپ رحمۃ اللہ علیہ متواتر کئی کئی روز تک کھنڈرات میں بغیر اشیائے خورد و نوش کے عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے تو گھر والوں کو خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں جنگلی درندے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو گزند نہ پہنچائیں۔ لیکن ان کو کیا خبر تھی کہ وہ تو سب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی غلامی کرتے ہیں۔ سو ایک دن حضور اپنے حجرہ مبارک میں تشریف فرما تھے کہ گھر والوں نے کمرہ مقفل کر دیا تالہ لگا دیا۔ کمرہ بند تھا حضور اندر تھے کہ جب بارہ بجے تو حضور کو تڑپ مولانے آلیا۔ اور اسی ٹیلہ پہ جانے کا ارادہ فرمایا۔

رات پوے تے بے درداں نوں نیند پیاری آوے
 درد منداں نوں تا نگ جن دی ستیاں آن جگاوے
 کمرے کو تالا لگا رہا اور آپ ﷺ جموں کے کھنڈرات میں جلوہ فگن
 ہو گئے۔ تیرہ دن مسلسل اسی طرح کمرہ مقفل رہا اور آپ ﷺ جائے عبادت پہ
 رہے اور مقفل کوٹھری کے باوجود
 تیرھویں دن اپنی چارپائی پر دیکھے گئے۔

۱۲۔ سیف علی شاہ جن آپ ﷺ کا غلام:

عمر کے دسویں سال حضرت قبلہ عالم ﷺ ایک روز ہاتھوں مبارک کو
 لال مہندی لگا کر اوپر سفید چادر مبارک اوڑھ کر چارپائی پہ ایک درخت کے نیچے
 آرام فرما رہے تھے آپ ﷺ کا چہرہ انوار اس وقت یوں تھا کہ چاند آسمان سے
 اتر کر زمین پہ آ گیا ہے۔ وہاں سے جنات کی ایک جماعت گزری جن میں سیف
 علی شاہ بھی موجود تھا وہ حضرت سلطان العارفین سلطان باہو ﷺ کا مرید تھا جب
 اسکی نظر آپ ﷺ کے رخ انور پہ پڑی تو اپنی جماعت والوں سے کہنے لگا کہ مجھے
 تو باہو ﷺ صاحب مل گئے ہیں میں تو اب ساری عمر ان کی غلامی ہی کروں گا تم
 چلے جاؤ اس دن سے وہ آپ ﷺ کا غلام ہو گیا اور ہر وقت آپ ﷺ کے
 قدموں میں ہی رہتا۔ لیکن آپ ﷺ نے کبھی اس سے ظاہری و باطنی کوئی کام نہ
 لیا آپ ﷺ فرمایا کرتے ”کہ فقیر جنات کا محتاج نہیں بلکہ جنات فقیر کے غلام
 اور محتاج ہیں۔“

۱۳۔ تیرا پیر کامل نہیں عامل ہے:

حضرت پیر چٹالہ شاہ حق نما ﷺ کے مزار اقدس پہ حاضری کے باوجود

بھی حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے معمولات میں کوئی فرق نہ آیا۔ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خالہ زاد بھائی فقر دین صاحب حضور رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے پیر صاحب کے پاس لے گئے واپسی پر حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ”کہ فقر دین تیرا پیر کامل نہیں عامل ہے،“ لیکن فقر دین صاحب بھند ہوئے کہ میرا پیر عامل نہیں کامل ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فقر دین صاحب سے فرمایا ”کہ تیرا اونٹ مر گیا ہے وقت نوٹ کر لو اگر تیرا پیر کامل ہے تو تیرے اونٹ کو بچالے اور اپنے پیر کو بتا آؤ کہ اونٹ مر گیا ہے۔“ جب فقر دین صاحب نے اپنے پیر صاحب کو بتایا تو پیر صاحب نے کہا گھبراؤ مت اونٹ زندہ ہے۔ مگر جب گھر پہنچے تو اونٹ مرا ہوا تھا فقر دین صاحب نے بیوی سے دریافت کیا کہ کب مرا ہے تو اس نے وہی وقت بتایا جو حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ ”کہ دیکھ لیا تیرا پیر کامل نہیں عامل ہے،“ آپ رحمۃ اللہ علیہ بچپن سے ہی باطنی نظر کے مالک اور کامل تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فقر دین صاحب سے مزید فرمایا ”جا تیری زرینہ اولاد نہ ہوگی،“ اور یہ حقیقت ہے کہ فقر دین صاحب کی کوئی زرینہ اولاد نہ تھی۔

قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے منہ سے جو نکلی بات ہو کے رہی

کہا دن کو جو رات تو وہ ہو کر رہی

۱۴۔ خواب میں دیدار شیخ:

عمر کے گیارہویں سال آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں ایک برگزیدہ ہستی کا دیدار ہونا شروع ہوا۔ اس ہستی کی تلاش میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے برصغیر پاک و ہند کے مزارات پر حاضری دی۔ آخر انتظار و تلاش کے بعد ایک دن کھٹوعہ (بھارت) کی سربفلک چوٹی پر واقع ایک بزرگ کے مزار اقدس پر حاضری دی تو وہاں کے متولی

نے بتایا کہ آپ ﷺ رات بھر یہیں آرام فرمائیں۔ یہ جو حلیہ مبارک آپ ﷺ نے بتایا ہے اس کے بارے میں صبح بتاؤں گا۔ علی الصبح بعد نماز فجر انہوں نے بتایا کہ یہ حلیہ حضرت امیر ملت پیر سید حافظ جماعت علی شاہ صاحب علی پور سیداں شریف کا ہے۔

جلا سکتی ہے شمع کشتہ کو موج نفس ان کی
الہی کیا چھپا ہوتا ہے اہل دل کے سینوں میں
تمنا درد دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

سرفہرست انتخاب ہوئے

سلاسل اربعہ سے فیضاب ہوئے
مرشد کی نگاہ ناز ہوئی
سولہ سال تھی عمر پاک
ملی خوشخبری شاہ جماعت ﷺ سے
جب ہوئی توجہ پیر کی
ایسے ملے نوادر پیر سے
قلب حزیں نگاہ ناز سے
آئے جو قدموں میں آپ کے
آئے جو اولیاء درپہ
عرفان ہے خاک قدموں کی

ایسے چمکے کے آفتاب ہوئے
اور سرفہرست انتخاب ہوئے
کہ آپ محو خواب ہوئے
مبارک ہو تم لا جواب ہوئے
فیض سے وہ کامیاب ہوئے
دونوں جہاں میں نایاب ہوئے
ہمیشہ کے لئے شاداب ہوئے
کرم ان پہ بے حساب ہوئے
وہ بھی محو آداب ہوئے
کرم آپ کے جناب ہوئے

از : صاحبزادہ عرفان الہی قادری

فصل دوم

فیضان کا سفر

حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات اور بیعت:

تقریباً بارہ سال کی عمر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیر و مرشد اعلیٰ حضرت عظیم البرکت ابو العرب امیر ملت الحاج الحافظ القاری پیر سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نقشبندی مجددی محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ پیر امداد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے آستانہ علی پور سیداں پہنچنے میں راہنمائی فرمائی۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ دروازہ امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ پہنچے تو خادم نے پوچھا کہاں سے آئے ہیں حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے والد صاحب اور تایا صاحب ساتھ تھے انہوں نے بتایا کہ جموں سے حاضر ہوئے ہیں تو اندر سے حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے خادم سے فرمایا کہ جموں والوں کو آنے دو۔ جب قدمبوسی کی تو مصافحہ کرتے وقت حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ نہ چھوڑا اور فرمایا ”ہم کافی عرصہ سے آپ کے منتظر تھے آخر آپ آ ہی گئے، عرض کیا ”جی حضور، پھر فرمایا ”واپس جانے کا ارادہ ہے، عرض کیا ”حضور نہیں جانا ہے، پس یہ عشق حقیقی کا تقاضا تھا جس کے لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے گھر بار کی پرواہ تک نہ کی اور اسی دن ہی بیعت سے مشرف ہوئے۔ بیعت فرمانے کے بعد شیخ کامل حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ ”جو میرے کرنے کا کام تھا وہ میں نے کر دیا اب تمہاری استقامت کی ضرورت ہے اگر میرے قدم بقدم چلو گے تو میری مانند ہو جاؤ گے۔“

مرشد جانی جان دلاں دا حال دلاں دے جانے
مرشد باجھ نہ مشکل ٹلدی کہندے لوک سیانے

خدمت پیر خانہ:

یہ فیضان نظر تھا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندگی
حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو پہلی ہی ملاقات میں شیخ کامل کو وضو کروا کر تہجد
کی نماز پڑھنے کے لئے تیاری کروانے کی ذمہ داری سونپی گئی۔ جب پیر و مرشد
وضو فرمالتے اور نماز تہجد ادا کرنے کے لئے تیار ہوتے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی نماز تہجد
ادا کرنے کا حکم فرماتے ۴۲ سال کا عرصہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیر خانہ کی خدمت
کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان عالی شان ہے کہ ”اب روحانی فیض کا سرچشمہ میرے
پاس تھا۔ عرفان کی بارشیں جاری رہیں۔ ہر قسم کی دولت کی تقسیم جاری رہتی۔ حتیٰ
الوسع میری یہی کوشش ہوتی کہ اتنی خدمت اور ریاضت کروں کہ میرا دامن مراد
بھر جائے“ پیر و مرشد اکثر حضور رحمۃ اللہ علیہ کو تلقین فرماتے کہ ”مصائب پر صبر کرتے
ہوئے زندگی خدا کی یاد میں گزار دو“ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان سعید ہے ”کہ حضرت
پیر و مرشد کی صحبت صالح کی بناء پر پیر بھائیوں نے حسد کرنا شروع کر دیا۔ لیکن
میں مسلسل اپنے نفس کی اصلاح میں مشغول رہتا اور حاسدوں کی ذرا برابر پرواہ نہ
کرتا۔ لیکن اہل اخلاص حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت دوامی کی بناء پر مجھے پیار
کا مستحق سمجھتے۔“

نگاہ مرشد کامل سے عشق مصطفیٰ حاصل

خدا کا قرب دیتی ہے محبت پیر خانے کی

حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ ہر وقت خدمت کے لئے تیار رہتے اگر کوئی بچہ بھی حکم صادر فرماتا تو پورا کرنے میں ہزار خوشی محسوس کرتے اور فوراً کام کر دیتے۔ جسکی وجہ سے حضرت پیرومرشد بہت خوش تھے۔

سید جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی محبت:

جب کبھی پیرو پیشوا حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ فروٹ وغیرہ یا کوئی تحفہ دے کر حضرت پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجتے تو وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بے حد پیار کرتے اور فرماتے ”گجراں دیا منڈیا کسراں آیا ایں“ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ عرض کرتے ”کہ حضور آپ کی خدمت اقدس میں آپ کے بھائی صاحب کا تحفہ لایا ہوں“ تو وہ بڑے مسرور ہوتے اور کافی دعاؤں سے نوازتے۔

رویائے صادقہ:

جب حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک سولہ برس ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک خواب دیکھا کہ نور کی کرنیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بدن مطہر میں سرایت کر رہی ہیں اور کچھ دیر بعد ایک نور آپ کے بدن مبارک سے جدا ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے تمام عالم اس سے منور ہو گیا اور ذرہ ذرہ میں سرایت کر گیا یہ نور اگر آفتاب کی طرح غروب ہو جائے تو چاروں اطراف اندھیرا ہو جائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے صبح یہ خواب حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کو سنایا حضرت پیرومرشد نے ارشاد فرمایا کہ ”آپ قطب زماں ہوں گے، اور مزید فرمایا کہ ”اس بشارت کو یاد رکھنا“ آخر یہ تعبیر درست ثابت ہوئی۔ اور آج حضور پر نور رحمۃ اللہ علیہ کے فیوض و برکات کی تجلیاں ہر طرف پھیل رہی ہیں اور مخلوق خدا ان سے فیضیاب ہو رہی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیرومرشد کی صحبت صالح کے باعث معرفت الہی اور علم لدنی

سے مالا مال ہوئے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت پیر سید حیدر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ (نواسہ امیر ملت) نے ۱۹۸۳ء میں ساہوچک شریف تشریف لا کر فرمایا تھا کہ ”حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے جس طرح صوفی اللہ رکھا شاہ صاحب کو فیضان سے نوازا ہے کسی کو نہیں نوازا، اسی لئے حضرت پیر سید انور حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ (پوتا امیر ملت) آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بے حد محبت فرماتے اور فخر ملت حضرت پیر سید افضل حسین شاہ صاحب سجادہ نشین علی پور سیداں شریف نے بھی ساہوچک شریف خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ”جس طرح بابا جی اللہ رکھا شاہ صاحب نے حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ سے فیض حاصل کیا ہے کسی کو نہیں ہوا،۔“

قلمدان امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت پیر و مرشد قبلہ و کعبہ امیر ملت عظیم البرکت حافظ پیر سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے وصال سے چند روز قبل آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا قلمدان عطا فرمایا۔ اور ارشادات و دعاؤں سے بھی نوازا۔ اور اللہ کی مخلوق کی خدمت کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس قلمدان کو غلاف چڑھا کر سنبھال دیا۔ جو کہ الحمد للہ آج بھی سجادہ نشین حضرت خواجہ صوفی احسان الہی صاحب کے پاس موجود ہے۔

ندائے کاروبار:

آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیر و مرشد حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد اڑھائی سال متواتر اپنے پیر و مرشد کے روضہ اقدس پر عبادت و ریاضت میں مشغول رہے۔ آخر اس عبادت نے اللہ تعالیٰ کے حضور قبولیت کا درجہ پایا اور نداء آئی کہ یہاں سے اٹھ اور لکڑی کا کاروبار کر ”عرض کیا کہ حضور ساری عمر آپ کے قدموں میں گزاری ہے مجھے کام کرنے کا طریقہ کیسے آئے گا اور میرے پاس رقم

بھی نہیں ہے، ”ارشاد ہوا“، ”یہاں سے اٹھ کر بوقت صبح بعد نماز فجر مغرب کی جانب چل پڑیں۔ راستہ میں جس آدمی سے پہلے ملاقات ہوگی وہ آپ کو ایک ہزار روپے دے گا آپ اسی رقم سے کاروبار کریں،، آپ ﷺ نے حکم کی تعمیل کی راستہ میں سب سے پہلے ماسٹر سردار علی شاہ ﷺ موضع علی پور سیداں شریف سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے رقم کے علاوہ کاروبار کے لئے حویلی بھی پیش کر دی تھوڑے ہی عرصہ میں کاروبار خوب چمکا۔ آپ ﷺ کا مال کافی فرموں کو سپلائی ہونا شروع ہو گیا اور ٹھیکیداروں میں آپ ﷺ کا اسم گرامی سرفہرست تھا۔

عقد مبارک:

آپ ﷺ کا عقد مبارک سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق بروز جمعہ المبارک بمطابق ۱۲ اگست ۱۹۵۵ء کو حضرت پیر سید انور حسین شاہ ﷺ نے صوفی نور دین صاحب (جو کہ موضع ڈگیانہ تحصیل ضلع جموں سے ۱۹۲۷ء میں ہجرت کر کے علی پور سیداں میں رہائش پذیر ہوئے تھے) کی دختر نیک اختر محترمہ عمر بی بی صاحبہ سے پڑھایا۔ جو کہ ایک پارسا خاتون تھیں ان میں وہ تمام اوصاف موجود تھے جو ایک مسلمان عورت میں ہونے چاہیں۔ آپ حد درجہ کی عبادت گزار، زہد و تقویٰ کی پیکر اور فیاضی و سخاوت میں بلند مقام رکھتی تھیں۔ مخلوق خدا کی خدمت کرنا آپ کا شعار تھا اور حد درجہ مہمان نواز تھیں۔ آپ اکثر فرمایا کرتی تھیں کہ ”رزق عطیہ خداوندی ہے لہذا دل کھول کر فقراء و مساکین بیواؤں اور یتیموں پر خرچ کرنا چاہیے۔،، آپ عورتوں کے لنگر کی منتظم اعلیٰ تھیں۔ اماں حضور کی طبیعت اچانک ۱۶ فروری ۱۹۹۱ء کو زیادہ ناساز ہو گئی۔ لیکن علاج معالجہ کے باوجود ۲۶ فروری کو صحت زیادہ خراب ہو گئی۔ اسی روز علامہ اقبال میموریل ہسپتال میں داخل

کروایا گیا لیکن کوئی آفاقہ نہ ہوا۔ اماں حضور کے حکم کے مطابق ان کو گھر واپس لے آئے۔ بالآخر یکم مارچ ۱۹۹۱ء بمطابق ۱۳ شعبان ۱۴۱۱ھ بروز جمعۃ المبارک صبح چار بج کر پانچ منٹ پر روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

آسمان تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے

سبزہ نور رستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

مائی صاحبہ کے بطن سے حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے ایک صاحبزادے اور ایک صاحبزادی تولد ہوئے صاحبزادے کا اسم گرامی نذیر حسین رکھا گیا اور صاحبزادی کا اسم گرامی نذیر فاطمہ رکھا گیا صاحبزادہ صوفی نذیر حسین صاحب بہت اچھے شریف الطبع، نرم خو اور کریم النفس انسان تھے۔ اپنی ساری زندگی میں مخلوق خدا سے خندہ پیشانی اور عجز و انکساری کے ساتھ ملتے رہے۔ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو اپنے جانشین حضرت خواجہ صوفی احسان الہی صاحب کے دست حق پرست پہ بیعت کروایا۔ صاحبزادہ صاحب نے اپنی ساری زندگی سجادہ نشین صاحب کی اتباع میں گزاری۔ اور سجادہ نشین حضور بھی آپ کے ساتھ بے حد محبت و شفقت فرماتے۔ صاحبزادہ صاحب بڑے مہمان نواز تھے۔ عرس پاک کے دوران لنگر خانہ کے منتظم ہوا کرتے تھے۔ آپ سے اگر کوئی عرض پیش کرتا تو فرماتے کہ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ و جانشین حضرت صوفی احسان الہی صاحب کے خدمت میں حاضر ہو جاؤ اللہ تعالیٰ کرم کر دے گا۔ میں تو حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا تمہاری طرح کا ہی خادم ہوں۔ صاحبزادہ صاحب ۲۸ ستمبر ۲۰۰۷ء بروز جمعۃ المبارک کو بیمار ہوئے آپ کو دماغی فالج ہو گیا تھا۔ سجادہ نشین حضور نے بہت علاج معالجہ کروایا لیکن ہوتا وہی ہے جو منظور خدا ہوتا ہے۔ آپ تقریباً ۳ ماہ ۷ دن سخت علالت کے بعد ۵ جنوری ۲۰۰۸ء بروز ہفتہ صبح ۱۰ بجکر ۱۵ منٹ پر انتقال

فرما گئے اللہ تعالیٰ آپ کو جو رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ آپ کے دو بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔ بیٹوں کے نام قمر الزمان اور ذیشان الہی ہیں اور بیٹی کا نام مدثرہ بتول ہے۔

صاحبزادی محترمہ حاجن نذیر فاطمہ صاحبہ بے حد مہمان نواز اور شفیق ہیں۔ عورتوں کے لنگر کی منتظم اعلیٰ ہیں آنیوالی عورتوں کے ساتھ بہت محبت اور خندہ پیشانی سے پیش آتی ہیں۔ اور حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا پیغام تبلیغ ان تک پہنچاتی ہیں اماں حضور ﷺ نے اپنے بعد آستانہ عالیہ یہ عورتوں کی نگران منتخب فرمایا۔ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی نور نظر کا عقد مبارک ۱۹۸۱ء میں اپنے جانشین حضرت خواجہ صوفی احسان الہی صاحب سے پڑھایا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اماں حضور کو صحت و تندرستی خیر و عافیت کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ سے فیضیابی:

حضرت قبلہ الحاج خواجہ صوفی احسان الہی صاحب فرماتے ہیں کہ جناب صوفی فقیر محمد صاحب اس واقعہ کے عینی شاہد ہیں کہ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ اس زمانہ میں علی پور سیداں میں مقیم تھے۔ تزکیہ نفس اور علوم ظاہری و باطنی حاصل کرنے میں مشغول تھے۔ کہ سید زکریا شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی کا انتقال ہو گیا۔ شاہ صاحب بڑے صاحب حال بزرگ تھے۔ ان کا قلبی لگاؤ رجال الغیب سے تھا۔ سو اس لئے انہوں نے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں (باطنی و روحانی) درخواست پیش کی کہ آپ میری بیٹی کا جنازہ پڑھائیں۔ شاہ صاحب کی درخواست کو قبول فرما کر خواجہ حضور رحمۃ اللہ علیہ (بعد از وصال) جنازہ پڑھانے کے لئے تشریف فرما ہوئے۔ اس جنازہ میں حضرت قبلہ

عالم رحمۃ اللہ علیہ کو بھی بلایا گیا تھا۔ خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے جنازہ سے فارغ ہو کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دائیں بازو سے پکڑا اور دور چلے گئے۔ بالکل الگ تھلگ ہو کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو فرمایا کہ ہمارا نام نظام الدین اولیاء ہے۔ جنازے کے لئے آئے تھے اور اب حکم آیا ہے کہ آپ کو بھی فیض عطا کر دیا جائے۔ رات بھر وہیں رہے رجال الغیب کی محفل ہوئی جس میں حضرت قبلہ عالم کو علوم ظاہری بھی اور روحانی فیض بھی عطا فرمایا گیا۔ اس فیض کی وجہ سے آپ نظامی بھی ہیں۔

دستار بندی سلسلہ عالیہ سہروردی قادری:

حضرت پیر سردار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سہروردی قادری ضلع گجرات ۲۱ رمضان المبارک ۱۳۸۶ھ بمطابق ۳ جنوری ۱۹۶۷ء کو بحکم الہی ساہوچک شریف تشریف لائے۔ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی دن علی پور شریف سے اپنے اعضاء اقارب اور والدہ محترم کو ملنے کے لئے تشریف فرما ہوئے تھے۔ تو پیر سردار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے فرمایا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم آیا ہے کہ ہم آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سلمہ عالیہ سہروردی قادری کی خلافت عطا فرمائیں لہذا آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی امانت وصول فرمیں۔ پھر انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خلافت بخشی اور شجرہ شریف بخشا اور رات بھر ساہوچک شریف میں قیام فرمایا۔ دونوں عظیم البرکت ہستیوں نے آپس میں راز و نیاز کی باتیں کیں اور پیر سردار علی شاہ صاحب صبح بعد نماز فجر واپس تشریف لے گئے۔

شجرہ طیبہ منظوم سہروردی قادری

حمد و ثناء ہم کریں ذاتِ خدا کے واسطے
 درود و سلام ہم پڑھیں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے
 کر دعا قبول ہماری اولیاء و اصفیاء کے واسطے
 ہاتھ میں سب کے کھڑے اپنی دعا کے واسطے
 مشکلیں حل کر میری یا الہ العالمین
 شیرِ خدا مولا علی مشکل کشا کے واسطے
 حُسنِ خوبی دے ہمیں اے حسینوں کے حسین
 حضرت امام حسنؑ و حسینؑ شہیدِ کربلا کے واسطے
 بندۂ نادار ہوں ہو نگاہِ کرم
 حضرت عابد بیمار امام زین العابدینؑ کے واسطے
 تیرے شمعِ نور سے معمور ہو سینہ میرا
 حضرت امام باقرؑ شاہِ جود و سخا کے واسطے
 اپنے دریائے رحمت سے اک قطرہ ہو عطا
 حضرت امام جعفر الصادقؑ امامِ کبریا کے واسطے
 ہم پہ فیضانِ نظر ہوتا رہے تاحشر
 حضرت موسیٰ کاظمؑ امام الاصفیاء کے واسطے
 اپنی محبت دے ہمیں دور کر دے فکرِ غیر
 حضرت علی موسیٰ رضاؑ امام الاتقیاء کے واسطے

اہل ایمان آپس میں سب متفق رہیں
 حضرت خواجہ معروف کرنی راہنما کے واسطے
 موجود رہ دل میں تو بیدار کر سینہ میرا
 حضرت خواجہ سری سقطی چراغ الاولیاء کے واسطے
 دل میں ہمارے ہو تجلی تیرے پر انوار کی
 حضرت شاہ جنید بغدادیہ کے واسطے
 آنکھ بیٹا دے ہمیں معرفت کے نور سے
 حضرت شیخ شبلی قطب عالم کے واسطے
 اجنبی نادان ہیں راہنمائی کر ہماری
 حضرت خواجہ عبدالعزیز الفت رسا کے واسطے
 تیرے خزانہ فیض سے اک قطرہ ہو نصیب
 حضرت خواجہ عبدالواحد صاحب لقاء کے واسطے
 اپنے مولا کی طلب ہو، ہمیں ہر گھڑی
 حضرت شیخ ابو الفرج طرطوسیہ کے واسطے
 بہتر ہو ہمارا نظام زندگی اے میرے پیشوا
 حضرت ابوالحسن بنکاری مرد خدا کے واسطے
 مردہ دل کو زندہ کر زندگی دے جاوداں
 حضرت خواجہ بو سعید مقتداء کے واسطے
 دل میں تصور آپ کا لب پہ رہے تیرا ذکر
 حضرت پیر میراں عبدالقادر غوث الوری کے واسطے

شرافت کی دولت ہو عطا بھیک دو کرم کی
 حضرت خواجہ شہاب الدین سہروردی کے واسطے
 بحرِ ظلمات کے ڈوبتے سفینے کا سہارا بنو
 حضرت پیر مقام شاہ محبوبِ خدا کے واسطے
 آگیا تیرے در پہ بخش دے میرے گناہ
 حضرت پیر چٹالہ شاہ حق نما کے واسطے
 دل کی سیاہی دور کر محبت عطا ہو پیر کی
 حضرت پیر کانبجو شاہ سراج الاولیاء کے واسطے
 جبین فرسائی کر عطا اپنے درِ پاک کی
 حضرت پیر مٹھ شاہ نورِ خدا کے واسطے
 اے شہنشاہِ بطحیٰ سُن فریادِ میری
 حضرت پیر جیون شاہ ولی باصفا کے واسطے
 کرو امداد ہماری پنچتن پاک کے واسطے
 حضرت پیر روشن شاہ مردِ خدا کے واسطے
 رحم کر عالی گوہر کترین کی عرض پر
 حضرت پیر جوائے شاہ قلندر مقتدا کے واسطے
 دل نشیں، دل نواز، رنج و غم کا سہارا بنو
 حضرت بابا ابراہیم شاہ پیر ہڈی کے واسطے
 میرے قلب کو دے بصیرت شہنشاہِ دو عالم
 حضرت بابا لال دین شاہ قلندر جو دوسخا کے واسطے



اپنے چشمہ فیض سے ہمیں بھی سیراب کر
 حضرت بابا سردار علی شاہ پارسا کے واسطے
 اپنے فیضان نظر سے دل میرا آباد رکھ
 حضرت خواجہ صوفی اللہ رکھا شاہ مرشد و راہنما قلندر بے ریا و باصفا کے واسطے
 یا الہی! امر مرشد پہ رکھ ثابت قدم تا حشر
 حضرت خواجہ صوفی احسان الہی حاجت روا حق رسا مرد خدا کے واسطے
 صراطِ مستقیم پر چلا خلق خدمت کر عطا
 عاشقوں کے راہنما قلندر کبریا کے واسطے
 میرا ماویٰ میرا ملجا سا ہو چک ہو اے خدا
 میرے ہادی میرے رہبر پیشوا کے واسطے



دستار بندی سلسلہ عالیہ نقشبندی مجددی:

حضرت مولانا پیر سید انور حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ (پوتا امیر ملت) نے
 اعلیٰ حضرت امیر ملت الحاج الحافظ پیر سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نقشبندی مجددی کے
 روحانی حکم کے مطابق ۲۱ اکتوبر ۱۹۶۹ء بمطابق ۹ شعبان ۱۳۸۹ھ کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی
 دستار بندی کی اور شجرہ شریف عطا فرما کر خلافت بخشی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا
 ”حضور مجھے علی پور سے نکال رہے ہیں،“ تو پیر سید انور حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا
 کہ ”صوفی صاحب مجھے حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ لہذا میں حکم
 پورا کروں گا۔ قسم ہے خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حکم ہے اگر جھوٹ بولوں تو
 جھوٹوں پر لعنت۔“

شجرہ طیبہ نقشبندی مجددی

اے خدا دارین میں خیرالوریٰ کا ساتھ ہو
 شافع اعظم حبیب کبریٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ ہو
 حضرت صدیق و سلیمان قاسم ذی التقیاء
 جعفر الصادق امام الاصفیا کا ساتھ ہو
 بایزید و بوالحسن بوالقاسم وشہ بو علی
 یوسف ہمدانی یوسف لقاء کا ساتھ ہو
 عبدالخالق غجدوانی عارف و محمود کا
 اور عزیزان علی حق نما کا ساتھ ہو
 حضرت بابا سماسی سید میر کلال
 شاہ بہاؤ الدین شہ مشکل کشا کا ساتھ ہو
 خواجہ عطار و یعقوب و عبید اللہ ولی
 خواجہ زاہد محمد پارسا کا ساتھ ہو
 خواجہ درویش و ملنگی محمد مقتدا
 حضرت خواجہ باقی باللہ باخدا کا ساتھ ہو
 اور مجدد الف ثانی خواجہ معصوم کا
 حجۃ اللہ اور زبیر اولیاء کا ساتھ ہو
 خواجہ قطب الدین اشرف شاہ جمال اللہ ولی
 سید عیسیٰ شاہ فیض اللہ شاہ کا ساتھ ہو

خواجہ نور محمد بابا تیرا ہی فقیر
 شاہ جماعت علی مقتدا کا ساتھ ہو
 امیر ملت غوث اعظم اور قیومِ زماں
 اس مجددِ عصر صدر اولیاء کا ساتھ ہو
 عارفِ کامل ولی و متقی پرہیز گار
 شاہ محمد حسین شاہ اتقیاء کا ساتھ ہو
 نورِ عالم فیضِ رضا پیرِ کامل
 سید انور حسین شاہ راہِ ہدا کا ساتھ ہو
 دستگیرِ راہنما بے کساں و ناقصاں
 حضرت خواجہ صوفی اللہ رکھا شاہ مرشد و راہنما کا ساتھ ہو
 یا الہی! امر مرشد پہ رکھ ثابت قدم تا حشر
 حضرت خواجہ صوفی احسان الہی حاجت روا کا ساتھ ہو
 بہرِ حسنین و علی و سیدہ خیر النساء
 روزِ محشر شافعِ روزِ جزا کا ساتھ ہو
 جملہ یارانِ طریقت کا بروزِ حشر بھی
 نقشبندی سلسلے کے اولیاء کا ساتھ ہو



وسعت کاروبار:

یہ فیض و خلافت عطا ہونے کے بعد بھی آنجناب رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیر و پیشوا حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد عالی شان کے مطابق لکڑی کے کاروبار میں مصروف رہے۔ ۱۹۷۰ء میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پچھتر ہزار روپے کی دوکنال اراضی قلعہ سو بھانگہ (قلعہ احمد آباد) میں کاروبار کی وسعت کے لئے خرید فرمائی۔ اور مزید کاروبار کی وسعت کے لئے ساڑھے پانچ لاکھ روپے کپڑے کے تھیلے میں باندھ کر الماری میں رکھے۔ اور اس کو مقفل کر دیا۔

کاروبار کے دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ مزدوروں پہ بڑی شفقت فرماتے۔ ایک دن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ مزدور سوکھی روٹی دوپہر کے وقت کھا رہے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے فرمایا کہ کل سے لے کر تم لوگ گھروں سے کھانا نہ لے کر آیا کرو یہاں سے لنگر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ملا کرے گا اور مزدوری بھی پوری ملے گی۔

تمہیں فقیر بنانا رہا تم تاجر بن بیٹھے ہو:

۱۹۷۰ء میں حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ وہ کثیر رقم قلعہ احمد آباد میں رکھ کر خود ساہوچک شریف اپنے اعزاء اقارب اور والدہ محترمہ سے ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ رات بارہ بجے تک ان سے محو گفتگو رہے۔ پھر آرام کرنے کی غرض سے لیٹ گئے۔ رات ایک بجے حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے سرہانے کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا کہ ”میں ساری عمر تمہیں فقیر بنانا رہا تم تاجر بن بیٹھے ہو، آپ رحمۃ اللہ علیہ باداب ہو کر کھڑے ہو گئے اور عرض کیا کہ ”حضور میں تجارت بھی آپ کے حکم سے کر رہا ہوں آپ حق سچ کا فیصلہ صادر فرمادیں کیونکہ مجھے عین یقین ہے کہ اللہ رب العزت کی توفیق اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کو تسلیم کئے بغیر

معرفت الہی حاصل ہونا مشکل ہے اور میں نے پیری نہیں کی آپ کا عطا کردہ قلمدان سنبھال کر رکھا ہوا ہے۔“

یہ عرض کرنے کی بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ پیر و پیشوا قبلہ و کعبہ حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی قدمبوسی کے لئے آگے بڑھے۔ لیکن حضرت پیر و مرشد رحمۃ اللہ علیہ اٹے قدم آگے آگے چل پڑے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ پیچھے پیچھے چل پڑے۔ حضرت پیر و مرشد رحمۃ اللہ علیہ سیالکوٹ روڈ کی جانب بڑھے وہاں سے ڈیفنس روڈ سے گزرتے ہوئے ہیڈمرالہ کی جانب روانہ ہوئے۔ ہیڈمرالہ روڈ پر جاتے ہوئے ہیڈ سے دو میل قبل ایسا معلوم ہوا کہ سڑک کے وسط میں خنزیر (سور) آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں کی طرف جھپٹا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے پیر و مرشد کے نقش پا تھا اس لئے بغیر کسی گھبراہٹ کے اس کے پاس سے گزر گیا لیکن وہ وہاں ہی پڑا رہا جب ہیڈ کے پل پر پہنچے تو پہلے سکیورٹی گارڈ نے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کو نہ پوچھا لیکن دوسری طرف والے گارڈ نے پوچھا ”بابا تم کون ہو اس وقت کہاں جا رہے ہو“ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد سے فرمایا پیچھے ہٹ جاؤ وہ پیچھے ہو گیا ہیڈ کو اس کرنے کے بعد حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے سڑک کو چھوڑ کر کھنڈرات کا راستہ اختیار فرمایا اور آنجناب رحمۃ اللہ علیہ حضرت پیر و مرشد کے نقش پاء چلتے رہے۔

حضرت الحاج علامہ حکیم محمد حفیظ اللہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات:

اذان فجر کا وقت قریب تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد عالی شان ہے کہ ”میں نے اپنے آپ کو ایسی جگہ پر موجود پایا۔ جہاں مکان کے اندر جانے کے لئے راستہ تھا حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے مکان کے دروازہ پر پہنچا دیا اور خود میری نظروں سے اوجھل ہو گئے۔“

آپ ﷺ جب مکان کے اندر پہنچے تو وہاں ایک برگزیدہ ہستی عربی لباس میں ملبوس ہاتھ میں تسبیح پکڑے کھڑے تھے۔ انہوں نے آپ ﷺ کو دیکھتے ہی فرمایا۔

”صوفی صاحب تشریف لائیں میں آپ کا انتظار کر رہا ہوں،“

رندوں کو بھی معلوم ہیں صوفی کے کمالات

ہر چند کہ مشہور نہیں ان کے کرامات

اور وہ ہستی کامل حضرت خواجہ محمد حفیظ اللہ سرکار ﷺ کی ذات ستودہ

صفات تھی۔ خواجہ صاحب ﷺ نے آپ ﷺ کو مزید فرمایا۔ ”کہ صوفی صاحب

آپ کو یہ تو معلوم ہے کہ کونسی مایہ ناز ہستی آپ کو یہاں چھوڑ کر گئی ہے،“ آپ نے

عرض کیا ”کہ جی حضور میرے پیرو مرشد عالی جناب ﷺ مجھے یہاں چھوڑ کر گئے

ہیں،“ خواجہ صاحب ﷺ نے بیٹھنے کا حکم صادر فرمایا بیٹھتے ہی حضرت قبلہ

عالم ﷺ کے دل میں خیال گزرا کہ یہ کیسے بزرگ ہیں انہوں نے داڑھی نہیں

رکھی۔ یہ خیال آتے ہی خواجہ صاحب ﷺ نے فرمایا۔ ”صوفی صاحب اگر

دوکاندار نے دوکان کو دروازہ نہ لگایا ہو تو اسکی دوکان چور لوٹ کر لے جائیں گے

نقصان دوکاندار کو ہوتا ہے خریدار کو کیا مطلب؟ اور ساتھ ہی اپنے خادم کو

آواز دی۔ میاں محمد اسماعیل صوفی صاحب کے لئے چائے لے کر آؤ آج ہم ان

کو شراب محمدی پلائیں گے۔ جب خادم صاحب چائے لے کر حاضر ہوئے تو

حضرت خواجہ صاحب ﷺ نے فرمایا ”صوفی صاحب یہ شراب محمدی کے جام ہیں

اور ان گنت چائے کی پیالیاں پلائیں۔ چائے پیتے ہی آپ کو اونگھ آگئی“ اور دن

دو بجے بیدار ہوئے پاؤں مبارک میں جوتا تھا وہ اتارنے لگے تو خواجہ صاحب

ﷺ نے فرمایا ”صوفی صاحب جوتا اتاریں بلکہ پاؤں میں ہی رہنے دیں کیونکہ

فرمان افضل ہوتا ہے، آپ ﷺ دوزانو ہو کر بیٹھ گئے۔ اس کے بعد خواجہ صاحب ﷺ نے پوچھا ”صوفی صاحب! میری گود میں کیا ہے،“ آپ نے عرض کی ”خنزیر کا بچہ نظر آتا ہے،“ اس وقت خواجہ صاحب ﷺ اسے گود میں بٹھا کر لوکاٹھ کا پھل کھلانے میں مصروف تھے خواجہ صاحب نے فرمایا ”صوفی صاحب یہ بھی مخلوق خدا ہے اس کا کیا قصور ہے۔ جو ہم اس سے نفرت کرتے ہیں،“ یہ وہی خنزیر ہے جس نے راستے میں آپ کو سجدہ کیا تھا۔ ہمارے پیارے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حلال و حرام کی پہچان کروائی ہے لیکن ایک سور ہمارے اندر بھی ہے صوفی صاحب یاد رکھنا یہ سور پیری مریدی میں بھی کھایا جاتا ہے،“ آپ ﷺ نے عرض کیا ”حضور! میں نے اسی سے بچنے کی خاطر آج تک اپنے پیرومرشد کے عطا کردہ قلمدان کو مقفل رکھا ہے اور پیری نہیں کی،“ یہ جواب سن کر خواجہ محمد حفیظ سرکار ﷺ از حد مسرور ہوئے۔ اور فرمایا کہ ”آپ کسی کے بھیجے ہوئے میرے ہاں آئے ہیں آپ کو نہیں معلوم کہ یہ کونسی جگہ ہے۔ پہلے اس کو بڑیلہ چوروں کا کہتے تھے اور اب بڑیلہ شریف کہتے ہیں۔“

اشتہائے شکم کو شکست فاش:

دوران ملاقات معرفت کی باتیں ہوئیں۔ پھر حضرت خواجہ سرکار بڑیلہ ﷺ نے آپ ﷺ کو دو پانچ پانچ کے نوٹ اور ایک دس پیسے کا سکہ دیا اور فرمایا ”کہ یہ دس پیسے کا سکہ خرچ نہ کرنا اور یہ دس روپے گرایہ کے لئے ہیں۔ اور صوفی صاحب آپ کی ڈیوٹی اس جگہ پر ہوگی جہاں سے نارووال گیارہ میل کی مسافت پر ہے۔ اور یہ وضاحت فرمائی کہ آپ کی گزراوقات خوردونوش (کھانے) پر نہیں بلکہ صرف چائے کے کپ پر ہوگی وہ بھی چوبیس گھنٹے میں ایک مرتبہ پینی ہے۔ اسی

حاصل کر لی۔

بڑیلہ شریف واپسی اور دستار بندی:

آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت الحاج خواجہ محمد حفیظ اللہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان عالی شان کے مطابق ۱۹- اگست ۱۹۷۰ء کو سیدھے بڑیلہ شریف حاضر ہوئے۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ کو دیکھ بہت خوش ہوئے اور فرمایا ہمیشہ شہباز ہی کامرانی کی منزلوں کو حاصل کرتے ہیں خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سلسلہ عالیہ چشتی، قادری، طرطوی، سہروردی خلافت عظمیٰ سے سرفراز فرمایا۔ مزید فرمایا ”صوفی صاحب اب آپ سا ہو چک شریف جا کر مقیم ہو جائیں۔ وہاں آپ کو ڈیوٹی پر مامور کیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ جو زمین ہے اللہ کی تسبیح کرتی ہے اور اس جگہ کی تسبیح قبول و منظور ہو چکی ہے گاؤں کے قطب کی جانب سے جو راستہ گزرتا ہے وہاں جا کر بیٹھنا ہوگا۔“

گیارہویں شریف کی اجازت:

حضور خواجہ صاحب سرکار بڑیلہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو ہر ماہ چاند کی نو تاریخ کو حضرت محبوب سبحانی قذیل نورانی قطب ربانی جناب غوث پاک پیران دستگیر رحمۃ اللہ علیہ کی گیارہویں شریف کی اجازت مرحمت فرمائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ ”حضور مجھے ایسا غوث نہ بتانا کہ مجھے لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلانے پڑیں۔“ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ”ہاں صوفی صاحب میں نے گیارہویں شریف کی کافی آدمیوں کو اجازت بخشی ہے لیکن جس مرد کامل کی مجھے تلاش تھی۔ اس سے اللہ تعالیٰ نے اب رشتہ جوڑا ہے۔، صوفی صاحب! آپ کو کسی سے چھ مانگنے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ جب کوئی عقیدتمند کچھ پیش کرے

چار پائی پر بیٹھنا ہوگا۔ لیٹنے کی اجازت نہیں۔ روحانی تربیت حاصل کرنے کے لئے بیالیس دن تک قیام کرنے کا حکم ملا اور ساتھ ہی یہ وضاحت بھی فرمائی کہ آپ نے اُس دن واپس آنا ہوگا جب بلایا جائے گا جیسے آج بلایا ہے۔ وہاں سے سیدھے میرے پاس بڑیلہ شریف آنا ہوگا۔

روانگی کے وقت سرکار بڑیلہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ نصیحت اور حکم فرمایا کہ جو آدمی آپ کو چائے پلائے گا اسکی اللہ تعالیٰ کے حضور التجا ہے کہ مجھے مرد حق کے فیضان سے مالا مال فرما اور اپنی رحمت سے میرے سینے کے دروا کر دے ورنہ روز محشر میں کہوں گا کہ اے اللہ تو نے مجھے اس دنیا میں کوئی حق سچ کا بندہ ہی نہیں دکھایا جس کو میں اپنا راہبر و راہنما بناتا۔ لہذا جب آپ کو وہاں سے واپسی کا حکم ملے تو آنے سے قبل اس سے پوچھنا اے بندہ خدا کیا تیرے دل میں مذکورہ بالا خواہش معجزانہ ہے۔ اور آپ مزارات اولیاء پر صحبت صالح کے حصول کی دعائیں بھی کرتے رہے ہیں اگر وہ تصدیق کر دے کہ واقعی اسکی یہی دعا و آرزو ہے تو اس کو بیعت کر لینا۔ وہ جگہ موضع سدہ کھنگوڑہ ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو وہاں بیالیس دن کی بجائے ساڑھے تین ماہ بٹھایا گیا وہاں ایک مرتبہ حضرت علامہ پیر سید انور حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ علی پوری بھی ملاقات کے لئے تشریف لائے اور راز و نیاز کی باتیں ہوئیں۔

جب حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی سدہ کھنگوڑہ سے واپسی ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس آدمی کو بلا کر مذکورہ بالا وضاحت پوچھی تو اس نے ہاں میں جواب دیا اس پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے دست بیعت کر لیا۔ یہ سدہ کھنگوڑہ کے صوفی فقیر محمد صاحب ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خواہشات نفسانی اور اشتہائے شکم کو شکست فاش دی اور دل کو اپنے مقام پر اور روح کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے سکون میں اور شہنشاہی

حاصل کر لی۔

بڑیلہ شریف واپسی اور دستار بندی:

آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت الحاج خواجہ محمد حفیظ اللہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان عالی شان کے مطابق ۱۹- اگست ۱۹۷۰ء کو سیدھے بڑیلہ شریف حاضر ہوئے۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ کو دیکھ بہت خوش ہوئے اور فرمایا ہمیشہ شہباز ہی کامرانی کی منزلوں کو حاصل کرتے ہیں خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سلسلہ عالیہ چشتی، قادری، طرطوی، سہروردی خلافت عظمیٰ سے سرفراز فرمایا۔ مزید فرمایا ”صوفی صاحب اب آپ سا ہو چک شریف جا کر مقیم ہو جائیں۔ وہاں آپ کو ڈیوٹی پر مامور کیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ جو زمین ہے اللہ کی تسبیح کرتی ہے اور اس جگہ کی تسبیح قبول و منظور ہو چکی ہے گاؤں کے قطب کی جانب سے جو راستہ نزلتا ہے وہاں جا کر بیٹھنا ہوگا“۔

گیارہویں شریف کی اجازت:

حضور خواجہ صاحب سرکار بڑیلہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو ہر ماہ چاند کی نو تاریخ کو حضرت محبوب سبحانی قدیل نورانی قطب ربانی جناب غوث پاک پیران دستگیر رحمۃ اللہ علیہ کی گیارہویں شریف کی اجازت مرحمت فرمائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ ”حضور مجھے ایسا غوث نہ بتانا کہ مجھے لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلانے پڑیں“ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ”ہاں صوفی صاحب میں نے گیارہویں شریف کی کافی آدمیوں کو اجازت بخشی ہے لیکن جس مرد کامل کی مجھے تلاش تھی۔ اس سے اللہ تعالیٰ نے اب رشتہ جوڑا ہے۔، صوفی صاحب! آپ کو کسی سے چھ مانگنے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ جب کوئی عقیدتمند کچھ پیش کرے

تو تین مرتبہ دریافت کر لینا کہ کس لئے دے رہے ہو۔ اگر وہ کہے کہ یہ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کی گیارہویں شریف کے لئے ہے تو اس کا تصرف گیارہویں شریف پر کرنا۔ اپنی ذات پر خرچ نہ کرنا۔ اگر کچھ میسر نہ ہو تو پانی کے پیالے پر ہی ختم شریف پڑھ لینا۔ آپ کا کسی سے رشتہ نہ ٹوٹے گا۔ بلکہ اللہ رب العزت سے ناٹھ اور مضبوط ہوگا۔ وہی پانی بطور تبرک تقسیم کر دینا،، اور مزید وضاحت فرمائی کہ ”لوگ آپ کو خواب میں دیکھ کر ازراہ عقیدت حاضری دینے آیا کریں گے۔ آپ مخلوق خدا کی خدمت میں اور جیسا بھی ہو جس طرح بھی ہو مخلوق خدا کو فیض پہنچائیں۔ اور آپ کی امانت خواجہ محمد نقیب اللہ شاہ صاحب کے پاس بھی ہے۔ آپ ان کے پاس جائیں اور اپنی امانت وصول کریں۔“

ختم شریف غوثیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاَصْحَابِ
سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ (سات بار)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ مُلْكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۝
اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِیْنَ
اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ ۝ (سات بار)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

اَلَمْ نُنشُرْ لَكَ صَدْرَكَ ۝ وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ ۝ الَّذِیْ اُنْقَضَ
ظَهْرَكَ ۝ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ۝ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ۝

مَاذَا فَرَعْتَ فَأَنْصَبُ ○ وَالِي رَبِّكَ فَارْغَبُ ○ (سات بار)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ○

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ○ اللَّهُ الصَّمَدُ ○ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ○ وَلَمْ يَكُنْ

لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ○ (سات بار)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ○

سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ ○ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ

إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ ○ (سات بار)

يَا بَاقِيُ أَنْتَ الْبَاقِيُ يَا كَافِيُ أَنْتَ الْكَافِيُ يَا شَافِيُ أَنْتَ الشَّافِيُ ○

(سات بار)

يَا حَضْرَتُ شَاهِ مُحَيِّ الدِّينِ مُشْكِلِ كُشَا بِالْخَيْرِ ○ (سات بار)

(سات بار)

يَا حَضْرَتُ غَوْثِ اغْتِنَا بِإِذْنِ اللَّهِ ○

سَهْلٌ فَسَهْلُ يَا إِلَهِي كُلَّ صَعْبٍ بَحْرَمَتِ سَيِّدِ الْأَبْرَارِ ○ (سات بار)

إِمْدَادُ كُنْ إِمْدَادُ كُنْ أَزْهَرُ بَلَا أَزَادُ كُنْ

(سات بار)

دَرْ دِينَ وَدُنْيَا شَادُ كُنْ يَا غَوْثِ الْعَظِيمِ وَتَكْمِيلِ

يَا حَضْرَتُ شَيْخِ سَيِّدِ عَبْدِ الْقَادِرِ شَيْنَا لِلَّهِ إِمْدَادُ كُنْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ○

(سات بار)

مُشْكَلَاتِ بِي عَدَدِ دَارِيمِ مَا شَيْنَا لِلَّهِ غَوْثِ الْعَظِيمِ پیرما (سات بار)

(سات بار)

أَنْتَ الْهَادِيُ أَنْتَ الْحَقُّ لَيْسَ الْهَادِيُ إِلَّا هُوَ

حَسْبِي رَبِّي جَلَّ اللَّهُ مَا فِي قَلْبِي غَيْرَ اللَّهِ

(سات بار)

نُورِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

خُذْ بِيَدِي شَيْنَا لِلَّهِ يَا حَضْرَتِ سُلْطَانِ شَيْخِ سَيِّدِ

(سات بار)

عَبْدِ الْقَادِرِ جِيلَانِي صَاحِبِ الْمَدَدِ

شجرہ طیبہ منظوم خاندان عالیہ قادریہ طرطوسیہ:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

لاکھ حمد و ثنا رب العلی کے واسطے
 آل و اصحاب رضی اللہ عنہم بنی پر صد دور و صد سلام
 مغفرت ہو صاحب حضرات خلفائے رشید
 یا الہی بندہ مسکین گدا بے کس غریب
 سر پہ ہے انبار عصیاں دل پہ گمراہی کا داغ
 مشکلیں صدمہ مصیبت پیش آئی ہیں مجھے
 یا الہی دے بصیرت تاکہ پاؤں راہ راست
 میں ہوں عجمی پر خطا میری خطائیں بخشو
 قطرہ رحمت کا ہوں طالب اگر ہووے نصیب
 جاہل و مجہول ہوں مجہول سے معروف کر
 سر سے سری کرو اس اجنبی نادان کو
 نفس شیطان سے بچاؤ بندہ مظلوم کو
 رہنمائی کیجیو اے ہادی علم الہدی
 یا الہی دل میں تو واحد ہی ہو دیگر نہ ہو
 کرفرح حاصل مجھے غمگین کو راحت ملے
 حَسَنَةٌ دُنْيَا وَعُقْبَىٰ اٰتِنَا يَا رَبَّنَا
 یا الہی دے سعادت خادم مخدوم کو
 قادرا قادر کرو اس نفس شیطان پر مجھے
 نعت احمد صلی اللہ علیہ وسلم مصطفیٰ و مجتبیٰ کے واسطے
 اور اہل بیت و آل اصفیاء کے واسطے
 اولیاء و اصفیاء و اتقیاء کے واسطے
 ملتجی در پر کھڑا ہے التجا کے واسطے
 نظر رحمت کیجیو اب مصطفیٰ کے واسطے
 مشکلیں سب دور ہوں مشکل کشا کے واسطے
 خواجہ بھری حسن پیر ہدی کے واسطے
 خواجہ عجمی حبیب کبریا کے واسطے
 شیخ بوداؤد طائی پر صفا کے واسطے
 خواجہ معروف کرخی بادشاہ کے واسطے
 شاہ سری سقطی جناب پارسا کے واسطے
 برکت خواجہ جنید اولیاء کے واسطے
 شیخ شبلی قطب عالم رہنما کے واسطے
 شیخ عبد الواحد یمنی لقاء کے واسطے
 شیخ حضرت الوالفرح طرطوسیہ کے واسطے
 شیخ ہنکاری حسن صاحب رضا کے واسطے
 شیخ شیخاں بو سعید پیشوا کے واسطے
 شیخ عبد القادر صدر العلی کے واسطے

سید خلق عبدالرزاق اولیاء کے واسطے
 خواجہ حسن علی قرشی پادشاہ کے واسطے
 شیخ حضرت حفص ابو بکر اولیاء کے واسطے
 شاہ سلیمان صاحب جیش دلو کے واسطے
 شیخ بو داؤد پیر اولیا کے واسطے
 خواجہ بو بکر مقتول رضا کے واسطے
 موسیٰ حلبی طبیب حق نما کے واسطے
 شیخ بوالقاسم جناب پارسا کے واسطے
 سید عابد کبیر الاولیاء کے واسطے
 سید احمد ولی فرخ لقاء ادا کے واسطے
 خضر ابدال بیابانی ادا کے واسطے
 حضرت شاہ میر پیر اولیاء کے واسطے
 شاہ سعید مظہر نور خدا کے واسطے
 خواجہ شاہ جمال اہل صفا کے واسطے
 خواجہ عبدالکریم پارسا کے واسطے
 صاحب عبدالرحیم اولیاء کے واسطے
 حضرت شیر محمد پادشاہ کے واسطے
 شاہ محمد فیض فیاض الوریاء کے واسطے
 نور احمد قبلہ، نور الہدی کے واسطے
 سخی احمد مسیحیہ یار قبلہ اتقیاء کے واسطے
 رکھ محمد عمر محبوب خدا کے واسطے

کر عطار رزاق مجھ کو روزی وصل و لقاء
 یا الہی حسن اخلاقی مجھے کیجیو عطاء
 حافظا اس نفس سے حفاظت کیجیو
 حرص و خواہش سے بچا ہوں پر شکستہ بے نوا
 میرے سنگیں دل کو یارب موم سا کر درد سے
 یا الہی کر مجھے مقبول اپنی راہ کا
 طوطیائے طور موسیٰ آنکھ میں ڈالو میری
 نیک حصہ کر میری قسمت خدایا بانصیب
 تو میرا معبود حق میری دعا کو قبول
 کھینچنیو میرے گناہوں پر معافی کا قلم
 تشنہ لب ہوں میں پلاؤ کا سہ آب حیات
 افتخار فقر سے مجھ کو الہی میر کر
 دے سعادت جاوداں اے مالک ہر دو جہاں
 یا الہی دے مجھے الفت سے دیدار و جمال
 کر کرم مجھ پر خدایا بے نوا ہوں سخت تر
 راحما رحمت کرو مسکین بے در پر کھڑا
 پالیو شیر محبت سے یہ طفل ناتواں
 یا الہی فیض کے چشمہ سے اب سیراب کر
 نور احمد صلی اللہ علیہ وسلم سے منور کیجیو دل اے خدا
 اے مددگار جہاں یاری کرو ہوں ناتواں
 یا الہی اس گدا کو اپنی الفت میں سدا

قبلہ و کعبہ امام الدین کی خاطر الہ
 قبلہ حاجات حضرت غلام سرور کی طفیل
 دین و دنیا میں ہماری ک حفاظت اے خدا
 اپنے فیضان نظر سے دل میرا آباد رکھ
 یا الہی! امر مرشد پہ رکھ ثابت قدم تاحشر
 میرا ماویٰ میرا بلجا سا ہو چک ہو اے خدا
 کر نظر مجھ پر امام الاصفیاء کے واسطے
 ہو دعا مقبول مرشد رہنما کے واسطے
 حضرت خواجہ محمد حفیظ اللہ پیر ما کے واسطے
 حضرت خواجہ صوفی اللہ رکھا شاہ مرشد و راہنما کے واسطے
 حضرت خواجہ صوفی احسان الہی حاجت روا کے واسطے
 میرے ہادی میرے رہبر پیشوا کے واسطے

ساقیا بھر بھر پلا اب خادم وحدت سے مجھے
 بے خبر ہستی سے ہوں ان اولیا کے واسطے

شجرۂ طیبہ خاندان عالیہ چشتیہ:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 اے خداوند! تو ذات کبریا کے واسطے
 رحم کر مجھ پر محمد مصطفیٰ کے واسطے
 میں ہوا ہوں سخت زار اس بند محنت میں اسیر
 کھول دے مشکل علی المرتضیٰ کے واسطے
 خواجہ بصری حسن کا نام لاتا ہوں شفیع
 شیخ عبدالواحد اہل بقاء کے واسطے
 فضل کر مجھ پر طفیل خواجہ ابن عیاض
 شاہ ابراہیم بلخی پادشاہ کے واسطے
 حضرت خواجہ خذیفہ کے لئے تو رحم کر
 پھر ہبیرا بصری صاحب ہدا کے واسطے

خواجہ ممشاد کی خاطر میرا دل شاد کر
 شیخ بو اسحاق قطبِ چشتیہ کے واسطے
 خواجہ ابدال احمد بو محمد مقتداء
 خواجہ بو یوسف صاحبِ صفا کے واسطے
 خواجہ مودودِ حق اور خواجہ حاجی شریف
 خواجہ عثمان اہل اقتداء کے واسطے
 والی ہندوستان خواجہ معین الدین حسن
 خواجہ قطب الدین قطب الاقویاء کے واسطے
 کام کر شیریں طفیلِ خواجہ گنج شکر
 اور نظام الدین محبوبِ خدا کے واسطے
 دل کو روشن کر طفیلِ شاہ نصیر الدین چراغ
 اور کمال الدین کمالِ اصفیاء کے واسطے
 دور کر ظلمت سراج الدین خواجہ کے لئے
 اور خواجہ علم الدین نور الہدیٰ کے واسطے
 حضرت محمود راجن سرورِ دنیا و دین
 اور جمال الدین جمن صاحبِ صفا کے واسطے
 شیخ حسن اور خواجہ شیخ محمد کے طفیل
 خواجہ حضرت یحییٰ مدنی مقتداء کے واسطے
 فضل کر مجھ پر طفیلِ شاہ کلیم اللہ ولی
 اور نظام الدین مقبولِ خدا کے واسطے

دین و دنیا کا وسیلہ پیر عالم فخر الدین
 خواجہ نور محمد راہنما کے واسطے
 خواجہ حضرت شاہ سلیمان دو جہاں کے دستگیر
 قبلہ حاجات و کعبہ مدعا کے واسطے
 کر کرم مجھ پر طفیل خواجہ عالی جناب
 شیخ شمس الدین شمس چشتیا کے واسطے
 خواجہ محبت النبی مولوی عبدالغنی
 کر غنی اس پیر و مرشد راہنما کے واسطے
 صدقہ محبت رسول اللہ کا ہو جائے وا
 گنج حُب مصطفیٰ ہر اک گدا کے واسطے
 حضرت خواجہ محمد حفیظ اللہ چشتی قادری
 گنج بخش منظر بُودِ الہ کے واسطے
 اپنے فیضانِ نظر سے دل میرا آباد رکھ
 حضرت خواجہ صوفی اللہ رکھا شاہ مرشد و راہنما کے واسطے
 یا الہی امیر مرشد پہ رکھ ثابت قدم تا حشر
 حضرت خواجہ صوفی احسان الہی حاجت روا مردِ خدا کے واسطے
 رنگ دے رنگِ حُب احمد میں میرے پروردگار
 گلزار سرور غلام احمد پادشاہ کے واسطے
 پیر و مرشد سے رہے دل میں محبت اور خلوص
 میرے مرشد پاک جانِ اولیاء کے واسطے

میرا ماویٰ میرا ملجا ساہو چک ہو اے خدا
میرے ہادی میرے رہبر پیشوا کے واسطے
بخش دے اپنی محبت قطع کر دے ماسوا
برکتِ پیرانِ شجرۂ چشتیہ کے واسطے

حضرت الحاج خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ سے ملاقات:

حضرت الحاج خواجہ علامہ پیر محمد حفیظ اللہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان عالی شان کے مطابق آپ رحمۃ اللہ علیہ ۱۰ ذی قعدہ ۱۳۹۰ھ بمطابق ۲۹ دسمبر ۱۹۷۱ء کو آستانہ عالیہ نقیب آباد شریف تشریف لے گئے۔ اس سے قبل حضرت خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے خطوط بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچ چکے تھے۔ جن پر تحریر تھا کہ ”صوفی صاحب تشریف لائیں ہم آپ کا انتظار کر رہے ہیں،“ نقیب آباد شریف پہنچنے پر معلوم ہوا کہ ۱۹۷۱ء کی پاک بھارت جنگ کی وجہ سے عرس پاک عارضی پور پر گنجی چلار ضلع شیخوپورہ میں ہو رہا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اسی وقت گنجی چلار تشریف لے گئے۔ روز عرس مبارک تھا۔ محفل سماع ہو رہی تھی آپ رحمۃ اللہ علیہ پیچھے ہی بیٹھ گئے۔ رات بارہ بجے چائے کا وقفہ ہوا۔ عین اسی وقت لاؤڈ سپیکر پر اعلان ہوا کہ ”حضرت صوفی اللہ رکھا شاہ صاحب ضلع سیالکوٹ جہاں کہیں بھی ہیں خواجہ صاحب کے پاس مسند پر تشریف، لے آئیں“ یہ اعلان تین مرتبہ ہوا لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کوئی توجہ نہ فرمائی۔ کہ اتنے بڑے ضلع میں کوئی اور ہوگا۔ چوتھی مرتبہ اعلان ہوا ”حضرت صوفی اللہ رکھا شاہ صاحب بمقام ساہو چک شریف ڈاکخانہ بڈیانہ تحصیل ضلع سیالکوٹ جہاں کہیں بھی ہیں مسند شریف پر تشریف لے آئیں“ مذکورہ بالا چوتھی مرتبہ اعلان سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ مسند کی طرف بڑھے دیکھتے ہی خواجہ

محمد نقیب اللہ شاہ صاحب اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا ”صوفی صاحب آپ میری آزمائش کر رہے تھے۔“

لفظ شاہ کی وضاحت:

خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد عالی شان سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا ”حضور آپ تو صوفی اللہ رکھا شاہ کو بلا رہے تھے۔ لیکن میں ”شاہ“ نہیں ہوں،“ میں تو گجروں کے گھر پیدا ہوا ہوں حضرت خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ الفاظ سن کر لفظ ”شاہ“ کی وضاحت فرمائی ”کہ آپ کے علاقہ میں ”بابا گلو شاہ رحمۃ اللہ علیہ مشہور معروف ہستی ہیں ان کو ”شاہ“ کیوں کہتے ہیں۔ جبکہ وہ سید نہ تھے۔ بلکہ جولا ہوں کے گھر پیدا ہوئے تھے۔ صوفی صاحب اللہ تعالیٰ کو تعدیل ارکان رکوع و سجود، خشوع و خضوع، حضور طمانیت اور اخلاص و انسہاک کی ضرورت ہے۔ انسان کو ”چشم شاہ“ نہیں بلکہ ”کم شاہ“ ہونا چاہیے۔ کیونکہ یہ ضروری نہیں کہ ”شاہ“ وہ ہوتا ہے جو سید کے گھر پیدا ہو بلکہ اعمال صالح اور پیروی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کرنے والا شاہ ہوتا ہے۔ اور صوفی صاحب یہ خاصیت آپ میں بدرجہ اتم موجود ہے۔“

خلافت اور محفل سماع کا حکم:

خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اجتماع عام میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا دایاں بازو پکڑا اور ہوا میں لہرا کر فرمایا کہ یہ مرد کامل ہستی کسی کے بھیجے ہوئے میرے پاس آئے ہیں۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے ہاں سات دن مہمان رکھا۔ ساتویں دن مورخہ ۵ جنوری ۱۹۷۲ء بروز بدھ حضرت خواجہ صاحب آپ کو ایک بند کمرے میں لے گئے اس کمرے میں ایک ستون تھا۔ ستون والی طرف ایک کرسی اور دیوار والی طرف ایک چارپائی لگائی گئی تھی۔ چارپائی پر حضرت خواجہ

صاحب اور کرسی پر حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ بیٹھ گئے۔ یہ چار پائی اور کرسی اتنی نزدیک تھیں کہ دونوں مرد کا ملین کے گھٹنے آپس میں ایسے ملے ہوئے تھے۔ کہ ان میں خلاء باقی نہ رہا۔ اس وقت حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے فرمایا کہ بیعت کے لئے اپنا ہاتھ آگے بڑھائیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ ”یہ ہاتھ تو میں پہلے ہی کسی کے ہاتھ میں دے چکا ہوں،“ یہ سن کر حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ از حد مسرور ہوئے اور فرمایا کہ ”آپ نے سچ کہا ہے کیونکہ آپ کو معاملات طریقت میں حصہ وافر مقدار میں اور مقام بلند، فقر میں سچی ثابت قدمی اور مجاہدے میں کامل رسائی پیر و مرشد کے طرف سے حاصل ہے،“ اور پھر خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو چار رتر کی کلاہ مبارک، لباس طریقت، خطبہ بیعت و شجرہ طریقت عنایت فرمایا سماع (قوالی) سننے کی اجازت مرحمت فرمائی اور چشتی قادری ابو العلامی جہانگیری سلسلہ عالیہ کی خلافت سے سرفراز فرمایا۔

شجرہ طیّبہ منظوم قادری چشتی ابو العلامی جہانگیری:

حمد بجد ہے جناب کبریا کے واسطے
تحفہ صلوة شاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے
یا میرے اللہ جملہ انبیاء کے واسطے
حاجتیں برلا میری کل اولیاء کے واسطے
پڑھ تحسیۃ اہل بیت اور چار یاروں کی ضرور
پھر ادب سے ہاتھ اٹھا اپنی دعا کے واسطے
یا الہی امر مرشد پہ رکھ ثابت قدم تاحشر
حضرت خواجہ صوفی احسان الہی حاجت روائق رسا کے واسطے

اپنے فیضان نظر سے دل میرا آباد رکھ
 حضرت خواجہ صوفی اللہ رکھا شاہ مرشد و راہنما قلندر بے ریا و باصفا کے واسطے
 صراط مستقیم پر چلا عشق مرشد کر عطا
 عاشقوں کے راہنما قلندر کبریاء کے واسطے
 میرے مولا پیروی مرشد کی کر مجھ کو نصیب
 حضرت خواجہ صوفی نقیب اللہ شاہ پیرو پیشوا کے واسطے
 بندہ عاصی ہوں یا رب کر میری توبہ قبول
 خواجہ محمد حسن شاہ سلطان الاولیاء کے واسطے
 قلب ہو بیدار میرا یا الہ العالمین
 شاہ محمد عنایت حسن رحمۃ اللہ علیہ ظل کبریاء کے واسطے
 ہو دعا مقبول میری صدقہ لا تقنطوا
 شہنشاہ محمد نبی رضا کے واسطے
 دل کو میرے یا خدا دے زندگی و تازگی
 شاہ عبدالحی مقبول الدعاء کے واسطے
 مجھ کو اپنی بارگاہ احدیت میں کر قبول
 مخلص الرحمن جہانگیر ہدی کے واسطے
 کر مدد میری خدایا ہر گھڑی ہر حال میں
 شاہ امداد علی باصفا کے واسطے
 مجھ کو اپنے ذکر و فکر و شغل میں مصروف رکھ
 شاہ محمد مہدیء نورالورا کے واسطے

نور ایماں سے میرے دل کو منور کر خدا
 حضرت مظہر حسین حاجت روا کے واسطے
 فرحتِ دل دے مجھے اور دور کر دے فکرِ غیر
 فرحت اللہ افتخار الاولیاء کے واسطے
 حُسن و خوبی سے میرے دل کو خدایا کر حسن
 حُسنِ علی شاہ حسن ابر سخا کے واسطے
 نعمت دیں سے مجھے کر یا الہی سرفراز
 شاہِ منعم پاکبازِ اتقیاء کے واسطے
 رکھ شریعت اور طریقت پر مجھے ثابت قدم
 شاہِ خلیل الدین سید مدلقاء کے واسطے
 نفس کی روباہ بازی سے خلاص دے مجھے
 میر سید جعفر شمس الضحیٰ کے واسطے
 دور کر میری خودی اور اہلِ دل کر دے مجھے
 سید اہل اللہ میر اہلِ صفا کے واسطے
 نظم کر میرا قبول اے بادشاہِ دو جہاں
 شاہِ نظام الدین سید الاولیاء کے واسطے
 اتقائے دین و دنیا ہو مجھے یارب نصیب
 شاہِ تقی الدین شاہِ اتقیاء کے واسطے
 یا الہی تیری نصرت شامل ہر حال ہو
 شاہِ نصیر الدین سید بے بہا کے واسطے

عاقبت محمود کر میری خدائے دو جہاں
 سید محمود نور الاولیاء کے واسطے
 یا الہی ہر گھڑی ہو بارشِ ابرِ کرم
 میر فضل اللہ شاہ ابر سخا کے واسطے
 تجھ کو تیرا واسطہ ہے اہل دل کر دے مجھے
 شاہ قطب الدین دُر دُرِج فنا کے واسطے
 دل ضیائے حق سے ہو معمور میرا ہر گھڑی
 شاہ نجم الدین قلندر باخدا کے واسطے
 جن کے پرتو سے چمک اٹھی ہے بزمِ کائنات
 سید مبارک غزنوی رحمت نما کے واسطے
 ہم جیئیں جب تک نظام زندگی برہم نہ ہو
 شاہ نظام الدین سید ثانیاء کے واسطے
 غنچہٴ دل کو کھلا میرے الہ العالمین
 شاہ شہاب الدین شمس الاولیاء کے واسطے
 قادر مطلق ہے تو اپنی عنایت ہم سب پر رکھ
 قادرِ جیلان قطب الاولیاء کے واسطے
 اے خدا ہم کو بنا دے دین و دنیا میں سعید
 نورِ عالم بو سعید مقتداء کے واسطے
 اے خدا کر دے عطا توفیقِ اعمالِ حسن
 بوالحسن شاہ رئیس الاولیاء کے واسطے

ظاہر و باطن میرا ہو حُسنِ یوسف کی طرح
 حضرت یُو یوسف رحمت نما کے واسطے
 مجھ کو اپنے عشق میں متوالا کر دے اے خدا
 حضرت عبدالعزیز اُلفت رسا کے واسطے
 تیری رحمت کا ہو سایہ اے رحیم بے مثال
 شاہ رحیم الدین سید خوش لقا کے واسطے
 دل میں دردِ عشق ہو میرے الہ العالمین
 حضرت بو بکر شبلی باخدا کے واسطے
 التجا مقبول فرما مالکِ ارض و سما
 فضل کر حضرت جنید پیشوا کے واسطے
 عاجز و لاچار ہوں مجھ پر کرم کر اے کریم
 شاہ سری سقطی تاج الاولیاء کے واسطے
 خود فراموشی عطا کر مست اور بیخود بنا
 حضرت معروف کرخی راہ نما کے واسطے
 نعمت صبر و رضا سے دل میرا معمور کر
 شاہ امام دین علی موسیٰ رضا کے واسطے
 باز رکھ عصیاں سے مجھ کو اے مرے پروردگار
 موسیٰ کاظم امام الاولیاء کے واسطے
 معرفت کے نور سے دل کو میرے معمور کر
 جعفر الصادق شاہ صدق و صفا کے واسطے

نورِ عرفان سے الہی راہِ حق ہم کو دکھا
 حضرت امام باقر شاہ جو دوسخا کے واسطے
 راہ میں تیرے رہیں ثابت قدم انے بے نیاز
 پیشوائے عابداں زین العبا کے واسطے
 زینتِ کون و مکاں فخرِ زمین و آسمان
 سید الشہدا شہیدِ کربلا کے واسطے
 لا فتی الا علی لا سیف الا ذو الفقار
 پیشوائے دیں علی المرتضیٰ کے واسطے
 مرتے دم تک لب پہ ہو نام محمد مصطفیٰ
 سید الکونین ختم الانبیاء کے واسطے
 یا الہی ہمارے عصیاں ہم کو شرماتے ہیں اب
 بخش دے ہم سب کو محمد مصطفیٰ کے واسطے
 عشق دے محبوب کا ہم کو الہ العالمین
 سیدہ معصومہ حضرت فاطمہ خیر النساء کے واسطے
 عشق دے مرشد کا ہم کو یا الہ العالمین
 انبیاء و اولیاء و اصفیاء کے واسطے
 ہم سب کی بگڑی کو بنا دے اے میرے پروردگار
 شیخ الاعظم شاہ امیر ابوالعلا کے واسطے
 میرا ماویٰ میرا ملجا سا ہو چک ہو اے خدا
 میرے ہادی میرے رہبر پیشوا کے واسطے

حضرت بابا رحمت علی شاہ قادری قلندر رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات:

یہ ضو پاشیاں یہ جلوہ نمایاں بے خبر زمانہ ہے تیری پرواز سے شاہا
حضرت بابا رحمت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ جن کا ذکر سعید باب دوم میں گزر چکا
ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مجذوب مست بزرگ تھے۔ گوجرانوالہ گوندلانوالہ میں قیام پذیر
نئے لیکن اس سے پہلے جموں میں حضرت پیر روشن ولی رحمۃ اللہ علیہ کے دربار عالیہ پہ کچھ
صہ حاضر رہے۔ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی سب سے پہلی ملاقات سولہ سال کی
رہیں وہاں ہوئی جس کا ذکر درج ذیل ہے۔

وں والی ملاقات:

ایک دفعہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امیر ملت الحافظ پیر سید جماعت علی
اہ رحمۃ اللہ علیہ محدث علی پوری بندگان خدا کی راہنمائی و راہبری کے لئے جموں تشریف
لے گئے۔ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ بھی ہمراہ تھے۔ حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے آپ
و فرمایا کہ جاؤ حضرت پیر روشن شاہ ولی رحمۃ اللہ علیہ کے دربار اقدس پر حاضری دے
و۔ دربار اقدس سے واپسی پر ”گھمٹ والی ٹکی“، پر ایک مجذوب سے ملاقات
وئی جن کے ہاتھوں میں ایک روٹی تھی۔ اس روٹی کی حالت ”مزلی“ جیسی ہو
ئی تھی۔ وہ فقیر مرد صالح ہر ایک راہ گزر کے کندھے پر اپنا دست مبارک رکھتے
و فرماتے ”ہے کوئی جو روٹی کھانے کے لئے تھوڑا سا گوشت
دے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کا جب ان کے پاس سے گزر ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ یہی
کلمات دہرائے گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان عالی شان ہے کہ ”ان کی جلالت دیکھ
کر میری زبان کوتاہ لگ گیا اور میں کوئی جواب نہ دے سکا اور اپنی راہ لی،، قیام
گاہ پر پہنچ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے حضور گڑ گڑا کر دعا مانگی کہ اے اللہ

تبارک و تعالیٰ! اگر واقعی یہ تیرا برگزیدہ بندہ ہے اور مرد حق ہے تو اللہ ان کے واسطے ہمارا سری نگر جانے کا پروگرام ملتوی کر دے تاکہ میں ان کی خدمت اقدس میں ان کی خواہش کے مطابق گوشت پیش کر سکوں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی اس دعا کو قبولیت بخشی اور صبح سرینگر جانے کا پروگرام بس خراب ہونے کی وجہ سے ملتوی ہو گیا۔ آپ ﷺ اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے۔ دوسرے دن پھر حضرت پیر و مرشد امیر ملت ﷺ نے حضرت پیر روشن شاہ ولی ﷺ کے دربار اقدس پر حاضری کے لئے دوبارہ اجازت سے نوازا۔ روضہ اقدس ایک پہاڑ کی چوٹی پر ہے۔ وہاں تک پہنچنے کے لئے نوے ۹۰ سیڑھیاں چڑھنی پڑتی ہیں۔ آپ ﷺ دربار اقدس پر پہنچے اور حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ اترتے وقت جب آپ ﷺ تیسری سیڑھی پر پہنچے تو مذکورہ مجذوب نانگا فقیر وہاں کھڑے تھے۔ جنہوں نے کمر سے نیچے سامنے حصے پر پیرا ہن پہن رکھا تھا۔ پہلے دن کی طرح آج بھی انکی زبان معطر پر وہی کلمات تھے جو پہلے دن تھے۔ جب آپ ﷺ ان کے پاس سے گزرے تو انہوں نے پہلے دن کی طرح کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا روٹی کھانے کے لئے گوشت دو۔ اس دن آپ ﷺ کے ہاتھ میں ایک چاقو تھا۔ جو کہ آپ ﷺ نے پہلے ہی کھول رکھا تھا۔ آپ ﷺ نے پیش کرتے ہوئے عرض کیا۔ ”حضور حاضر ہوں جہاں سے دل چاہے کاٹ لیں،، انہوں نے گوشت میں چاقو چھویا جیسے کہ گوشت کاٹنے لگے ہوں۔ آپ ﷺ ذرا نہ گھبرائے بلکہ انکی رضا پر سر تسلیم خم کیا۔ لیکن مجذوب قلندر گوشت کاٹتے کاٹتے رک گئے اور فرمایا ”حکم الہی آ گیا ہے کہ ہم نے آپ کو قبول فرمایا ہے۔ لیکن ابھی وقت نہیں آیا۔ آپ کی امانت بعد میں بحکم الہی آپ کے حوالے کر دیں گے۔ اس کے لئے دوبارہ ملاقات ہوگی،، اس پر آپ ﷺ نے عرض کیا ”حضور یہ ملاقات اس

دنیاے فانی میں ہوگی یا آخرت میں اور ساتھ ہی یہ عرض کر دیا کہ حضور وعدہ سچا کرنا۔ حضرت مجذوب قلندر فقیر رحمۃ اللہ علیہ نے مسکرا کر ارشاد فرمایا ”اس فانی دنیا میں ہی بحکم الہی ملاقات ہوگی“۔

ساہوچک شریف میں ملاقات:

بالآخر حضرت مجذوب رحمۃ اللہ علیہ آستانہ عالیہ ساہوچک پر بتاریخ ۲۳ مئی ۱۹۷۴ء بمطابق ۳۰ ربیع الثانی ۱۳۹۴ھ بوقت آڑھائی بجے رات روحانی طور پر ملاقات کے لئے بحکم الہی تشریف لائے۔ اور اپنا وعدہ ایفا کیا۔ اور فیوض و برکات سے نوازا۔ مزید وضاحت فرمائی کہ میں اس وقت گوجرانوالہ گوندلانوالہ اڈہ کے پاس مقیم ہوں وہاں آئیں۔

گوجرانولہ میں ملاقات اور خلافت عظمیٰ:

حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے حکم کی بجا آوری میں تاخیر نہ کی اور اسی وقت منزل مقصود کی طرف رواں دواں ہوئے اور صوفی احسان الہی صاحب سے فرمایا کہ میں حضرت بابا رحمت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ قادری قلندر کے فرمان عالی شان کے مطابق انکی حضوری کے لئے جا رہا ہوں۔ مزید ارشاد فرمایا ”احسان الہی! اگر مجھے کہیں اور جانے کا حکم ملا تو میں آپ کو اپنے پاس بلا لوں گا۔ پریشان ہونے کی قطعاً ضرورت نہیں،،۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ گوجرانوالہ بس سٹاپ پر اترے تو خربوزے والی ریڑھی سے دو روپیہ فی کلو کے حساب سے خربوزے خریدے اور اسی ریڑھی والے سے حضرت مجذوب قلندر بابا رحمت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے راستہ بتایا اور اپنی طرف سے بھی ایک خربوزہ بطور عقیدت پیش کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جب بابا جی رحمت نخی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو

انہوں نے بیٹھنے کا حکم فرمایا۔ آپ ﷺ نے خر بوزہ کاٹ کر پیش کیا۔ تو بابا صاحب ﷺ نے ایک فلاش کا کچھ حصہ کھایا اور باقی آپ ﷺ کو عطا فرمایا دیا۔ جب آپ ﷺ نے اسے کھالیا تو بابا صاحب ﷺ نے پوچھا۔ صوفی صاحب! وہ چاقو کہاں ہے آپ ﷺ نے عرض کیا حضور میرے پاس گھر میں موجود ہے۔ پھر بابا صاحب ﷺ نے فرمایا ”صوفی جی آج وعدے پورے کمائیاں نہیں“ آپ ﷺ نے جواباً عرض کیا کہ ”تو کرم کریں تے میں کمائی دے نیڑے وی نہیں جاندا، اس کے بعد حضرت بابا رحمت علی شاہ ﷺ نے فرمایا کہ ”مخلوق خدا کو زیادہ سے زیادہ فیض پہنچانا ہم نے آپ کو اپنا نائب منتخب کیا ہے،“۔ اور سلسلہ عالیہ قادری صابری قلندری کی خلافت سے سرفراز فرمایا۔ اور شجرہ شریف قادری قلندری عنایت فرمایا۔ حضرت قلندر پاک ﷺ کے ساتھ ملاقات اور عشق و محبت کا سلسلہ جاری رہا کہ ۹ نومبر ۱۹۷۶ء بمطابق ۱۶ ذی قعدہ ۱۳۹۶ھ بروز دو بجے سے ساڑھے نو بجے صبح تک آپ ﷺ اپنی زبان مبارک سے ڈاکٹر علامہ اقبال ﷺ کا یہ دل آویز شعر پڑھتے رہے۔

اقبال بڑا اُپدیشک ہے من باتوں میں موہ لیتا ہے

گفتار کا یہ غازی تو بنا کردار کا غازی بن نہ سکا

اسی روز حضرت قبلہ عالم ﷺ نے اپنا جبہ مبارک اتار کر پھینک دیا اور حضرت مجذوب قلندر ﷺ کی مشابہت اختیار کر لی۔ حضرت خواجہ صوفی احسان الہی صاحب نے چادر لا کر آپ ﷺ کے اوپر اوڑھادی۔ اور روزانہ کنگھی کرنے کے باوجود حضرت قبلہ عالم ﷺ کی لٹیں (زلفیں) بننا شروع ہو گئیں۔ اور آپ ﷺ کا جسم اطہر بھی فرہ ہونا شروع ہو گیا۔ اور پھر اس دن سے لے کر آپ ﷺ کے اوپر ایک ہی چادر رہتی اور کبھی سفر و حضر میں بھی آپ ﷺ نے

جوتے یا موزے نہیں استعمال کئے اور نہ ہی پیدل سفر فرمایا۔
تجلی ذات اقدس کی ہیں پنہاں و عیاں خواجہ
دو عالم جس کی موجیں ہیں وہ بحر بیکراں خواجہ

شجرہ طیبہ منظوم قادری قلندری:

حمد و ثنا ہم کریں ذاتِ خدا کے واسطے
درود و سلام ہم پڑھیں محمد مصطفیٰ کے واسطے
کر دعا قبول اولیاء و اصفیاء کے واسطے
ہاتھ ہیں سب کے کھڑے اپنی دعا کے واسطے
رحم کر اے رحیم کہ تیری رحمتِ عام ہے
رحمتِ عالم محمد مصطفیٰ و مجتبیٰ کے واسطے
مشکلیں حل کر میری یا الہ العالمین
شیرِ خدا مولا علیؑ مشکل کشا کے واسطے
حُسنِ خوبی دے ہمیں اے حسینوں کے حسین
حضرت امام حسنؑ و حسینؑ شہیدِ کربلا کے واسطے
بندۂ نادار ہوں ہو نگاہِ کرم
حضرت عابدِ بیمار امام زین العابدؑ کے واسطے
تیرے شمعِ نور سے معمور ہو سینہ میرا
حضرت امام باقرؑ شاہِ جود و سخا کے واسطے
اپنے دریائے رحمت سے اک قطرہ کر عطاء
حضرت جعفر الصادقؑ امامِ کبریا کے واسطے

ہم پر فیضانِ نظر ہوتا رہے تا حشر
 حضرت موسیٰ کاظمؑ امام الاصفیاء کے واسطے
 اپنی محبت دے مجھے دور کر دے فکرِ غیر
 حضرت علی رضاؑ امام الاتقیاء کے واسطے
 اہل ایماں آپس میں سب متفق رہیں
 حضرت معروف کرخی راہنما کے واسطے
 موجود رہ تو دل میں بیدار کر سینہ میرا
 خواجہ سری سقطی چراغ الاولیاء کے واسطے
 دل میں میرے ہو تجلی تیرے پر انوار کی
 حضرت شاہ جنید بغدادیہ کے واسطے
 آنکھ بینا دے مجھے معرفت کے نور سے
 حضرت شیخ شبلی قطب عالم کے واسطے
 اجنبی نادان ہوں راہنمائی کر میری
 حضرت خواجہ عبدالعزیز الفت رسا کے واسطے
 تیرے خزانہ فیض سے اک قطرہ ہو نصیب
 حضرت شیخ ابوالفرح طرطوسیہ کے واسطے
 بہتر ہو میرا نظام زندگی میرے پیشوا
 حضرت ابوالحسن ہنکاری مردِ خدا کے واسطے
 مردہ دل کو زندہ کر زندگی دے جاوداں
 حضرت خواجہ بو سعید پیشوا کے واسطے

دل میں تصور آپ کا لب پہ رہے تیرا ذکر
 حضرت پیر میراں عبدالقادر غوث الوریٰ کے واسطے
 در پہ کھڑے ہیں اپنے کرم کی بھیک دے
 حضرت سید عبدالرزاق مہ لقاہ کے واسطے
 زندہ رہیں تا عمر خلقِ خدمت کے لئے
 حضرت سید شمس الدین صاحبِ اتقیاء کے واسطے
 شرافت کی دولت ہو عطا بھیک دو کرم کی
 حضرت شیخ شہاب الدین شمس الاولیاء کے واسطے
 عاجز و لاچار ہیں مدد ہماری کیجئے
 حضرت شیخ علاؤ الدین صابر رضا کے واسطے
 عاقبت میری آباد کر نارِ جہنم سے بچا
 حضرت بدرالدین پیر ہدیٰ کے واسطے
 تو میرا معبودِ حق زندہ رکھ اسلام پر
 حضرت شیخ شہاب الدین ثانیاء کے واسطے
 دنیا میری آباد رکھ سکونِ قلب دیجئے
 حضرت شیخ عبدالباسط قادریہ کے واسطے
 وقت نزع آسان ہو زبان پر رہے کلمہ تیرا
 حضرت شیخ محمد قاسم شاہِ اتقیاء کے واسطے
 جہادِ نفس کے لئے تیری نصرت چاہیے
 حضرت شیخ شہاب الدین صدر الاولیاء کے واسطے

دل میرا معمور کر معرفت کے نور سے
 حضرت شیخ شمس الدین نورِ خدا کے واسطے
 دانائے راز کر علم و حکمت دے مجھے
 حضرت شیخ عبداللہ مردِ خدا کے واسطے
 میرے نوائے شوق کو رکھ برقرار
 حضرت شیخ شہاب الدین قطب الاولیاء کے واسطے
 یا الہ العالمین میرا عمل ہو بے ریا
 حضرت سید جلال الدین رومیہ کے واسطے
 شرک سے محفوظ رکھ علمِ توحید بخشیدو
 حضرت سید شرف الدین نور الاولیاء کے واسطے
 ابرِ کرم کی بارشیں ہوتی رہیں ہر گھڑی
 حضرت خواجہ عبدالعزیز ذوالعطاء کے واسطے
 اے میرے مولا مجھے حسد سے محفوظ رکھے
 حضرت شیخ ابراہیم اُدھمیہ کے واسطے
 دے سعادت جاوداں مالکِ ارض و سما
 حضرت سید علی رحمتِ الہ کے واسطے
 محشر میں ہو میرا حساب تیری رحمت کے ساتھ
 حضرت سید یسین بغدادیہ کے واسطے
 ظاہر و باطن ہو میرا تیرے کرم سے مستفید
 حضرت سید عبدالقادر گیلانیہ کے واسطے

عشق مرشد کر عطا اے میرے پروردگار
 حضرت سید ابراہیم راہنما کے واسطے
 ساںل ہے در پر کھڑا نورِ ہدایت ہو عطا
 حضرت سید حسین شاہ پیر ہدیٰ کے واسطے
 یا الہی مانگتا ہوں تجھی سے تجھ کو
 حضرت سید امام شاہ راہنما کے واسطے
 اپنے نورِ کرم سے روشن کر یہ کائنات
 حضرت سائیں کرم الہی قلندر باخدا کے واسطے
 صدقہ پنجتن پاک کا کچیو کرم
 حضرت بابا مہر علی شاہ قلندر باصفا کے واسطے
 تیرا فیضِ کرم ہر دم جاری رہے
 حضرت سخی بابا رحمت علی شاہ قلندر راہنما کے واسطے
 اپنے فیضانِ نظر سے دل میرا آباد رکھ
 حضرت خواجہ صوفی اللہ رکھا شاہ قلندر بے ریا و باصفا کے واسطے
 یا الہی اہر مرشد پر رکھ ثابت قدم تاحشر
 حضرت خواجہ صوفی احسان الہی حاجت روا حق رسا کے واسطے
 میرا ماویٰ میرا ملجا سا ہو چک ہو اے خدا
 میرے ہادی میرے رہبر پیشوا کے واسطے
 یا خدا ہم سب کی دعائیں کر قبول
 ان تمام اولیاء و اصفیاء و اتقیاء کے واسطے



مزاراتِ اولیاء پر حاضری:

حضور قبلہ عالم خواجہ ساہو چک شریف رحمۃ اللہ علیہ کا بچپن سے معمول تھا کہ اولیاء اللہ کے مزارات پر حاضری دیا کرتے تھے بلکہ کئی کئی دن وہاں رہ کر مجاہدہ و ریاضت میں مشغول رہتے اور اکتسابِ فیض حاصل کرتے۔ بلکہ آپ اپنے مریدین کو بھی فرماتے کہ جس علاقے میں خواہ سفر کے دوران ہی کیوں نہ ہو اولیاء اللہ کے مزارات پر حاضری ضرور پیش کیا کرو۔ جموں میں آپ جن بزرگانِ دین کے مزارات پر حاضر ہوا کرتے ان کے اسماء مقدسہ حسبِ ذیل پیش کر رہا ہوں۔

- (۱) حضرت پیر مقام شاہ رحمۃ اللہ علیہ (۲) حضرت پیر چٹالہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ
- (۳) حضرت پیر کانبھو شاہ رحمۃ اللہ علیہ (۴) حضرت پیر مٹھہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ
- (۵) حضرت پیر جیون شاہ ولی رحمۃ اللہ علیہ (۶) حضرت پیر روشن شاہ ولی رحمۃ اللہ علیہ
- (۷) حضرت پیر جوائے شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ (۸) حضرت بابا ابراہیم شاہ رحمۃ اللہ علیہ
- (۹) حضرت بابا لال دین قلندر رحمۃ اللہ علیہ

ان کے علاوہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اور بھی اولیائے کرام کے مزارات پر حاضری دی جن کے اسماء مقدسہ حسبِ ذیل ہیں۔

- (۱) حضرت سید داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ (لاہور شریف)
- (۲) سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ (اجمیر شریف)
- (۳) شیخ العالم حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ (پاکپتن شریف)
- (۴) حضرت سخی لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ (سیہون شریف)
- (۵) حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ (دہلی شریف)
- (۶) خواجہ نور محمد تیراہی رحمۃ اللہ علیہ (چورہ شریف)

- (۷) بابا جی فقیر محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ (چورہ شریف)
- (۸) حضرت پیر سید بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ (قصور شریف)
- (۹) حضرت بابا کرم الہی قلندر کانواں والی سرکار رحمۃ اللہ علیہ (گجرات شریف)
- (۱۰) پیر سید محمد حسین شاہ المعروف پیر کا کے شاہ رحمۃ اللہ علیہ (سیدانوالی شریف)
- (۱۱) حضرت بابو غلام سرور رحمۃ اللہ علیہ قادری سہروردی چشتی (مزنگ شریف لاہور)

مہر تصدیق حضرت سخی شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ:

۱۶ فروری ۱۹۸۰ء کو حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ سیہون شریف (سندھ) کے لئے راونہ ہوئے۔ حضور رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین حضرت خواجہ صوفی احسان الہی صاحب، چوہدری فیض اللہ صاحب، صوفی مقصود احمد صاحب، صوفی مقبول احمد صاحب، بابا جمالدین عاشق قوال، صوفی محمد صدیق صاحب، صوبیدار ذوالفقار علی صاحب کے علاوہ اور بھی بھائی صاحبان کو سفر کی سعادت حاصل ہوئی۔ دربار شریف پہ آمد کے ساتھ ہی تمام مخلوق آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف متوجہ ہوئی۔ کوئی قدموں کے بوسے اور کوئی ہاتھوں کے بوسے اکثریت کرسی مبارک کے بوسے لے رہی تھی اور سب کی زبان پر یہ الفاظ تھے کہ قلندر پاک تو سر محفل آگئے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سخی لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر حاضری دی۔ ختم شریف اور سلام پڑھا گیا۔ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی رہائش گاہ پر تشریف فرما ہوئے۔ حضرت خواجہ قلندر پاک رحمۃ اللہ علیہ صاحب مزار نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اشارہ فرمایا کہ اب آپ رحمۃ اللہ علیہ یہاں نہ آنا ہم خود ملیں گے۔ ۳ بجے بوقت سحری آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سب بھائیوں کو حکم فرمایا کہ سب جاؤ تمام شہر کی زیارتیں کر کے آؤ۔ اور حضرت خواجہ صوفی احسان الہی صاحب کو ارشاد فرمایا کہ

کمرہ باہر سے مقفل کر دو اور چلے جاؤ۔ جب سب چلے گئے تو حضرت سخی لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ اس کمرے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تشریف فرما ہوئے۔ فیض سے سرفراز فرمایا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تمام خلافت نامے (نقشبندی، قادری، طرطوسی، چشتی ابوالعلائی جہانگیری قادری قلندری) پیش کر دیئے۔ قلندر پاک رحمۃ اللہ علیہ نے سب پر مہر تصدیق ثبت کر دی اور مزید فرمایا کہ یہ ہستی بابا رحمت علی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ میرے قدموں میں بھی رہے ہیں اور میرا فیض خاص ان کو حاصل ہے اس کے علاوہ راز و نیاز کی باتیں ہوئیں۔ جو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے صرف اپنے جانشین حضرت خواجہ صوفی احسان الہی صاحب کو بتائیں تھی۔ حضرت قلندر پاک رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت عطا فرما دی۔ واپسی پر حیدر آباد میں صوفی محمد اسحاق جہانگیری نقیبی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر کو حضور رحمۃ اللہ علیہ نے قد بوسی کا شرف بخشا وہاں رات بھر محفل سماع ہوئی۔ اور ۲۰ فروری کو آپ واپس آستانہ عالیہ ساہوچک شریف تشریف فرما ہوئے:

سلاسل اربعہ کے گوہر نایاب صوفی اللہ رکھا ہیں
 ہر مقام پہ لا جواب صوفی اللہ رکھا ہیں
 جن کے کرم کا صدقہ عرفان پہ ہوتی ہیں رحمتیں
 وہ بحر سخاوت کے آفتاب صوفی اللہ رکھا ہیں



فصل سوم

جس عہد میں اولیاء جہاں بھی آئے
دینی تبلیغ سے مراتب پائے
طرزِ خدمت میں تھے رسولی تیور
سجادہ نشینِ انبیاء کہلائے

ساہو چک شریف آمد اور بنیاد آستانہ عالیہ:

حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے مورخہ ۱۷ جمادی الثانی ۱۳۹۰ھ بمطابق ۲۱- اگست ۱۹۷۰ء کو ساہو چک شریف کی سر زمین کو قد مبوسی کا شرف بخشا۔ یہ بخر زمین آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں کی برکت سے زر خیز و شاداب ہو گئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے آستانہ عالیہ کی بنیاد ذکر خدا محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور نسبت اولیاء کے پیغام کو عام کرنے کے لئے رکھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں تشریف فرما ہو کر مردہ دلوں کو جلا بخشی دکھ درد کے مارے لوگوں کو تشفی و تسلی دے کر یاد الہی میں زندگی بسر کرنے کا سلیقہ سکھایا۔ عرفان الہی اور عرفان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان کو عام کرتے ہوئے عشاق کی تقدیر کی کایا پلٹ دی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ساہو چک شریف میں گھر والی جگہ کو ترک فرما کر حکم کے مطابق قطب والے راستے کے ساتھ ایک کمرہ تعمیر کروایا جسکی دیواریں پٹھانوں سے بنوائی گئیں۔ حاجی نذیر احمد پردیسی صاحب بیان کرتے ہیں۔ کہ جب بنیادوں کی کھدوائی شروع ہوئی تو حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی ہمیشہ کرم بی بی صاحبہ نے آ کر کہا کہ صوفی صاحب اگر آپ نے کوئی تعمیر کرنی ہے تو گھر کے قریب کرو۔ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بہن جی فقیر اللہ کے الگ ہوتے ہیں۔ اس جگہ کو عاشقوں نے بوسے دینے ہیں۔ اس جگہ پر ہر دم رحمت خداوندی برستی رہتی ہے۔ اور اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ اسی کمرہ میں جلوہ افروز رہتے ہمہ وقت مشغول ذکر الہی رہتے۔ یہ کمرہ ۱۹۷۳ء میں سیلاب کے باعث گر گیا۔ پھر کچھ عرصہ شامیانہ لگا کر قلندر زمانہ آمین اسرار الہی، قاسم فیضان نبوت، عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ جلوہ افروز رہے۔ اور مخلوق خدا کو رحمت خداوندی سے مستفیض فرماتے رہے۔ پھر بعدہ حسب ضرورت آستانہ عالیہ پہ تعمیراتی کام

جاری رہے اور قیامت تک جاری و ساری رہے گا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی حیات طیبہ حضرت ڈاکٹر علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے اس فلسفہ کی مصداق تھی۔

میرا طریق امیری نہیں فقیری ہے
خودی نہ بیچ غریبی میں نام پیدا کر

حضرت بابا رحمت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی آمد:

حضرت بابا سخی رحمت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ قلندر فقیر جن کا ذکر باب دوم میں ہو چکا ہے۔ کہ وہ ہستی کامل باسٹھ سال ایک ہی جگہ پر تشریف فرما رہے۔ اس ہستی کے ساتھ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا عشق و محبت اس حد تک تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے روحانی طور پر عرض کیا کہ ”میں تو کہتا ہوں کہ مجھے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے فیض حاصل ہے لیکن لوگ کہتے ہیں کہ وہ بزرگ تو نہ کسی سے کلام کرتے ہیں اور نہ ہی سفر کرتے ہیں۔“ بلا آخر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند پر ایک چار پائی لگوا دی اور حضرت خولجہ صوفی احسان الہی صاحب کو ارشاد فرمایا کہ اس پر صبح و شام بستر تبدیل کیا کرو اور عطر کیا کرو یہ میرے یار کا بستر ہے یار آئے تو میری عبادت قبول ہے۔ اور خود دو فٹ مربع جگہ میں بیٹھتے وہیں استراحت فرماتے۔ وہ بستر اسی طرح تقریباً تین ماہ لگایا گیا۔ اور حضور رحمۃ اللہ علیہ اپنی عرض گزاری میں مصروف رہے۔ بلا آخر ۱۱ اکتوبر ۱۹۷۸ء بروز منگل کو صبح آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ آج حضرت بابا سخی قلندر فقیر کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ اور ایک عریضہ بھی صوفی احسان الہی صاحب سے لکھوایا ”جس میں ۱۲۹ سوچ والے عرس پاک پہ تشریف آوری کی عرض پیش کی۔ مزید لکھوایا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا خادم چاہتا ہے کہ عرس پاک کے دن قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ سا ہو چک شریف میں ظاہری جلوہ نما ہوں“ اور ساتھ ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ارشاد

فرمایا کہ اگر حضور والا شان یہ عریضہ اپنے چھابہ میں رکھیں گے تو تشریف لے آئیں گے اور اگر باہر رکھا تو پھر نہیں تشریف فرما ہوں گے۔ وہ عریضہ جب پیش کیا گیا تو حضرت قلندر فقیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے چھابہ میں رکھ لیا اور اشارہ فرما دیا۔ ۲۸ اسوج کو چوہدری فیض اللہ صاحب دو کاریں لے کر حضرت قلندر فقیر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ ججی پہلوان نے حضور سے عرض کیا (آپ لیٹے ہوئے تھے۔ رات بارہ بجے کا وقت تھا) باباجی گاڑی حاضر ہے ساہو چک شریف جانے کے لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ فوراً اٹھ کر بیٹھ گئے چادر کندھے پر رکھی اور اشارہ فرمایا کہ چلو ججی پہلوان نے اٹھا کر گاڑی میں بٹھایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خود گاری کا دروازہ کھولا اور اندر بیٹھ گئے۔ ساتھ حاجی رمضان اور غلام نبی بیٹھ گئے دوسری گاڑی میں چوہدری فیض اللہ صاحب اور دیگر خدام بیٹھ گئے۔ رات ایک بجے مین سٹاپ ساہو چک شریف پہنچے وہاں ہزاروں کا جم غفیر حضرت احسان الہی صاحب کی زیر نگرانی جمع تھا۔ بڑے جوش و خروش سے استقبال کیا گیا۔

ساہو چک شریف میں تشریف فرما ہو کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تلاوت ، نعت خوانی محفل سماع اور مخلوق کو لنگر کھلاتے ہوئے دیکھا۔ مخلوق خدا کا ہجوم پر زور تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہے تھے۔ اور حضرت قلندر فقیر رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے ساری زندگی زہد و ورع میں گزاری تھی فرمانے لگے۔ ”آج مجھے پتہ چل گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری عبادت کو قبول فرما لیا ہے۔ اور میرا جانشین مقرر ہو چکا ہے۔“ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مرضی ساہو چک شریف سے جانے کی نہیں تھی لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خدام آپ کو زبردستی لے گئے۔ یہاں سے واپس جا کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ساڑھے پانچ ماہ کچھ کھایا نہ پیا اور جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔

عشق و محبت کے امیں صوفی اللہ رکھا ہیں
 قلوب عشاق میں جانگزیں صوفی اللہ رکھا ہیں
 مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقوں میں نام ان کا صدا
 عرفان کا صدق و یقین صوفی اللہ رکھا ہیں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی آمد:

یکم اگست ۱۹۷۸ء کا واقعہ ہے کہ ایک بزرگ چہرہ نورانی خوبصورت
 ریش مبارک نماز عصر کے وقت آستانہ عالیہ پر تشریف فرما ہوئے۔ سیدھے
 حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے حجرہ مبارک میں تشریف لائے اسلام علیکم کے بعد بیٹھ
 گئے۔ ایک چادر اور پھٹی ہوئی شلوار ہاتھ میں پکڑی ہوئی تھی۔ وہ بھی بارش سے
 گیلی تھی۔ حضرت صوفی احسان الہی صاحب نے پوچھا میاں جی کہاں سے آئے
 ہو فرمانے لگے ٹھٹھ بھاپکا۔ صوفی صاحب خاموش ہو گئے اور کہا کہ چلو باباجی غسل
 کولو فرمانے لگے ”چنگا میاں فقیروں کی کون موڑ سکتا ہے،، باہر آ کر صوفی صاحب
 نے ایک بھائی صاحب سے فرمایا وہ کپڑے باہر ڈالو تا کہ خشک ہو جائیں۔ وہ
 بھائی صاحب باہر لائے ان بزرگوں نے ان سے پکڑ لئے اور پھر اندر جا کر پھینک
 دئے۔ فرمایا یہاں کے ہیں یہیں رہنے دو۔ بعد میں حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے
 حضرت خواجہ صوفی احسان الہی صاحب کی ڈیوٹی لگا دی کہ بیٹا ان کی اچھے طریق
 سے خدمت کرتے رہو۔ صوفی صاحب حسب الارشاد کرتے رہے۔ ایک دن
 صوفی صاحب نے کہا باباجی اپنا کوئی اڈریس بتائیں تاکہ خط لکھ کر پچھلوں کو
 بلا لیں۔ فرمانے لگے لکھ لو۔ بمقام حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ ڈاکخانہ بہاول
 حق رحمۃ اللہ علیہ تحصیل و ضلع شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ صوفی صاحب نے عرض کیا یہ اڈریس مشکل

ہے میں نہیں لکھ سکتا حضرت قبلہ عالم کے سامنے آ کر فرمانے لگے۔ ”تیرے کولوں سارے کھاندے میں میں وی کھاواں گاتینوں رب دے سی میں کھاساں واہ توں تے حق ادا کیتا“۔

جمعہ کے روز ۱۲ بجے لنگر کھا کر چلے گئے۔ اس کے بعد حضرت قبلہ عالم نے صوفی صاحب کی پیشانی کو بوسہ دیا اور فرمایا۔ وہ بزرگ حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ تھے۔ تمہارا نظام دیکھنے آئے تھے۔ تم نے ان کی بہت اچھی خدمت کی وہ تم پر بہت خوش ہیں۔ اللہ تعالیٰ تم پر بہت کرم فرمائے گا۔

گیارہویں شریف:

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت الحاج خواجہ محمد حفیظ اللہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد عالی شان کے مطابق آستانہ عالیہ ساہوچک شریف میں پہلی گیارہویں شریف بروز جمعۃ المبارک مورخہ ۹ رجب ۱۳۹۰ھ بمطابق ۱۱ ستمبر ۱۹۷۰ء کو شروع کی۔ اس سے قبل آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ اور دادی صاحبہ گیارہویں شریف کا ختم پاک دلایا کرتیں تھیں۔

ماہ جون ۱۹۷۵ء میں حاجی گہنہ صاحب کے ہاں محفل سماع تھی۔ جس میں حضرت الحاج خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی مدعو فرمایا تھا۔ واپسی پر خواجہ حضور رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ”کہ صوفی صاحب! اس دفعہ نو تاریخ کو گیارہویں شریف کا ختم دلا کر اعلان کر دینا کہ آئندہ گیارہویں شریف چاند کی دس تاریخ کو ہوا کرے گی“۔

اس وقت سے تا حال آستانہ عالیہ ساہوچک شریف میں ہر ماہ چاند کی دس تاریخ کو گیارہویں شریف کا پروگرام منعقد ہوتا ہے۔ ماہ محرم الحرام اور ماہ ذوالحج

میں چاند کی گیارھویں تاریخ کو ہوتا ہے۔ جسمیں تلاوت کلام، نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ذکر شریف، درود و سلام درس قرآن و حدیث اور محفل سماع کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

آستانہ عالیہ پر کنویں کی تعمیر اور آب شفا کی فراوانی:

برادران اسلام! حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی تشریف آوری اس علاقہ میں اس دور میں ہوئی جب یہاں پانی کی بہت قلت تھی۔ ایک ہی کھوہ ہوتا تھا جہاں سے لوگ اپنی ضروریات زندگی کو پورا کرنے کے لئے پانی حاصل کرتے تھے۔ اور وہاں ہی سے جانوروں مال مویشیوں کو بھی مہیا کرتے۔ آستانہ عالیہ سا ہو چک شریف میں پانی کی کمی کو پورا کرنے کے لئے حضرت بابا شاہ دین رحمۃ اللہ علیہ نے نلکا کی کھدوائی کروانا شروع کی تو حضور پر نور رحمۃ اللہ علیہ نے منع فرمایا۔ لیکن وہ باز نہ آیا ڈیڑھ سو فٹ کی کھدوائی کروانے کے باوجود پانی نہ ملا۔ پھر انہوں نے حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد عالی شان کے مطابق کنواں کی کھدوائی شروع کروائی اس مرتبہ پانی اٹیس ۲۹ فٹ کی گہرائی پر ہی مل گیا۔

یہ قلندر بھی جذب و مستی میں آپ اپنی نظیر ہوتے ہیں

بے مکاں ہوں تو ہوں مگر لامکاں کے بصیر ہوتے ہیں

کنواں کی کھدوائی کا کام ۲۵ دسمبر ۱۹۷۴ء بمطابق ۱۱ ذوالحجہ ۱۳۹۴ھ کو

شروع ہوا ۲۳ جنوری ۱۹۷۵ء بمطابق ۱۰ محرم الحرام ۱۳۹۵ھ کو مکمل ہوا۔ کنواں کی

تکمیل پر مخزن اسرار حقیقت معدن انوار حقیقت حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے

گرد پہلے دائیں جانب پھر بائیں جانب سے سات سات چکر لگائے اور قطب

شریف کی جانب چہرہ انور کر کے مندرجہ ذیل فرمان جاری فرمایا۔ بروز جمعرات

دن پونے دو بجے بوقت نماز ظہر فرمان فیض عام جاری ہوا۔

”کنواں ہذا کے پانی (آب شفا) سے اگر کوئی بے اولاد، کسی بھی قسم کے درد اور پیٹ کے مریض ساتھ جمعرات نہار منہ متواتر غسل کریں اور دعائیں شامل ہو کر جائیں۔ اور اکتالیس دن نہار منہ پانی پیئیں۔ تو بفضل تعالیٰ میرے پیرومرشد کا صدقہ شفا پائیں گے۔ اور جب اس پانی (آب شفا) کا معاوضہ لیا جائے گا تو شفا ختم ہو جائے گی۔ بیمار جانوروں کے لئے بھی شفا ہے۔“

کیا فیض فیض عام ہے قلندر حضور کا

چشمہ اہل رہا ہے محمدؐ کے نور کا

مزید ۲۰ ربیع الاول شریف ۱۴۲۳ھ بمطابق ۲۳ مئی بروز جمعہ المبارک کو پیر طریقت پیکر تسلیم و رضا سجادہ نشین حضرت الحاج خواجہ صوفی احسان الہی صاحب کو روحانی حکم صادر ہوا۔ کہ جو بھی کنویں پر غسل کرے اس کے بعد مسجد نور النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں دو رکعت نفل ادا کرے اللہ تعالیٰ شفا عطا فرمائیں گے۔ یہ اعلان امام دربار شریف حافظ قاری منور حسین قادری صاحب سے خطبہ جمعہ المبارک کے موقع پر کروایا گیا جس کو راقم الحروف کے علاوہ ہزاروں لوگوں نے سماعت کیا کیونکہ اس دن سالانہ محفل میلاد شریف کا پروگرام انعقاد پذیر تھا۔

ہیں زیر مزار خواب راحت میں حضور

اب بھی ہے مگر فیض سے عالم معمور

الحمد للہ اس کے پانی سے آج تک ہزاروں بے اولادوں کو اولاد نصیب

ہوئی ہے اور ہو رہی ہے اور بے شمار بیماروں کو شفا یابی ہوئی ہے اور ہو رہی ہے۔

حضرت قبلہ عالم عسید کے فضل کمال اور دعائے خاص کی بدولت آج

بھی سخت گرمی کے دنوں میں بھی پانی ٹھنڈا اور لذیذ ہوتا ہے۔ اور یہ پانی آج تک

کبھی ختم نہیں ہوا۔ بیمار لوگ جمعرات شریف کو حاضر ہوتے ہیں غسل کرتے ہیں۔

مزار پر انوار یہ حاضر ہو کر دعائیں کرتے ہیں۔ پھر لنگر کھاتے ہیں۔ سجادہ نشین حضرت صوفی احسان الہی صاحب کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے ہیں آپ تعویذات بھی عطا فرماتے ہیں۔ دن گیارہ بجے تا اذان ظہر تک محفل سماع کا اہتمام ہوتا ہے اس کے بعد اجتماعی دعائے خیر کر کے سب کو لنگر شریف کھانے کا حکم ملتا ہے سب لوگ کھا کر واپس چلے جاتے ہیں یہاں میں صرف ایک دو واقعات عرض کر رہا ہوں باقی آئندہ کرامات کے باب میں ذکر ہوگا ایسے واقعات کہ جہاں انسان حیران و ششدر رہ جاتا ہے اسی لئے حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

مہرومہ انجم کا محاسب ہے قلندر

ایام کا مرکب نہیں راکب ہے قلندر

ایک دفعہ حضرت قبلہ عالم کی بارگاہ بیکس پناہ میں ایک آدمی جو کہ ہمارے پیر بھائی تھے۔ وہ اپنے بھائی کو لے کر حاضر خدمت ہوئے جسکی نانگیں جڑ گئیں تھیں اور چلنے پھرنے سے قاصر تھا وہ صاحب اس مریض کو کندھوں پر بٹھا کر لائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ جاؤ اسے آب شفا سے غسل کرواؤ۔ غسل کرنے کے بعد ارشاد فرمایا کہ چلو بیٹا اٹھ کر چلو تو وہ مریض جس کو کندھوں پر بٹھا کر لائے تھے وہ پیدل چل کر گیا۔

پہنچا تیرے حضور تو قسمت سنور گئی

جیسے میری حیات میں خوشبو بکھر گئی

۱۹۹۸ء کا واقعہ ہے راقم الحروف اس کا چشم دید گواہ ہے کہ ایک لڑکا جسکی

عمر تقریباً ۲۰ سال کے لگ بھگ ہوگی اسکی نظر بند ہوگئی اس کے والدین اس کو ساتھ لے کر حضور قبلہ الحاج بابا جی خواجہ صوفی احسان الہی صاحب کی خدمت

اقدم میں حاضر ہوئے۔ حضور قبلہ عالم نے اس لڑکے کو دیکھ کر کچھ دیر مراقبہ فرمایا اور غسل کروانے کا حکم صادر فرمایا۔ جب مریض نے غسل کیا تو اسکی نظر کھل گئی اور دیکھنے کے قابل ہو گیا اس نے کہا کہ مجھے پہلے سے بھی زیادہ تیز دیکھائی دے رہا ہے۔

بابا جہان فقر میں تیرا ہی راج ہے
تو ہی نظر پڑا ہے جہاں تک نظر گئی

علامہ اقبال میموریل ہسپتال سیالکوٹ کے ایم ایس صاحب کی بیوی شوگر کی بیماری میں مبتلا تھی۔ بہت زیادہ علاج معالجہ کرنے کے بعد بھی کوئی افاقہ نہ ہوا۔ انہوں نے حضرت الحاج خواجہ صوفی احسان الہی صاحب کی خدمت میں عرض پیش کی آپ نے فرمایا کہ مریضہ کو اکتالیس دن نہار منہ آب شفا پلا دیا جائے۔ الحمد للہ تعالیٰ چند دنوں میں ہی اسکی بیماری بالکل ٹھیک ہو گئی۔

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتیں ہیں تقدیریں
جو ہو ذوق یقین پیدا تو کٹ جاتیں ہیں زنجریں
(مزید آئندہ کرامات والے باب میں ملاحظہ فرمائیں)

حضرت امام سید ابی شاہ شہید رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت امام سید ابی شاہ شہید رحمۃ اللہ علیہ جن کے بارے میں کسی کو معلوم نہیں تھا لیکن اتنا ضرور تھا کہ مزار شریف کی جگہ پر کوئی فصل اور چارہ وغیرہ نہیں ہوتا تھا۔ حاجی نذیر احمد پردیسی صاحب بیان کرتے ہیں کہ ہم اس جگہ بھینسوں کو باندھا کرتے تھے کہ راتوں رات مٹی کے بڑے بڑے ڈھیر بن جاتے تھے ہم صاف کر کے پھر جانور باندھا کرتے تھے۔ جب حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ جلوہ افروز ہوئے تو امام صاحب نے خواب میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اشارہ فرمایا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا

فیض بے پناہ ہے ہر خاص و عام کے لئے یکساں ہے ہم بھی عرصہ سے اس مقام پہ ہیں ہمارا بھی نشان کرد و حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے اس جگہ پر ایک قبر مبارک تعمیر کروائی اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا نام سید رحمۃ اللہ علیہ لبلخ شاہ شہید رحمۃ اللہ علیہ بتایا تھا اس کو رقم فرمایا دیا۔ چند دنوں کے بعد ۱۳ء اکتوبر ۱۹۷۸ء کو جب حضرت بابا رحمت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما ہوئے تو حضرت کی مسند جہاں لگائی گئی تھی وہاں نہ بیٹھے بلکہ اٹھ کر آگے ہو کر تشریف فرما ہوئے یعنی اس بات کی تصدیق فرمادی کہ یہ جگہ امام صاحب کے مزار شریف کی ہے۔ جب عرس پاک ختم ہو گیا تو ایک دن حضرت خواجہ صوفی احسان الہی صاحب صفائی کر رہے تھے دھوپ لگی ہوئی تھی ہوا بند تھی کہ وہاں شریں کا درخت تھا۔ جس کا تناکٹ کر نیچے گرا جیسے کہ اسے آری سے کاٹا ہو۔ بڑا آواز آیا۔ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے صوفی صاحب سے حکم فرمایا کہ جگہ کی پیمائش کرو پیمائش کرنے پر وہ جگہ ستائیس فٹ ہوئی۔ پھر حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ یہ نوگزرے بزرگ ہیں ان کا مزار اقدس تعمیر کرو۔ اور حضرت امام سید رحمۃ اللہ علیہ لبلخ شاہ شہید رحمۃ اللہ علیہ کا مزار اقدس ۱۹۷۹ء میں حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی زیر نگرانی تعمیر کیا گیا جس میں حضرت صوفی احسان الہی صاحب نے بنفس نفیس خود کام کیا۔

مسجد نور النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیر:

جب آفتاب ولایت ، ماہتاب علم و فضل منبع رشد و ہدایت حضور پر نور رحمۃ اللہ علیہ سا ہو چک شریف میں جلوہ افروز ہوئے تو اس وقت اس علاقے کی یہ حالت تھی کہ گرد و نواح کے تین چار گاؤں میں ایک ہی مولوی صاحب تھے جو نماز جنازہ اور نماز عیدین پڑھا دیا کرتے تھے۔ یعنی لوگ اسلام سے بہت دور تھے۔

جاہلیت کا یہ عالم تھا کہ مسجد کے احترام تک کا علم نہ تھا۔ جب آپ ﷺ نے سرزمین ساہوچک کو قدمبوسی کا شرف بخشا تو اس زمین کی مسرت کی حد کیا ہوگی۔ جس پر آج مسجدیں آباد ہیں۔

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے

دہر میں اسم محمد ﷺ سے اجالا کر دے

آپ ﷺ نے تبلیغ دین کا سلسلہ شروع کیا اور مخلوق خدا کو صوم و صلاۃ کی طرف رغبت دلاتے رہے۔ نماز تراویح کا اہتمام بھی سب سے پہلے آپ ﷺ ہی نے کیا تھا۔

اذان حق فرمائی جہالت کدے میں آ کر

یہ فیضان کرم دیکھو سخی لچپال قلندر کا

آپ ﷺ نے حافظ محمد دین صاحب سکنہ پور سیداں شریف کو فرمایا کہ رمضان شریف میں نماز تراویح پڑھایا کرو اور وہ یہ فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ پھر بعدہ حافظ قاری منور حسین قادری صاحب یہ فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ یہ حضرت قبلہ عالم ﷺ کا ہی فیضان کرم ہے کہ اس علاقے کا بچہ بچہ مؤذن ہے اور تمام مساجد میں نماز باجماعت کا انتظام موجود ہے۔

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے

ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اس مسجد نور النبی ﷺ کی بنیاد بروز پیر ۲۶ اکتوبر ۱۹۸۱ء بمطابق ۲۶ ذوالحجہ ۱۴۰۱ھ میں رکھی۔ اس سے قبل جگہ نماز کے لئے مخصوص تھی۔ مسجد تعمیر کرنے کے سلسلہ میں آپ ﷺ کا ارشاد گرامی تھا کہ ”اگر پیران پیر دستگیر ﷺ کا لنگر ہر خاص و عام کے لئے جاری ہے تو نبی

اکرم ﷺ اپنی مسجد خود تعمیر کروانے میں غیب سے امداد فرمائیں گے۔، آخر وہ وقت آن پہنچا کہ اعزازی میجر صوفی محمد یونس صاحب (بھانجا حضور پر نور ﷺ) نے مسجد کی تعمیر کے لئے ایک مشنت رقم سعودی عرب سے بھیج دی۔

دوران تعمیر حضرت صوفی احسان الہی صاحب نے سنت مصطفیٰ ﷺ کے مطابق اپنے ہاتھوں سے بنفس نفیس کام کیا۔ یہاں تک کہ مٹی اور سیمنٹ بھی ڈھویا۔ انیٹیں بھی اٹھائیں غرض کہ ہر کام میں سرگرم عمل رہے۔ اس کار خیر میں جملہ عقیدتمندوں نے بھی حسب توفیق مالی و جسمانی قربانی پیش کی۔ اور حضرت سجادہ نشین کی سرپرستی میں یہ کامل ہوا۔

اب مزید مسجد نور النبی ﷺ کی توسیع اور دارالعلوم کے لئے بھی جگہ حاصل ہو گئی ہے۔ اور سجادہ نشین حضرت صوفی احسان الہی صاحب کی حسب منشاء اسکی تعمیر کی جائے گی تاکہ آستانہ عالیہ پر تبلیغ اسلام کا نظام مزید اعلیٰ بنایا جاسکے اور ایک لائبریری کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔ الحمد للہ تعالیٰ اس سارے کام کے لئے حضرت صاحب نے راقم الحروف عبد حقیر کو خدمت پہ مامور فرمایا ہے۔

محمدؐ کی محبت دین حق کی شرط اول ہے

اسی میں ہواگر خامی تو ایمان نامکمل ہے

محمدؐ ہے متاع عالم ایجاد سے پیارا

پدر، مادر، برادر؟ جان و مال سے پیارا

محمدؐ کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی

خدا کے دامن تو حید میں آباد ہونے کی

ساہو چک میں بیٹھے فیضیاب ہر اک ولی
 علم لدنی سکھایا جن کو حضرت مولیٰ علی
 کرم ہے غوث کا بنے مظہر غوثِ جلی
 عرفان دیکھ لو درگاہ صوفی اللہ رکھا شاہ ولی
 مرید خاص تھے وہ حضرت جماعت علی
 در پردہ ہوئے وہ حضرت رحمت علی
 خواجہ حفیظ و نقیب کے گلشن کی کلی
 عرفان کے حاجت روا صوفی اللہ رکھا شاہ ولی



باب چهارم

سیرت طیبہ

التجا بحضور

عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم آفتاب ولایت قاسم فیضان نبوت حضرت

خواجہ صوفی اللہ رکھا شاہ مرشد و راہنما قلندر بے ریا و باصفا رحمۃ اللہ علیہ

تیرے در پہ آ گیا ہوں میری لاج کو نبھا لو
غیروں سے اب چھڑا کر مجھے اپنا تم بنا لو

ہوں گنہگار بابا اس میں تو شک نہیں ہے
شاہِ جماعت کا صدقہ سینے سے اب لگا لو

لاکھوں کی بگڑی قسمت تم نے بنائی بابا
میری بگڑی کو بنا کر دامن میں اب چھپا لو

جیسا بھی ہوں میں تیرے در پہ ہی گدا ہوں
آفات ہیں جو سر پر ان سے مجھے بچا لو

تم ہو بڑے سخی بابا عرفان پر کرم ہو
مشکل کشا کا صدقہ مشکل سے اب نکالو

از: صاحبزادہ عرفان اللہ قادری

حسن سیرت:

گزرتے ہیں سو سو خیال دل میں مرشد کا جب نقش قدم دیکھتے ہیں
 جو جلوہ صنم تجھ میں ہم دیکھتے ہے خدا کی خدائی میں کم دیکھتے ہیں
 خواجہ خواجگان حضور پر نور فیض گنجور شیخ الاکمل حضرت خواجہ صوفی اللہ رکھا
 شاہ قلندر بے ریا و با صفا عظمت و ہدایت کا وہ آفتاب ہیں کہ آپ ﷺ کے
 اوصاف الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتے۔ اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کو ولایت
 کبریٰ کے اس عظیم مرتبہ سے نوازا تھا کہ آپ ﷺ کے مقام کے عرفان سے اہل
 کشف بھی عاجز ہیں۔ آپ ﷺ کے مقامات کو سمجھنا اور لفظی جامہ پہنانا محال ہی
 نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کے بیان کے لئے تو ایک عارف
 کامل کی ضرورت ہے۔ مگر یہ حضور ﷺ ہی کا کرم ہے اور حضرت الحاج خواجہ
 صوفی احسان الہی صاحب کی شفقت ہے کہ یہ کام اس عبد حقیر سے کروایا ہے۔

واکر دیئے ہیں عشق نے بند نقاب حسن
 جز اک نگاہ اب کوئی حائل نہیں رہا
 نام تیرا جو مزہ دیتا ہے رگ رگ میں مجھے
 قند اور شکر میں اسے یار دیکھا نہ سنا

آپ ﷺ کو جہاں اللہ رب العزت نے ایسا بے مثال جمال ظاہری
 عطا فرمایا تھا کہ دیکھنے والے اکثر پہلی نظر میں ہی آپ ﷺ کے گرویدہ و شیدا ہو کر
 رہ جاتے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کو حسن سیرت سے بھی نوازا گیا۔
 آپ ﷺ کے حسن صورت و حسن سیرت کی تنویر کی دامن کش اور دلربا گرفت سے
 کوئی بچ نہیں سکتا تھا۔ آپ ﷺ ہر خصلت میں بے نظیر و بے مثال تھے۔

آپ ﷺ ایک کریم النفس اور شریف الطبع شیریں کلام اور نرم خو، خودار اور خوگر صبر و قناعت تھے۔ ہمدردی خلق اور خیر خواہی کا جذبہ قدرت کاملہ نے آپ ﷺ کے اندر کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔ نہایت عالی ظرف، فراخ دل، بلند حوصلہ، صوفی با صفا اور ولی کامل تھے۔

نگاہ میں برق نہیں چہرہ آفتاب نہیں

یہ بات کیا ہے؟ انہیں دیکھنے کی تاب نہیں

آپ ﷺ سے ہر شخص کو خیر خواہی کی توقع ہوتی تھی۔ آپ ﷺ اپنے حق سے کم پر راضی اور دوسرے کو اس کے حق سے زیادہ دینے پر راضی ہوتے تھے۔ برائی کا جواب ہمیشہ بھلائی سے دیتے اور دوسروں کی بھلائی کی قدر فرماتے۔ اتنا عظیم فراخ دل رکھتے کہ دوسروں کی زیادتیوں کو ہمیشہ درگزر فرماتے اور کسی سے اپنی ذات کے لئے انتقام نہ لیتے ہمیشہ خدام کی کمزوریوں اور عیبوں سے چشم پوشی اور پردہ پوشی فرماتے تھے دوسروں کی بھلائی کے لئے کام کرتے اور ہمیشہ دوسروں کی خدمت کر کے خوش ہوتے آپ ﷺ حسن سیرت کا ایک بے نظیر پیکر تھے جن پر دشمن بھی بھروسہ رکھتے تھے۔ اور کسی حال میں بھی آپ ﷺ سے شرافت، دیانت اور حق و انصاف کے خلاف کوئی حرکت سرزد نہ ہوئی۔ آپ ﷺ کے دلوں کو موہ لینے والے اوصاف و اخلاق جنگی کاٹ تلوار سے زیادہ بڑھ کر ہے۔ عشق الہی کا سرمایہ اس قدر تھا اور مجاہدات و ریاضت کا یہ عالم تھا کہ حضرت خواجہ صوفی احسان الہی صاحب فرماتے ہیں کہ ہم نے حضور قبلہ عالم ﷺ کو بھی بھی نیند کی حالت میں نہ پایا اور ہر وقت تروتازہ دیکھا۔

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے

مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہیں آفاق

حلیہ مبارک:

حضور پر نور فیض گنجور رحمۃ اللہ علیہ چشم بصیرت کے آفتاب، صورت و سیرت کے شہباز اور معرفت الہی کے صدیق و امین تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا قد مبارک درمیانہ تھا۔ جوانی میں اعضاء سڈول اور مضبوط تھے۔ جسم پتلا تھا مگر بعد میں زیادہ بیٹھنے کے باعث فریبہ ہو گیا تھا۔ سرخ و سفید رنگ بھرا بھرا جسم مبارک انوار و ولایت سے دمکتا ہوا چہرہ روشن و منور خوبصورت جلال بھری آنکھیں گویا کہ دیکھنے کی مجال نہ ہوتی۔ ابرو گویا ہلال عید، پیشانی کشادہ اور پر جمال، لب پتلے اور دہن متوسط و خوبصورت، دندان مبارک جوانی میں گویا بیش بہا قیمتی موتیوں کا حسین جڑاؤ تھے۔ اور بعد میں منہ مبارک میں دندان مبارک نہ ہونے کے باوجود بھی چہرے سے کوئی محسوس نہ کر سکتا تھا۔ کندھے اٹھے ہوئے اور سینہ مبارک کشادہ تھا۔ ہاتھوں کی انگلیاں پتلی نرم اور دراز تھیں۔ ریش مبارک سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے عین مطابق تھی۔ اور کبھی بھی خضاب یا مہندی نہیں لگائی۔ سر کے بال بھی سنت مبارک کے مطابق کانوں کے اوتک خوبصورت زلفیں تھیں جو کہ بعدہ روزانہ کنگھی کرنے کے باوجود جڑ گئیں تھیں۔ جوانی میں ٹانگیں مضبوط اور توانا تھیں۔ میلوں چلتے تو تھکتے نہ تھے۔ بلکہ رفتار تیز ہوتی ساتھ والے دوڑ کر ساتھ ملتے۔ تمام اعضاء نہایت خوبصورت اور خوش شکل تھے۔ غرضیکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صورت مبارک ایسی محبوبانہ تھی کہ جو کوئی دیکھتا بے اختیار ”سبحان اللہ و هذا ولی اللہ“ پکارا اٹھتا۔

لباس:

آپ رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ سفید لباس پسند فرماتے تھے۔ سر پر رومی ٹوپی اور کبھی کبھی سفید سبز سرخ یا سیاہ عمامہ بھی پہنتے تھے۔ سردیوں میں سفید شلوار قمیض پہ سیاہ

اچکن بھی زیب تن فرماتے تھے۔ پاؤں مبارک میں نمونے، ہوائی چپل اور چمڑے کے نوک دار جوتے پہنتے تھے۔ بڑیلہ شریف سے فیض یابی کے بعد عربی کرتہ پاجامہ اور شرطوسی ٹوپی پہنی۔ پھر ابوالعلائی جہانگیری لباس دھوتی مبارک، کرتہ اور سر پہ چارتر کی کلاہ مبارک پہنا پھر قلندری چوغہ اور پاؤں مبارک میں کھڑاواں پہنتے رہے۔ راقم الحروف کے عقیدہ پر آپ ﷺ نے سنا لباس (چوغہ) اور عمامہ شریف زیب تن فرمایا اور بعدہ میجر صوفی محمد عارف صاحب نے عطا فرمادیا۔ نومبر ۱۹۷۶ء سے لے کر تادم وصال آپ ﷺ نے کفنی نما سفید چادر اوڑھ لی اور کبھی کبھی کالی کمنی مبارک اور سفر و حضر میں بھی جوتے یا موزے استعمال نہ کئے۔

غذا:

آپ ﷺ نہایت سادہ غذا تناول فرماتے تھے۔ صبح کے ناشتہ میں ایک گلاس لسی اور کبھی دو چمچ دہی بھی ایک کپ چائے اور ایک انڈہ ہوتا۔ دوپہر کے وقت ایک روٹی کا چوتھا حصہ اور رات کو دو یا تین چمچ چاول تناول فرماتے۔ سالن وغیرہ میں جو بھی دسترخوان پہ پیش کیا جاتا لے لیتے۔ البتہ کدو، مصور کی دال، ساگ اچار اور قیمہ پالک مرغوب تھے۔ ابلے چاول شوق سے تناول فرماتے۔

آواز و گفتار:

پاکیزہ مقاصد گفتار دلنواز کے حامل
صوفی اللہ رکھا شاہ پیر کامل

آپ کی آواز مبارک شیریں، پرسوز اور باوقار تھی۔ یوں متانت (پختگی، سنجیدگی) سے گفتگو فرماتے کہ ایک ایک لفظ گنا جاسکے اور یاد رہ جائے۔ اکثر حاضرین بتاتے ہیں کہ آپ ﷺ کوئی طویل گفتگو بھی فرماتے تو ہمیں اسی وقت

ہی یاد ہو جاتی اور اس کی مٹھاس آج تک دل و دماغ میں رس گھولتی ہے۔

قارئین قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے۔

وقل لعبادی یقولوا اللتی ہی احسن۔

اور آپ ﷺ حکم دیجئے بندوں کو کہ وہ ایسی باتیں کہیں جو بہت

عمدہ ہوں۔ (سورہ بنی اسرائیل)

چنانچہ حضرت قبلہ عالم ﷺ کے کسی ارشاد عالی شان سی کبھی کسی کا دل مجروح نہیں ہوا تھا۔ اور نہ ہی کبھی ایسا حکم صادر فرماتے جس سے کسی کی دل شکنی ہو۔ آپ ﷺ کے الفاظ مبارکہ اسی وقت دلوں پر نقش ہو جایا کرتے تھے۔

حق و صداقت کی باتیں یوں پیار سے سناتے رہے

بھٹکے ہوئے بندگان خدا کو راہ حق دیکھاتے رہے

قلب کے ظلمت کدے میں شمع وحدت جلاتے رہے

عرفان سب کے دلوں پہ وہ نقش اپنا جماتے رہے

شخصی خصوصیات و خلعت قبول عام:

اللہ رب العزت کی فیاض قدرت بعض افراد کو بڑے حسن اہتمام سے نوازتی ہے۔ اور حسن ظاہری کو حسن باطنی میں بھی ارباب علم و نظر کے لئے باعث رشک بنا دیتی ہے۔ اور بعض خوش نصیب شخصیتیں ایسی بھی ہوتی ہیں جنکے صورت و سیرت کو علم و فن کے زیور سے آراستہ و پیراستہ کر کے یگانہ روزگار بنا دیتی ہے اور ان کے سپرد کچھ خدمت کر دی جاتی ہے۔ جنکی انجام دہی و بجا آوری کے بعد اس شخصیت میں چار چاند لگ جاتے ہیں اور صدیوں تک ان کا چرچا قائم رہتا ہے۔

حضرت قبلہ عالم ﷺ کی ذات بابرکت اسلاف الصالحین کا ایک متبرک

نمونہ تھا اسلام کی خدمت جس انداز میں آپ ﷺ نے کی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ کی ذات والا ان صفات کی حامل ہے جو ایک مرد کامل۔ صوفی باصفا، قلندر کبریا، رہبر شریعت و طریقت میں ہونی چاہیں۔

آپ ﷺ کو خداوند قدوس کی ذات بابرکت نے قبول عام اور محبوبیت کی وہ خلعت عطا فرمائی اس کی مثال اس دور میں اگر ناممکن نہیں تو محال ضرور ہے۔ جن ہزاروں خوش نصیب لوگوں کو آپ ﷺ کی زیارت کا اکثر شرف حاصل ہوا ہے اس کے سامنے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ جہاں کہیں بھی آپ ﷺ تشریف فرما ہوتے آپ ﷺ کے وجود سے بڑھ کر دلکش اور جاذب نظر اور کوئی چیز وہاں معلوم نہ ہوتی تھی۔ کسی جگہ بھی آپ ﷺ کی تشریف آوری، کمی قبل از وقت اطلاع ہو جاتی تھی۔ تو وہاں آناً فاناً ہزاروں لوگ جمع ہو جاتے تھے۔ اس خداداد مقبولیت کے احاطہ میں آ کر کوئی بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا تھا۔

میرے خواجہ کا جلوہ دیکھنے والوں نے کیا دیکھا

سراپا نور محبوب خدائے دو جہاں خواجہ

مجاہدہ و ریاضت:

آپ ﷺ نے ساری زندگی مجاہدات و ریاضت میں گزاری۔ صوفی کو مقام حقیقت تک پہنچنے کے لئے بے شمار خطرات، وسوسے اور جھوٹے علاقے سدراہ بنتے ہیں اس لئے خام کار لوگ نفس کی سرکشیوں کا مقابلہ کرنے میں ناکام رہتے ہیں۔ بعض تو آغاز سفر ہی میں حوصلہ چھوڑ بیٹھتے ہیں اور بعض راستے کی صعوبتوں کی وجہ سے دل ہار جاتے ہیں۔ دیدار ذات کی منزل میں قدم رکھنے تک ان کٹھن مقامات کو عبور کرنا لاکھوں میں سے کسی ایک کا کام ہے۔ اور ایسے لوگ

وہی ہیں جو ہر قسم کی صعوبتوں کو جھیلنے کے لئے بخوشی آمادہ ہو جائیں اور اپنی جان تک کی پرواہ نہ کریں۔ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نہایت وضاحت سے ریاضت و مجاہدہ کی تفصیلات بیان فرماتے ہیں۔

اے قدم اندرہ مردان زدہ

ہفت درگنبد گرداں زدہ

ترجمہ:- ”اے مردان خدا کی راہ میں چلنے والے، ساتوں آسمانوں کے

دروازے تیرے لئے کھلے ہوئے ہیں۔“

برزودی یک قدم از جائے خویش

تانہ نہی بردو جہاں پائے خویش

ترجمہ:- ”اپنی جگہ سے ایک قدم بھی تو نہیں اٹھا سکتا جب تک کہ دونوں

جہاں کے خیال سے اپنا قدم اوپر نہ اٹھالے۔ یعنی اپنی خودی کو جب تک تو

فراموش نہ کرے گا منزل مقصود تک نہ پہنچ سکے گا۔“

لنگر آرام بیک گوشہ نہ

راہ بلا راء زرضا توشہ نہ

ترجمہ:- ”اپنے عیش و آرام کو ایک گوشہ میں کنارے رکھ اور مصائب راہ

کو رضا کا توشہ بنا۔“

زاندوہ محنت علمے ساز کن

برسر ایوان فلک تاز کن

ترجمہ:- ”رنج و تکلیف سے اپنا جھنڈا تیار کر اور پھر ایوان فلک کی

بلندیوں کا قصد کر۔“

محبوب سبحانی قندیل نورانی حضور شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

”کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا یا غوث الاعظم! دنیا کی گھاٹی سے نکل آخرت سے پیوند ہو جا اور آخرت کی گھاٹی سے نکل کر میری طرف واصل ہو جا۔“

”پھر مجھے فرمایا یا غوث الاعظم! جسموں اور نفسوں سے پھر دل اور روحوں سے پھر حکم اور امر سے نکل کر مجھ سے واصل ہو جاؤ پس میں نے عرض کیا! اے رب العلمین! کونسی نماز تیرے نزدیک لاتی ہے؟ فرمایا وہ نماز جس میں میرے سوا اور کچھ نہ ہو اور نماز ادا کرنے والا اس میں خود بھی غائب ہو۔ پھر میں نے عرض کیا کون سا عمل تیرے نزدیک افضل ہے؟ فرمایا وہ عمل جس میں میرے سوا بہشت اور دوزخ سے بھی کچھ نہ ہو اور صاحب عمل خود بھی اس میں غائب ہو۔ پھر میں نے عرض کیا کون سا رونا تیرے نزدیک افضل ہے؟ فرمایا رونے والوں کا ہنسنا۔ پھر میں نے عرض کیا کونسا ہنسنا تیرے نزدیک افضل ہے؟ فرمایا رونے والوں کا ہنسنا۔ پھر میں نے عرض کیا کون سی توبہ تیرے نزدیک افضل ہے؟ فرمایا پاکوں کی توبہ۔ پھر میں نے عرض کیا کونسی پاکیزگی تیرے نزدیک افضل ہے؟ فرمایا توبہ کرنے والوں کی پاکیزگی۔“

میرے حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے اسلاف کو راضی اور خوش کرنے کے لئے اپنی ساری زندگی مجاہدہ میں گزاری۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بچپن سے ہی جموں کے ٹیلوں پہ ساری ساری رات قیام و سجود میں گزارتے۔ کئی کئی دن ایک ٹیلے پہ جس کو آپ نے عبادت کے لئے مخصوص فرمایا تھا گزار دیتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ساری زندگی کسی نے نیند کی حالت میں نہیں دیکھا۔ خادم خیال کرتے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سو گئے ہیں۔ آپ کسی نہ کسی کو آواز دیکر بلا لیتے۔ حکیم صوفی صغیر احمد صاحب بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ میں اور صوفی محمد ایوب مرحوم صاحب حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے حجرہ پاک میں تھے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پردہ

آگے کروالیا اور کافی دیر تک ہمیں۔ کوئی آواز نہ سنائی دی۔ ہم نے خیال کیا کہ حضور سو گئے ہیں ہم نے ایک دوسرے کے کان میں سرگوشی کی جسکو ہمارے سوا کوئی بھی سن نہیں سکتا ہے اور ہم حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ سے بھی دور تھے۔ ہم نے کہا کہ باباجی حضور رحمۃ اللہ علیہ آرام فرمائے۔ میں۔ یہ سوچنا ہی تھا کہ آواز آئی ”ہوں، مجھے پانی پلاؤ۔ ہم حیران و ششدر رہ گئے۔

حضرت خواجہ احسان الہی صاحب بیان فرماتے ہیں کہ ہم نے کبھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو نیند میں نہیں دیکھا آپ رحمۃ اللہ علیہ ہر وقت ہشاش و بشاش رہتے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شروع سے ہی کٹھن در کٹھن منازل سلوک کو۔ کیا تو بسلی بدولت آپ رحمۃ اللہ علیہ پر نفسانی خواہشات کا غلبہ نہ ہوتا تھا۔

قارئین پوچھیے قرآن مجید سے شب زندہ دار لوگوں کا مقام بے شمار مقامات پر ایسے لوگوں کو انعامات کی خوشخبری سنائی گئی جسکو ہم نے باب اول میں بیان کر دیا ہے یہاں سورہ ذاریات کی آیت ۷۱ پیش کر رہا ہوں

كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ ○

یہ لوگ رات کو بہت کم سویا کرتے تھے۔

یعنی فرمایا گیا کہ اللہ والوں کی راتیں فسق و فجور کی نذر نہیں ہوجاتی۔ راتیں بلکہ وہ اپنی راتیں ذکر و عبادت میں وقف کر دیتے ہیں۔ اور جب سحری کا وقت ہو جاتا ہے تو یہ اپنی کوتاہیوں اور خامیوں کے احساس سے مضطرب ہو جاتا اور بادیدہ گریاں اپنی تقصیرات پر مغفرت طلب کرتے کیونکہ وہاں دل شکستہ ہی زمت کا مستحق سمجھا جاتا ہے۔

حافظ شیرازی کہتے ہیں۔

ہر گنج سعادت کہ خدا داد بحافظ
از یمن دعائے شب وورد سحری بود
حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

عطار ہو رومی ہو، رازی ہو غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحر گاہی

تواضع وانکساری:

کائنات میں ہر چیز ایک مقام رکھتی ہے اور اسی کے مناسب اس کا ایک
درجہ مرتبہ متعین ہوتا ہے۔ اپنے اس متعین مرتبہ سے اپنے آپ کو بلند سمجھنا تکبر
کہلاتا ہے اور اس سے کم سمجھنا انکسار کہلاتا ہے۔ تواضع تکبر کے الٹ ہے کیونکہ
تکبر صرف ذات کبریا کو ہی سزاوار ہے۔

مخلوقات سے تکبر مذموم اور تواضع محمود ہے۔ عارفین حق ہمیشہ تواضع کو
اپناتے ہیں۔ کیونکہ اس سے سعی پیہم کا پہلو نکلتا ہے۔ جسکی بدولت انسان اپنے
اصل مقام کے حصول میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ اور محبوبان خدا اولیائے کرام کے
اوصاف حمیدہ سے ایک خاص امتیازی وصف ہے مردان خدا میں سے جس قدر کوئی
عظیم المہبت ہوگا اسی قدر وہ متواضع اور منکسر المزاج ہوگا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فطرتاً
نہایت ہی متواضع اور منکسر المزاج واقع ہوتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وصال
مبارک سے چند روز قبل فرمایا کہ ہم تو اللہ کی مخلوق کی خدمت کرنے کی کوشش
کرتے رہے ہیں پتہ نہیں قبول بھی ہوئی ہے کہ نہیں۔ ہم تو اللہ کی مخلوق کے خادم
ہیں۔ اسی تواضع وانکساری کا ہی یہ نتیجہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے
زمانہ مبارک میں وہ رفعت عطا فرمائی کہ جسکی مثال ملنا اگر ناممکن نہیں تو محال ضرور

ہے۔ آپ ﷺ کے مزاج گرامی پر تواضع و انکساری کا اس قدر غلبہ تھا کہ آپ ﷺ اپنی تعریف و توصیف کسی رنگ میں پسند نہیں فرماتے تھے۔

سخاوت:

آپ ﷺ جو دو سخا اور فیوض و برکات ظاہری و باطنی کا مرکز بنے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ کے دربار فیض پر تشنگان ظاہری و باطنی، دکھ درد اور آلام و مصائب کے ہجوم میں گھرے ہوئے لوگوں کا تانتا بندھا رہتا تھا۔ ہر شخص اپنی حاجت، آس و مراد اور اپنا دکھ درد پیش کرنے کے لئے حاضر ہوتا اور مکمل توجہ حاصل کر کے اور دامن مراد اپنے مقصود سے بھر کر ہی واپس جاتا تھا۔ آپ ﷺ مخلوق خدا کا مرجع اور بلجا و ماوی بنے ہوئے تھے۔ اور طالبان ازلی تو آپ ﷺ کے اس طرح والہ و شیداء تھے کہ آپ ﷺ کو دیکھ کر وہ سب دکھ درد بھول جاتے تھے۔

دکھ درد کے ماروں کو غم یاد نہیں رہتے

جب سامنے آنکھوں کے غمخوار نظر آئے

آپ ﷺ کسی سائل اور حاجت مند کو خالی نہیں جانے دیتے تھے۔

سائل کی ضرورت اور حاجت ہر حال میں پوری کرتے۔ اپنوں اور غیروں، عقیدت مندوں اور زائرین کا کوئی لحاظ نہ تھا غریبوں کی مدد کہنا آپ ﷺ کا شعار تھا۔ اکثر اوقات ایسا ہوتا کہ آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں کوئی چیز بطور نذرانہ پیش ہوتی تو آپ کسی ایسے سفید پوش حاجت مند کو عطا فرمادیتے جو اسی غرض سے حضور کی بارگاہ بیکس پناہ میں حاضر ہوتا اور سوال بھی دل میں ہی ہوتا اور جب چلا جاتا تو عرض کرنے پر کہ حضور یہ تو سفید پوش آدمی تھا نہ کہ ضرورت مند تو آپ ﷺ فرماتے کہ یہ اسی غرض سے حاضر ہوا تھا لہذا اس کا مقصد پورا ہو گیا ہے۔

ایک دفعہ آپ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں ایک ارادت مند بیرون ملک سے کمبل کا نذرانہ لے کر حاضر ہوا۔ خواہش کی کہ حضور ﷺ اوڑھ لیں آپ ﷺ نے خواہش کو قبولیت کا شرف بخشا ابھی چند لمحات ہی گزرے تھے۔ کہ ایک سائل حاضر خدمت ہوا تو آپ ﷺ نے اتار کر اسے عطا فرمایا۔ بے شمار ایسے واقعات ملتے ہیں۔ آپ ﷺ اپنی چادریں اتار کر بھی تقسیم فرمادیتے ایک دفعہ آپ ﷺ نے چادریں تقسیم کرنا شروع کیں ایک دیتے حضرت خواجہ صوفی احسان الہی صاحب دوسری لا کر اوپر اڑھا دیتے وہ بھی دے دیتے صوفی صاحب اور لے آتے یہاں تک کہ تمام چادریں ختم ہو گئیں صوفی صاحب نے تولیہ اوپر دے دیا آپ مسکرائے اور فرمایا شکر ہے میں کامیاب ہو گیا جس کا مال اس کے راستے میں لٹا دیا۔

مرشد دے پاک دوارے تے ہر درد دارو ملدا اے
 دن رات دعاواں منگیاں کرو رہوے وسدا دوارا مرشد دا
 جھیرا مان ہے بھکیاں تنکیاں دا جھیرا دردی ماڑیاں چنگیاں دا
 رہوے محشر تک بلندی تے ہر وقت ستارہ مرشد دا
 آپ ﷺ دنیاوی جائیداد کو تقسیم فرما کر بارگاہ ایزدی میں سرفراز ہوئے
 قلعہ سو بھاسنگھ (قلعہ احمد آباد) میں جو دو کنال کاروبار کی وسعت کے لئے خرید
 فرمائی تھی اور وہاں چار دیواری کروا کر ایک بہت بڑا کمرہ تعمیر فرمایا اور ساڑھے
 پانچ لاکھ نقدی بھی رکھے تھے۔ ان کی طرف بھی توجہ نہ فرمائی بلکہ وہ سب کچھ
 ساہو چک شریف میں بیٹھ کر ہی حافظ محمد دین صاحب سکنہ علی پور سیداں شریف
 کو فی سبیل اللہ عطا فرما دیا۔ اور ساہو چک شریف میں جو گھر والی جگہ تھی وہ بھی
 فی سبیل اللہ عطا فرمادی۔ اور خود بحکم شیخ کامل دربار شریف والی جگہ میں رونق

افروز ہوئے۔

آپ ﷺ عمر بھر اس اصول پر کار فرما رہے کہ آج کا مال آج ہی ختم کرو کل کا رزق کل ملے گا۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے کہ طمع نہ کرو، منع نہ کرو اور جمع نہ کرو۔

فرمایا جو کوئی دنیاوی مال کی خواہش لے کر آئے گا وہ مال لے کر جائے گا جو دین کی خاطر آئے گا اسے دین نصیب ہوگا اور جو کوئی فیض الہی کا طالب ہو گا وہی اس کو ملے گا۔ جو جس چیز کا طالب ہو گا وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے کرم سے اور میرے پیرو مرشد کا صدقہ اپنی مراد پائے گا۔

اے دولت عرفان کے منکلو اس درپہ آؤ جس درپہ صدا
دن رات خزانے رحمت کے سرکار لٹایا کرتے ہیں

مہمان نوازی:

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مجسمہ اخلاق و اخلاص بنا کر بھیجا تھا۔ آپ ﷺ اس قدر مہمان نواز تھے کہ ہر آنے والے کو پہلے لنگر شریف کھانے کا حکم صادر فرماتے اور آپ ﷺ کے در دولت پر چوبیس گھنٹے لنگر عام ہے جب بھی کوئی آئے کھائے۔

بلکہ آپ ﷺ فرمایا کرتے کہ جس قدر لنگر زیادہ کھاؤ گے اسی قدر رحمت زیادہ ہوگی۔ بعض بھائیوں نے عرض کیا کہ حضور لنگر شریف صرف مہمانوں کے لئے ہونا چاہیے نہ کہ گاؤں والوں کے لئے تو آپ ﷺ نے فرمایا میں نے تو طلب ہی اس امت کے لئے کیا ہے۔ جو بھی آئے کھائے۔ اللہ و رسول سب کا ہے فقیر بھی سب کا ہوتا ہے۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے کہ فرائض و واجبات کے بعد

سب سے بڑی عبادت مہمان نوازی ہے۔ کچھ پاس نہ بھی ہوتا تو ادھار لے کر لوگوں کی خدمت کرتے۔

ایک دفعہ رات کو کافی دیر سے کچھ بھائی حاضر ہوئے۔ تو آپ ﷺ نے اپنے خلیفہ حضرت خواجہ صوفی احسان الہی صاحب سے فرمایا کہ ان کو لنگر کھلاؤ لنگر کھلانے کے بعد فرمایا کہ چائے بھی پلاؤ۔ اتفاق سے پاس نہ دودھ اور نہ ہی چائے تھی۔ صوفی صاحب نے آ کر عرض نہیں کی کہ حضور راشن نہیں بلکہ اسی اندھیرے کے عالم میں دور ایک درخت سے کیکر کے چھلکے اتارے اور ایک بھیڑوں والے سے اجازت لے کر ایک بھیڑ کا دودھ دوہا اور لا کر چائے بنا کر پیش کر دی۔ جب صبح ہوئی تو قبلہ عالم ﷺ تشریف فرماتے تھے کہ جب حضرت صوفی صاحب حاضر ہوئے تو حضرت قبلہ عالم ﷺ مسکرائے اور فرمایا بیٹا احسان الہی خدمت ہو تو ایسی مہمان نوازی ہو تو ایسی تم پہ اللہ و رسول بڑے خوش ہوئے ہیں۔ آپ ﷺ خود تو بڑی سادی غذا تناول فرماتے مگر مہمانوں کے لئے بڑے بڑے لذیذ کھانے تیار کرواتے۔ بلکہ کبھی کبھی تو ایسا ہوتا کہ مہمان ابھی دور ہی ہوتا یا باہر دروازے پہ ہوتا تو آپ ﷺ خدام سے فرماتے اس کے لئے فلاں چیز لاؤ۔ فلاں کھانا تیار کرو۔ آپ ﷺ فرماتے ہمارا ہاتھ خدا کے خزانے میں ہے جو سب بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔ اس کے خزانے میں کمی ہو سکتی ہے اور نہ ہی یہ لنگر کم ہو سکتا ہے۔

اللہ والے جدھر بھی اشارہ کریں لاکھوں بگڑوں کی بگڑی سنوارا کریں ان کے درپہ ہزاروں گزارا کریں ایسا مہمان خانہ سلامت رہے آپ نے کوؤں اور کبوتروں کے لئے بھی لنگر مخصوص فرما رکھا تھا۔ آپ ﷺ کے کھانے کے ساتھ ان کا بھی حصہ آتا آپ ﷺ فرماتے یہ بھی اللہ

کی مخلوق ہیں اور یہ میرے مرشد پیرانِ دستگیر کا لنگر ہے اس میں سے کوئے بھی کھائیں جانور بھی کھائیں اور انسان بھی کھائیں سب اللہ کی مخلوق ہیں۔

ونجل کے امام مسجد صاحب حضرت پیر سید حیدر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نواسہ حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوئے تو امام مسجد صاحب نے عرض کیا کہ حضور سا ہو چک شریف میں حضرت خواجہ صوفی اللہ رکھا شاہ صاحب ہیں جو کہ بغیر مالی وسائل کے چوبیس گھنٹے لنگر کھلاتے ہیں وہ اتنا لنگر کہاں سے لاتے ہیں۔ تو پیر حیدر شاہ صاحب علی پوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جنات ان کے مرید ہیں وہ پورا کرتے ہیں۔ یہ بات حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حیدر شاہ صاحب کو معلوم نہیں کہ حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ میں نے اپنے خزانوں کی چابیاں سمندر میں پھینک دی ہیں تو وہ چابیاں میں نے حاصل کر لی ہیں تو اب یہ لنگر کہاں سے ختم ہو سکتا ہے۔ اس کا انتظام اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ذمہ لگا رکھا ہے جو کہ غیب سے پورا کرتے ہیں۔ حضرت آجاتی سیدہ صوفیہ صاحبہ نے اپنے حجرہ مبارک کے اندر ایک شعر لکھوا رکھا ہے جو اس بات کی عکاسی کرتا ہے۔

علی پور کا فیض ہے فیض سمندر

یہاں سے مانگنے والے ہیں بنتے قلندر

سواہرہ میں ایک ماسٹر نذیر احمد صاحب تھے جو کہ حضرت الحاج خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ ۱۹۸۱ء میں صوبیدار عام حیدر صاحب ان کے پاس گئے تو ماسٹر صاحب نے کہا کہ حضرت خواجہ صوفی اللہ رکھا شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جنات ہیں جو کہ اتنا وسیع لنگر مخلوق خدا کو کھلاتے ہیں۔ صوبیدار نے حضرت قبلہ عالم کی خدمت میں عرض کیا۔ جب ماسٹر صاحب چند

دنوں کے بعد آپ ﷺ کی خدمت حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا ماسٹر جی اس آدم کو تو فرشتوں نے سجدہ کیا ہے جنات کی کیا مجال ہے جنات تو خود فقیر کے خادم اور مرید ہیں۔ یہ لنگر تاجدارِ مدینہ آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور پیرانِ پیر دستگیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ﷺ کا ہے۔ اس کا انتظام اللہ تعالیٰ غیب کے خزانوں سے فرماتا ہے جو کسی کو نظر نہیں آتے۔

جے توں گم ہویں وچ اسدے اپنی چھوڑ نشانی
اے توحید محمد بخشا دے کون زبانی

جنات کی بیعت:

حضرت قبلہ عالم ﷺ کی بارگاہِ بیکس پناہ میں جنات بھی حاضر ہوتے اور حضور کے فیض سے مستفیض ہوتے۔ آپ ﷺ کے حجرہ مبارک کے قطب والے دروازے کو کبھی بھی ساکت نہیں دیکھا گیا بلکہ وہ تھوڑا تھوڑا ہلتا رہتا تھا اور ایک وقت ایسا مخصوص تھا کہ حضور سب کو حجرہ مبارک سے باہر نکال دیتے اس وقت بے شمار جنات حاضر ہوتے اور آپ ﷺ سے اکتسابِ فیض حاصل کرتے۔ بعض کو آپ ﷺ نے دائرہ اسلام میں داخل فرمایا آپ ﷺ ان کو اسلامی تعلیمات سے روشناس فرماتے۔ بے شمار آپ ﷺ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے جن میں سیف علی شاہ، زین العابدین شاہ اور بشیر شاہ وغیرہ وغیرہ سرفہرست ہیں۔ سیف علی شاہ تو آپ ﷺ کے بچپن میں ہی آپ ﷺ کی غلامی اختیار کر چکا تھا جس کا ذکر ولادت کے باب میں آچکا ہے۔

آپ ﷺ فرماتے تھے کہ جنات کو مرید کرنا حضور شیخ سید عبدالقادر جیلانی ﷺ کا اور میرے پیرومرشد حاجی حافظ پیر جماعت علی شاہ محدث علی

پوری عیسیٰ کا حکم اور سنت ہے تاکہ یہ راہِ راست اختیار کر لیں اور مخلوقِ خدا کو تنگ مت کریں۔

آپ عیسیٰ نے اپنے وصال سے چند ماہ قبل ان سب کو سجادہ نشین حضرت خواجہ صوفی احسان الہی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے سپرد فرما دیا اور فرمایا کہ اب اس کی یعنی صوفی احسان الہی صاحب کی غلامی کرنا یہ میری تائید ہوگی۔ حکیم صوفی صغیر احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ ہمارے عزیز سہیل احمد بٹ صاحب کو سایہ ہو گیا اور اس کے اندر جو جنات تھے وہ کہنے لگے کہ ہمیں ساہو چک شریف لے چلو بابا جی کے حکم سے ہم چلے جائیں گے گھر والوں نے پوچھا کیا تم بابا جی کے مرید ہو وہ کہنے لگے ہم مرید تو نہیں لیکن ہم ان کی ولایت کا اقرار کرتے ہیں اور ان کے ساتھ عقیدت رکھتے ہیں۔ جب آپ عیسیٰ کی بارگاہِ مدس میں سہیل بٹ کو لے کر حاضر ہوئے تو آپ کی نگاہِ کرم سے وہ بالکل تندرست ہو گیا جو کہ آج بھی بقید حیات موجود ہے۔

سلاسلِ اربعہ کے گوہرِ نایاب صوفی اللہ رکھا ہیں
ہر مقام پہ لاجواب صوفی اللہ رکھا ہیں
جن کے کرم کا صدقہ عرفان پہ ہوتی ہیں رحمتیں
وہ بحرِ سخاوت کے آفتاب صوفی اللہ رکھا ہیں

بھائی محمد نصیب صاحب (لاہور) بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ محفلِ سماع ہو رہی تھی کہ مخلوقِ خدا کا جمِ غفیر تھا میں بھی محفل میں حاضر تھا کہ میرے ساتھ ایک بارہ چودہ سال کا بچہ بیٹھا ہوا تھا میں اس سے واقف نہیں تھا میں نے اچانک اسے کہا کہ بھئی سیدھے ہو کر بیٹھو مجھے کیوں تنگ کر رہے ہو۔ اس نے میری طرف اس طرح دیکھا کہ اس کی آنکھیں دیکھ کر میرے حواس گم ہو گئے۔

حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے میری طرف دیکھ کر فرمایا کہ نصیب کو پانی پلاؤ پانی پینے کے بعد مجھے سکون ہوا تو حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے بلا کر کہا کہ یہ بھی تمہارے بھائی ہیں۔ یہاں کسی کو تنگ مت کیا کرو۔ تم بھی یار کا نظارہ کرو اور ان کو بھی کر۔ ز دو۔

مرحبا مرحبا اے خواجہ اللہ رکھا شاہ رحمۃ اللہ علیہ خوب تیری شان ہے

اللہ اللہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عزت اور عظمت پر سلام

تو ہی بے شک میرے آقا عاشقوں کی جان ہے

اے تاجدار ساہو چک تیری ولایت پر سلام

عاشقوں کا لطف و کرم سے سینہ منور کر دیا

اے سخی لچپال قلندر رحمۃ اللہ علیہ تیری عنایت پر سلام

غیب کے خزانے:

اللہ تعالیٰ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو غیب کے خزانے عطا فرمائے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ فقیر کسی کا محتاج نہیں ہوتا کیونکہ فقیر کا ہاتھ اللہ کے

ہاتھ کا نائب ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ میرے پیرو پیشوا قبلہ و کعبہ

امیر ملت حاجی و حافظ جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ علی پوری نے فرمایا تھا۔ کہ میں نے

اپنے خزانوں کی چابیاں سمندر میں پھینک دی ہیں۔ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ

میں نے وہ چابیاں تلاش کر کے شیخ کے کرم سے حاصل کر لی ہیں۔ اور اس بات میں

کوئی شک نہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لنگر شریف کا نظام بغیر کسی ذاتی اراضی زمین سے

چل رہا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جو مخلوق آتی ہے اللہ تعالیٰ غیب سے

اس کا رزق بھی بھیج دیتے ہیں۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سرہانے

کے نیچے سے دس دس کے نئے نوٹ ملتے اور وہ آپ ﷺ اپنے خلیفہ و محسن صوفی احسان الہی صاحب کو عطا فرماتے اور لنگر شریف کا سامان منگوا لیتے۔

بنی آدم کے جو بے لوث خدمت گار ہوتے ہیں

وہی اقوام کی تقدیر کے معمار ہوتے ہیں

حضرت قبلہ عالم ﷺ کے مرید اول صوفی فقیر محمد صاحب بیان کرتے

ہیں کہ جب آپ ﷺ لکڑی کا کارزار کرتے تھے۔ تو آپ ﷺ نے صبح دس

روپے کا نوٹ عطا فرمانا اور حکم فرمانا کہ جاؤ بکرے کا گوشت لے آؤ اور پکا کر

سب مزدوروں کو کھلا دو۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کرنا حضور سارا دن کام

کرتے ہیں پھر بھی دس روپے نہیں بنتے اور آپ صبح صبح عطا فرمادیتے ہیں تو آپ

نے فرمایا یہ غیب کا خزانہ ہے اسکی طرف مت دیکھو جو حکم ہو اس پر عمل کرو۔

مشلوک نذرانے سے پرہیز:

آپ ﷺ مشلوک مال کا ہدیہ اور نذرانہ ہرگز قبول نہ فرماتے تھے۔

حضرت خواجہ صوفی احسان الہی صاحب بیان فرماتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ پروفیسر

مقصود احمد صاحب (پرنسپل صاحب) نے بیس ہزار روپے نقدی نذرانہ پیش کیا اور

عرض کیا کہ حضور یہ مجھے بینک سے منافع ملا تھا میں نے سہ چا اس میں آپ ﷺ

کو بھی پیش کروں تو حضور قبلہ عالم ﷺ جو کہ جرأت و بیباکی کی مثال آپ تھے

فرمایا پروفیسر صاحب فقیر سود نہیں کھاتا اور نہ ہی ایسا مال قبول کرتا ہے۔ ہم نے

اللہ و رسول ﷺ سے خزانے مانگے ہیں۔

ایک دفعہ ایک شخص نے خر بوزے پیش کئے آپ ﷺ نے اپنی نور

بصیرت سے بھانپ لیا کہ یہ خر بوزے چوری کے ہیں۔ آپ ﷺ نے اس شخص کو

فرمایا فقیر حرام قبول نہیں کرتا۔ یہ فلاں جگہ سے چوری لا کر مجھے پیش کر رہے ہو۔ پھر اس نے اعتراف کر لیا اور تائب ہو گیا۔

ایک دفعہ ایک شخص نے خو سے لا کر پیش کئے عرض کرنے لگا حضور یہ آپ کے خدام دربار شریف کے لئے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا تم یہ چوری لے کر آئے ہو۔ فقیر خود اور اس کے خدام بھی ایسا نذرانہ قبول نہیں کرتے۔

غرض آپ ﷺ تقویٰ کے درجہ کمال پر فائز تھے۔ ساری عمر آپ ﷺ نے کامل احتیاط اور تقویٰ میں بسر فرمائی۔ اور ہزاروں لوگوں کو اپنے فیضان و کرم سے متقی بنا دیا۔

پیکر تسلیم و رضا:

زندہ کنی عطائے تو در بکشی ادائے تو

ہر چہ کنی رضائے تو دل شدہ بتلائے تو

پیکر تسلیم و رضا حضرت قبلہ عالم ﷺ ایک عظیم المرتبت عاشق الہی تھے۔

اور تسلیم و رضا تک پہنچ کر رب ذوالجلال کی ذات اقدس میں فنا ہو چکے تھے۔ قرب و وصال الہی کے انتہائی عظیم مرتبہ و مقام سے سرفراز ہو چکے تھے۔ اور چونکہ فقیر کامل کا مقصود صرف ایک ذات احد ہی ہوتا ہے۔ اور جب غیر مقصود سے توجہ ہٹ کر مقصود کی طرف لگنے لگے تو یہ رضا کی ابتداء ہے۔ اور ذات احد میں اس درجہ استغراق اور غیر کا عدم شعور ہو کر اپنا ہوش نہ رہے یہ فنا کا انتہائی عظیم درجہ ہے۔ تسلیم و رضا آپ ﷺ کی سیرت کا ایک روشن پہلو ہے۔ تمام حیات مبارکہ میں ہر لمحہ آپ کے پیش نظر رضائے الہی ہی رہی۔ آپ ﷺ کی حیات مبارکہ میں چند مرتبہ انتہائی شدید اور نازک ترین ابتلاؤں آزمائش کی گھڑیاں بھی آئیں

جن میں سے ایک مشہور واقعہ یہاں درج کیا جاتا ہے۔

حضرت الحاج خواجہ صوفی احسان الہی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ جب ۱۹۷۳ء کا سیلاب آیا تو میں اور باباجی حضور رحمۃ اللہ علیہ آستانہ عالیہ پر موجود تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ احسان الہی باہر خیمہ لگا لو کمرہ چھوڑ دو۔ جب ہم خیمے میں اپنا سامان لے کر بیٹھ گئے تو کمرے کی چھت گر گئی۔ (یعنی یہ آپ کا نور بصیرت تھا کہ کمرہ گرنے سے پہلے ہی معلوم ہو گیا) ہم اس خیمے میں ایک چار پائی پر بیٹھے ہوئے تھے پانی چار پائی تک گزر رہا تھا۔ ہمارے لوٹے جوتے اور جو سامان تھا پانی میں بہ گیا۔ تو حضور رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں محمد صدیق صاحب اور رحمت علی صاحب حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضور ہمارے غریب خانے تشریف آوری کا شرف بخشیں کیونکہ یہاں پانی بہت زیادہ ہے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے پیر و مرشد کا حکم ہے کہ تم یہاں بیٹھو لہذا میں مالک کی رضا پر راضی ہوں۔ اور تمہیں تمہارے پیر کا حکم ہے کہ وہاں رہو۔

ہزار خوف ہو لیکن زبان ہو دل کی رفیق

یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

ایسی نازک ترین گھڑیوں میں اکثر بڑے بڑے عظیم المرتبت لوگوں کے صبر و استقامت کے دامن بھی پارہ پارہ ہو جاتے ہیں۔ مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ ایسی نازک ترین گھڑیوں میں بھی تسلیم و رضا کا پیکر جمال اور صبر و استقامت کا کوہ گراں ہی نظر آتے ہیں۔ بقول پنجابی شاعر

جیویں پیارا راضی ہووے مرضی ویکھ جمن دی

جے توں مرضی اپنی لوڑیں تے ایہہ گل کدی نہیں بن دی

آفتاب عظمت و ہدایت:

آپ ﷺ کی ذات گرامی کو ذات حق نے بیک وقت جملہ صفات عظمت سے اس طرح مشرف فرمایا کہ آپ ﷺ کی ذات عین صفات اور صفات عین ذات ہیں۔ آپ کے ذکر خیر سے افسردہ دلوں میں تازگی اور روح میں جلا پیدا ہوتی ہے۔ اور عصیاں و طغیان کا مقابلہ کرنے اور دین اسلام اور عشق الہی کے دشوار گزار راستے پر احتیاط و ثبات کے ساتھ چلنے کا ولولہ عطا ہوتا ہے۔ صاحب جود و سخا، شہسوار میدان معرفت، دانائے رموز طریقت و حقیقت امیر شریعت، حلیم و متین متقی و پرہیز گار اور زاہد شب دار ان سب اوصاف و کمالات کا بیک وقت حامل ہونا ہی کسی انسان کو انسانی برادری کا سرتاج و تاجدار بنا دیتا ہے۔

آپ ﷺ کی ذات گرامی تو نہ صرف ان گونا گوں اوصاف و کمالات کی خود آئینہ دار تھی بلکہ آپ ﷺ نے اپنے فیضان نظر سے ہزاروں کو ان اوصاف و کمالات کا آئینہ دار بنا کے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ اس لئے اعتراف حقیقت کے طور پر یہ کہنا پڑے گا کہ آپ آسمان رشد و ہدایت کا ایک آفتاب ہیں۔

ساہوچک میں آؤ دیکھ لو میخانہ نور کا
بٹ رہا ہے فیض عام قلندر حضور کا
ان کو سمجھنا عرفان بہت مشکل ہے دیکھو
آئے ہیں مست لینے جام شراب طہور کا

جلال و جمال کا حسین امتزاج:

ہر کیف و کم دہر سے آزاد ہے مومن
ظلمات حوادث میں سحرزاد ہے مومن

ہر امن من وقت کا صیاد ہے مومن
خوددار ہے اور قامت شمشاد ہے مومن

طنغیاں میں بھی حیرت ایجاد ہے مومن
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

فقیر کامل جب فنا فی اللہ کے درجہ سے سرفراز ہوتا ہے۔ تو پھر وہ خدائے
تعالیٰ کی ذات و صفات کا مظہر صادق ہوتا ہے۔ جلال سے ہیبت نیکتی ہے اور
جمال میں اسکی جاذبیت کا سبب بنتی ہے۔ لیکن ہر جلال کے لئے جمال اور جمال
کے لئے جلال لازمی ہے۔ ہر جمال شدت ظہور سے جلال ہے۔ اور ہر جلال خفت
ظہور سے جمال ہے آپ ﷺ کی ذات اقدس میں جلال و جمال کا ایک حسین
امتزاج تھا۔ آپ ﷺ شمع توحید کے پروانوں کے لئے دعوت نور و سرور تھے۔
آپ ﷺ کی طبع کریمانہ جب جلال کی طرف مائل ہوتی تو آپ ﷺ کی آواز
مبارک سے دل تو درکنار آستانہ عالیہ کے در و دیوار بھی لرز جاتے تھے۔ تمام خدام
در بار عالیہ سب کچھ چھوڑ کر حضور ﷺ کی خدمت میں بھاگ کھڑے ہوتے۔ اور
طالبان حق کے علاوہ ارباب سلوک اور صاحب منزل و مقام حضرات بھی اس شان
جلالی سے لرز ابر اندام ہوتے تھے۔

آپ ﷺ کی شان جلالی میں ایک فیوض و برکات کا سمندر طغیانی پر ہوتا
تھا۔ آپ ﷺ نے حالت جلالی میں ہزاروں وابستگان کی زندگی کی کایا پت کر
رکھ دی اور ہزاروں حلقہ بگوشوں کو بڑی بڑی صعوبتوں اور دشواریوں سے نکالا اور
ہزاروں عقیدتمندوں کی بڑی بڑی مشکلوں اور مصیبتوں کو دور کیا۔

حکیم صوفی صغیر احمد صاحب کا لڑکپن کا زمانہ تھا جب حضرت قبلہ عالم
کے اسیر محبت ہوئے۔ پہلے بڑے دور رہتے تھے۔ آپ ﷺ کا نام لینا بھی گوارا

نہ تھا۔ پھر ایک دفعہ ایک پیر بھائی سے آپ ﷺ کا ذکر خیر سنا زیارت کا شوق ہوا۔ دیکھتے ہی دل و جان سے فدا ہو گئے۔ داخل سلسلہ ہونے کے بعد ایک غلطی ہو گئی وہ غلطی کیا تھی بلکہ تقدیر بدلنے کا سبب بنی۔ صوفی صاحب کے والد گرامی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے آنسوؤں کے ساتھ التجا کی حضور آپ ﷺ غلاموں کو ٹھیک کرتے ہیں یا خراب کرتے ہیں بات سنتے ہی جلال آ گیا فرمانے لگے جاؤ حاجی صاحب آج سے وہ صغیر نہیں بلکہ کبیر ہو گیا۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ صوفی صاحب اس دن سے نماز تہجد بھی قضا نہیں کرتے سائل آتے ہیں حضرت قبلہ عالم ﷺ کے قدموں کا صدقہ فیضیاب ہو کر جاتے ہیں۔ بلکہ صوفی صاحب کی صورت دیکھ کر پتہ چل جاتا ہے کہ یہ کوئی اللہ والا ہے اور کسی کا کرم ہے۔

حالت جلالی میں آپ ﷺ کی عجب شان کرم اور لچپالی و پردہ پوشی کا ظہور ہوتا تھا مگر اس وقت سامنے کھڑے ہونا کسی کے بس کی بات نہ تھی۔

سجادہ نشین حضور حضرت قبلہ عالم ﷺ کا رومال دھونے کے لئے باہر تشریف لے گئے۔ واپس آنے میں کچھ تاخیر ہو گئی تو آپ ﷺ نے پوچھا احسان الہی کہاں گئے تھے۔ عرض کیا حضور رومال صاف (دھونے) کرنے کے لئے گیا ہوا تھا۔ یہ بات سن کر جلال آ گیا فرمایا تم میرے رومال دھوتے ہو دنیا تمہارے اور تمہاری نسل کے رومال دھوئے گی۔

الحمد للہ واقعی حقیقت ہے کہ حضرت قبلہ عالم ﷺ کا یہ حکم پورا ہو رہا ہے۔ عموماً طبیعت مبارک جب جلال کی طرف مائل ہوتی تو ڈانٹ بھی فرماتے اس ڈانٹ کے اندر اصلاح اور فلاح دارین کا دریا معجزانہ ہوتا۔ اور جھڑک کے ساتھ ساتھ دلنوازی و دلکشائی بھی برابر جاری رہتی تھی۔ اہل ارادت جس قدر

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ڈانٹ سے اصلاح اور فلاح سے مالا مال ہوتے اس سے کہیں زیادہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شفقت سے بھی لذت آشنا ہوتے تھے۔ ڈانٹ فرماتے وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کا انداز کلام اور لب و لہجہ کچھ عجیب و غریب ہوتا تھا۔ کہ ڈانٹ کے وقت خون تو ضرور خشک ہوتا تھا۔ مگر بعد میں یاران طریقت آپس میں بیٹھ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ڈانٹ کا تذکرہ کرتے ہیں تو اس وقت ان کی مجلس عجب بہار آفرین ہوتی ہے۔

مرات رخ احمد مختار ہیں خواجه رحمۃ اللہ علیہ
 خود اپنی حقیقت سے نمودار ہیں خواجه رحمۃ اللہ علیہ
 خود عشق ہیں خود حسن کی سرکار ہیں خواجه رحمۃ اللہ علیہ
 خود عاشق و معشوق طرحدار ہیں خواجه رحمۃ اللہ علیہ
 نور علی نور کی تکرار ہیں خواجه رحمۃ اللہ علیہ
 اے اہل نظر مرکز انوار ہیں خواجه رحمۃ اللہ علیہ

سلسلہ عالیہ قادری قلندری کی تشریح:

حضرت بابا کرم الہی قلندر رحمۃ اللہ علیہ المعروف کانواں والی سرکار نے بہت زہد کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ یہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ میری قوم کا ایک فقیر پہلے بھی ہو چکا ہے جسکو حضرت پیر عنایت شاہ ولی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ جنہوں نے سید ذات حضرت بابا بٹھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ جیسی ہستی کو اپنے قدموں تلے جگہ دی تھی۔

اسی طرح حضرت بابا خلی رحمت ملی شاہ رحمۃ اللہ علیہ آڑھائی سال سلطان الہند حضرت خواجه معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں بیٹھے رہے۔ باطنی فیض عطا کرنے کے بعد حکم ملا کہ حضرت علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ کلیر شریف کے

قدموں میں چلے جاؤ۔ وہاں آپ ﷺ پانچ سال بیٹھے رہے وہاں سے حکم ملا کہ جاؤ پنجاب دریائے چناب کے قریب بابا کرم الہی قلندر ہے ان کے قدموں میں چلے جاؤ۔ آپ ﷺ پیدل ہی گجرات شریف پہنچے۔ کانواں والی سرکار ﷺ سے حکم ملا کہ جاؤ حضرت پیر روشن شاہ ولی ﷺ جموں والوں سے مہر لگواؤ اور پھر واپس آ کر گوجرانوالہ میں بیٹھ جاؤ کسی سے گفتگو نہیں کرنی اور نہ ہی ظاہری طور پر میرے پاس آنا تو حضرت بابا رحمت علی شاہ ﷺ نے حکم کی تعمیل کی۔

عرصہ دراز کے بعد بابا کرم الہی قلندر ﷺ نے بابا رحمت علی شاہ ﷺ سے فرمایا کہ میرا نام گم ہو گیا ہے میں نے جسکو پلائی وہ اسی میں محو ہو گیا لیکن سلسلہ قلندری کی تشریح نہ کی اور نہ ہی شجرہ چلایا۔ چنانچہ یہ کام اب تیرے ذمہ ہے۔ تو بابا رحمت علی شاہ ﷺ نے عرض کیا کہ حضور آپ نے مجھے بولنے کا حکم نہ دیا تھا اور ساتھ ہی میرے سامنے ایک ایسا آدمی کھڑا کر دیا جو کہ عقل سے کام لیتا ہے نہ کہ عشق سے ”چنانچہ حضرت بابا رحمت علی شاہ ﷺ نے حضرت قبلہ عالم خواجہ صوفی اللہ رکھا شاہ قلندر بے ریا و باصفا ﷺ کو حکم صادر فرمایا کہ شجرہ قادری قلندری آپ چلائیں اور سلسلہ عالیہ قادری قلندری کی تشریح بھی آپ ہی کریں گے اور میرے زہد میں گیارہ نمبر کم ہیں وہ آپ پورے کریں گے، اور جب حضرت بابا رحمت علی شاہ ﷺ نے ساہوچک شریف شریف فرما ہو کر ظاہری طور پر دیکھا کہ نعت خوانی بھی ہوئی اللہ کی مخلوق کو لنگر شریف بھی احسن طریق سے کھلایا گیا چادریں بھی چڑھائیں گئیں۔ اور غوث پاک پیران دستگیر کی گیارہویں شریف کا نظام دیکھ کر حضرت بابا رحمت علی شاہ ﷺ نے فرمایا ”کہ واہ مولا تو نے میری عبادت قبول کر لی ہے اور یہ ہستی مجھے عطا فرمائی ہے جو کہ سلسلہ عالیہ قادری قلندری کی تشریح بن کر سامنے آگئی ہے۔“

قلندر بے ریا و با صفا:

۲۵ اپریل ۱۹۸۰ء حضرت سخی بابا رحمت علی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے عرس پاک کا تیسرا دن تھا جو کہ ہر سال حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ آستانہ عالیہ ساہوچک شریف میں پورے تزک و اختتام کے ساتھ منعقد فرماتے تھے۔ حضرت خواجہ فقیر صوفی نقیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف فرماتے تھے۔ صبح ساڑھے آٹھ بجے کا وقت تھا دونوں حضرت صاحبان جلوہ افروز تھے۔ حضرت خواجہ صاحب نے ختم شریف پڑھنا شروع کیا۔ جب شجرہ منظوم شروع ہوا تو حضرت خواجہ صوفی احسان الہی صاحب نے یہ شعر پڑھا۔

اپنے فیضان نظر سے دل میرا آباد رکھ ۔

حضرت خواجہ صوفی اللہ رکھا شاہ مرشد و راہنما کے واسطے

تو خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ”کہ ان کے نام کے ساتھ بہت کچھ پڑھ سکتے ہیں ان کی شان بہت بلند ہے۔ ایک ہوتا ہے قلندر بندر نچانے والا تماشے دیکھانا والا۔ اور ایک حق کا قلندر ہوتا ہے قلندر کبریا یہ قلندر کبریا ہیں۔ لہذا ان کے نام کے ساتھ پڑھا کرو قلندر بے ریا و با صفا بارضا، قلندر مرد خدا جو کچھ بھی پڑھا جائے تھوڑا ہے۔ جو کچھ پاس رکھے وہ بندر ہے اور جو سب کچھ لٹائے وہ قلندر ہے صوفی صاحب نے تن من دھن کی بازی لگا دی ہے۔ یہ قلندر بے مثال ہیں۔ انہوں نے واقعی سلسلہ عالیہ قلندر یہ کی تشریح کر کے دیکھا دی ہے۔ جو کام ہم ہزاروں میل دور جا کر کرتے ہیں صوفی صاحب یہاں بیٹھ کر ہی کر دیتے ہیں۔ صوفی صاحب ہم یہاں مغرب کی جانب آپ کا مزار بنائیں گے اور قیامت تک تو الیاں ہوں گی کہیں مزار سے باہر نہ نکل آنا اندر ہی رہنا۔“

قارئین! جس ذات کے مشائخ ان کے بارے میں فرما رہے ہیں تو ہم ان کی شان کیسے بیان کر سکتے ہیں۔

اس موقع پر حضور خواجہ صاحب کے خلیفہ خاص صوفی عبدالغنی صاحب، صوفی حیات محمد صاحب (ہزارہ) صوفی محمد اسحاق صاحب (حیدرآباد) صوفی محمد اشرف صاحب (لنگڑے والی) صوبیدار صوفی ذوالفقار علی صاحب (ونجل) حال مقیم اگوکی سیالکوٹ صوفی محمد سلیم اللہ صاحب (بڑا پنڈ حال مقیم بوتھ سیالکوٹ) کے علاوہ اور بھی بہت زیادہ مخلوق موجود تھی۔

پارس بن گئے:

حضرت خواجہ صوفی احسان الہی صاحب بیان فرماتے ہیں ایک دفعہ حضرت پیر سید حیدر شاہ صاحب علی پوری اور ان کی زوجہ محترمہ تشریف لائے تو حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کافی دیر بیٹھے رہے واپسی پہ پیر سید حیدر شاہ صاحب اپنی زوجہ محترمہ سے فرمانے لگے کہ دیکھ لو صوفی اللہ رکھا صاحب پارس (اکسیر) بن چکے ہیں۔ اور مقام ارفع پہ فائز ہیں۔

دین والے کو دین دنیا والے کو دنیا:

آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ حضرت الحاج خواجہ مولانا محمد حفیظ اللہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ بڑیلہ شریف کے حضور میں حاضر ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مرید اول صوفی فقیر محمد صاحب، بابا ڈھونڈا، اللہ رکھا صاحب اور دیگر کافی بھائی موجود تھے۔ کہ خواجہ حضور رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ دوستو! تم سب صوفی صاحب سے ملتے ہو سب نے عرض کیا جی حضور۔ تو خواجہ صاحب فرمانے لگے۔

”کہ صوفی صاحب عظیم ولی اللہ ہیں ان کے پاس خوب جایا کرو بار بار

حاضر ہوا کرو۔ ان کے پاس آنے والوں کو دین والے دین اور دنیا والے کو دنیا ملے گی۔“

بیداری میں دیدار مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء:

واکر دیئے ہیں عشق نے بند نقاب حسن

جزاک نگاہ اب کوئی حائل نہیں رہا

بیداری میں جناب رسالت مآب ﷺ کے دیدار سے مشرف ہونا دلائل واضحہ

سے ثابت ہے۔ بے شمار کتابوں میں علمائے حق نے اس کا لکھا ہے یہاں اسکی تفصیل

کی ضرورت نہیں ہاں البتہ ایک حدیث مبارک بحیثیت سند کورٹ کر رہا ہوں۔

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ من رانی فی المنام فسیر

انی فی الیقظة ولا یتمثل الشیطان بی متفق علیہ۔

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جس

نے مجھے خواب میں دیکھا وہ عنقریب مجھے بیداری میں بھی دیکھے گا اور شیطان میرا

ہم شکل نہیں ہو سکتا۔“ (راویت کیا اسے امام بخاری رحمہ اللہ و امام مسلم رحمہ اللہ نے)

علامہ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اسی حدیث پاک کے تحت

لکھتے ہیں۔

ترجمہ:- ”یہ بشارت ہے ان لوگوں کے لئے جو آپ ﷺ کے جمال کو

خواب میں دیکھتے ہیں کہ آخر کار نفسانی تاریکیوں کے اٹھ جانے اور جسمانی موانع

کے ختم ہونے کے بعد اس مرتبہ پہنچتے ہیں کہ بغیر حجاب کشفی اور عیانی طور پر بیداری

میں اس سعادت سے بہرہ مند ہوتے ہیں۔ چنانچہ خاص اولیاء اللہ کو عالم بیداری

میں زیارت نصیب ہوتی ہے۔ اس معنی کے بنا پر یہ حدیث دلیل ہے کہ حضور ﷺ

کی بیداری میں زیارت نصیب ہوتی ہے اور یہ صحیح اور درست ہے۔۔۔

قارئین مکرم! برکت حاصل کرنے کے لئے میں نے ایک حدیث پاک لکھی اور ایمان و یقین کی پختگی اور تقویت کے لئے اسکی تفصیل پیش کی ہے۔ تاکہ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے مقام و مرتبہ کو سمجھنے میں آسانی پیدا ہو۔

حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد عالی شان ہے۔

”کہ میری بچپن سے خواہش تھی کہ میری آنکھیں دیدار وحدہ لا شریک، دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیدار مرشد میں کھلیں۔ اس کے بغیر میرا کوئی سانس بھی خالی نہ جائے۔“

دوسرے مقام پہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ”اب وہ میری التجا قبول ہو چکی ہے اور میں ہمہ وقت اپنے سر کی آنکھوں سے اپنے کریم و لچپال آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں اور جو کام بھی کرتا ہوں اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ کر کرتا ہوں۔“

کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ کسی نے کوئی عرض پیش کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سکوت فرمایا اور تھوڑی دیر کے بعد فرمایا کہ میرے آقا نے فرما دیا ہے کہ لو اور اجازت عطا فرمائی۔

عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ولی صاحب حال تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ

مستغرق عشق الہی صاحب جلال تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ

بحر حسن یوسف صاحب جمال تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ

عرفان غلام زاہرا بتول صاحب کمال تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ

بڑے بڑے امتحانوں اور آزمائشوں میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پائے استقلال

میں لغزش نہ آئی اسکی یہی وجہ تھی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یقین محکم تھا۔ کہ رحمۃ

اللعا لیمین صلی اللہ علیہ وسلم ذات ہر لمحہ ساتھ ہے۔ اور یہ سب ان کے حکم سے ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ

کبھی کسی موڑ پر بھی پشیمان نہ ہوئے تھے۔ بے شمار دفعہ ایسا بھی ہوتا کہ آپ ﷺ اکیلے ہی حجرہ مبارک میں ہوتے لیکن گفتگو میں کسی دوسری ہستی کی آواز مبارک بھی ہوتی۔ اور آپ ﷺ اس وقت بڑے مسرور اور شادماں ہوتے۔ اس وقت آستانہ عالیہ کے درودیوار خوشبوؤں سے معطر ہو جاتے جس کا احساس تمام خدام کو بھی ہوتا۔

محبت کے لئے کچھ خاص دل مخصوص ہوتے ہیں
یہ وہ نغمہ ہے جو ہر ساز پر گایا نہیں جاتا

علماء سے محبت اور علماء کی خدمت:

آپ ﷺ علماء کرام سے بہت زیادہ محبت و شفقت فرماتے اور انکی بہت زیادہ خدمت فرماتے۔ نقدی، لباس اور بے شمار طرح طرح کی چیزوں سے ان کو نوازتے آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ تم لوگ اللہ و رسول ﷺ کے لئے کام کرو اللہ اور اس کا رسول ﷺ تمہارے لئے بند و بست فرمادیں گے۔

حافظ محمد دین صاحب کو آپ ﷺ نے نماز تراویح کے لئے آستانہ عالیہ پہ مامور فرمایا جو کہ رمضان المبارک میں ہر روز علی پور سیداں شریف سے حاضر ہوتے اور بعد میں واپس چلے جاتے۔ آپ ﷺ ہر روز حافظ صاحب کو دس روپے عطا فرماتے۔ حافظ صاحب نے عرض کیا حضور یہ زیادہ ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا حافظ جی دین کی خدمت پہ جتنا بھی دیا جائے کم ہے۔

شاہ حسن رحمۃ اللہ کی طرح جارہے ہیں:

۱۹۷۵ء میں حضرت الحاج خواجہ صوفی نقیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ بہل والی تشریف فرما ہوئے تو وہاں حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ کو بھی مدعو کیا گیا۔ رات بھر محفل

سماع ہوئی دوسرے دن واپسی پر اسٹیشن پر پہنچنے کے لئے حضرت خواجہ صاحب کی سواری کے لئے گھوڑی پیش کی گئی۔ تو حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو فرمایا کہ صوفی صاحب آپ سوار ہو کر اسٹیشن پر جائیں آپ رحمۃ اللہ علیہ خاموش ہو گئے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ حکم سب سے بڑا ہوتا ہے۔ لہذا آپ گھوڑی پر سوار ہو گئے اور چل پڑے جب تھوڑا سا آگے گئے تو حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے وہ دیکھو صوفی صاحب اس طرح جارہے ہیں جیسے ہمارے پیر و مرشد قبلہ و کعبہ حضرت خواجہ محمد حسن شاہ سلطان الاولیاء گھوڑی پر بیٹھ کر جاتے تھے۔ آج ہم دوبارہ دیکھ رہے ہیں۔

فقیر تو وہ ہے:

صوفی فقیر محمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ علی پور شریف والے پیر صاحب کے ساتھ گاڑی میں سفر کر رہا تھا کہ راستے میں ایک درویش کو شدید گرمی میں دوپہر کے وقت دیکھا کہ گرم سڑک پر ننگے بدن بیٹھا ہوا ہے۔ تو میں نے کہا کہ جناب درویش تو یہ ہے جو بغیر کسی لالچ کے اسکی یاد میں مستحکم ہے۔ تو پیر صاحب نے فرمایا کہ بھائی فقیر محمد یہ کیا ہے فقیر تو صوفی اللہ رکھا صاحب ہیں جنکی فقیری کو ہر کوئی مانتا ہے جس نے تن من دھن کی بازی لگا دی ہے۔ فقیر تو وہ ہے۔

مظہر شان غوث جلی:

آستانہ عالیہ بڑیلہ شریف سے شائع ہونے والی کتاب انوار والحفیظ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا لقب مظہر شان غوث جلی لکھا گیا ہے جو کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پیران عظام سرکار بڑیلہ کی سیرت کی کتاب میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح بھی لکھی گئی ہے۔

محفل سماع:

محفل سماع کے بارے میں آپ تفصیل طلب بحث باب اول میں سماع کے عنوان سے پڑھ چکے ہیں حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو محفل سماع (قوالی) میں بہت شغف تھا۔ آپ قوالی میں محویت اور وجد کی کیفیت میں رہتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ قوالی کو موسیقی سمجھ کر نہ سناؤ بلکہ اس کو اتصال قرب الہی سمجھ کر سناؤ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے میری تو غذا قوالی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہر جمعرات کو اور گیارہویں شریف کے موقع پر محفل سماع کی نشست فرماتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مریدین کو فرماتے کہ اس میں توجہ ادھر ادھر نہ کرو بلکہ کلام پہ توجہ رکھو۔ تاکہ تمہیں وصل یار کی دولت نصیب ہو جائے۔ قوالی آپ حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کے دوران بھی ان سے اجازت لے کر کبھی کبھی سننے جایا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر بھی سماع سنی تو رقص و وجد کی کیفیت طاری ہو گئی جس میں آپ نے گیارہ صد روپے اور پانچ تن کے کپڑے بھی قوالوں کو عطا فرمادیئے۔ اس کے لئے علاوہ آپ اکثر مشائخ چشت اہل بہشت کی محافل میں ذوق سماع کو پورا کرنے اور عشق کمال کی سیرابی حاصل کرنے کے لئے تشریف فرما ہوا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ الحاج صوفی محمد نقیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ تحصیل پسرور کے کسی گاؤں میں محفل سماع کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے درباری قوال عاشق حسین مرحوم نے یہ کلام شروع کیا۔ جس کا پہلا شعر ملاحظہ فرمائیں۔

نیم صبح گلشن میں گلوں سے کھیلتی ہوگی

کسی کی آخری بچگی کسی کی دلگی ہوگی

جب اس کا اگلا شعر پڑھا

بتادوں گا سر محشر دیکھا دوں گا سر محفل

وہ میرے دل میں ہوں گی اور دنیا ڈھونڈتی ہوگی

اس شعر پہ دونوں بزرگ ہستیوں نے رقص شروع کیا اور اس وجد کے

ساتھ رقص تھا کہ ساری محفل پہ رقت طاری ہو گئی اور آپ کافی دیر مسلسل رقص

کرتے رہے۔ قارئین کے ذوق کے لئے پیش ہے۔ بقول شاعر:

نمی دامنم کہ آخر چوں دم دیداری رقصم

مگر نازم بہ این ذوق کہ پیش یاری رقصم

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ محفل سماع کی نشست میں حضرت پیر سید حیدر شاہ

صاحب علی پور سیداں شریف حضرت خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ

صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت سجادہ نشین بھینسوڑی شریف (انڈیا)۔ صاحبزادگان بدو ملہی

شریف صاحبزادہ خواجہ محمد رفیق اللہ صاحب بڑیلہ شریف و دیگر کئی اولیائے کرام

ساتھ بیٹھ کر آپ کے چہرہ انور اور وجود مسعود پہ انوار و تجلیات کا مشاہدہ کرتے

رہتے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میری دعا ہے اس کو چار چاند لگیں۔ اور جو کوئی

با وضو سنے گا فیض و ثواب پائے گا اور جو بے وضو اور بغیر توجہ کے سنے گا وہ گناہ کا

مستحق ٹھہرے گا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خواہش ہوتی کہ میرے سامنے کھانا بھی نہ آئے اور قوالی

ہوتی رہے۔ اور قوالوں کو نقدی روپیہ، کپڑے اور کھل تک عطا فرمادیتے۔

صوبیدار میجر صوفی محمد یونس صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم

نے عرض کیا کہ حضور جب آپ محفل میں جلوہ گر ہوتے ہیں اور قوالی شروع ہوتی

ہے تو محفل میں خوشبو سے کہاں آ جاتی ہے آپ مسکرائے اور فرمایا کہ بیٹا ہماری محفل میں کئی اولیاء اللہ تشریف فرما ہوتے ہیں اور قوالی سن کر مسکراتے ہیں خوش ہوتے ہیں ان کے مسکرانے اور پاس انفاس کے ذکر سے خوشبو پھیلتی ہے۔

آپ سماع میں اولیائے کاملین مثلاً حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ حضرت پیر سید بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا کلام سنا کرتے ان کے علاوہ بیدم وارثی، پرخم، سیماب، احمد ندیم، واصف علی واصف لاہوری جیسے شعراء کا کلام بھی سنتے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سماع سننے کا طریقہ اور رنگ اکابرین اولیاء والا تھا جس کی وجہ سے ہزاروں لوگوں کی قسمت آپ کی نگاہ ناز سے بدل گئی۔ حضور کی نظر میں آگئے اور کیا سے کیا ہو گئے۔

بقول شاعر:

نگاہِ مست ملائی تو مئےِ پلا کے اٹھے

جہاں وہ بیٹھ گئے میکدہ بنا کے اٹھے

ایک دفعہ ایک شخص آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا عرض کرنے لگا حضور قوالی نہیں سنی آپ نے فرمایا سن لیتے ہیں قوال عاشق حسین مرحوم کو بلایا گیا محفل (بزمِ جاناں) شروع ہو گئی اس نے کافی رقم تقریباً دس ہزار کے قریب اس زمانے میں حضور کے پاس رکھ دی اور دل میں خیال گزرا کہ بابا جی نے سارے

قوالوں کو نہیں دینے کچھ بچالیں گے۔ آپ نے پہلے دو مصرعوں پہ ساری رقم پکڑی اور قوالوں کی طرف پھینک دی اور اس شخص کو فرمانے لگے کہ میں قوالی کسی کے حکم سے سنتا ہوں اور قوال کا رزق اللہ بھیجتا ہے اور قلندروں کے ایسے امتحان نہیں لینے چاہئیں دنیا کے مال کی قدر ان کی نظر میں راعی برابر بھی نہیں دنیا تو ان کے پاس لینے آتی ہے یہ کسی کا حق رکھنے والے نہیں ہوتے۔ بقول شاعر:

نگاہ میں برق نہیں چہرہ آفتاب نہیں

یہ بات کیا ہے؟ انہیں دیکھنے کی تاب نہیں

۲۵ اکتوبر ۱۹۷۸ء شام کو تمام خدام اور قوال پارٹی کو حکم ہو گیا صبح بڑیلہ شریف چادر پوشی اور محفل سماع کا حکم آ گیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ لصبح بڑیلہ شریف پہنچے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت الحاج خواجہ صوفی احسان الہی صاحب کو ارشاد فرمایا کہ صاحبزادہ والا شان حضرت خواجہ محمد رفیق اللہ صاحب کی خدمت اقدس میں عرض پیش کرو کہ صوفی صاحب حاضر ہوئے ہیں اور چادر پوشی کرنا چاہتے ہیں اور قوال بھی ساتھ ہیں۔ عرض کرنے پر صاحبزادہ حضور نے کچھ دیر مراقبہ فرمایا اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ ہاں ٹھیک ہے سائیں صاحب کو اجازت ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قوالوں کے ساتھ چادر پوشی کی پھر مزار اقدس یہ گل پاشی کی گئی ختم شریف غوثیہ اور شجرہ ہائے طریقت پڑھے گئے اور اس کے بعد ایک کلام سنا گیا۔ جو کہ صاحبزادہ حضور اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اکٹھے بیٹھ کر سنا۔

اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بابا کرم الہی قلندر رحمۃ اللہ علیہ المعروف کانواں والی سرکار گجرات شریف بھی حاضر ہو کر محفل سماع سنی اور چادر پوشی کی۔

۲۶ اکتوبر ۱۹۷۸ء کو آپ رحمۃ اللہ علیہ گوجرانوالہ شریف حضرت بابا رحمت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور محفل سماع سنی جو کہ رات 1 بجے

تک جاری رہی۔ بڑی پر رونق فضا تھی حضرت قبلہ عالم عظیم بڑے خوش تھے۔
رات سوا ایک بجے حضرت صوفی احسان الہی صاحب نے دعائے خیر فرمائی۔

آپ زیادہ تر نعتیہ کلام سنتے یہاں میں چند ایک کلاموں کا ایک ایک
شعر مصرعہ آپ کے ذوق کے لئے پیش کر رہا ہوں تاکہ آج اس دور کے سماع
سننے والے لوگوں اور آپ کے مریدین کو پتہ چل جائے کہ سماع کس رنگ سے سننی
چاہیے۔ اور بعد میں چند نمونہ کلام بھی پیش خدمت ہیں۔

نسیم جانبِ بطحا گذر گن ز احوالم محمدؐ را خبر گن



اے تاجدارِ بطحا جلوہ ذرا دیکھانا
اُجڑے ہوئے چمن میں بن کر بہار آنا



اب میری نگاہوں میں جتنا نہیں کوئی
جیسے میرے سرکار ہیں ایسا نہیں کوئی



آئی نسیم کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کھنچنے لگا دل سوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم



یوں تو سارے نبی محترم ہیں مگر
سرورِ انبیاء تیری کیا بات ہے



محمد محمد پکیندے گزر گئی
احد کولوں احمد گولیندے گزر گئی



پکارو شاہِ جیلاں کو پکارو
بدل جائے گی قسمت بے سہارو



عید گا ہے ما غریباں کوئے تو
انبساطِ عید دیدن روئے تو

کلیروچ دیوا میرے صابر دا بلدا دہلی میں نظام رہتے ہیں



یاداں شاہِ جماعت دیاں آئیاں اھیاں وچوں مینہ وسدا



پیرِ کامل صورتِ ظلِ الہ یعنی دیدِ پیرِ دیدِ کبریا



ولیاں دے ولی میراں غوثِ جلی پا جھولی خیر فقیراں دی



اج سک متراں دی ودھیری اے کیوں دلڑی اداس کنیری اے



سماع میں چند پسندیدہ کلام کا نمونہ:

(۱)

نمی دانم چه منزل بود شب جائیکه من بودم
(وہ کیا منزل تھی حسن و عشق کی کل شب جہاں میں تھا)

بہر سو رقصِ بسمل بود شب جائیکه من بودم
(مسلسل رقص میں تھی زندگی کل شب جہاں میں تھا)

پری پیکر نگاری ، سروقد ، لالہ رخساری
(سراپا حسن وہ نورِ مجسم وہ قد و قامت)

سراپا آفتِ دل بود شب جائیکه من بودم
(ہر ایک جلوے میں تھی رخشندگی کل شب جہاں میں تھا)

رقبیاں گوش بر آوازِ ، او درنازِ ، من ترساں
 (رقیب اس کے قریں اور امتحاں میری وفاؤں کا)
 سخن گفتن ، چہ مشکل بود شب جائیکہ من بودم
 (قیامت سے نہ کم تھی وہ گھڑی کل شب جہاں میں تھا)
 خدا خود میر مجلس بود اندر لامکان خسرو
 (خود خدائے پاک جس محفل میں خسرو جلوہ فرما تھا)
 محمد شمع محفل بود شب جائیکہ من بودم
 (نبی کی ذات شمع بزم تھی کل شب جہاں میں تھا)
 (۲)

زر حمت گن نظر بر حالِ زارم یارسول اللہ
 (یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری حالت زار پر نظر رحمت فرمائیے)
 غریبم بے نوائیم خاکسارم یارسول اللہ
 (میں غریب بے نوا بھکاری ہوں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)
 زداع ہجر تو کے دلفگارم یارسول اللہ
 (یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کے داغ ہجرت سے زخمی ہو چکا ہوں)
 بہارِ صد چمن در سینہ دارم یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 (لیکن میرے سینہ میں سینکڑوں بہار چمن موجود ہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)
 توئی تسکینِ دل آرامِ جاں صبر و قرارِ من
 (آپ میرے دل و جان کے صبر و سکون اور قرار ہیں)
 رخ پر نور بنما بے قرارم یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 (آپ اپنے نورانی چہرے کی زیارت کروائیے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

توئی مولائے من آقائے من والی جان من

(آپ ہی میرے مولا ہیں اور میرے تن من کے آقا ہیں)

تو میدانی کہ جز تو کس ندارم یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(آپ جانتے ہیں کہ آپ کے سوا میرا کوئی غمخوار نہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

دمِ آخر نمائی جلوہ دیدار جامی را

(وقت نزع میں جامی کو اپنا جلوہ دکھائیے)

زلطف تو ہمیں امید وارم یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(میں آپ کے لطف و کرم سے یہی امید رکھتا ہوں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

(۳)

اگر بینم شبے ناگہ من آں سلطانِ خوباں را

سر اندر پائے وے آرم فدا سازم دل و جاں را

(اگر میں کبھی محبوبوں کے اس شہنشاہ کو اچانک رات میں دیکھ لوں تو میں اپنا سر اس

کے قدموں پر رکھ دوں گا اور اپنے دل و جان اس پر قربان کر دوں گا)

فروزم آتشی در دل بسوزم قبلہ عالم

پس آنگہ قبلہ سازم من آں ابروئے جاناں را

(میں اپنے دل میں آتشِ عشق جلاؤں گا اور اس میں زمانے کے قبلہ کو جلا ڈالوں

گا اور پھر محبوبِ حقیقی کے ابرو کو اپنا قبلہ بناؤں گا)

بیا ساقی کہ روئے تو مرا شمعِ حرم باشد

بگردم گرد میخانہ بوسم پائے مستاں را

(اے ساقی آؤ کیونکہ تیرا چہرہ ہی میرے لئے حرم کی شمع ہے میں دل کے شراب

خانے کے ارد گرد گھومتا ہوں اور مستوں کے قدم چومتا ہوں)

دل و جاں کردہ ام نذر بتاں اکنوں ہی خواہم
 کہ گریا بم خریدارے فروشم دین و ایماں را
 (میں نے اپنا دل و جان محبوب حقیقی کے نذر کر دیا ہے اور اب اگر مجھے میرا خریدار
 (محبوب حقیقی) مل جائے تو اپنا دین و ایمان اس کے ہاتھوں بیچ دوں)

نترسم ز آتش دوزخ نہ پروائے جناں دارم
 منم شوریدہ جاناں نخواہم حور و غلماں را
 (میں دوزخ کی آگ سے نہیں ڈرتا اور نہ ہی مجھے جنت کی پرواہ ہے میں اپنے
 محبوب حقیقی کا متوالا ہوں اس لئے مجھے حور و غلماں کی ضرورت نہیں)
 چہ گفتی این سخن کفر است اگر گوئی شوی کافر

بروایے واعظ نادان چہ دانی سرمستاں را
 (اے واعظ تم نے یہ کیا کہا کہ اے قلندر ایسی باتیں کفر ہیں اور کہنے سے کافر ہو
 جاؤ گے اے نادان واعظ! جاؤ تم اپنی راہ لو تم ہم مستوں کے راز کو کیا جانو)
 شرف بر بند لب از گفتن اشعار زندانہ

شکا یہتا است از اشعار تو گبر و مسلمان را
 (اے شرف (بوعلی قلندر) زندانہ اشعار کہنے سے لبوں کو نہ کھولو کیونکہ تیرے ان
 اشعار سے مسلمانوں اور آتش پرستوں دونوں کو شکایت ہے)
 (۴)

ذره ذره شد منور چوں کشید از رخ نقاب
 آں جمال بے حجاب آمدیوں چوں آفتاب
 (جب اس نے اپنے چہرے سے نقاب کو الٹا تو کائنات کا ذرہ ذرہ روشن ہو گیا اور
 وہ بے پردہ حسن و جمال سورج کی طرح باہر آ گیا)

برد رو صد پردہ را گر بر رخ او افگند

حسن بے پروائے او ہرگز نماند در حجاب

(اگر اس کے چہرے کی چادر اس کے چہرے پر سینکڑوں پردے بھی ڈال دے تو پھر بھی اس کا بے پرواہ حسن پردہ میں نہیں رہے گا)

نازم این شرم و حیارا کاں جمال و لفریب

عاشقاں را در شبے ہرگز نئے آید بخواب

(مجھے اس کے شرمیلے پن پر سنا ہے کہ وہ دل کو موہ لینے والا حسن و جمال عاشقوں کو رات میں بھی کبھی خواب کے اندر نظر نہیں آتا)

در جاناں بنی رخ جاناں بدیں چشم حریص

ایں خیال خام اے زاہد! بود نقشے بر آب

(اے زاہد! تم اپنی حریص نگاہوں کے ساتھ بہشت میں محبوب حقیقی کے چہرہ کو دیکھنے کا خیال رکھتے ہو یہ تمہاری محض خام خیالی ہے اور یہ نقش بر آب کی حیثیت رکھتا ہے)

از خمار زہد و تقویٰ سر مرا باشد تہی

من کہ از خمخانہ وحدت ہی نوشم شراب

(میرا سر زہد و تقویٰ کے غرور سے قطعاً خالی ہے مجھے اس کا کوئی مان نہیں ہے کیونکہ میں نے وحدت کے شراب خانہ سے شراب معرفت پی ہے)

غرق بحر عشق او یم گر کنم قصد نماز

گسترم سجادہ بر آب رواں ہچوں حباب

(میں محبوب حقیقی کے عشق کے سمندر میں ڈوبا ہوا ہوں اس لئے جب میں نماز کا ارادہ کرتا ہوں تو جائے نماز کو جاری پانی کے اوپر بلبلے کی طرح بچھالیتا ہوں)

جز خلوص و عجز آنجائی پز سند اے شرف
 زاہد از زہد ریائی می نہ گردد کامیاب
 (اے شرف (بوعلی قلندر) محبوب حقیقی کی بارگاہ میں خلوص و عاجزی کے بغیر کسی
 چیز کی قدر نہیں ہوتی اس لئے ریاکار زاہد اپنے ریاکارانہ زہد سے کبھی کامیابی
 حاصل نہیں کر سکے گا)

(۵)

من کہ باشم از بہار جلوۂ دلدار مست
 چوں منے ناید نظر در خانہ خمار مست
 (چونکہ میں محبوب حقیقی کے جلوہ کی بہار دیکھ کر مست ہو گیا ہوں اس لئے میری
 طرح مے فروش کے گھر کوئی اور مست نظر نہیں آتا)

مے نیاید درد بش انگار دنیا ہیچ گاہ
 زاہدا ہر کس کہ شد از ساغر سرشار مست
 (اے زاہد! جو شخص تھلکتے ہوئے ساغر کو پی کر مست ہو گیا ہو اس کے دل میں دنیا
 کی ذرہ بھر حقیقت نہیں ہوتی)

جلوۂ مستانہ کر دی تو در ایام بہار
 شد نسیم و بلبل و نہرو گل و گلزار مست
 (اے محبوب حقیقی تو نے چونکہ ایام بہار میں ہمیں اپنے جلوۂ مستانہ سے نوازا ہے سو
 تیرے جلوہ کی بدولت باد نسیم، بلبل، نہر پھول اور باغ سب مست ہو گئے ہیں)
 من کہ از جام الستم مست ہر شام و سحر
 در نظر آید مرا ہر دم درودیوار مست
 (چونکہ میں جام الستم کی بدولت ہر شام اور ہر صبح کو مست رہتا ہوں اس لئے مجھے

ہر وقت درو دیوار بھی مست نظر آتے ہیں)

چوں نہ اندر عشق او جاوید مسیتھا کم

شاید مارا بود گفتار و ہم رفتار مست

(میں اپنے محبوب حقیقی کے عشق میں ہمیشہ مستی کا مظاہرہ کیوں نہ کروں؟ جبکہ

میرے محبوب کی گفتار اور رفتار دونوں مست ہوتی ہیں)

تا اگر راز شما گوید نہ کس پرواہ کند

زیں سبب باشد شمارا محرم اسرار مست

(اے محبوب حقیقی تیرا محرم اسرار اس لئے ہر وقت مست رہتا ہے تاکہ اگر کبھی راز

کی بات کہہ بھی دے تو لوگ اسے دیوانہ سمجھ کر اس کی بات دلیل نہ سمجھیں)

غافل از دنیا و دین و جنت و نار است او

در جہاں ہر کس کہ می باشد قلندر وار مست

(جہان میں جو شخص قلندر کی طرح مست ہو جاتا ہے وہ دنیا، دین، دوزخ اور

جنت سے بے نیاز ہو جاتا ہے) یعنی اُسے اپنے محبوب کے سوا کسی چیز کی ضرورت

نہیں رہتی۔



(۶)

لوجه اللہ ماہی دے دیس جائیں
تے آکھیں اس طرح اس نازنین نوں
کدی منزل کرے سوہنا اتارا
ترے بولن اتوں عالم کراں گھول
زیادہ نہ کریں گل تھوڑی نوں
کے دا یار ناں پر دیس جاوے
غریب الوطن دا دل شاد کرناں
اساں سر پر جمن دے دیس جاناں
ایہو رُتبہ ہے ہ کامل ولی دا
جگر دا خون بھر بھر کھوندیاں نوں
روون دھوون تے دسن راز ناہیں

نسیم قاصدانہ ویس لائیں
ادب سیتی دیویں بوسہ زمیں نوں
مدت ہوئی نہ ملیا یار پیارا
بہانواں کول آکھاں بول وے ڈھول
کے ہوسی چا نوازیں گولڑی نوں
وچھوڑا نہ کے دے پیش آوے
کدیں پردیسیاں نوں یاد کرناں
کوئی ہووے سیو کشتی مہاناں
ہوواں میں سگ مدینے دی گلی دا
دلا سمجھا توں آکھیاں روندیاں نوں
رہی سمجھاتے آون باز ناہیں



(۷)

نہیں کوئی اوقات اوگنہار دی
جیہو جئی دی ہاں میں ہاں سرکار دی

کیوں پھراں میں منگتیاں توں منگدی
میں تے منگتی ہاں خدا دے یار دی

اللہ دی سونہہ سانوں کوئی بھکھ نہیں
بھکھ ہے تے ہے ترے دیدار دی

کوئی سن کے خوش ہووے یا نہ ہووے
گل کرنی ایں اساں تے یار دی

سوہنے دے عاشق کدی نہیں رنج دے
تا نگ رکھدے نیں سدا دیدار دی

لہراں بہراں ہو گئیاں نیں گھر میرے
جد دی کیتی نوکری سرکار دی

اوہناں نوں چنگی نہیں لگدی کوئی شے
جھلک دیکھی اے، جہاں سرکار دی

(۸)

بے خود کئے دیتے ہیں اندازِ حجابانہ!
 آ دل میں تجھے رکھ لوں اے جلوہ جانانہ
 جی چاہتا ہے تحفے میں دے دوں تجھے آنکھیں
 درشن کا تو درشن ہو نذرانے کا نذرانہ
 سنگ در جاناں پر کرتا ہوں جبیں ساعی
 سجدہ نہ سمجھ زاہد سر دیتا ہوں نذرانہ
 اتنا تو کرم کرنا اے چشمِ کریمانہ
 جب جان لبوں پر ہو تم سامنے آجانا
 میں ہوش و حواس اپنے اس بات پہ کھو بیٹھا
 ہنس کر جو کہا تو نے یہ بے میرا دیوانہ
 پینے کو تو پی لوں گا پر شرط ذرا سی ہے
 اجمیر کا ساتی ہو بغداد کا ہو میخانہ
 کیوں آنکھ ملائی تھی کیوں بات بڑھائی تھی
 اب رُخ کو چھپاتے ہو کر کے مجھے دیوانہ
 بیدم میری قسمت میں سجدے ہیں اسی در کے
 چھوٹا ہے نہ چھوٹے گا سنگِ در جانانہ



(۹)

ہر نظر کانپ اٹھے گی محشر کے دن خوف سے ہر کلیجہ دھلا جائے گا
اُوڑھ کر کالی کالی وہ آجائیں گے حشر کا سارا نقشہ بدل جائے گا

عالمِ نفسا نفسی میں اے ہمنوا دیکھنا ایسے میں عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
مُسکرا کے جو دیکھیں گے صلِ علیٰ ہر پریشان کا دل بہل جائے گا

سرورِ انبیاء مونسِ بکیساں شاہِ کون و مکاں ہادیِ انس و جاں
آپ کی گر نگاہِ کرم ہو گئی ہر عذاب آ کے رحمت میں ڈھل جائے گا

میرا کیا کر سکے گا بھنور میں بھلا ناز ہے آپ پر یا حبیبِ خدا
آپ کا نام لیتے ہی بیڑا میرا ڈوبتے ڈوبتے بھی سنبھل جائے گا

اپنی چوکھٹ پہ سرکار بلوایئے کچھ تو بیکل کے بارے میں فرمائیے
اے مسیح دو عالم چلے آئیے ورنہ بیمار کا دم نکل جائے گا





باب پنجم

علالت و وصال

علاقت:

۱۲، ۱۳، ۱۴ محرم الحرام ۱۴۰۸ھ بمطابق ۵، ۶، ۷ ستمبر ۱۹۸۷ء کو اعلیٰ حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کا سالانہ عرس مبارک آستانہ عالیہ ساہو چک شریف میں نہایت عقیدت و احترام سے منایا گیا۔ عرس پاک کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحت اچانک ۱۰ ستمبر ۱۹۸۷ء بروز جمعہ المبارک کو ناساز ہو گئی۔ اسی دن سے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کھانا پینا ترک فرما دیا۔ اور ہر وقت محویت کے عالم میں رہتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ۱۶ ستمبر ۱۹۸۷ء بروز جمعرات کو حضرت صوفی احسان الہی صاحب اور میجر محمد عارف صاحب علامہ اقبال میموریل ہسپتال سیالکوٹ لے گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ وہاں کمرہ نمبر ۱۱ میں رہے بعد میں کمرہ نمبر ۱۲ میں شفٹ ہو گئے۔ جہاں پہلے حضرت پیر و پیشوا الحاج خواجہ محمد حفیظ اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ داخل رہے تھے۔ ہسپتال میں ڈاکٹروں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مکمل طور پر آرام فرمانے کا مشورہ دیا اور کہا کہ ارادتمندوں کی ملاقات پر پابندی رکھیں۔ مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس پابندی کو ایک دن کے لئے بھی قبول کرنا گوارا نہ فرمایا۔ ہسپتال میں دن رات زائرین کا تانتا بندھا رہتا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اتنی تکلیف اور کمزوری کے باوجود بھی ارادتمندوں کو نظر عنایت اور محبت و شفقت سے سرفراز فرماتے رہے۔ وہاں کے لوگ کہتے تھے کہ ایک بزرگ پہلے اس کمرہ میں آئے تھے کہ اتنا ہجوم تھا اور ہر وقت لنگر جاری رہتا تھا۔ اور دوسرے بزرگ یہ ہیں کہ اسی طرح مخلوق کا جم غفیر ہے اور لنگر جاری ہے۔ ہسپتال میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کے لئے حضرت خواجہ صوفی محمد عظمت اللہ شاہ صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ نقیب آباد شریف بھی تشریف لائے۔ اور فرمانے لگے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بہت جلد تیاری کر لی ہے بعد میں

یہ کام کون کرے گا۔ تو صاحب بصیرت ولی صاحب حال حضرت قبلہ عالم عظیم نے ارشاد فرمایا کہ سلسلے کا کام آپ کریں گے۔ چہ جائیکہ اس وقت تک ابھی کرنل محمد عظمت اللہ شاہ صاحب کا اعلان سجادہ نشینی نہیں ہوا تھا۔

بالآخر ۲۰ ستمبر تک پانچ دنوں میں ڈاکٹروں کی سمجھ میں کوئی بیماری نہ آئی۔ اور حضرت قبلہ عالم واپس آستانہ عالیہ ساہو چک شریف تشریف لے آئے لیکن کسی کو کیا معلوم تھا کہ مصیبت کے مارے ہوؤں کے آقا و مولیٰ، ہادی و رہبر، غمخوار و غمگسار، بجا و ماویٰ کسی مرض میں مبتلا نہیں بلکہ سفر آخرت کی تیاری میں مصروف ہیں۔ حضرت محترمہ صاحبزادی حاجن نذیر فاطمہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ حضرت قبلہ عالم عظیم کے لئے دوائی لا کر رکھتے وہ غائب ہو جاتی پھر تالے میں رکھی غائب ہو گئی اور بعد از وصال وہ تمام دوائیں اسی صندوق سے مل گئیں۔

حضرت بابا بھولے شاہ عظیم سے رابطہ:

۲۰ ستمبر ۱۹۸۷ء بروز پیر علامہ اقبال میموریل ہسپتال سیالکوٹ سے ڈسپارچ ہو کر جب واپس تشریف لائے تو اسی روز سے آپ عظیم نے حضرت پیر بھولے شاہ عظیم ڈوگر انوالی کے مزار اقدس پر حاضری دینے کا معمول بنالیا۔ کبھی رات ایک بجے کبھی رات دو بجے کبھی سہ پہر چار بجے اور کبھی دن دو بجے غرضیکہ جب بھی آپ عظیم حکم صادر فرماتے تو حکم کی تعمیل کی جاتی۔ مریدین قوالوں کو بھی ہمراہ لے جاتے۔ محفل سماع کے بعد حضرت قبلہ الحاج خواجہ صوفی احسان الہی صاحب دعائے خیر فرماتے دعا اور فیوض و برکات کے بعد وہاں سے واپسی ہوتی۔ بعض اوقات دن میں دو مرتبہ اور بعض اوقات تین تین مرتبہ بمعہ لنگر تشریف فرما ہوتے۔ مزار شریف پر ہر مرتبہ ختم شریف اور شجرہ منظوم پڑھا جاتا اور محفل سماع

ہوتی۔ اور اکثر راقم الحروف احقر کو بھی ساتھ جانے کا شرف نصیب ہوا ہے۔ وہاں حاضری کا راز خدا کی ذات یا حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ ہی جانتے تھے۔ یا پھر حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے رازدان جانشین حق حضرت صوفی احسان الہی صاحب جانتے ہیں یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہا جب تک آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی نے ایفا کی۔

عرس پاک کی صدارت:

۱۴ اکتوبر ۱۹۸۷ء کو حضرت بابا جی رحمت علی شاہ قادری قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی آمد کا دن اور حضرت پیر سید انور حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ نقشبندی مجددی کی یاد میں عرس پاک منعقد کیا جاتا ہے۔ جسکی صدارت اور افتتاح حضور پر نور فیض گنجور، مرشد و راہنما، تجلیات ذات احد میں محور بننے والے حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے خود فرمایا۔ نحیفی اور کمزوری کے باوجود بھی محفل پاک کی صدارت فرمائی اور مخلوق خدا کو فیضان الہی سے سرفراز فرمایا۔

صوفی احسان الہی کا دامن تھام لو:

دواریں علالت ایک دن کافی بھائی صاحبان حاضر خدمت تھے کہ چوہدری سید احمد صاحب نے آگے بڑھ کر عرض کیا کہ حضور آپ تو تیاری فرما رہے ہیں اور ہم کیا کریں گے۔ تو حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے چوہدری صاحب کا ہاتھ پکڑ کر حضرت خواجہ صوفی احسان الہی صاحب کے ہاتھ میں دے دیا۔ اور ارشاد فرمایا ”کہ صوفی احسان الہی کا دامن تھام لو اور اس کا ہاتھ میرا ہاتھ سمجھو جو اسکی تائید کرے گا وہ میرا ہوگا۔ میرا جانشین میرا رازدان، میرا بیٹا، میرا عاشق اگر ہے تو محض ایک احسان الہی ہے۔ جو اس کا ہے وہ میرا ہے جو اس کے ساتھ بغض رکھے گا وہ میرا نہیں ہوگا، اس موقع پر صوبیدار ذوالفقار علی صاحب، خادم خاص صوفی

محمد صدیق صاحب، حافظ بشیر احمد صاحب کے علاوہ اور بھی صاحبان موجود تھے۔
روپوں اور چادروں کی تقسیم:

آپ ﷺ نے ۲۵ اکتوبر ۱۹۸۷ء کو حاضرین کو اپنے حجرہ مبارک میں بلایا اور حضرت صوفی احسان الہی صاحب کو حکم صادر فرمایا کہ ”ان سب کو پانچ پانچ روپے دو، صوفی صاحب نے دے دیے۔ پھر آپ ﷺ کا بوقت وصال تک یہی معمول رہا کہ جب دل چاہتا حاضرین کو حجرہ پاک میں بلا لیتے اور کبھی پیسوں سے اور کبھی چادروں سے نوازتے اس عمل میں دن رات کا کوئی لحاظ نہ تھا۔

جنازے والی چارپائی:

واقف اسرار و رموز حقیقت، فتانی الذات سبحانی عارف کامل قلندر کبریا حضرت قبلہ عالم ﷺ نے ایک ماہ قبل ہی جنازے والی چارپائی بنوانے کا حکم صادر فرمایا۔ آپ ﷺ کے ارشاد عالیہ کی تعمیل کرتے ہوئے اس حکم کی تکمیل کرنا پڑی۔ اور وہ جنازے والی چارپائی بھائی فضل کریم بھولا صاحب ہپو گڑھا والے تیار کروا کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ تو پھر آپ ﷺ نے اسی پر بستر لگوا لیا اور ہمہ وقت اسی پر جلوہ افروز رہتے۔

کشتگانِ خنجرِ تسلیمِ را

ہر زمان از غیب جان دیگر است

جو لوگ رضا و تسلیم کے خنجر سے کشتہ ہو جاتے ہیں (مارے جاتے ہیں)

ان کو غیب سے ہر لمحہ ایک نئی زندگی ملتی رہتی ہے۔

تفویض فیض:

۲۹، ۳۰ اکتوبر ۱۹۸۷ء رات ایک بجے کا واقعہ ہے۔ کہ آپ ﷺ نے

حضرت الحاج صوفی احسان الہی صاحب کو فرمایا۔ کہ میرے پاؤں دباؤ صوفی صاحب نے حکم کی تعمیل کی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری طرف دیکھو جب دیکھا تو شہسوار حقیقت و معرفت تاجدار سا ہو چک شریف حضرت قبلہ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”مجھے جو کچھ اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات نے عطا فرمایا ہے میں نے فی سبیل اللہ تمہیں بخشا اسے قبول کرو۔ اور جو تمہاری تائید کرے گا وہ میرا ہوگا۔ اور جس مرد خدا کو اس کا اہل سمجھنا اس کے سپرد کر دینا اور مخلوق خدا کو زیادہ سے زیادہ فیض پہنچانا اور ہم ہمہ وقت تمہارے ساتھ ساتھ ہیں۔ اللہ تمہیں ہمارے پیران عظام کے صدقے میں ثابت قدم رکھے، اس وقت چند خدام خاص حاضر خدمت موجود تھے۔

کہاں ہے پردہ کدھر سے مخفی کب اس کا مکھڑا نقاب میں ہے
 قصور اپنی نگاہوں کا ہے ورنہ وہ کب حجاب میں ہے
 خواجہ محمد نقیب اللہ شاہ ﷺ عیادت کیلئے:

۲ نومبر ۱۹۸۷ء کو حضرت پیر و پیشوا الحاج خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ صاحب ﷺ آپ ﷺ کی عیادت کے لئے سہ پہر چار بجے تشریف فرما ہوئے۔ اس وقت آپ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ خواجہ حضور بھی آپ ﷺ کے پاس مسجد میں جلوہ افروز ہوئے۔ خواجہ صاحب ﷺ نے صوفی احسان الہی صاحب کو ارشاد فرمایا کہ قلندر پاک کو نیم گرم پانی سے غسل کرواؤ تو صوفی صاحب نے عرض کیا کہ حضور پر نور ہماری بگڑی بنانے والے نے آٹھ سال سے غسل نہیں کیا اور سراپا رحمت کا ارشاد ہے کہ میرے پیر کا حکم ہے غسل نہیں کرنا۔ یہ جواب سن کر خواجہ صاحب نے خاموشی اختیار کر لی کیونکہ آپ ﷺ کا جسم اطہر اس طرح

تروتازہ تھا جیسے ابھی غسل کر کے بیٹھے ہوں تو حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ جو کام ہم ہزاروں میل دور جا کر کرتے ہیں صوفی اللہ رکھا شاہ قلندر بے ریا و با صفا رحمۃ اللہ علیہ آستانہ عالیہ پر بیٹھ کر ہی کر دیتے ہیں۔ مزید خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ ہمارے سلسلہ عالیہ کو جتنی تقویت قلندر پاک رحمۃ اللہ علیہ کی وجہ سے پہنچی ہے اتنا فائدہ کسی نے نہیں پہنچایا۔ اور واپسی پر کہا قلندر بابا ہم آپ کو سلام کرتے ہیں۔

فقر کے معجزات ہیں تاج و سریر و سیاہ
فقر ہے میروں کا میر فقر ہے شاہوں کا شاہ

پیر خانہ علی پور شریف حاضری:

۱۰ نومبر ۱۹۸۷ء دن ایک بجے حضرت صوفی احسان الہی صاحب کو حکم صادر فرمایا کہ مجھے میرے پیر خانہ علی پور سیداں شریف لے چلو۔ گاڑی کا انتظام کیا گیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو وہاں لے گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نماز عشاء تک مزار اقدس پہ رہے بعد میں واپسی ہوئی آپ نے وہاں نہ کچھ کھایا اور نہ پیا۔ واپسی پر حضور کو سفید چادریں عطا ہوئیں وہی تجہیز و تکفین ثابت ہوئیں۔

وقت نزع:

۱۲ نومبر ۱۹۸۷ء کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا احسان الہی بند و بست کر لو وقت نزع آن پہنچا ہے۔ حضرت صوفی احسان الہی نے عرض کیا کہ حضور اگر ہم سے کوئی کوتاہی ہوئی ہو تو معاف فرمائیں۔ بزم عشاق خدا کے انجمن آراء نے ارشاد فرمایا کہ میں تم پر راضی ہوں اور سب کو خدائے بزرگ و برتر کے سپرد کرتا ہوں اور دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ تجھے ثابت قدم رکھے اور مخلوق خدا کو تیری تائید کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آپ ﷺ دو ماہ پانچ دن اس نازک صورت حال اور ناتوانی میں بھی عقیدتمندوں، مریدین اور نیازمندوں کو تسلی و تشفی اور فیضان سے مستفید فرماتے رہے۔ علالت کے باوجود آپ ﷺ کے چہرہ انور سے تلخی و ناگواری کا ذرہ برابر بھی اظہار نہ ہوا بلکہ آپ ﷺ ارادتمندوں اور خدمت گزاروں سے بڑی خوش خلقی اور رحیمی سے پیش آتے رہے۔ مریدین کا جم غفیر دن رات آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر رہتا اس نازک حالات میں بھی نورانیت ہر وقت ٹپکتی ہوئی دکھائی دیتی جو کہ نور مجسم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقوں کا خاصا ہے۔ بقول حضرت علامہ محمد اقبال ﷺ

نشان مرد حق دیگر چہ گویم

چو مرگ آید تبسم برب اوست

ترجمہ:- ”مرد حق کا نشان یہ ہے کہ جب موت آتی ہے تو اس کے لبوں

پر تبسم ہوتا ہے۔“

وصال شریف:

بوقت وصال آپ ﷺ نے حضرت صوفی احسان الہی صاحب سے فرمایا کہ قرآن مجید سناؤ اس پر سجادہ نشین حضور نے سورہ مریم کی تلاوت کی۔ اور اس کے بعد حکیم صوفی صغیر احمد صاحب نے شجرہ طیہ چشتی قادری ابو العلامی جہانگیری پڑھا۔ شجرہ شریف سنتے ہی آپ ﷺ نے ٹانگیں سیدھی پھیلا دیں چہرہ انور قبلہ رخ کر لیا۔ اس وقت کلمہ طیہ حضور کے لبوں پر جاری تھا۔ آپ ﷺ نے اوپر کی طرف آنکھیں اٹھائیں۔ اس کے ساتھ ہی آنکھیں خود بخود بند ہو گئیں۔ لیکن چہرہ مبارک پر ہلکا تبسم تھا اور چہرہ نورانی چمک رہا تھا اس وقت صبح کی اذانوں

کی آوازیں چہار سو گونج رہی تھیں۔

سفر آخرت آپ کی پیشانی مبارک پر یہ جملہ ہویدا تھا۔

هَذَا حَبِيبُ اللَّهِ مَاتَ فِي حُبِّ اللَّهِ ط

ترجمہ:- ”یہ اللہ کا دوست ہے اللہ کی محبت میں دنیا سے رخصت ہوا،“۔

بوقت وصال حضرت قبلہ عالم عظیم کے پاس حضرت خواجہ صوفی احسان

الہی صاحب کے علاوہ اماں حضور عظیم محترمہ صاحبزادی حاجن نذیر فاطمہ صاحبہ،

صاحبزادہ نذیر حسین صاحب، الحاج چوہدری محمد یوسف صاحب، صوفی امانت علی

صاحب، منظور احمد صاحب، حکیم صوفی صغیر احمد صاحب، خادم خاص صوفی صدیق

صاحب کے علاوہ اور بھی کافی بھائی صاحبان حاضر تھے۔ لیکن حجرہ مبارک کے

اندر مذکورہ بالا صاحبان موجود تھے۔

آج رات دنیا اپنے حال میں مست اس ایک ضلع سیالکوٹ کی مایہ ناز

ہستی کامل، قلندر کبریا، عارف حقانی، درویش صفت، سراپاء رحمت اور عوام و خواص

کے سروں پر دست شفقت پھیرنے والے مرد کامل سے بچھڑ گئی۔

إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّ عَلَيهِ رَاجِعُونَ ○

آپ عظیم نے اپنی زندگی میں ہی اپنی آخری آرامگاہ کا انتخاب کر کے

اس بڑی گھستی کو سلجھا دیا تھا۔ حضور پر نور عظیم کی مقرر کردہ جگہ پر آخری آرامگاہ

کی تیاری شروع ہو گئی۔

الْأَيْنَ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَهُ يَمُوتُونَ بَلْ يَنْتَقِلُونَ مِنْ دَارِ الْآخِرَةِ ○

ترجمہ:- ”اولیاء اللہ مرتے نہیں بلکہ دار بقاء کی طرف نقل مکانی کرتے ہیں۔“

غسل مبارک و نماز جنازہ:

حضور پر نور شہباز میدان طریقت غواص دریائے حقیقت کے اس فانی دنیا کو چھوڑ جانے کی خبر آنا فانا ہر سو پھیل گئی ہزاروں عقیدتمند اور مریدین پہنچنے شروع ہو گئے۔ بلکہ بعض لوگوں کو دور دراز آپ ﷺ نے خود بذریعہ خواب اور حکم اطلاع فرمادی۔ یعنی حضرت قبلہ عالم ﷺ کا وصال بھی کرامت سے کم نہیں کہ ہزاروں میل دور مریدوں کو جنازہ میں شمولیت کے لئے حکم بھی صادر فرما رہے ہیں۔ جس وقت آپ ﷺ کے جسد مبارک کو غسل دیا جا رہا تھا تو یہ دیکھ کر حیرانگی کی کوئی انتہا نہ رہی کہ مظہر شان جمالی حضور پر نور کے جسد مبارک کا ہر عضو ایک زندہ انسان کی مانند تروتازہ ہے جس کو دیکھ کر اور چھو کر یہ احساس پیدا ہوتا تھا کہ آپ کا سفر آخرت بھی کسی طرح ایک کرامت سے کم نہیں۔ غسل پاک کی سعادت سجادہ نشین حضرت خواجہ احسان الہی صاحب اور کافی عقیدتمندوں کو نصیب ہوئی۔ اور راقم الحروف کو بھی کم سنی کے باعث ایک طرف کھڑے ہو کر دیدار باجمال سے مشرف ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔

سہ پہر چار بجے ہزاروں عقیدتمندوں کی موجودگی میں حجرہ مبارک سے جنازہ اٹھایا گیا نماز جنازہ پڑھانے کی سعادت حضرت قبلہ عالم ﷺ کے قبل از وصال حکم کے مطابق مرید خاص حافظ صوفی بشیر احمد صاحب سکنہ علی پور گجراں سمبڑیال کے حصہ میں آئی۔

نوبے شب اس صدی کے قلندر پاک، صوفی با صفا، قطب زماں شہنشاہ اعظم حضرت قبلہ عالم ﷺ کو عقیدت و احترام کے ساتھ حضرت صوفی احسان الہی صاحب نے اپنے ہاتھوں سے ابدی قیام گاہ پہنچایا۔ جو کہ ہم سب کے لئے مرجع مذاق ہے۔ اور حضرت قبلہ عالم ﷺ کی انوار و تجلیات کا مرکز ہے۔

قطعہ تاریخ ولی الاکمل

شیخ الاسلام وحید العصر حضرت خواجہ صوفی اللہ رکھا شاہ

قلندر بے ریا و با صفا رحمۃ اللہ علیہ

صوفی اللہ رکھا شاہ قلندر فقیر حقیقی	سید جماعت علی شاہ کے مرید حقیقی
شہنشاہ عاشقوں کے راہنما و میر حقیقی	عاشقِ رسولِ مُحبِ غوث تھے آپ
حضور علم لدنی میں روشن ضمیر حقیقی	نمگسار و دستگیر بیکساں تھے آپ
صابر بے ریا و با صفا بے نظیر حقیقی	حسن بے مثال کی تصویر تھے آپ
قطبِ زماں، سرانجامِ منیر حقیقی	تمام سلاسل سے فیضیاب تھے آپ
چشتی قادری طرطوسی جہانگیری پیر حقیقی	نورِ چشمِ حفیظ و نقیب تھے آپ
فیض جاری رہے گا تا حشر تھے دستگیر حقیقی	احسانِ بظاہر دور باطن میں قریب ہیں آپ

جانشینِ رحمتِ علی شاہ قلندر تھے آپ

وہ نخی لچپال لاجواب فقیر حقیقی

۱۴۰۸ھ

(از: حضرت قبلہ الحاج خواجہ صوفی احسان الہی صاحب)

خراجِ عقیدت بحضور قطب الاقطاب حضرت خواجہ صوفی

اللہ رکھا شاہ قلندر بے ریا و باصفا رحمۃ اللہ علیہ

جن کا ہے دروازہ کھلا ہر گدا کے لئے
 میرے آقا میرے داتا سخی لچپال قلندر
 آپ کے در سے کبھی خالی نہ کوئی گیا
 جھولی کو بھردو میری سخی لچپال قلندر
 دلبر امیر ملت در پردہ شاہِ رحمت علی
 جامِ وحدت کا پلا سخی لچپال قلندر
 زیارت سے مشرف جو ایک بار ہو گیا
 ہو گیا شیدا تمہارا سخی لچپال قلندر
 میں نقشبندی سہروردی چشتی و قادری
 ہیں قلندروں کے پیشوا سخی لچپال قلندر
 اے غوث العارفين اے سراج الاولیاء
 ہو مظہرِ لطفِ خدا سخی لچپال قلندر
 فقر و مستی میں پیامِ آگہی دیتے رہے
 مردِ مومن باخدا سخی لچپال قلندر
 غلاموں کو عرفانِ ناز ہے اس بات پر
 ہیں راہنما و پیشوا سخی لچپال قلندر

(از: صاحبزادہ عرفان الہی قادری)

ہدیہ عقیدت بکھنور کشور سلطان الفقراء حضرت خواجہ صوفی

اللہ رکھا شاہ مرشد و راہنما قلندر با صفا رحمۃ اللہ علیہ

میرے غمخوار و سلطان سخی لہچال قلندر
 حق سے ہیں آشنا سخی لہچال قلندر
 دلدار امیر ملت سخی لہچال قلندر
 منبع جود و سخا سخی لہچال قلندر
 رضائے شاہ حفیظ سخی لہچال قلندر
 ثانی رحمت علی سخی لہچال قلندر
 دلبر شاہ نقیب سخی لہچال قلندر
 مرشد شاہ احسان سخی لہچال قلندر
 ماہتاب نقشبندی سہروردی سخی لہچال قلندر
 قبلہ گاہ عاشقان سخی لہچال قلندر
 امین چشتی و طرطوسی سخی لہچال قلندر
 نائب مصطفیٰ و مجتبیٰ سخی لہچال قلندر
 آفتاب قادری قلندری سخی لہچال قلندر
 عارفوں میں پیشوا سخی لہچال قلندر
 سردار اہل ایمان سخی لہچال قلندر
 پیر بزم رنداں سخی لہچال قلندر

مظہر غوث الثقلین سخی لہجہ قلندر
عرفان کے حاجت روا سخی لہجہ قلندر

(از: صاحبزادہ عرفان الہی قادری)

سنگ بنیاد مزار اقدس:

۸ فروری ۱۹۹۰ء بمطابق ۱۱ رجب ۱۴۱۰ھ بروز جمعرات حضرت خواجہ محمد

نقیب شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ آستانہ عالیہ ساہوچک شریف تشریف لائے آپ کی آمد پر حسب دستور محفل سماع کا اہتمام ہوا۔ رات بھر محفل سماع ہوتی رہی اور صبح

۹- فروری ۱۹۹۰ء بروز جمعۃ المبارک دربار شریف کا سنگ بنیاد حضرت خواجہ صاحب کی سرپرستی میں بدست حضرت خواجہ صوفی احسان الہی صاحب دیگر عقیدتمندوں کی موجودگی میں رکھا گیا۔

مزار شریف کا نقشہ سجادہ نشین حضور کا تجویز کردہ ہے۔ مزار اقدس اپنی

مثال آپ ہے۔ مزار شریف کا گنبد سفید پتھر افغان وائٹ سے مزین کیا گیا ہے۔

خوبصورت دلکش مینار لگائے گئے۔ خوبصورت دلکش ٹائلوں سے دیواروں اور چھت

کو مزین کیا ہے۔ برآمدے کے ستونوں کو دوہی سے پیش کی گئی ٹائل لگائی گئی

ہے۔ اور راقم الحروف بندہ ناچیز کی تجویز پر قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ مع

ترجمہ اور عارفانہ اشعار بھی لکھوائے ہیں۔ جوہر آئیوانے زائر کو تبلیغ پہنچا رہے

ہیں۔ مزار اقدس امن و سکون کا مظہر ہے۔ چاہے اسکو بے مثل تعمیر شاہکار تصور

کیا جائے یا اسے پیرو مرشد سے محبت کے جذبات کا ترجمان سمجھا جائے۔ بلاشبہ

یہ سجادہ نشین حضور کے جذبہ محبت کی لاثانی تصویر ہے۔ مزار اقدس کا ہر جزو اعلیٰ

معیار کی ترجمانی کرتا ہے۔ مزار اقدس کی تکمیل ۲۷ رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ

بمطابق ۲۸ ستمبر ۲۰۰۸ء بروز اتوار ہوئی۔

کعبۃ العشق باشد ایں مقام
ہر کہ ناقص آمد اینجا شد تمام

حجرہ مبارک کی تعمیر:

دامن درگاہ میں اہل محبت کے لئے

ہر گھڑی ہر گام ہے موجود سامان بہار

کعبہ اہل محبت یہ عقیدت گاہ شوق

ہر درو دیوار ہے اخلاص کی آئینہ دار

حجرہ مبارک کا سنگ بنیاد بروز جمعہ المبارک ۱۷ اگست ۱۹۹۰ء بمطابق

۲۵ محرم الحرام ۱۴۱۱ھ بدست سجادہ نشین حضرت خواجہ صوفی احسان الہی صاحب رکھا

گیا۔ یہ حجرہ مبارک وہ ہے جس میں آپ ﷺ حضرت قلندر کبریٰ ﷺ نے

۱۹۷۰ء تا ۱۹۸۷ء تک اپنی زندگی کے وہ لمحات بسر کئے۔ جہاں ہزاروں بھٹکے

ہوئے اور بے راہ لوگوں نے آپ ﷺ سے رشد و ہدایت پائی اس حجرہ مبارک کی

اعلیٰ خصوصیت یہ ہے کہ یہ سرکار قبلہ عالم ﷺ کے فرمان کے مطابق ”باب

الشفاء“ ہے اس لئے اس کو محفوظ کرنا بھی سجادہ نشین صاحب نے ضروری سمجھا۔

تا کہ آپ ﷺ کے اس فرمان عالی شان کو عملی جامہ پہنایا جاسکے اور مخلوق خدا اس

سے فیضیاب ہو۔ جس کا اظہار آپ ﷺ نے کیا تھا کہ ”جو کوئی جنوبی دروازہ میں

سے داخل ہو اور قطبی دروازہ میں سے باہر جائے اسے بحکم الہی کلی شفا ہوگی۔ اور

ہر قسم کی جائز مراد پائے گا، حجرہ مبارک کا بیرونی و اندرونی حصہ سنگ مرمر سے بنا

ہوا ہے۔ اور اسکی اندورنی سامنے والی دیوار خوبصورت آرٹ شیشے سے مزین

ہے۔ اور خوبصورت شیشے کی الماریوں میں حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے استعمال شدہ برتن، لباس مبارک، جائے نماز، جوتے مبارک، آخری بستر، چادریں وغیرہ موجود ہیں۔ وہ قلمدان جو حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ سے عطا ہوا اور کتاب گلزار سروری جو بڑیلہ شریف سے عطا ہوئی۔ دستار مبارک جو حضرت پیر سید انور حسین شاہ صاحب نے عطا فرمائی تھی۔ اس کے علاوہ ہر وہ چیز جو آپ رحمۃ اللہ علیہ جوانی کے دور میں بھی استعمال کرتے رہے۔ سجادہ نشین حضور نے وہ بھی محفوظ کر لی۔ حجرہ مبارک کے شمالی اور جنوبی دروازے اسی جگہ لگائے گئے ہیں۔ جس جگہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی رونق افروزی کے وقت حجرہ پاک کے تھے۔ اس حجرہ مبارک میں عقیدتمندوں، مریدین اور زائرین کے دیدار کے لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تبرکات محفوظ ہیں۔

جو کہ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی سادگی کے مظہر ہیں۔ یہ دونوں دروازے دوران عرس مبارک ۲۰ ربیع الاول شریف اور ۱۳-۱۴-۱۵ نومبر کو ہر سال کھولے جاتے ہیں۔ تاکہ مخلوق خدا فیضیاب ہو سکے۔ اس حجرہ مبارک کو یہ شرف حاصل ہے کہ یہاں جلیل القدر ہستیاں حضرت قلندر پاک رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے لئے تشریف لاتی رہی ہیں۔ جن کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔

حضرت پیر سید انور حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ علی پوری، سلطان الفقراء حضرت بابا رحمت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت پیر سید حیدر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت علامہ الحاج حکیم عبدالحی صاحب سیالکوٹی، حضرت خواجہ صاحبزادہ محمد رفیق اللہ صاحب بڑیلہ شریف، پیر سید غلام حسین شاہ صاحب کوٹلی آرائیاں، حضرت صاحبزادہ صوفی محمد عظمت اللہ شاہ صاحب، حضرت پیر صاحب بھینسوڑی شریف انڈیا، پیر سید اولاد حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ علی پوری، حضرت پیر سید منور حسین شاہ صاحب علی پور شریف۔

اب بھی دور و نزدیک سے مخلوق خدا عرس پاک اور عیدین کے موقعہ پر حضور قبلہ عالم ﷺ کے تبرکات کی زیارت کرنے کے لئے آتے ہیں۔ اور اس بات پر فخر محسوس کرتے ہیں کہ ہم قلندر زماں حضرت قبلہ عالم ﷺ کے استعمال کی چیزوں کی زیارت کر رہے ہیں۔ بلکہ بڑی بڑی خانقاہوں کے سجادہ نشین حضرات بھی زیارت سے مستفیض ہوتے ہیں اور سجادہ نشین حضور مظہر قلندر حضرت خواجہ صوفی احسان الہی صاحب کی تعریف بجالاتے ہیں کہ انہوں نے مرشد کے ساتھ محبت کو بہت احسن طریق کار سے اجاگر کیا ہے اور سجادہ نشین حضور نے حجرہ مبارک میں شعر بھی تحریر کروایا ہے۔

جس جاچہ مرد قلندر کا قدم ہوتا ہے
دیدہ باب محبت میں وہ حرم ہوتا ہے

تیرا خاص مسکن:

تیرا خاص مسکن ساہو چک نہیں ہے
جہاں چاہوں آقا تجھے دیکھ لوں میں
تصور میں اور میری ہر بات میں تم
میرے سامنے آقا دن رات ہو تم
ہو تم دور مجھ سے کوئی پل نہیں ہے
تیرا خاص مسکن ساہو چک نہیں ہے
میری نظر میں سائے تمہیں ہو
ہے وہ کونسی جا جہاں تم نہیں ہو

بجز تیرے آقا میرا دل نہیں ہے
 تیرا خاص مسکن ساہو چک نہیں ہے
 ستاروں کو دیکھا تو سوچا کہ تم ہو
 شراروں کو دیکھا تو جانا کہ تم ہو
 سوا تیرے کچھ بھی سمجھاتا نہیں ہے
 تیرا خاص مسکن ساہو چک نہیں ہے
 روانی جو پانی میں دیکھی کہا تم
 کوئی بھی صدا جو سنی تو کہا تم
 غافل تیری یاد سے دم نہیں ہے
 تیرا خاص مسکن ساہو چک نہیں ہے
 آئینہ پکڑ کر تجھے دیکھ لوں میں
 دل میں اتر کر تجھے دیکھ لوں میں
 نگاہوں میں تیرے سوا کچھ نہیں ہے
 تیرا خاص مسکن ساہو چک نہیں ہے
 ہے احسان تیرا کسی کا نہیں ہے
 تیرا خاص مسکن ساہو چک نہیں ہے



(از: حضرت خواجہ صوفی احسان الہی صاحب)



یہ بھیڑ یہ دُھوم تا قیامت رکھے
تا دیر جہاں میں با کرامت رکھے
ملتی ہے یہاں سُنکوں کی جنسِ نایاب
اللہ ترے در کو سلامت رکھے



جب تک ترے در پہ تھا، ٹھکانے سے ربا
چھوٹا ترا در تو بھیک پانے سے ربا
ٹھکرا کے اٹھا دے کہ بٹھالے در پر
میں اب کسی اور در پہ جانے سے ربا



رشتے تمام توڑ کر سارے جہاں سے ہم
وابستہ ہو گئے ہیں تیرے آستان سے ہم
ہم ہیں غلام تیرے غلامی پہ ناز ہے
پہچانے جائیں گے اسی نام و نشان سے ہم





باب ششم

ملفوظات و کرامات

ملفوظات مقدسہ:

بات میرے مرشد نے سب کو یہ بتائی ہے
 جو مصطفیٰ کا ہو جائے اس کی سب خدائی ہے
 حضور پر نور حضرت قلندر بے ریا و باصفا ﷺ جو نصیحت آموز سخن دلنواز
 ارشاد فرماتے تو عاشق بے مثال الحاج خواجہ صوفی احسان الہی صاحب محفوظ فرما
 لیتے۔ کیونکہ یہ سخن دلنشین ہم سب کے لئے مشعل راہ ہیں۔ اور معرفت الہی کو سمجھنے
 اور تصوف و طریقت میں مقام رفیع حاصل کرنے کے لئے جامع اسباق ہیں۔
 کیونکہ آپ اس مقام کے بزرگ تھے کہ آپ جو فرماتے حکم الہی کے تحت فرماتے
 تھے۔ اللہ رب العزت ہم سب کو اپنے پیر و مرشد حضرت قبلہ عالم ﷺ کے
 ملفوظات مقدسہ کو سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

- ۱۔ حق و صداقت کی باتیں یوں پیار سے سناتے رہے
 بھٹکے ہوئے بندگان خدا کو راہ حق دیکھاتے رہے
 قلب کے ظلمت کدے میں شمع وحدت جلاتے رہے
 عرفان سب کے دلوں پہ وہ نقش اپنا جماتے رہے
- ۲۔ ہر شخص کے لئے ضروری ہے کہ احکام شریعت و طریقت پر عمل کرے۔
- ۳۔ اللہ تعالیٰ کا غم اور خوف و خطرہ اسی دل میں ہوتا ہے جو ما سوال اللہ سے خالی
 ہوتا ہے۔
- ۴۔ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وحدہ لا شریک کی محبت کی نشانی ہے۔
- ۵۔ بہشت کی کنجی اللہ و رسول اور اولیاء اللہ کی محبت ہے۔
- ۶۔ کوئی دم خالی نہ جاوے ذکر سے ذکر بھی ہووے ساتھ فکر کے۔

- ۶۔ روحانی تسکین اس کو حاصل ہے جس کا قلبی رابطہ بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے مستحکم ہے۔
- ۷۔ اگر کوئی اللہ ورسول کا ہو جائے تو وہ تمام دنیا کی نعمتیں جن کو نام نہاد لوگ ایمان فروشی کر کے مشرکین کے دسترخوان سے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ خود بخود اس انسان کے قدم چومیں۔
- ۸۔ اپنی کسی عبادت اور نیکی پر گھمنڈ نہ کرو۔ اس مالک حقیقی وحدہ لا شریک کے فضل و کرم اور رحمت کی امید رکھو اور اپنے رب کی بے نیازی سے ہر وقت ڈرتے رہو۔
- ۹۔ سالک کے لئے لازم ہے کہ ہر وقت مرضی مولیٰ پہ راضی رہے۔
- ۱۰۔ اہل اللہ کی محبت و عقیدت کو زیادہ سے زیادہ دل میں جگہ دو۔ اور ان کی محبت کو غنیمت جانو۔
- ۱۱۔ صدیقیت، خلافت، امانت، شہادت، غوثیت اور ولایت سب کچھ اتباع رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا ثمرہ ہے۔
- ۱۲۔ جو شخص اللہ کے ذکر سے منہ موڑے گا اسکی روزی تنگ کردی جائے گی اور بروز حشر نابینا اٹھایا جائے گا۔
- ۱۳۔ افسوس اے بندہ خدا تو زبان سے نیکی کا حکم دیتا ہے اور تیرا قلب گناہ کی طرف مائل رہتا ہے۔
- ۱۴۔ بارگاہ الہٰ میں جب بھی دعا کے لئے ہاتھ اٹھاؤ تو دل و زبان سے متوجہ ہو کر پوری یکسوئی کے ساتھ طلب کرو۔
- ۱۵۔ جو خالق سے ڈرتا ہے مخلوق اس سے ڈرتی ہے اور جو خالق سے نہیں ڈرتا مخلوق اس کو ڈراتی ہے۔

- ۱۶۔ برے لوگوں کے ساتھ رہنا نیک لوگوں سے دور کر دیتا ہے۔ برے لوگوں کو چھوڑو اور صالحین کے ساتھ دوستی رکھو۔
- ۱۷۔ اللہ تعالیٰ نے سارے خزانوں کی کنجیاں آقائے نامدار احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائیں ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے غلاموں میں سے جس کو چاہا عطا فرمائیں۔
- ۱۸۔ جب پروردگار عالم اپنے بندے کو اپنی اور اپنے رسول مکرم کی محبت میں خود رفتہ پاتا ہے تو منزل مقصود تک پہنچا دیتا ہے۔
- ۱۹۔ قرآن پاک کی تلاوت کثرت سے کرو۔ تاکہ تمہارے اوپر اسرار و رموز الہی کی موسلا دہار بارش ہو۔
- ۲۰۔ جو بغیر محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید پڑھتا ہے اسکو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔
- ۲۱۔ خدا کا جلوہ تب نظر آئے گا جب اپنی ہستی کو مٹاؤ گے۔
- ۲۲۔ اللہ تعالیٰ کا دیدار اس دنیا میں یہی ہے کہ اس کی تجلیات کا عکس بندہ پر پڑے۔
- ۲۳۔ روز محشر ہر گنہگار کو سزا کے بعد معافی ہو جائے گی لیکن جو آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا روپ دھار کر مخلوق خدا کے ساتھ دھوکا کرتا ہے۔ اسکی بخشش نہیں ہوگی۔
- ۲۴۔ خدا کے زیادہ نزدیک وہ ہوتا ہے۔ جس کے دل میں عاجزی و انکساری اور حسن سلوک ہے۔
- ۲۵۔ اپنا مال اللہ کی راہ میں اسکی رضا کے لئے خرچ کرو تاکہ تمہارا دل پاک ہو جائے۔
- ۲۶۔ دنیا میں سے اس طرح گزر جاؤ جیسے مچھلی پانی میں ایک طرف سے دوسرے کنارے چلی جاتی ہے۔

۲۷۔ راہ طریقت کے مسافر کو چاہئے کہ دل میں محبت و اخلاص رکھے۔ اس کے بغیر اہل تصوف میں شامل نہیں ہو سکتا۔

۲۸۔ اللہ تعالیٰ نے اس انسان کو ظاہر و باطن میں سب سے زیادہ حسین و جمیل بنایا ہے۔ اس لئے صوفی کو چاہئے کہ اپنے گفتار و کردار اور ظاہری و باطنی احوال کو مصفہ رکھے۔ اخلاق رزیلہ سے محفوظ رہے۔ ہمہ وقت اپنے محبوب کی بارگاہ میں اظہار ندامت سے اپنے نفس کی اصلاح کرے۔

۲۹۔ فقیر کو لازم ہے کہ خدا کے سوا کسی پر بھروسہ نہ کرے۔

۳۰۔ طمع نہ کرو۔ منع نہ کرو، جمع نہ کرو۔

۳۱۔ پیر اور مرید کی جیب ایک ہے جو لالچ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔

۳۲۔ فقیر جہاں رہے لالچ کے بغیر رہے۔

۳۳۔ جسکی جیسی مراد ہوگی ویسا ہی فیض پائے گا۔

۳۴۔ نیک لوگوں کے ساتھ نسبت قائم کرو تا کہ تمہاری عاقبت بہتر ہو جائے۔

۳۵۔ لوگوں کو چاہیے کہ اپنے اہل و عیال کی طرف بھی توجہ رکھیں۔ ہم تو پابند محبوب ہیں۔ عطا کرے تو کھا لیتے ہیں ورنہ صبر و شکر کرتے ہیں۔ ہمیں تو ذکر سے ہی قوت دی جاتی ہے۔

۳۶۔ میری طرف دیکھ کر اہل و عیال نہ چھوڑو۔ ان کی خدمت کرو۔ تمہاری وہی عبادت ہے۔

۳۷۔ عاشق وہ ہے جو معشوق پر جان قربان کر دے۔

۳۸۔ ہر کام عشق سے ہونہ کہ عقل سے عشق اور عقل کی کوئی نسبت نہیں ہے۔

فلاح عشق سے ہوتی ہے نہ کہ عقل سے۔

۳۹۔ بڑی فقیری یہ ہے کہ فقیر اپنی بستی میں نیک نام ہو۔

- ۴۰۔ بڑی فقیری یہ ہے کہ مر جائے مگر کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے۔
- ۴۱۔ کمال عشق یہ ہے کہ عاشق سے معشوق ہو جائے۔
- ۴۲۔ کوڑھ دی فقیری نالوں چوری چنگی۔
- ۴۳۔ پلے رزق نہیں بن دے پنچھی تے درویش۔ جنہاں توکل رب تے رزق انہاں نوں ہمیش۔
- ۴۴۔ پیر بھائیوں میں حقیقی محبت ہونا اسکی دلیل ہے کہ ان کو پیر سے محبت ہے۔
- ۴۵۔ فقیر کا کوئی گھر نہیں اور سب گھر فقیر کے ہیں۔
- ۴۶۔ دنیا کو خدا نہ سمجھ بیٹھو دین ہوگا تو دنیا تمہارے قدموں میں ہوگی۔
- ۴۷۔ فقیر کا ہاتھ غنی کے ہاتھ سے اونچا رہتا ہے کیونکہ فقیر کا ہاتھ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کا نائب ہوتا ہے۔
- ۴۸۔ اگر دنیا کے پیچھے بھاگو گے تو یہ سائے کی مانند تمہارے آگے بھاگے گی اگر بے نیاز ہو جاؤ گے تو تمہارے قدموں میں ہوگی۔
- ۴۹۔ انسان اس وقت تک عارف نہیں ہوتا جب تک اپنے نفس کی خواہشات پر قابو نہ پالے۔
- ۵۰۔ شیخ کی صحبت میں عقیدہ کے ساتھ حاضر ہونا چاہیے۔ بد عقیدہ صحبت سے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔
- ۵۱۔ جو مرید کو دور سمجھے وہ مرید ناقص ہے اور جو پیر مرید سے دور رہے وہ پیر ناقص ہے۔
- ۵۲۔ اپنے نفس پر عشق مرشد کو غالب کر لو فلاح پا جاؤ گے۔
- ۵۳۔ اگر سماع (قوالی) کو با وضو ہو کر عشق کو تازہ کرنے کے لئے سنو تو ثواب ہے فائدہ ہے اور اگر موسیقی اور ساز کا مزہ حاصل کرنے کے لئے سنو تو

گناہ ہے غلط ہے بلکہ نقصان ہے کیونکہ اس سے فنا و بقا کا سبق ملتا ہے۔
 ۵۴۔ انسان کو اپنی ناتوانی اور بے نوائی کمزوری کا احساس اس وقت ہوگا جب فرشتہ اجل اسکی گردن مروڑ کر پروردگار عالم کی بارگاہ میں جواب دہی کے لئے پیش کرے گا۔

۵۵۔ ہم تو کسی کے امر سے کھاتے ہیں اور کسی کے امر سے خاموش رہتے ہیں۔

۵۶۔ رزق کی فکر مت کرو تمہارا رزق تمہیں خود تلاش کرتا ہے۔

۵۷۔ تصوف حقیقی ہمیں یہ سبق دیتا ہے کہ ہم دنیا میں رہ کر بھی دنیا سے بے رغبت رہیں۔ قلب کو صاف رکھیں۔ نفس اور شہوات نفس پر غلبہ حاصل کریں۔

۵۸۔ اہل تصوف کے لئے ضروری ہے کہ نفس و خواہش، شیطان اور بدکردار ہم نشینوں کی مخالفت میں رہیں۔ اور ہمہ وقت جہاد نفس میں مشغول رہیں۔

۵۹۔ اہل تصوف عورتوں اور نابالغ بچوں سے دور رہیں۔

۶۰۔ تمہارے اور ابلیس کے درمیان پرانی عداوت ہے تمہیں اس سے امن نہیں ملے گا۔

۶۱۔ جو کوئی اہل تصوف میں شامل ہوتا ہے۔ تو اس کے صبر کا امتحان لینے کے

لئے سخت تند و تیز آندھیاں چلتی ہیں۔ غیر تو غیر اپنے بھی آنکھیں پھیر

لیتے ہیں۔ رشتے توڑ لیتے ہیں۔ لوگوں کے طور طریقے بدل جاتے

ہیں۔ ہر چہرہ پر نفرت کے آثار نظر آتے ہیں۔ مصائب کے پہاڑ

آگرتے ہیں۔ لیکن جو ان تمام حالات میں اپنے مانک رحیم و کریم کا

دامن رحمت مضبوطی سے تھامے رکھتا ہے۔ اس امتحان کو اپنے مالک کا

انعام سمجھ کر قبول کرتا ہے۔ اغیار کو اپنے دل سے نکال دیتا ہے۔ تو پھر

اس کو عظیم احسان کا مژدہ سنایا جاتا ہے۔ اس امتحان کے نتیجے میں کامیابی کا پیغام سنایا جاتا ہے۔ کہ وہ بندہ نواز رب اس طریقے سے اپنے بندے پر بندہ نوازی کرتا ہے۔ کہ منزل مراد سے زندگی کو رعنائیاں اور سچی مسرتیں عطا فرماتا ہے۔ اور اپنے دیدار کا وعدہ فرمالتا ہے۔ اس طرح وہ بندہ اہل اللہ کے مقام پر فائز ہو جاتا ہے۔

۶۲۔ اہل تصوف کے لئے لازم ہے کہ مجاہدہ نفس کرے اور دنیا کی چال بازی اور نیند سے دھوکا نہ کھائے۔

۶۳۔ اہل تصوف کو چاہئے کہ اپنے حال سے بلند حال کی طرف نہ دیکھے۔ کسی دوسرے کی حالت کا طلبگار نہ بنے۔

۶۴۔ اہل تصوف کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنی کامیابی پر ناز نہ کرے بلکہ زہد و تقویٰ کا پورا پورا حق ادا کرے۔

۶۵۔ جوان درویش راہ خدا کا شیر مرد ہوتا ہے۔ کیونکہ بوڑھا تو نہ اٹھنے کی وجہ سے ہی درویش بن جاتا ہے۔

۶۶۔ ہر روز کوئی ایسا وقت ضرور نکالو جس میں اپنے مالک کے سوا کسی اور پر نظر نہ اٹھے۔

۶۷۔ تمام مخلوقات سے کنارہ کش ہو کر خالق میں مگن ہونا مراقبہ ہے۔

۶۸۔ جو حضور آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد پاک کی خوشی نہیں کرتا اسے مسلمانی کا حق کیا ہے۔

۶۹۔ وجد و رقص میں تصور شیخ کو پختہ کرو پھر کامل بنو گے۔

۷۰۔ مرید وہ ہے جو اپنا اختیار ختم کر دے اور خدا تعالیٰ کے اختیار پہ راضی رہے۔

۷۱۔ جو کام کرو بے لوث کرو۔ کسی معاوضہ کا لالچ نہ رکھو خدمت میں اپنی عزت و عظمت سمجھو۔

۷۲۔ بناؤ سنگار سے بچو خادم بنو مخدوم نہ بنو۔

۷۳۔ مصلے پر تو کھڑے ہوتے ہو لیکن خیال میں لغور رکھتے ہو خالص رضا چاہا کرو۔

۷۴۔ میرا وہی ہے جو خدمت کرنے والا ہے۔ جس کو بیٹا کہہ لو، عاشق کہہ لو وہ محض مجھے تو احسان الہی انسان ملا ہے۔ روز محشر اگر مجھ سے پوچھا گیا تو محبوب الہی نظام الدین اولیاء رضی اللہ عنہم کی طرح کہہ دوں گا کہ احسان الہی تیری بارگاہ میں پیش کرتا ہوں۔

۷۵۔ بغیر لالچ کے خوشی اور نیک نامی کے ساتھ کسی کو پانی ہی پلا دو یہ بھی عبادت ہے۔

۷۶۔ جس نے مجھے دیکھنا ہے احسان الہی کو دیکھ لے یہ ہاتھ احسان کا نہیں میرا ہے۔

۷۷۔ لعل اگر کیچڑ میں گر جائے تو بھی قیمتی ہے گرد اگر آسمان پر چڑھ جائے تو پھر بھی بے قیمت ہے۔

۷۸۔ عقلمند خاموش رہتا ہے اور مشک کی طرح خوشبو دیتا ہے اور نادان جاہل ڈھول کی طرح گونجتا ہے مگر درمیان سے خالی ہوتا ہے۔

۷۹۔ دنیا کی نعمتوں سے لالچی کی آنکھ اور دل سیر نہیں ہوتے۔ جیسا کہ کنواں شبنم سے نہیں بھرا جاتا۔

۸۰۔ جو حرص و لالچ میں مبتلا ہے اسے آخرت کی سزا کا کوئی ڈر نہیں ہوتا۔ وہ خود کو خطرناک کاموں میں پھنسا لیتا ہے اور حرام و حلال میں کوئی تمیز

نہیں کرتا۔

۸۱۔ درویشوں کے حلقہ میں صبر کرنے والے اور بے صبرے بھی ہوتے ہیں

لیکن صابر ہی مرتبہ حاصل کرتے ہیں۔

۸۲۔ اگر ہر قطرہ شبنم موتی ہوتا تو ہر موتی بے قیمت ہو جاتا۔

۸۳۔ علم جتنا مرضی پڑھ لو اگر عمل نہیں تو تم جاہل ہو۔ بغیر عمل کے نہ عالم، نہ

محقق، نہ صوفی بلکہ ایسا ہے جیسے جانور پر چند کتابیں۔

۸۴۔ دو آدمیوں نے بیکار کوشش کی ایک وہ جس نے جمع کیا اور کھایا نہیں

دوسرا وہ جس نے پڑھا اور عمل نہیں کیا۔

۸۵۔ بد عادت جہاں بھی جاتا ہے ذلیل و رسوا ہوتا ہے۔ نیک خصلت جہاں

بھی ہو عزت پاتا ہے۔

۸۶۔ بے وقوف مالدار کو تعریف بہت اچھی لگتی ہے، لالچی کمینہ مال حاصل

کرنے کے لئے کرتا ہے اگر کسی دن اس کی مراد پوری نہ ہو تو وہ اس

کے اُتنے ہی عیب گنتا ہے۔

۸۷۔ شہوت ایک آگ ہے اس سے اپنے اوپر دوزخ کی آگ کو مسلط نہ کرو۔

۸۸۔ اللہ اس گھر پر خوشی کا دروازہ بند کر دیتا ہے جہاں سے عورت کی آواز

زور سے آئے۔

۸۹۔ بادشاہ کا لباس خواہ قیمتی ہے لیکن تیرا لباس سب سے اچھا ہے کیونکہ اس

نے تیرا تن ڈھانپ رکھا ہے۔

۹۰۔ حق شناس کتنا شکرے آدمی سے بہتر ہے۔

۹۱۔ جاہل شخص کی عبادت کچھ بھی قدر نہیں رکھتی علم حاصل کرو پھر اس پہ عمل

کرو۔ علم بغیر عمل کے نافع نہیں۔

- ۹۲۔ دنیا کی محبت اور حرص اولیاء اللہ کی معرفت سے روکتی ہے۔
- ۹۳۔ خود غرض اور طمع کرنے والے کا واعظ مداہنت اور حرص دنیا سے خالی نہیں ہوتا جس کا سامعین پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔
- ۹۴۔ لوگ دنیا کے پیچھے دوڑتے ہیں اور دنیا اہل اللہ کے پیچھے سائل بن کر دوڑتی ہے۔
- ۹۵۔ ایمان عشق مصطفیٰ ﷺ ہی کا نام ہے۔
- ۹۶۔ جس کا دل اہل بیت کی محبت سے خالی ہے تو وہ شخص ایمان سے اس طرح خالی ہے جیسے بالٹی کو الٹا کر کے رکھا ہو تو وہ خالی ہوتی ہے۔
- ۹۷۔ بچپن سے یہ خواہش تھی کہ یہ آنکھیں دیدار مرشد اور دیدار مصطفیٰ ﷺ میں کھلیں یا انوار تجلیات الہیہ کا مشاہدہ کرتی رہیں اور میرے مرشد کے فیضِ خاص سے آج یہ خواہش پوری ہو گئی ہے کہ میں ہمہ وقت اپنے لچپال آقائے نامدار ﷺ کا دیدار کرتا رہتا ہوں اور جو بات بھی کرتا ہوں لچپال کی اجازت سے کرتا ہوں۔
- ۹۸۔ فقیر ہر وقت رب کو مقروض رکھتا ہے جو آتا ہے اس کی راہ میں لٹا دیتا ہے اس لئے مالک کو اور بھیجنا پڑتا ہے۔ اور یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے۔
- ۹۹۔ اگر اخلاص کے ساتھ توبہ کرو گے اللہ تعالیٰ معاف فرما دے گا۔
- ۱۰۰۔ نام نہاد صوفی نہ بنو بلکہ اپنے اندر صفات پیدا کرو۔
- ۱۰۱۔ جمعرات شریف کا دن تھا کہ حضرت صوفی احسان الہی صاحب مغرب کی اذان کے وقت ختم شریف کا سامان اور کھانا لینے کے لئے چلے گئے۔ اس وقت گھر گاؤں میں ہوتا تھا اور اذان پڑھنے میں دوسرے بھائی صاحب نے دیر کر دی۔ جب کھانا لے کر آئے۔ تو حضور قبلہ

عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج یہ روٹی کھانا حرام ہے۔ کیونکہ تم نے اذان مغرب کیوں نہ پڑھی۔ تو صوفی صاحب نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں سمجھا تھا کہ شاید دوسرے بھائی صاحب پڑھ دیں گے لیکن ان سے تاخیر ہو گئی۔ میں ختم پاک کا سامان لینے چلا گیا تھا۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”ختم پہلے آیا ہے یا نماز، لہذا آج کا کھانا مجھ پر حرام ہے میں نہیں کھاؤں گا۔“

۱۰۲۔ ۱۱۶ اپریل ۱۹۷۵ء کو کافی بھائی صاحبان کی موجودگی میں حضرت صوفی احسان الہی صاحب کو مخاطب فرما کر ارشاد فرمایا۔ ”تھوڑے سے تھیٹر بری ہوتی ہے۔ اگر کبھی تھوڑا آجائے تو ثابت قدم رہنا گھبرانا نہیں میرا اللہ پوری کر دے گا اور اگر تھیٹر (اکھڑ جانا) جاؤ گے ثابت قدم نہ رہو گے تو ذلیل و خوار ہو جاؤ گے۔ جو کام بھی کرو اللہ واسطے کرو۔ اپنی غرض سامنے نہ رکھو۔ دنیا مرداڑ ہے مرداڑ کا طالب کتا ہے۔ اگر کوئی غوث پاک پیران پیر دستگیر ﷺ کے نام کی کوئی چیز آئے تو اسے فروخت نہ کرنا۔ اور نہ ہی دوسری جگہ پہ استعمال کرنا۔ دوسرے کام خود بخود غیب الہی سے ہو جائیں گے۔ اس جگہ کا مالک احسان الہی ہے جو میرے نقش قدم پر چلتا ہے۔ جو میرے نقش قدم پر چلے گا وہ میرا ہوگا۔“

۱۰۳۔ ۷ رمضان المبارک ۱۹۷۵ء کا دن تھا کہ حضرت قبلہ عالم ﷺ نماز تراویح ادا کرنے کے بعد جب باہر سے کمرے میں مسند پر تشریف لائے۔ کافی بھائی حاضر خدمت موجود تھے۔ اچانک حضرت قبلہ عالم ﷺ نے حضرت صوفی احسان الہی صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا۔ ”احسان الہی چھڑی ہاتھ میں رکھنا بکرے چھترے بہت آئیں گے ذبح

کر کے مخلوق کو کھلا دینا ذات کے لئے کچھ نہ رکھنا، مستری لگے رہیں تم نگرانی کرتے رہنا جس قدر لوگ حسد کریں گے تمہارا مقام بلند ہوگا۔۔۔

۱۰۴۔ ۵ رمضان المبارک ۱۹۷۷ء نماز تراویح سے فارغ ہو کر حضور قبلہ عالم ﷺ کھڑے ہو گئے اور لوگوں کو ارشاد فرمایا۔ ”میرے بعد احسان الہی کی تائید کرنا اور گیارہویں شریف کا ختم پاک اس کے ساتھ مل کر اس کی زیر نگرانی پڑھنا جیسے کہ ہر مہینے ہوتا ہے۔ کوئی رد و بدل نہ کرنا اور نہ اپنے پرانے کا لحاظ کرنا سب مخلوق اللہ کی ہے اور آقا و مولا ﷺ کی امت ہے۔ سب کو اسی طرح لنگر کھلانا اگر ایسا کرو گے تو کوئی چیز ختم نہ ہوگی بلکہ ترقی ہی ترقی ہوگی۔ باقی جو میرے سے کوئی رہ جائے تو وہ احسان الہی سے طلب کرنا سب کچھ حاصل ہوگا۔ احسان اور میں ایک ہیں جو کچھ مجھے عطا ہوا ہے میں نے وہ احسان الہی کو بخش دیا ہے۔ آپس میں نفاق نہ ڈالو عورتوں کی باتوں پر عمل نہ کرو۔ جو کسی کے خلاف بات کرے اس کی نہ سننا تا کہ تم کو ایک دوسرے کے خلاف نہ کر سکیں محبت کے ساتھ مل جل کر رہنا تمام کام درست ہو جائیں گے۔ ان باتوں پر عمل کرو گے تو ہر مشکل کو توڑ جاؤ گے۔ باقی احکام شریعت میں رد و بدل کرنے کی کوشش نہ کرو۔ یہ کسی کے باپ دادا کی ولایت نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کے احکام ہیں ان کی اتباع کرو۔ اللہ تعالیٰ تم سب پر اپنی رحمت کی کھڑکیاں فراخ فرمائے۔

۱۰۵۔ ۷ رمضان المبارک ۱۹۷۷ء بروز جمعہ المبارک نماز تراویح سے فارغ ہو کر کافی لوگوں کی موجودگی میں فرمایا۔ ”صبر رکھو تمام کام ٹھیک ہو

جائیں گے۔ جو کچھ ہم نے بتایا ہے اس پر عمل کرنا گھبرانا نہیں۔ احسان الہی کی تائید کرنا جو کچھ کہے اس پر عمل کرنا اس کو بچہ نہ سمجھنا۔ میرے مرشد کا صدقہ کوئی تھوڑا نہ آئے گی۔ میرے سے اگر کوئی رہ جائے تو احسان الہی سے حاصل ہو جائے گا۔ اور اے احسان الہی جب بھی محفل سماع کراؤ تو اپنے دائیں اور بائیں کسی کو نہ بیٹھنے دو وہ کسی کے آنے کا راستہ ہوتا ہے۔

۱۰۶۔ بابا علی احمد نوری رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خلیفہ صاحب حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی سعادت حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوئے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو کھانے کے لئے فروٹ کا تبرک عطا فرمایا۔ انہوں نے وہ لے کر کہا کہ میں تو روزہ سے ہوں اور تھیلے میں ڈالنا شروع کر دیا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا۔ ”روزہ کس لئے رکھتے ہو روزہ سے تقویٰ کی دولت نصیب ہوتی ہے اور تمہارا تقویٰ یہ ہے کہ شام کے لئے جمع کر رہے ہو کیا وہ مالک شام کو نہیں عطا فرمائے گا۔ فقیر کو ہمیشہ توکل پہ گامزن رہنا چاہیے۔“

۱۰۷۔ حضرت سخی لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات کا مطالعہ فرما رہے تھے کہ حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے قلندر کی تعریف اور مقام بیان کرنا شروع کر دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ ”مرد قلندر دنیاوی تکالیف سے متاثر نہیں ہوا کرتا۔ رنج و الم کی بنا پر اس کی آنکھ سے آنسو نہیں نکلتا۔ اس کی آنکھ سے آنسو جب بھی نکلتا ہے سوز و مستی میں نکلتا ہے۔ وہ دنیاوی مشکلات اور رکاوٹوں سے گھبرایا نہیں کرتا۔ ان کے ارد گرد مخلوق خدا سائل کی حیثیت سے جو بال بچوں کی روزی کی غرض سے آتے ہیں۔ ان سے

بھی نہیں گھبراتا بلکہ خوش ہوتا ہے۔ اور جو آس امید والے یعنی بے اولاد، بیمار، غرض کہ ہر قسم کے امید والے تو ان کی بھی حاجت پوری کی جاتی ہے۔ تو ان سے کسی چیز کی خواہش نہیں کی جاتی۔ بلکہ ان پر رحمت کی جاتی ہے۔ اور قلندر ہر وقت اللہ تعالیٰ وحدہ لا شریک سے صدقہ آقائے نامدار محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم احمد مجتبیٰ تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طالب رہتا ہے۔ اور قلندر پر تمام جاندار فخر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قلندر میرا ہے۔ اور وہ بھی قلندر کے در پر کھاتے ہیں۔ اور قلندر ان سے نبھاتا ہے۔ گھبراتا نہیں بلکہ مخلوق کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔ اور جو کہتے ہیں کہ ہم قلندر کے ہیں اور تلاش دنیاوی کاموں کی رکھتے ہیں وہ عاشق نہیں ہوتے۔ اور جو کہتے ہیں مخلوق سب کچھ کھا گئی اور سب کچھ لٹا دیا ہے وہ بھی قلندر کے نہیں ہوتے۔ یعنی قلندر سب کچھ لٹا کے خوش ہوتا ہے۔ اور اس کا تقویٰ اللہ تعالیٰ پر ہے۔ اور وہ ظاہر وسیلہ پر یقین نہیں رکھتا۔ اس نے سب کچھ اللہ تعالیٰ پر لٹا دیا ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر اپنے آپ کو ختم کر دیا ہوتا ہے۔ اور جو لوگ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کا وسیلہ بنا دیتا ہے۔

کرامات:

عبد فقیر الحقیر اس فصل میں اپنے ہادی و راہنما شیخ الامل عیسیٰ کی کرامات پیش کر رہا ہے لیکن پہلے یہ عرض کرنا چاہتا ہے کہ کرامات ہے کیا اور یہ کیسے ظہور پذیر ہوتی ہے۔ اس کی تفصیل کرنا اس لئے محسوس ہوتا ہے، کہ ہمارے بعض احباب طریقت، مسلک حق اہلسنت کے جوان ان باتوں کو پیش کرنے میں

جھک محسوس کرتے ہیں اور یہ گمان کرتے ہیں کہ نہ جانے یہ باتیں ہیں یا نہیں۔ تو اس لئے بندۂ ناچیز ان شکوک و شبہات کے ازالہ کے لئے قرآن و حدیث اور اقوالِ ائمہ و اولیاء کی روشنی میں آپ کی خدمت میں عرض گزار ہے کہ یہ فیضان و کرامات اولیاء اللہ حق ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں انبیاء کرام بیچہ افضل ترین اور برگزیدہ ہستیاں ہوتی ہیں وہ خدا تعالیٰ کے بندوں کی ہدایت کے لئے وقتاً فوقتاً مبعوث ہونے پر یہ دین مکمل ہو گیا۔ اور سلسلہ نبوت ختم ہوا۔ انبیاء کرام بیچہ نے اپنی صداقت کی سند کے طور پر ہمیشہ ایسے امور پیش کئے جو خرقِ عادت تھے۔ انہی کو اصطلاح میں معجزہ کہتے ہیں۔ انبیاء کرام بیچہ کے معجزات سے تاریخ انسانی بھری پڑی ہے اور قرآن مجید بھی شاہد و ناظر ہے۔ انبیاء کرام بیچہ کی میراث ان کے معجزات اور ان کی تعلیمات ہوتی ہے۔ اور اس دنیا سے ان کے رخصت ہو جانے پر ان کی میراث ان کی روحانی اولاد یعنی اولیاء اللہ کو منتقل ہوتی ہے۔ بشرطیکہ وہ کامل اولاد ان کی کامل تابع ہو۔ اس لئے نبی کے کامل متبع کو ولی اللہ کہتے ہیں۔ اور اولیاء کرام ہی کو انبیاء کی روحانی میراث ملتی ہے۔ چنانچہ نبی کا معجزہ جب ولی کو بطور وراثت پہنچتا ہے تو اس کا اصطلاحی نام کرامت ہوتا ہے۔ جس طرح نبی کا معجزہ اس کی نبوت کی سند ہوتا ہے اسی طرح ولی کی کرامت اس کی ولایت کی سند ہوتی ہے۔ اور ولی کی کرامت درحقیقت اس نبی کا معجزہ ہوتا ہے جس کا ولی متبع ہوتا ہے۔ اب یہاں قرآن مجید سے چند کرامات کی اسناد پیش کی جاتی ہیں تاکہ قارئین آسانی سے سمجھ سکیں اور ایمان و یقین کو پختہ کر سکیں۔

۱۔ کُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يَمْرُؤُ

أَنْ لِي لَكَ هَذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ○
(سورہ آل عمران آیت نمبر ۳۷ پارہ ۳)

ترجمہ:- ”جب بھی جاتے مریم کے پاس زکریا (اس کی) عبادت گاہ میں (تو) موجود پاتے اس کے پاس کھانے کی چیزیں (یعنی بے موسم پھل وغیرہ) ایک بار بولے اے مریم! کہاں سے تمہارے لئے آتا ہے یہ (رزق) مریم بولیں یہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے آتا ہے بے شک اللہ تعالیٰ رزق دیتا ہے جسے چاہتا ہے بے حساب۔“

قارئین حضرت مریم نبی نہ تھیں بے موسم پھلوں کا آپ کے پاس پایا جانا آپ کی کرامت تھی۔

۲۔ قرآن مجید میں سورہ الکھف کی آیت نمبر ۶۶ تا ۸۷ تک حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات کا ذکر کیا ہے میں یہاں طوالت کے پیش نظر عبارت نہیں لکھ رہا لیکن وہ تمام واقعہ عرض کر رہا ہوں۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مبین کا مضمون بنانے کی سعادت عطا فرمائی۔ اس بات پر اولیاء کا اجماع ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام اللہ کے مقبول ولی تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ رسول تھے۔ مختصراً عرض کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

”کہا اس بندے (خضر علیہ السلام) کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کیا میں آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں بشرطیکہ آپ سکھائیں مجھے رشد و ہدایت کا خصوصی علم جو آپ کو سکھایا گیا ہے۔ اس بندے نے کہا آپ میرے ساتھ صبر کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اور آپ صبر کر بھی کیسے سکتے ہیں اس بات پر جسکی آپ کو پوری طرح خبر نہیں۔ آپ نے کہا آپ مجھے پائیں گے اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا صبر کرنے

والے اور میں نافرمانی نہیں کروں گا آپ کے کسی حکم کی۔ اس بندے (خضر علیہ السلام) نے کہا اگر آپ میرے ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو مجھ سے کسی چیز کے بارے میں پوچھئے نہیں یہاں تک کہ میں آپ سے اس کا خود ذکر کروں۔ پس وہ دونوں چل پڑے یہاں تک کہ جب وہ سوار ہوئے کشتی میں تو اس بندے نے اس میں شگاف کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام بول اٹھے کیا تم نے اس لئے شگاف کیا ہے کہ اس کی سواریوں کو ڈبو دو۔ یقیناً تم نے بہت برا کیا ہے۔ اس بندے نے کہا کیا میں نے کہا نہیں تھا کہ آپ میں یہ طاقت نہیں کہ میری سنگت پر صبر کر سکیں۔ آپ نے عذر خواہی کرتے ہوئے کہا کہ نہ گرفت کرو مجھ پر میری بھول کی وجہ سے اور نہ سختی کرو مجھ پر میرے اس معاملہ میں بہت زیادہ پھر وہ دونوں چل پڑے حتیٰ کہ جب وہ ملے ایک لڑکے کو تو اس (خضر علیہ السلام) نے اسے قتل کر ڈالا۔ موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے کیا مار ڈالا آپ نے ایک معصوم جان کو کسی نفس کے بدلہ کے بغیر بے شک آپ نے ایسا کام کیا ہے جو بہت ہی نازیبا ہے۔ اس نے کہا کیا میں کہہ نہ دیا تھا آپ کو کہ آپ میری معیت پر صبر نہ کر سکیں گے آپ نے کہا اگر میں نے پوچھوں آپ سے کسی چیز کے بارے میں اس کے بعد تو آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیں۔ آپ میری طرف سے معذور ہوں گے۔ پھر وہ چل پڑے یہاں تک کہ جب ان کو نزر ہوا گاؤں والوں کے پاس تو انہوں نے ان سے کھانا طلب کیا تو انہوں نے صاف انکار کر دیا ان کی میزبانی کرنے سے پھر ان دونوں نے اس گاؤں میں ایک دیوار دیکھی جو گرنے کے قریب تھی اس بندے نے اسے درست کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے اگر آپ چاہتے تو اس محنت پر مزدوری ہی لے لیتے۔ اس نے کہا (بس سنگت ختم) اب میرے اور آپ کے درمیان جدائی کا وقت آ گیا ہے۔ میں آگاہ کرتا ہوں آپ کو ان باتوں کی حقیقت پر جن کے متعلق آپ صبر نہ

کر سکے۔ وہ جو کشتی تھی وہ چند غریبوں کی تھی جو (ملاحی کا) کام کرتے تھے دریا میں۔ سو میں نے ارادہ کیا کہ اسے عیب دار بنادوں اور (اسکی وجہ یہ تھی کہ) اُن کے آگے جابر بادشاہ تھا جو پکڑ لیا کرتا تھا ہر کشتی کو زبردستی سے۔ اور وہ جو لڑکا تھا۔ تو (اسکی حقیقت یہ ہے کہ) اسکے والدین مومن تھے۔ پس ہم نے چاہا کہ بدلہ دے انہیں ان کا رب (ایسا بیٹا) جو بہتر ہو اس سے پاکیزگی میں اور ان پر زیادہ مہربان ہو۔ باقی رہی دیوار (تو اسکی حقیقت یہ ہے کہ) وہ شہر کے دو یتیم بچوں کی تھی اور اس کے نیچے ان کا خزانہ (ذخیرہ) تھا۔ اور ان کا باپ بڑا نیک شخص تھا۔ پس آپ کے رب نے ارادہ فرمایا کہ وہ دونوں بچے اپنی جوانی کو پہنچیں اور نکال لیں اپنا دینہ یہ (ان پر) ان کے رب کی خاص رحمت تھی اور (جو کچھ میں نے کیا) میں نے اپنی مرضی سے نہیں کیا یہ حقیقت ہے ان امور کی جن پر آپ سے صبر نہ ہو سکا۔

(ضیاء القرآن جلد سوم صفحہ ۴۱ تا ۴۵ آیت نمبر ۶۶ تا ۸۲ سورہ الکھف)

اب اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے واضح فرما دیا کہ خضر علیہ السلام کا خرق عادت یہ کام کرنا اس علم لدنی کے باعث تھا جو اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو عطا فرماتا ہے یہی حضرت خضر علیہ السلام کی کرامات بنیں۔

۳۔ قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتَابِ اَنَا اَتِيكَ بِهِ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفَكَ فَلَمَّا رَاَهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهُ قَالَ هَذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي لِيَبْلُوَنِي ؕ اَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّي غَنِيٌّ كَرِيمٌ ۝ (سورہ النمل آیت نمبر ۴۰ پارہ ۱۹)

ترجمہ:- ”اور بے شک میں اس کو اٹھالانے کی طاقت بھی رکھتا ہوں امین بھی ہوں عرض کی اس نے جس کے پاس کتاب کا علم تھا۔ (اجازت ہو تو) میں لے آتا ہوں اسے آپکے پاس اس سے پہلے کہ آپکی آنکھ جھپکے پھر جب

آپ نے اسے دیکھا کہ وہ رکھا ہوا ہے آپ کے نزدیک تو فرمانے لگے یہ میرے رب کا فضل ہے۔ تاکہ وہ آزمائے مجھے کہ آیا میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری اور جس نے شکر کیا تو وہ شکر کرتا ہے اپنے بھلے کے لئے اور جو ناشکری کرتا ہے وہ اپنا نقصان کرتا ہے بلاشبہ میرا رب غنی بھی ہے۔“

حضرت سلیمان علیہ السلام کے ایک خادم آصف بن برخیا نے تخت بلقیس آنکھ جھپکنے سے پہلے پیش خدمت کر دیا یہ اسکی کرامت ہے کیونکہ وہ نبی تو نہیں تھا۔ اس کے پاس تو بس تھوڑی معرفت تھی۔ اور ساتھ ہی یہ سبق دیا گیا کہ غرور نہیں آنا چاہئے۔ بلکہ حضرت سلیمان علیہ السلام فرماتے ہیں شکر ہے رب کا اور سراپا نیاز بن جاتے ہیں۔

۴۔ وَتُحْسِبُهُمْ آيِقَاطًا وَهُمْ رُقُودٌ وَنَقَلِبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ (سورہ الکہف آیت نمبر ۱۸ پارہ ۱۵)

ترجمہ:- ”اور (اگر تو دیکھے) تو انہیں بیدار خیال کرے گا حالانکہ وہ سو رہے ہیں۔ اور ہم انکی کروٹ بدلتے رہتے ہیں (کبھی) دائیں جانب اور (کبھی) بائیں جانب اور ان کا کتا پھیلائے بیٹھا ہے اپنے دونوں بازو ان کی دہلیز پر۔“

اس میں اللہ تعالیٰ ان ولیوں کی کرامت کا ظہور فرما رہا ہے۔ جو جابر حکمران کے ڈر سے اپنے مولیٰ کی یاد میں اور کفر و شرک سے بچنے کے لئے ایک غار میں پناہ گزیں ہوئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے جسموں کو تین صدیوں تک صحیح سلامت رکھا طوالت کے ڈر سے مکمل واقعہ پیش نہیں کر رہا۔

اب بندہ ناچیز کرامت کا ثبوت احادیث و سنت کی روشنی میں پیش کرتا ہوں حضرت سالم رضی اللہ عنہ کے والد گرامی رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا۔

”تم سے پہلے لوگوں کے ایک قبیلہ میں سے تین شخص سفر پر روانہ ہوئے۔ رات ہوگئی تو انہیں ایک غار ملی وہ اس میں داخل ہو گئے۔ خدا کا کرنا کہ پہاڑ سے ایک پتھر لڑھکا اور اس نے غار کا منہ بند کر دیا۔ انہوں نے آپس میں کہا کہ بخدا! اس پتھر سے نجات تو تب ناممکن ہے۔ جب تک نیک اعمال کے واسطے سے بارگاہ الہی میں دعا نہیں مانگو گے۔ چنانچہ ان میں سے ایک نے کہا کہ میرے والدین بوڑھے اور عمر رسیدہ تھے۔ میں اپنے والدین سے قبل کسی کو دودھ نہیں پلاتا تھا۔ نہ بیوی بچوں اور نہ ہی غلام کو۔ ایک دن درخت تلاش کرتے مجھے دیر ہوگئی میں شام تک واپس نہ آیا تو وہ سو گئے۔ میں نے دودھ دوھا اور ان کے پاس پہنچا تو وہ ابھی تک سوئے پڑے تھے میں نے بیدار کرنا اچھا نہ سمجھا اور ان سے پہلے بیوی بچوں اور غلام کو دودھ پلانا مناسب خیال نہ کیا چنانچہ ہاتھ میں پیالہ لئے کھڑا رہا اور اس انتظار میں رہا کہ ابھی جاگیں گے۔ اسی دوران صبح ہوگئی۔ اب رہ جاگے تو اپنے حصے کا دودھ پیا۔ تو اے اللہ اگر میں نے یہ کام صرف تیری رضا کے لئے کیا تھا تو جس مصیبت میں ہم گرفتار ہیں اسے دور کر دے چنانچہ پتھر قدرے ہٹا لیکن نکلنے کا راستہ نہ بنا۔

رسول اللہ ﷺ نے بتایا: کہ پھر دوسرا بولا اے اللہ! میری ایک چچا زاد بہن تھی مجھے بہت پیاری لگتی تھی۔ میں نے اسے بہکانے کی کوشش کی لیکن وہ انکاری ہوگئی۔ ایک سال وہ قحط میں مبتلا ہوگئی۔ تو میرے پاس چلی آئی میں نے اسے ایک سو بیس دینار اس شرط پر دینے کو کہا کہ اسے برائی کرنا ہوگی۔ وہ رضا مند ہوگئی۔ جب میں برائی پر قادر ہوا تو اس نے کہا تمہارے لئے یہ مناسب نہیں کہ ناحق مہر توڑ دو۔ چنانچہ میں برائی سے باز آ گیا۔ اور پیچھے ہٹ گیا حالانکہ وہ مجھے

ساری دنیا سے پیاری تھی۔ پھر میں نے اسے وہ سونا بھی چھوڑ دیا جو اسے دے چکا تھا۔ الہی اگر میں نے یہ کام صرف تیری رضا کے لئے کیا تھا۔ تو ہمیں اس مصیبت سے نجات دے دے۔ جس میں ہم گرفتار ہیں پتھر کچھ مزید ہٹا لیکن یہ اب بھی نکل نہیں سکے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پھر تیسرا بولا کہ الہی! میں نے چند مزدوروں سے مزدوری پر کام لیا۔ اور انہیں اجرت دے دی صرف ایک آدمی ایسا تھا جس نے اپنی مزدوری نہ لی اور چلا گیا۔ اسکی وہ اجرت میرے پاس بڑھتی رہی۔ چنانچہ کچھ عرصہ بعد وہ آیا اور مجھ سے اجرت مانگی۔ تو میں نے کہا۔ یہ اونٹ، بکریاں، گائے اور غلام جو کچھ بھی تم دیکھ رہے ہو سب تمہارا ہے اس نے کہا مجھ سے مذاق نہ کرو۔ میں نے کہا مذاق نہیں کر رہا چنانچہ وہ سب مال بانک کر لے گیا اور باقی کچھ بھی نہ چھوڑا۔ الہی! اگر یہ کام میں نے صرف تیری رضا کے لئے کیا تھا تو ہمیں اس مصیبت سے نجات دے دے۔ جس میں ہم مبتلا ہیں۔ چنانچہ پتھر مکمل طور پر ہٹ گیا اور وہ غار سے نکل کر روانہ ہو گئے۔،،

(الرسالۃ القشیریہ صفحہ ۴۱۰، نجات الانس صفحہ ۴۹) بستان العارفین بحوالہ

صحیح بخاری و صحیح مسلم)

”حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما سے ایک طویل واقعہ میں مروں سے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام (اصحاب صفہ) کی دعوت کی۔ آپ نے خود بھی کھانا کھایا اور دوسروں نے بھی۔ ہر لقمہ اٹھانے کے بعد کھانا پہلے سے بھی بڑھ جاتا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی سے فرمایا اے ہمشیرہ بنی فراس! یہ کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے عرض کیا اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک (میرے سر تاج) اس وقت تو یہ کھانا پہلے سے تین گنا زیادہ ہے۔ چنانچہ ان سب

صحابہ نے بھی خوب کھایا اور حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں بھی روانہ کیا جسے حضور ﷺ نے بھی تناول فرمایا،۔

(صحیح بخاری شریف، صحیح مسلم شریف، مسند امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ مسند امام بزار رحمۃ اللہ علیہ المنہاج السوی)

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کوئی ایسی بات نہیں سنی جس کے متعلق انہوں نے فرمایا ہو کہ میرے خیال میں یہ اس طرح ہے اور وہ ان کے خیال کے مطابق نہ نکلی ہو،۔

(صحیح بخاری شریف، المنہاج السوی بحوالہ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ و امام نووی رحمۃ اللہ علیہ)

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر روانہ فرمایا اور اس کا سالار ایک شخص کو مقرر فرمایا جس کا نام ساریہ تھا۔ ایک دن آپ خطبہ دے رہے تھے کہ اچانک دوران خطبہ فرمایا (پکارا) اے ساریہ پہاڑ کی اوٹ لو۔ جنگ کے بعد لشکر سے ایک قاصد آیا اور کہنے لگا۔ اے امیر المومنین! ہم دشمن سے لڑ رہے تھے۔ اور قریب تھا کہ وہ ہمیں شکست دے دے۔ پھر اچانک کسی پکارنے والے نے پکارا۔ اے ساریہ پہاڑ کی اوٹ لو۔ ہم نے اپنی پیٹھیں پہاڑ کی طرف کر لیں تو اللہ تعالیٰ نے انہیں شکست دے دی اور ہمیں فتح دوسرت عطا فرمائی،۔

(المنہاج السوی بحوالہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ امام ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ خطیب تبریزی رحمۃ اللہ علیہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ)

عبدفقیر نے ہزاروں میں سے چند ایک واقعات مستند حوالہ جات کے ساتھ پیش کر دیئے جو کہ اہل شعور اور فکر و یقین والے احباب کے لئے اکسیر کا

درجہ رکھتے ہیں۔ اب میں کرامت کی تعریف اور ظہور کے بارے میں اولیاء و علماء کے اقوال کی روشنی میں پیش کرتا ہوں۔

حضرت امام ابو القاسم عبدالکریم بن ہوازن القشیری رحمۃ اللہ علیہ تصوف کی نادر کتاب الرسالۃ القشیریہ کے صفحہ ۴۰۳ پہ لکھتے ہیں۔ کہ حضرت استاذ ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

”کہ اولیاء اللہ کی کرامتیں قابل تسلیم و جواز ہیں اور اس کے جواز کی دلیل یہ ہے کہ یہ ایک وہم و گمان میں آنے والی چیز ہے۔ اور دماغ میں اس کے آنے سے کوئی شرعی اصول نہیں ٹوٹتا لہذا یہ ضروری ہے۔ ہم بتائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے ایجاد کرنے کی قوت رکھتا ہے اور جب یہ معلوم ہو گیا کہ اسے ایجاد کر دینا اللہ کی قدرت و قوت میں ہے تو اس کے جائز ہونے میں کوئی شے رکاوٹ نہیں بن سکتی۔“

امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۴۰۴ پہ اپنا خیال علمی نکتہ نظر کے تحت فرماتے ہیں۔

”کرامت ایک حادث چیز ہوتی ہے (جیسے معجزہ) کیونکہ جو چیز قدیم ہوتی ہے۔ اس سے کسی فرد کا تعلق نہیں ہوتا یہ ایک عادت کے خلاف ہونے والا کام ہوتا ہے۔ یہ دار تکالیف (دنیا) میں واقع ہوتی ہے۔ ایک بندے کی خصوصیت اور فضیلت بتایا کرتی ہے۔ کبھی تو اسکی دعاء اور اپنی پسند سے واقع ہوتی ہے۔ اور کبھی ظاہر نہیں ہوا کرتی۔ اور کبھی کبھی اس کے اختیار کے بغیر ہی واقع ہو جاتی ہے۔ ولی کو یہ حکم نہیں ہوتا کہ اپنے اعتراف کے لئے لوگوں سے کہے لیکن اگر وہ کسی اہل شخص کو یہ بتادے تو جائز ہوتا ہے۔ یہ بھی ضروری نہیں کہ جو کرامت ایک ولی کو حاصل ہے وہی سب کو حاصل ہو بلکہ اگر کسی ولی کی ایک کرامت بھی ظاہر نہ ہو سکے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ ولی ہی نہیں ہے۔ یاد رکھنیے کہ ولی کو اپنی

کرامت دکھانے کی محتاجی نہیں ہوتی اور نہ ہی وہ اس کی طرف دھیان دیتا ہے صرف یہ ہوتا ہے کہ کرامت کے واقع ہونے پر ان کا یقین مضبوط ہوتا اور بصیرت بڑھ جاتی ہے۔ کہ یہ اللہ کا فعل ہے چنانچہ وہ اسے اپنے عقائد کی درستگی کا سبب جانتے ہیں۔ بہر حال اولیاء کے ہاتھوں ظہور کرامت کو جائز سمجھنا واجب ہوتا ہے۔ تمام اہل معرفت کا اس بات پر اتفاق ہے۔ اور اس سے اتنا مضبوط علم حاصل ہو جاتا ہے جس سے شکوک و شبہات دور ہو جاتے ہیں۔ ان کرامات کا اظہار کبھی یوں ہوتا ہے کہ ولی کی دعا قبول ہو جاتی ہے۔ کبھی بھوک پیاس لگنے پر کھانا سامنے آ جاتا ہے۔ حالانکہ بظاہر کھانا مل جانے کا سبب کوئی نہیں ہوتا۔ یونہی پیاس لگنے پر پانی مل جاتا ہے۔ کبھی مختصر مدت میں آسانی سے طویل مسافت طے ہو جاتی ہے۔ کبھی جانی دشمن سے چھٹکارا مل جاتا ہے۔ اور کبھی غیب سے آواز آ جاتی ہے۔ وغیرہ وغیرہ یہ سب کام عام عادت کے خلاف ہوتے ہیں۔“

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف نجات الانس کے صفحہ ۵۴ پر حضرت شیخ امام قطب انام شہاب الدین عبداللہ عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل فرماتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا۔

”یعنی ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے اولیاء ہیں۔ جنکی کرامات ظاہر ہوئی ہیں۔ علی ہذا ہر ایک رسول کے زمانہ میں ان کے متعین ہوتے ہیں۔ جن سے کرامات فرق عادات ظاہر ہوا کرتے ہیں۔ اولیاء کی کرامات انبیاء علیہم السلام کے معجزات کا تتمہ ہے۔ لیکن جو شخص کہ احکام شرعیہ کا ملتزم نہیں اور اس کے ہاتھ پر خرق عادات کا ظہور ہو تو ہمارے اعتقاد میں وہ شخص زندیق بے دین ہے۔ اور جو کچھ اس سے ظاہر ہوتا ہے وہ مکر و استدراج ہے۔“

حضرت امام محمد عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف خلاصۃ المفاخر کے صفحہ ۴۰

پر بحوالہ علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

”کرامات اولیاء حق ہیں اور ولی وہ ہے جو ذات و صفات الہی کا عارف، امکانی حد تک طاعت الہی کا پابند گناہوں سے مجتنب، شہوات و لذات سے روگرداں ہو اور وہ کرامت اسکی طرف سے کسی خرق عادت واقعہ کے ظہور کو کہتے ہیں۔ کرامت کے حق ہونے کی دلیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد کے بزرگوں سے وہ متواتر واقعات ہیں جن کا انکار ممکن نہیں۔ خصوصاً ایسے امور جو مشترک پائے جاتے ہیں اگرچہ ان کی تفصیل خبر واحد کے ذریعے پہنچی ہے۔ اور قرآن مجید بھی کرامات کے ظہور پر ناطق و شاہد ہے۔ جیسے حضرت مریم کا واقعہ اور سلیمان علیہ السلام کے صحابی کا واقعہ کرامت ولی سے خرق عادت کے طور پر ظاہر ہوتی ہے۔ جیسے معمولی وقت میں لمبی مسافت طے کر لینا اور اسکی مثال آصف بن برخیا کا دور دراز مسافت سے پلک جھپکنے سے پہلے تخت بلقیس لانا ہے۔ اور جیسے ضرورت کے وقت طعام، پانی اور لباس منگوا لینا۔ جیسے پانی چلنا، چنانچہ بے شمار اولیاء سے منقول ہے۔ اور ہوا میں اڑنا جیسے جعفر بن ابی طالب اور لقمان سرخی کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ جیسے بے زبان چیزوں اور بے زبان جانوروں کا بولنا۔ بے جان چیزوں کے بولنے کے متعلق سلمان فارسی اور ابوالدرداء سے روایت ہے۔ کہ ان کے سامنے پیالے سے تسبیح پڑھنے کی آواز آئی اور انہوں نے سنی اور بے زبان جانوروں کے بارے میں وہ روایت ہے۔ کہ ایک شخص بیل پر وزن لادے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے گزرا بیل نے سرکار دو عالم کی طرف رخ کر کے کہا میں اس لئے پیدا نہیں ہوا میں تو کھیتی باڑی کے لئے پیدا ہوا ہوں۔ لوگوں نے کہا سبحان اللہ بیل بول رہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا اس پر ایمان ہے۔ اور جیسے مصیبتیں ہٹا دینا یا دشمن سے بچا لینا وغیرہ۔ اسکی مثال حضرت

عمر رضی اللہ عنہ کا مدینہ منورہ کے منبر پر نہادند میں اپنے لشکر کو دیکھنا اور امیر لشکر کو اے ساریہ، پہاڑ، پہاڑ پکار کر پہاڑ کے پیچھے سے چھپ کر دشمن کے حملے سے خبردار کرنا ہے۔ اور اسی طرح ساریہ کا اتنی دور سے یہ آواز سن لینا ہے۔ یا حضرت خالد کا بغیر کسی نقصان کے زہر پی لینا یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خط سے دریائے نیل کا جاری ہو جانا ایسے اتنے واقعات ہیں جنہیں شمار نہیں کیا جاسکتا۔“

حجتہ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

”کنکریوں کا تسبیح پڑھنا، عصا کا سانپ بن جانا، جانوروں کا کلام کرنا اور اس قسم کے جو واقعات منقول ہیں ان کی تین قسمیں ہیں۔ حسی، خیالی، عقلی (حسی طور پر ان چیزوں کے واقع ہونے کے امکان کے دلائل میں فرماتے ہیں) جو خدا نطفہ سے آدمی اور مادہ سے جاندار پیدا کر سکتا ہے وہ اس بات پر بھی قادر ہے کہ سنگریزے میں جان ڈال دے اور حیوان کو قوت گویائی دے دے۔ تمام اجسام متماثل ہیں۔ اس لئے ایک جسم میں جو باتیں پائی جاتی ہیں وہ ہر ایک جسم میں پائی جاسکتی ہیں۔ گو بالفعل نہ پائی جائیں۔ آفتاب ایک مدت میں ایک چیز کو گرم کر سکتا ہے۔ آگ فوراً کر سکتی ہے۔ اس لئے ممکن ہے کہ جو امور بتدریج وقوع میں آتے ہیں۔ پیغمبر کی تاثیر سے فوراً وقوع میں آئیں۔ (اس پر طویل بحث کے بعد لکھتے ہیں) تینوں اقسام حسی، خیالی اور عقلی پر ایمان لانا واجب ہے۔“

حضرت امام ابو الحسن الشطنوفی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف مبارکہ بھتہ الاسرار کے صفحہ ۱۲۸ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

”ولی کی کرامت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے قانون پر استقامت فعل ہے۔ ولایت کے سر کی باتیں کرنا نقص ہے اور اسکی نسیم کی گھات میں لگے رہنا کرامت ہے۔ کرامت اس کا نام ہے کہ کسی ولی کے دل پر خدا کے نور کے عکس کا

اثر نور کلی کی روشنی کے چشمہ سے فیض الہی کے واسطہ سے پڑے اور یہ امر ولی پر اس کے اختیار کے بغیر ہی ہوتا ہے۔ اولیاء انبیاء کے ارشادات حقیقی اطلاعوں، نوری ارواح قدسی اسرار، روحانی انفاس پاکیزہ مشاہدات کے ساتھ خاص ہوتے ہیں۔“

امام ابو زکریا یحییٰ بن شرف نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف بستان العارفین میں صفحہ ۱۳۶ میں فرماتے ہیں۔

”کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ یونس میں فرمایا ہے کہ ”سن لو اللہ کے ولیوں پر نہ کوئی خوف ہے نہ کچھ غم وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں انہیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں اور یہی بڑی کامیابی ہے۔“ اہل حق کا مذہب ہے کہ اولیاء اللہ کی کرامات ثابت اور ہر دور میں جاری اور واقعہ موجود رہی ہیں۔ اس پر عقلی و نقلی دلائل قاہرہ بھی موجود ہیں۔“

(قارئین وہ دلائل گذشتہ صفحات پہ قرآن و حدیث کی روشنی میں پیش کر دیئے گئے ہیں۔ راقم الحروف)

حضرت سید محمد بن مبارک کرمانی ”میر خورد“ قدیم ترین کتاب سیر الاولیاء کے صفحہ ۲۸۵ پہ لکھتے ہیں۔

”کہ حضرت سلطان المشائخ خواجہ خواجگان نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ تین چیزیں ہیں جو بطریق کرامت حاصل ہوتی ہیں ایک علم بغیر پڑھے سیکھے حاصل ہو جانا۔ جیسا کہ خواجہ ابو حفص نیشاپوری کو سفر حج میں حاصل ہوا۔ کہ جب وہ بغداد میں پہنچے اور خواجہ جنید رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی تو عربی زبان میں نہایت وضاحت سے گفتگو کرنے لگے۔ دوسرے جو چیز عوام خواب میں دیکھتے ہیں وہ اولیاء کو بیداری کی حالت میں محسوس و مشاہدہ ہونا۔ تیسری جو عوام کا تصور ان کے نفس میں اثر ڈالتا ہے اولیاء کا وہی تصور غیر کے نفس میں موثر ہوتا ہے۔ مثلاً

جب کوئی شخص حوض کا تصور کرتا ہے اسی وقت اس کا منہ پر آب ہو جاتا ہے اور یہ تصور کی تاثیر کا ادنیٰ اثر ہے اسی طرح اگر صاحب کرامت نفس غیر میں کسی چیز کا تصور کرے گا تو اس کا اثر فوراً خارج میں موجود ہو جائے گا۔ اور کسی شخص کے حاضر ہونے کا تصور کرے گا تو وہ شخص اسی وقت حاضر ہو جائے گا۔ آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ خارق عادت کے چار مرتبے ہیں۔ ۱۔ معجزہ، ۲۔ کرامت، ۳۔ معونت، ۴۔ استدراج معجزہ تو صرف انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خصوصیت رکھتا ہے۔ دوسرے کو ہرگز میسر نہیں ہوتا کیونکہ ان کا علم و عمل دونوں درجہ کمال کو پہنچ جاتے ہیں۔ اور وہی حقیقت میں اہل صحو ہیں۔ اور کرامت اولیاء کا حصہ کیونکہ یہ لوگ بھی بہ نسبت اوروں کے علم میں کامل ہوتے ہیں۔ انبیاء اور اولیاء میں فرق ہے اور وہ یہ کہ انبیاء غالب الحال ہوتے ہیں اور اولیاء مغلوب الحال ہوتے ہیں۔ معونت وہ ہے جو بعضے مجنونوں کو میسر ہوتی ہے۔ یہ لوگ علم و عمل کچھ نہیں رکھتے لیکن خرق عادات کے طور پر ان سے گاہے بگاہے کوئی چیز دیکھنے میں آ جاتی ہے۔ رہا استدراج اسکی کیفیت یہ ہے کہ جو لوگ ایمان کا حصہ نہیں رکھتے اور ساحروں، شعبدہ بازوں کی طرح برخلاف عادت ان سے کوئی بات دیکھی جاتی ہے تو اس خلاف عادت بات کو استدراج کہنا اور سمجھنا چاہیے۔

حضرت علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ترجمہ:- ”کرامت صرف اس ولی سے صادر ہوتی ہے جو اپنے نبی کا کامل تابع ہو۔ اسی وجہ سے وہ ولی اس امت کے خواص میں سے ہوتا ہے معلوم ہوا کہ کرامت کا صدور متقی صالح اور کامل تابع سنت کے بغیر کسی سے نہیں ہو سکتا کیونکہ وہی نبی کی صحیح روحانی اولاد ہوتی ہے۔“

قارئین محترم حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں

جب کہ حضور ﷺ کے ہاتھوں معجزات ظہور پذیر ہوتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی بہت سی کرامات کا ظہور ہوا جن کی تفصیل کی گنجائش نہیں اس کتاب میں چند ایک واقعات پیش کئے ہیں۔ آپ راقم الحروف کی کتاب خصائص اہلبیت میں بھی مطالعہ کر سکتے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد صوفیاء عظام رضی اللہ عنہم اور اولیاء کاملین کے ہاتھوں بے شمار کرامات معرض ظہور میں آئیں۔ اور تاحال خوارق و کرامات دیکھنے میں آرہی ہیں اور قیامت تک ایسا ہوتا رہے گا۔ کیونکہ امت میں ایک جماعت ہمیشہ موجود رہے گی۔ جو نیکی کا حکم دیتی رہے گی اور برائی سے منع کرتی رہی گی۔ اور وہ جماعت صوفیائے کرام کی برگزیدہ جماعت ہے۔

کرامت صرف یہ ہی نہیں کہ کوئی مافوق الفطرت بات کا ہو جانا یا تھیرت انگیز کام کر دکھانا بلکہ اصل میں کرامت کی حقیقت یہ ہے کہ اپنی زندگی کو سنت نبوی ﷺ کے مطابق ڈھال کر رضائے الہی حاصل کی جائے اور جو بھی یہ باہمت کام کرے گا وہ صاحب کرامت ولی ہوتا ہے۔

کیونکہ ولی کی کرامت جب ماحول پر اثر انداز ہوتی ہے تو اللہ کی مخلوق خدا تعالیٰ سے دور ہو چکی ہوتی ہے۔ اس کی کوشش سے اللہ کی یاد اور عبادت کی طرف کھینچی چلی جاتی ہے۔ ان کے دل میں یقین اور ایمان کی شمع روشن ہونے لگتی ہے۔ رزائل دور ہوتے ہیں اور فضائل کے حصول کا جذبہ اور شوق پیدا ہونے لگتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ اور حضرت شاہ شمس تبریز رضی اللہ عنہ کا کتابوں والا واقعہ مشہور ہے۔ کہ وہ سارا منظر دیکھ کر مولانا رضی اللہ عنہ ان کے قدموں میں گر کر معرفت الہی حاصل کرتے ہیں اور فرماتے ہیں۔

مولوی ہرگز نشد مولائے روم تا غلام شمس تبریزی رضی اللہ عنہ نشد

اولیاء اللہ کے حالات کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی ایک ہی ایسی ہستی جلوہ گر ہوگئی کہ جس نے بالکل نامساعد حالات میں دعوت الی اللہ کا کام کر کے ہزاروں بگڑے ہوئے لوگوں کو اللہ کا بندہ بنا دیا۔

اللہ تعالیٰ اس کو پڑھ کر سب کے شکوک و شبہات کو دور فرمائے اور اولیاء اللہ کی محبت و معرفت عطا فرمائے۔ اور صحیح معنوں میں مسلمانی کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور میدان معرفت آسان فرمائے۔

(آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم)

بقول شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ:

یکے دیدم از عرصہ رودبار کہ پیش آدم برپلنگے سوار
چناں ہول زان حال برمن نشست کہ تر سیدنم پائے رفتن بہ بست
تبسم کناں دست برب گرفت کہ سعدی مدار آنچہ دیدی شکفت
تو ہم گردن از حکم داور پیچ کہ گردن نہ پیچدز حکم تو پیچ
ترجمہ:- ”فرماتے ہیں کہ رودبار کے میدان میں میں نے ایک شخص کو
دیکھا چیتے پر سوار ہو کر میرے سامنے آیا۔ اس کو دیکھ کر مجھ پر ایسا خوف طاری ہوا
کہ میرے پاؤں چلنے سے رہ گئے۔ چیتے کے سوار نے مسکرا کر ہاتھ ہونٹوں پر رکھا
اور فرمایا کہ سعدی! جو کچھ تو نے دیکھا ہے اس پر تعجب نہ کر۔ تو خدا کے حکم سے
گردن نہ پھیر کوئی بھی تیرے حکم سے گردن نہ پھیرے گا۔“

خواجہ خواجگان حضور پر نور فیض گنجور عاشق رسول حضرت خواجہ فقیر صوفی

اللہ رکھا شاہ مرشد و راہنما قلندر بے ریا و با صفا نور اللہ مرقدہ۔ کے پاکیزہ حالات
اور سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر غور کرنے سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح
واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ہر دو کمالات و کرامات سے ایک

وافر حصہ عطا فرمایا تھا۔ اور آپ ﷺ محبوبیت کے انتہائی ارفع و اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ حسن و اخلاق کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے جمال ظاہری کی نعمت بھی بدرجہ اتم عطا فرمائی تھی۔ آپ ﷺ کا وجود مسعود ہی ایک اعجاز خداوندی تھا۔ ایسے عظیم المرتبت اہل اللہ جب اپنے کمال کو پہنچ جاتے ہیں تو ان کا وجود مقدس مخلوق خدا کے لئے سراپاء رحمت بن جاتا ہے۔ آپ ﷺ میں انکساری کا کمال جذبہ تھا اور آپ ﷺ نے ہمیشہ اپنے کمالات کو پوشیدہ رکھنا ہی پسند فرمایا۔

باہروں دن میلے کالے تے اندر آب حیاتی

لب سکے تریہایاں وانگوں جان ندی وچ نہاتی

حضرت قبلہ عالم ﷺ کے دست نائب قدرت سے ظہور پذیر ہونے والے کمالات یعنی کرامات کو تحریر میں لانا دشوار ہی نہیں بلکہ محال و ناممکن ہے کیونکہ آپ ﷺ کا حلقہ ارادت جو لاکھوں میں شمار ہوتا ہے۔ اگر آپ ﷺ کے ہر ارادتمند پر آپ ﷺ کے بے نظیر و بے مثال تصرف کے ظہور کی ایک ایک روایت بھی قلمبند کی جائے تو ہزاروں دفتر درکار ہوتے ہیں۔

آنکھ والا تیرے جو بن کا تماشہ دیکھے

دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

آپ ﷺ کی اولیں واضح کرامت یہ بھی ہے۔ کہ دیکھنے والے اکثر پہلی نظر میں ہی گرویدہ ہو کر رہ جاتے اور آپ ﷺ کے والہ و شیدا ہو جاتے۔ دن رات لوگ قدمبوسی کے لئے ہجوم کرتے بڑھتے اور ایسا معلوم ہوتا جیسے دلوں میں نور و سرور کا ایک خزانہ بھر گیا ہے۔ ارادتمند اور نو وارد عوام و خواص یکساں شکار تھے۔ بلکہ غیر عقیدہ بھی اثر لئے بغیر نہیں رہ سکتے تھے۔ (مولوی غلام رسول وہابی نے مجھے (راقم الحروف کو بتایا کہ بابا جی ﷺ جیسا پرکشش اور صاحب جود و سخا،

امین اور حلیم شخص میں نے آج تک نہیں دیکھا) ایک خاص بڑی جماعت ہر وقت دربار عالیہ میں چلی آرہی ہے۔ بعض بچپن میں شکار ہوئے۔ کئی گھر بار چھوڑ کر نسبتیں توڑ کر عمر بھر مجرور رہے اور ابھی آپ ﷺ کی یاد دل میں بسائے اس طرح جی رہے ہیں۔

تمہارے آستاں سے اٹھ کر متانے کہاں جائیں
جو وابستہ ہوئے تم سے وہ دیوانے کہاں جائیں
سجادہ نشین حضرت الحاج صوفی احسان الہی صاحب بھی حضرت قبلہ
عالم ﷺ کے فیوض و برکات کا مجسم نمونہ بن کر خلق خدا کو اپنے فیضان ظاہری
و باطنی سے مستفیض فرما رہے ہیں اور آپ ﷺ کے حلقہ فیضان کی توسیع و ترقی کا
باعث ہیں۔

آپ ﷺ کی کون کونسی کرامت کا ذکر کروں کہ اس ذات کا ہر لمحہ ایک
نئی کرامت سے بھرا ہوتا تھا۔ وہ ذات جسکی گفتار کرامت، کردار کرامت، لیکن اہل
ذوق و عقیدت کی محبت میں اضافے کے لئے چند ایک کرامات تحریر کر رہا ہوں۔ جو
صحیح اور معتبر اسناد سے مجھ تک پہنچی ہیں۔ لیکن پھر بھی ان میں سے بھی چند وہ بھی
مختصر مضمون کے ساتھ تاکہ طوالت نہ ہو جائے۔

آپ ﷺ کی بچپن کی کرامات کا ذکر تو ولادت و باسعادت کے ساتھ
کر دیا گیا ہے۔ یہاں مزید ذکر کی جائیں گی۔

آپ ﷺ کا سب سے بڑا فیضان آب شفا والا جو کے آج بھی جاری
و ساری ہے اور قیامت تک رہے گا۔

۱۔ میری آنکھوں کی طرف دیکھو:

حضرت الحاج خواجہ صوفی احسان الہی صاحب بیان فرماتے ہیں کہ میں اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ پہلی دفعہ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ میری آنکھیں خراب تھی۔ حضور نے مجھے فرمایا کہ بیٹا تمہاری آنکھوں کو کسی نے دیکھا ہے تم میری آنکھوں میں دیکھو اگر لگ گئیں تو ٹھیک ہو جائیں گی ورنہ کوئی حل نہیں صوفی صاحب نے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھوں میں دیکھا تو ایسا جلوہ یار نظر آیا کہ سب کچھ چھوڑ کر حضور رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں کو اپنا مسکن بنا لیا۔ اور حضور کے عشق میں تن من دھن قربان کر دیا۔

نگاہ مست ملائی تو مئے پلا کے اٹھے

جہاں وہ بیٹھ گئے مئے کدہ بنا کے اٹھے

۲۔ نگاہ جلال سے کیفیت قلب بدل گئی:

حضرت الحاج خواجہ صوفی احسان الہی صاحب بیان فرماتے ہیں۔ کہ ایک بھائی صاحب کار لیکر آئے۔ اور باباجی حضور سے عرض کرنے لگے حضور یہ کے لئے چلیں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ گاڑی میں بیٹھ گئے ہمیں بھی ساتھ بٹھالیا۔ نہ گھر بتانے دیا نہ کوئی زادراہ ساتھ لینے دیا چل پڑے۔ رات گوجرانوالہ میں چوہدری محمد فیض اللہ کانوگ کو صاحب کے گھر ٹھہرے۔ نماز فجر کے فوراً بعد وہاں سے چلے پتو کی جا کر ناشتہ کیا۔ صوفی صاحب فرماتے ہیں میں نے دل میں سوچا کہ ہمارے پاس پیسے بھی نہیں اگر کسی چیز کی ضرورت پڑ جائے تو کیا کریں گے۔ فرماتے ہیں جب پاکپتن شریف پہنچے تو حضرت شیخ العالم بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر حاضر ہو رہے تھے کہ ایک شخص آیا ہم میں

سے کسی کا بھی واقف نہیں تھا۔ اس نے اشارہ کیا کہ حضور کی کرسی مبارک نیچے رکھو ہم نے رکھ دی اس نے آپ ﷺ کی قدمبوسی کی پھر ایک ہزار کا نوٹ حضور کی بارگاہ میں پیش کیا حضور ﷺ نے وہ قبول فرما کر دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر مجھے پکڑا دیا اور اس نگاہ جلال سے میری طرف دیکھا کہ وہ نگاہ مجھے آج تک نہیں بھولتی اور فرمایا اسکی طلب کرتے تھے۔ یہ لو اور فرمایا۔

پلے رزق نہیں بن دے پنچھی تے درویش

جہاں تو کل رب تے رزق انہاں نون ہمیش

فرماتے ہیں اس کے بعد آج تک میں نے ایسا خیال ہی نہیں سوچا۔

اسے مل گئے آقا دو جہاں جسے تو نے درپہ بلا لیا

یہ تیری نظر کی کشش ہوئی کہ زمانے بھر کو جھکا لیا

۳۔ پاؤں مبارک سے دودھ کا نکلنا:

رات کا دو تہائی حصہ گزرنے کے بعد ایک ایسا وقت آتا تھا۔ کہ دائیں پاؤں یا بائیں پاؤں مبارک سے سفید پانی جو کہ دودھ کی مانند نکلتا تھا۔ اور اس وقت حضور کا جلال و جمال بھی انوکھا ہوتا۔ اور بعض عاشقوں کو وہ دودھ مبارک چکھنے کا شرف بھی نصیب ہوا۔ حضرت الحاج خواجہ صوفی احسان الہی صاحب فرماتے ہیں کہ ایسا ذائقہ آج تک کسی دودھ میں نہیں ملا جو اس میں تھا۔ وہ حضرت قبلہ عالم عظیم کے فیض کی طغیانی تھی۔

ازل سے تا ابد جاری ہے جو یہ وہ تجلی ہے

فرد جس سے ہے عاجز ہیں وہ سرکن فکاں خواجہ

۴۔ پیشانی مبارک سے نور کا نکلنا:

صوفی محمد ایوب صاحب سے بھائیوں نے پوچھا کہ جس دن آپ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے ہو تو اس دن باباجی حضور رحمۃ اللہ علیہ رات کو کافی دیر تک اپنے پاس بیٹھنے کی اجازت فرماتے ہیں اور جس دن آپ نہیں آتے تو اس دن جلدی آرام کرنے کی اجازت فرمادیتے ہیں۔ تو محمد ایوب صاحب نے بتایا کہ رات ایک بجے کے بعد حضور رحمۃ اللہ علیہ کی پیشانی مبارک سے ایک نور نکلتا ہے۔ جو آسمان کی طرف جاتا ہے اور چاروں طرف پھیل جاتا ہے۔ میں اسکی زیارت کرنے کے لئے حاضر ہوتا ہوں۔ اور حضور رحمۃ اللہ علیہ مجھے اس کا دیدار کروادیتے ہیں۔

مجسم جمال نبیؐ خواجہ خواجہ سراپا کمال علی خواجہ خواجہ
سراجاً مینزاً کے روشن معانی ادھر چاند ادھر چاندنی خواجہ خواجہ
۵۔ اتنے ہی بکرے آجاتے:

باباجی صوفی شاہ محمد رحمۃ اللہ علیہ اور باباجی محمد شفیع صاحب دونوں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے لنگر خانے کے خادم تھے۔ اور راقم الحروف بندہ ناچیز کو اپنے کندھوں پہ بٹھا کر پھیرا کرتے تھے۔ انہوں نے اکثر مجھے (راقم الحروف) کو چھوٹی چھوٹی لکڑیوں کے ساتھ رسیاں باندھ کر دینی اور کہنا کا کاجی باباجی حضور رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کروا کر باباجی بکرے ختم ہو گئے ہیں۔ جب میں نے وہ رسیاں پکڑ کر باباجی حضور شہنشاہ زمانہ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا اور یہ عرض کرنا تو حضور نے مسکرا کر فرمانا کتنی رسیاں لے کر آئے ہو۔ وہ دیکھ کر فرمانا ٹھیک ہے آگئے ہیں۔ اور شام تک جتنی رسیاں ہوئیں اللہ تعالیٰ اتنے بکرے بھیج دیتا کبھی ایک بھی کم نہیں ہوتا تھا۔

میرے دل کو اب بھی اس کی بڑی آس سی لگی ہے
میری عمر جسکی شفقت کی بہار میں کٹی ہے

۶۔ سزائے موت سے بچ گیا:

حافظ صوفی بشیر احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ میرے بھائی حضرت علامہ حافظ محمد عالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو سزائے موت کا حکم ہو گیا ہم حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوئے حضور نے مجھے اپنی تصویر عطا فرمائی اور فرمایا یہ حافظ صاحب کو جیل میں پہنچا دو۔ جب پہنچائی گئی تو صبح تھانیدار جا کر خود بخود حافظ صاحب کو لے کر آستانہ عالیہ پر حاضر ہوا۔ حضور رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ صاحب کی طرف دیکھ کر فرمایا جاؤ حافظ صاحب آپ بری ہیں۔ حج کے کاغذوں پر لکھ دیا گیا ہے۔ اور ایسا ہی ہوا اور حافظ صاحب جہاں بھی تقریر کرتے یہ واقعہ ضرور سناتے۔ (اور اسی طرح کے واقعات بابو محمد ریاض بٹ اور صوفی محمد عارف کے ساتھ بھی پیش آئے تھے اور وہ لوگ آج تک بقید حیات موجود ہیں)۔

جلا سکتی ہے شمع کشتہ کو موج نفس ان کی
الہی کیا چھپا ہوتا ہے اہل دل کے سینوں میں

۷۔ میرے یار کا بستر نہیں ہے:

حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ ایک دن صبح سویرے فرمانے لگے کہ آج میرے یار میرے پیشوا حضرت بابا رحمت سخی رحمۃ اللہ علیہ پہ بستر نہیں ہے آپ کو سردی لگ رہی ہے اور حضرت الحاج خواجہ صوفی احسان الہی صاحب کو فرمایا کہ ایک لحاف، گدا، چادر اور گاؤ تکیہ لے کر ابھی فوراً چلے جاؤ۔ صوفی صاحب فرماتے ہیں واقعی جب ہم وہاں پہنچے تو حضور کے پاس کوئی بستر نہیں تھا۔ اور شدید سردی کا موسم تھا۔ لیکن

حاجی رمضان نے اوپر لیتے ہی اتار لیا اور لے گیا۔ جب ہم نے آ کر بتایا تو حضور جلال میں آگے اور فرمایا اسکی موت بہت بری ہوگی کیڑے پڑ جائیں گے۔ اور اکثریت اس بات کی گواہ ہے کہ اسکی موت اسی طرح واقع ہوئی۔

نہ اسیں پیر توں جدا نہ پیر اسماں تیں جدا
جد جدائی سمجھ لئی سمجھو جدائیاں ہو گئیاں

۸۔ خواجہ حضور رحمۃ اللہ علیہ کا ایکسڈنٹ:

حضرت الحاج خواجہ صوفی احسان الہی صاحب صاحبزادہ صوفی نذیر حسین رحمۃ اللہ علیہ حافظ صوفی بشیر احمد صاحب اور دیگر کئی بھائیوں نے بھی بتایا ہے۔ کہ ۱۹۸۳ء کا واقعہ ہے۔ بابا جی قبلہ رحمۃ اللہ علیہ صبح سویرے جلوہ افروز تھے کہ فرمایا کہ میرے پیشوا حضور خواجہ صوفی نقیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو سٹریچر پر ڈالا جا رہا ہے لہذا عرض کرو حضور سفر چھوڑ دیں۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بابا سردار احمد صاحب کے ذریعے پیغام بھیجا۔ تو خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کچھ خاموش رہے پھر فرمایا کہ مجھے حکم ہے سفر کا اب یار کی مرضی جیسا بھی کرے۔ لیکن جو کام ہم ہزاروں میل دور جا کر کرتے ہیں صوفی صاحب قلندر بابا رحمۃ اللہ علیہ سا ہو چک شریف میں بیٹھ کر سکتے ہیں۔ اور یہ مرد قلندر دیکھ رہے تھے آنیوالا وقت کہ واقعی جولائی ۱۹۸۳ء کو بوجہ ایکسڈنٹ خواجہ حضور رحمۃ اللہ علیہ کی بائیں ٹانگ کی پنڈلی بری طرح ٹوٹ گئی۔ اور پھر خواجہ حضور رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ٹانگ مبارک کاٹ دی گئی۔

کسی مخصوص دل کو عشق کے الہام ہوتے ہیں

محبت معجزہ ہے معجزے کب عام ہوتے ہیں

۹۔ عطاءِ اولادِ نرینہ:

حضور ﷺ کی بارگاہِ بیکس پناہ میں مخلوقِ خدا خالی جھولیاں لے کر آتی اور بھر کے جاتی۔ لوگ روتے آتے اور ہنستے جاتے بے اولاد آتے تو اولاد لے کر جاتے۔ بیمار آتے تو شفا لے کر جاتے۔ بہت زیادہ ایسے واقعات ہیں کہ حضور پر نور ﷺ کی دعا سے اللہ کے فضل سے لوگوں کو اولادِ نرینہ عطا ہوئی۔ اس کے متعلق زیادہ بتانے کی ضرورت نہیں ہر خاص و عام جانتا ہے۔ صرف چند ایک واقعات یہاں عرض کر رہا ہوں۔ آپ ﷺ کا فیض عام ہے آج بھی کہ آستانہ عالیہ پہ آئیوالے بے شمار ہزاروں کی تعداد میں ایسے لوگ ہیں جو طویل عرصہ سے بے اولاد تھے اور آپ ﷺ کے کرم سے صاحب اولاد ہوئے ہیں۔

۱۔ حکیم صوفی صغیر احمد صاحب (خلیفہ مجاز حضرت قبلہ عالم) حاضر خدمت ہوئے اور اولادِ نرینہ کے لئے عرض کی۔ حضور کے پاس کیلے کا پھل نذرانہ پیش کیا گیا تھا۔ حضور قبلہ عالم ﷺ نے دو جڑے ہوئے کیلے عطا فرمائے اور انگلی سے اشارہ فرما دیا کہ ”دو“ اور حقیقتاً ان کو اللہ تعالیٰ نے اکھٹے دو بیٹے عطا فرمائے جن کے نام حضور نے ندیم احمد قادری اور وسیم احمد قادری رکھے۔ جو کہ بقید حیات موجود ہیں۔

قلم ربانی ہتھ ولی دے لکھے جو من بھاوے
رب ولی نون طاقت بخشی لکھے لیکھ مٹاوے

۲۔ ایک دفعہ بابا ڈھونڈا صاحب نے حضور کی بارگاہ میں عرض کی کہ حضور میں بھی ماں باپ کا اکلوتا بیٹا ہوں میرا باپ میرا دادا میرا پر دادا بھی اکیلا تھا۔ اللہ رکھا وہ بھی آپ ہی کا خادم ہے دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اسکو اولادِ نرینہ عطا فرمائے۔

حضور نے دعا فرمائی اور مکھانے کا تبرک عطا فرمایا۔ اور فرمایا جاؤ جتنے مکھانے ہیں اللہ تعالیٰ اتنے ہی بیٹے عطا فرمائے گا۔ وہ پانچ مکھانے تھے اور اللہ تعالیٰ نے اللہ رکھا صاحب کو پانچ ہی بیٹے عطا فرمائے جو کہ بقید حیات موجود ہیں۔

۳۔ چوہدری محمد صدیق نمبردار صاحب ساہوچک شریف کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی۔ کافی عرصہ شادی کو گزر گیا۔ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ بابا ڈھونڈا مرحوم کے گھر تشریف فرما تھے۔ رحمت جوش پہ آئی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ دودھ پی رہے تھے۔ اور چوہدری اللہ رکھا صاحب کو فرمایا کہ فوراً جاؤ محمد صدیق کی بیوی کو بلا کر لاؤ۔ وہ گئے اور فوراً لے آئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس وقت تک وہ دودھ کا پیالہ ہاتھ میں پکڑے رکھا جس میں سے دو گھونٹ پئے تھے۔ وہ پیالہ مائی صاحب کو دے دیا اور اشارہ فرمایا کہ پی جاؤ اور ساتھ ہی فرما دیا اللہ تعالیٰ دو بیٹے عطا فرمائیں گے اور الحمد للہ ایسا ہی ہوا کہ چوہدری صاحب کے دو بیٹے پیدا ہوئے ایک کا نام اصغر علی اور دوسرے کا نام افضل ہمایوں ہے جو کہ بقید حیات ہیں۔

۴۔ ڈاکٹر عبد الحمید صاحب ساہوچک شریف کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی۔ شادی کئے کافی عرصہ گزر گیا تھا۔ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ ایک دن آستانہ عالیہ پر تشریف فرما تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے صوفی احسان الہی صاحب کو ارشاد فرمایا کہ جاؤ عبد الحمید اور اسکی بیوی کو بلا لاؤ۔ ان کے حاضر ہونے پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نظر کرم فرمادی اور تبرک عطا فرمایا اور اشارہ فرمایا کہ کھا لو۔ کھا چکنے کے بعد فرمایا جاؤ گوجرانوالہ حضرت بابا رحمت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ قلندر فقیر سے مہر لگواؤ اللہ تعالیٰ بیٹے عطا فرمادیں گے۔ اور اللہ کے فضل سے ڈاکٹر صاحب کے تین بیٹے ہیں جو کہ بقید حیات ہیں۔

۵۔ چوہدری جمال دین مرحوم ساہوچک شریف کی بیٹی اللہ رکھی کے ہاں کوئی

اولاد نہ تھی۔ وہ صبح و شام حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں حاضری دیتی تھی۔ ایک دن رحمت جوش پہ تھی فرمایا جاؤ تجھے اللہ تعالیٰ نے بیٹے عطا فرمائے ہیں۔ اور ایسا ہی ہوا اور آج وہ صاحب اولاد ہے۔

۶۔ شیخ ذوالفقار علی قادری سیہو وال کے ہاں ایک ہی بیٹا تھا وہ تقریباً ۱۸ سال کی عمر کو پہنچ چکا تھا۔ اس کے علاوہ بھی بیٹے ہوئے لیکن زندہ نہ بچے۔ یہ ۱۷ مارچ ۲۰۰۷ء کا واقعہ ہے کہ راقم الحروف (صاحبزادہ عرفان الہی قادری) کی شادی تھی۔ جب بارات لے کر ہم لاہور سے واپس آستانہ عالیہ پہنچے تو ذوالفقار علی نے حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پہ قدموں میں کھڑے ہو کر عرض کی کہ حضور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پیارے نواسے کی شادی ہے۔ جس کے ساتھ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بے حد پیار ہے۔ جس کے علاوہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی گود مقدس میں کوئی کھیلا بھی نہیں تو اسکی شادی کی ودہائی میں نے بیٹا لینی ہے۔ اگر آپ کو واقعی اپنے صاحبزادے سے محبت ہے تو مجھے اللہ تعالیٰ سے بیٹا لے کر دیں۔ الحمد للہ ایسا ہی ہوا۔ ٹھیک ۹ ماہ کے بعد اللہ تعالیٰ ذوالفقار علی کو بیٹا عطا فرمایا جس کا نام منزل حسین قادری رکھا۔ پھر دوسرا بیٹا عطا فرمایا جس کا نام علی جمال قادری رکھا ہے جو کہ بقید حیات موجود ہیں۔

۷۔ چوہدری عطاء محمد صاحب کانمباں والا کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی عرصہ دراز شادی کو گزر چکا تھا۔ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں حاضر ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نظر کرم فرمائی بارگاہ ایزدی میں دست دعا اٹھائے اللہ تعالیٰ نے چوہدری صاحب کو غلام ربانی قادری اور غلام سبحانی قادری عطا فرمائے۔ جو کہ الحمد للہ خوش بخت ہیں اور بقید حیات موجود ہیں۔

(ان کے علاوہ بے شمار سینکڑوں کی تعداد میں ایسے واقعات ہیں جو کہ

صفحات کی قلت کے باعث اور کتاب کی طوالت کے پیش نظر تحریر نہیں کئے جا رہے لیکن عوام کی زبان پر زور عام ہیں۔)

کس سے پوچھیں ہم نے کہاں وہ چہرہ روشن دیکھا ہے
محفل محفل ڈھونڈ چکے ہیں گلشن گلشن دیکھا ہے
رنگ بہارِ صبح گلستاں دیکھے کیا وہ دیوانہ
جس کی نظر نے ایک ہی گل میں سارا گلشن دیکھا ہے

۱۰۔ شادی اور بیٹے کی بشارت:

ایک دفعہ حاجی چوہدری محمد مالک صاحب منگل شریف والے حضور پر نور رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ اقدس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ اچانک حضور رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ محمد مالک مجھے اللہ تعالیٰ کا حکم آ گیا ہے کہ تھوڑے دنوں کے بعد تمہاری شادی ہوگی اور ہم تمہارے گھر آئیں گے اور تمہارے ہاں ایک سال کے بعد منگل کے روز بیٹا ہوگا۔ (حالانکہ حاجی صاحب اور ان کے گھر والوں کو شادی کا خیال تک نہ تھا) اور ایسا ہی ہوا کہ تھوڑے دنوں بعد ان کی شادی ہو گئی اور حضور پر نور ان کے گھر جلوہ افروز ہوئے رات بھر محفل سماع ہوئی اور ایک سال کے بعد منگل کے روز ان کے ہاں بیٹا پیدا ہوا جس کا نام محمد ساجد سہیل قادری رکھا گیا جو کہ بقید حیات موجود ہے۔

قربان میں ان کی بخشش پر مقصد بھی زبان پر آیا نہیں
بن مانگے دیا اور اتنا دیا دامن میں ہمارے سما یا نہیں

۱۱۔ موئے مبارک کی برکت:

لالہ محمد اکرم صاحب کو ہائی بیان کرتے ہیں کہ میں اور صوفی سائیں احمد

صاحب حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ حضور رحمۃ اللہ علیہ نے تبرکاً ہمیں اپنی ریش مبارک کے موئے مبارک عطا فرمائے۔ ہم باکسنگ کے کھلاڑی تھے۔ فوج میں ہم فائل کے لئے پہنچ گئے۔ سائیس صاحب کے ساتھ جو مقابلے میں کھلاڑی تھا وہ قد آور اور جوان عمر تھا۔ سائیس صاحب نے کہا محمد اکرم میں اس کا مقابلہ کیسے کروں گا مجھ میں اس کا مقابلہ کرنے کی ہمت نہیں۔ میں نے کہا وہ قلندر بابا کے بال مبارک کہاں ہیں اس نے کہا میرے پاس ہیں میں نے اس کے دونوں ہاتھوں کی تلیوں میں بال مبارک رکھ کر اوپر کپڑا پیٹ دیا جب وہ میدان میں گیا تو سائیس صاحب نے جب ہاتھ سے مارنا شروع کیا تو وہ جوان نڈھال ہو کر گر گیا اور سائیس صاحب کامیاب ہو گئے۔

کوئی کھائے نہ اُن بتوں سے فریب ان کے دل میں خدا نہیں ملتا
مانگنا ہی نہ تم کو آیا فنا ورنہ اس در سے کیا نہیں ملتا

۱۲۔ موئے مبارک سے در دیں ختم:

الحاج صوفی محمد سلیم صاحب بیان فرماتے ہیں کہ میری ہمشیرہ کے جسم میں بہت شدید قسم کی در دیں تھیں۔ بڑے علاج معالجے سے کوئی افاقہ نہ ہوا۔ وہ ہمارے گھر آئی سردی کا موسم تھا میں اس کو ساتھ لے کر اپنے بچاؤ ماوٹی کے قدموں میں حاضر ہو گیا۔ ابھی اس وقت تک بیعت نہیں ہوا تھا۔ لیکن عقیدت حد درجہ کی رکھتا تھا۔ عرض گزار ہوا کہ حضور ہمشیرہ کو تکلیف بہت ہے۔ حضور نے اپنا خوبصورت دست مبارک اپنی ریش مبارک میں پھیرا اور دو موئے مبارک عطا فرمائے اور فرمایا کہ تعویذ میں بند کروا کر گلے میں ڈال لو میرے مالک نے کرم کر دیا ہے۔ حاجی صاحب فرماتے ہیں کہ اس دن کے بعد اس کو کبھی در دیں

نہیں ہوئیں۔

نبیاں تے ولیاں دے درتے مقبول دعاواں ہوندیاں نیں
ہنجوں وگدے نیں جد اکھیاں چوں فیر معاف خطاواں ہوندیاں نیں

۱۳۔ درخت کی پھلیاں اور بیٹے:

لالہ محمد اکرم صاحب کو ہائی بیان فرماتے ہیں کہ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ اقدس میں ایک بے اولاد عورت حاضر ہوئی میں نے اس کی سفارش کی حضور رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جاؤ وہ سامنے درخت سے پھلیاں لے کر آؤ میں نے پھلیاں اتاریں اور جا کر پیش کر دیں۔ حضور رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو پانچ پھلیاں عطا فرمائیں اور ساتھ ہی فرمادیا کہ جاؤ پانچ بیٹے اللہ تعالیٰ نے عطا فرمادئے ہیں۔

۱۴۔ گھڑے کا پانی اور مریض:

ایک دفعہ حضور رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں ایک مریض کو چار پانی پر لٹا کر پیش کیا گیا۔ حضور رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میرے گھڑے سے اس کو پانی پلاؤ اور پھر آپ نے اپنا دست مبارک اس کے جسم پر پھیرا اور فرمایا اٹھ کر چلو وہ صحیح سلامت اٹھ کر چلنے لگا۔ اور اس طرح تھا کہ جیسے کوئی بیماری ہے ہی نہیں۔ اور اس بھائی نے بتایا کہ اس واقعہ کو بتیس سال گزر گئے مجھے آج تک کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔

آپ کے در سے مریضوں کو شفا ملتی ہے
جامِ صحت جو میرے خواجہ پلا دیتے ہیں

۱۵۔ خربوزہ چوری کا ہے:

ایک دفعہ ایک آدمی حضور رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں خربوزے لے کر حاضر ہوا۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچا تو چشم بصیرت کے آفتاب نے فرمایا

کہ لے جاؤ چوری کا نذرانہ ہم قبول نہیں کرتے تم لوگ اللہ ورسول ﷺ کو حاضر و ناظر کیوں نہیں جانتے۔ تم نے یہ خربوزے فلاں جگہ سے چوری توڑے ہیں اور ہمارے پاس لے کر آئے ہو۔ یہاں غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا لنگر چلتا ہے۔ اس آدمی نے اپنی غلطی کو تسلیم کیا اور حضور رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں گر پڑا اور معافی طلب کی۔ ساہو چک شریف میں رونق افروز ہزاروں میل دور کی خبر رکھتے ہیں اور مخلوق خدا کے دلوں کو نور الہی سے سرفراز فرما رہے ہیں۔ اور حلال و حرام کی تمیز بھی بتا رہے ہیں۔

کتنے روپوش جہانوں کی خبر رکھتے ہیں

ایک صورت کو نگاہوں میں بسانے والے

۱۶۔ دل کا خیال اور پھولوں کے ہار:

ایک دفعہ بھائی محمد ریاض صاحب سیالکوٹ سے حضور پر نور رحمۃ اللہ علیہ کے لئے پھولوں کے ہار لے کر حاضر ہوئے اور دل میں سوچا کہ یہ ہار مرشد و راہنما کے بازوؤں پر پہنائیں گے۔ جو نہی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو حضور شہنشاہ عالی رحمۃ اللہ علیہ نے بازو آگے پھیلا دیئے اور فرمایا ہار پہنادو۔ انہوں نے سیالکوٹ میں سوچا حضور رحمۃ اللہ علیہ ساہو چک شریف میں جلوہ افروز دل کے خیال کو سمجھ رہے ہیں۔ اور ان کے دل کی مراد پوری فرما رہے ہیں۔

مرشد جانی حانِ دلاں دا حال دلاں دے جانے

مرشد باجھ نہ مشکل ٹلدی کہندے لوک سیانے

۱۷۔ کتنی جانیں بچالیں:

ایک دفعہ صوبیدار مہجر محمد سلیمان خان صاحب، ڈاکٹر منظور صاحب، اور

ڈاکٹر محمد حسین صاحب حضرت شیخ خورشید رحمۃ اللہ علیہ (قلعہ قاسم باغ ملتان شریف) کی

خدمت اقدس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ شیخ صاحب نے ارشاد فرمایا کہ آج ہمارے پاس تشریف رکھیں۔ کافی دیر بیٹھے رہے آخر سہ پہر چار بجے کا ٹائم ہو گیا تو حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ تاجدار ساہو چک شریف رحمۃ اللہ علیہ باطنی پرواز کے ذریعے وہاں جلوہ افروز ہو گئے۔ تو شیخ صاحب نے عرض کیا کہ حضور رحمۃ اللہ علیہ آپ نے تو دو بجے کا وعدہ فرمایا تھا لیکن اب چار بج چکے ہیں۔ تو حضور پر نور رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ آپ کو معلوم نہیں راولپنڈی اجری کیمپ میں بہت بڑا دھماکہ ہوا ہے اس لئے ہمیں وہاں جانا پڑ گیا تھا اور وہاں ہم نے بہت زیادہ لوگوں کی جانیں بچالیں ہیں اس لئے آنے میں تاخیر ہو گئی ہے۔

تیرا خاص مسکن ساہو چک نہیں ہے
جہاں چاہوں آقا تجھے دیکھ لوں میں

۱۸۔ دوبارہ زندگی مل گئی:

ایک دفعہ ایک عورت کو حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ بیکس پناہ میں چار پائی پر لٹا کر لایا گیا وہ اس قدر بیمار تھی کہ چار پائی سے اٹھ نہ سکتی تھی۔ ڈاکٹروں نے لا علاج قرار دے دیا اور کہا کہ چند دن تک یہ زندہ رہ سکتی ہے۔ (لیکن جس کو رب رکھے اس کو کون مار سکتا ہے) جب اس لا علاج مریضہ کو حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا تو حضور رحمۃ اللہ علیہ نے بارگاہ ایزدی میں دعا فرمائی۔ اور تبرک لبیب کر کے عطا فرمایا۔ اور فرمایا کہ مریض کو اٹھاؤ جب اٹھایا گیا تو وہ عورت بالکل تندرست ہو گئی جیسے کہ بیمار ہی نہ تھی۔ اور پیدل چل کر واپس اپنے گھر گئی۔ اس کے بعد وہ عورت پچیس سال تک زندہ رہی۔

درویش بچا لیتا ہے آفات و بلا سے
تقدیر بدل جاتی ہے مرشد کی دعا سے

۱۹۔ چاول تیار ہو گئے:

ایک دفعہ حضور پر نور ﷺ نے بابا عبدالغنی لانگری کو حکم فرمایا کہ صبح کے لئے چاول اور سالن تیار کر لینا۔ بابا عبدالغنی نے دل میں سوچا کہ چاول ہی تیار کر لیتا ہوں سالن کی بچت کر لیتے ہیں۔ جب چاول پکانے لگے تو چار، پانچ گھنٹے مسلسل آگ پر رہنے کے باوجود دیگ میں چاول کچے ہی رہے آخر انہوں نے آ کر حضرت قبلہ عالم ﷺ کی قدم بوسی کا شرف حاصل کیا اور اپنی غلطی کی معافی طلب کی حضور مسکرائے اور معاف فرما دیا اور اسی وقت چاول تیار ہو گئے۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا جو حکم ہو جائے بس اس پر ہی عمل کیا کرو۔

اس حسن پہ دنیا مرتی ہے اک ہم ہی نہیں شیدا ان کے
معلوم نہیں یہ کتنوں کو دیوانہ بنائے بیٹھے ہیں

۲۰۔ آنکھیں روشن ہو گئیں:

علامہ مولانا محمد احسان الہی صاحب سیالکوٹی نے بتایا کہ میرا بچپن کا زمانہ تھا۔ میں طالب علم و طالب مطلوب تھا میری آنکھیں خراب ہو گئیں نظر کچھ نہیں آتا تھا۔ حضرت شہنشاہ زمانہ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا۔ میری والدہ ماجدہ نے حضور سے عرض کیا حضور بیٹا ہے لیکن آنکھیں روشن نہیں۔ حضور نے میری آنکھوں کی طرف دیکھا جب آنکھیں چار ہوئیں تو کرم ہو گیا اور اس کے بعد آج تک تقریباً تیس سال گزر گئے ہیں میری آنکھوں کو کوئی تکلیف نہیں ہوئی بلکہ گھر میں اگر کوئی میں چھوٹی سے چھوٹی چیز تلاش کرنا پڑے تو سب مجھ کو

کہتے ہیں۔ اور آنکھوں کا نور پہلے سے بھی دوگنا ہے۔

وہ آئے روشنی بن کر شبتانِ محبت میں

اندھیرا ہی اندھیرا تھا اجالا ہی اجالا ہے

۲۱۔ چوہدری اختر علی وریو پہ نظر کرم:

چوہدری اختر علی وریو صاحب حضرت قبلہ عالم مسیّدؒ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے گرمیوں کے دن تھے۔ حاضر ہو کر عرض گزارا ہوئے کہ حضور دو دفعہ الیکشن ہار گیا ہوں۔ اب مجھ میں سکت نہیں کہ ٹکٹ حاصل کروں۔ اگر آپ کرم فرمائیں تو بات بنے۔ حضور نے چند لمحات مراقبہ فرمایا اور پھر فرمایا اختر آج کے بعد تجھے شکست نہیں ہوگی۔ اور پھر اس بات میں کوئی شک نہیں کہ چوہدری اختر علی صاحب کا نام ملکی سطح اور غیر ملکی سطح پر بھی جانا جاتا تھا۔ اور چوہدری صاحب یہ خود بتایا کرتے تھے۔ کہ یہ سب حضرت قبلہ عالم مسیّدؒ کے کرم سے ہے ورنہ میں تو وہی ہوں جو پہلے تھا۔

کروں کیا بیان میں ہم نشین اثر اس کے لطف نگاہ کا

کہ تعینات کی قید سے مجھے ایک دم میں چھڑا دیا

۲۲۔ ہاتھ کٹنے سے بچ گیا:

ایک دفعہ ایک آدمی صوفی پولیس خان صاحب کو ہائی کے گاؤں سے آستانہ عالیہ پر حاضر ہوا۔ اس کا ہاتھ مشین میں آ کر پس گیا تھا۔ ڈاکٹروں نے کہا کہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا۔ تو حضرت الحاج خواجہ احسان الہی صاحب نے فرمایا کہ ہاتھ کو آب شفا سے دھو لو۔ اللہ تعالیٰ شفا عطا فرمائیں گے۔ جب وہ آدمی واپس چلا گیا تو حضور پر نور مسیّدؒ گاڑی میں بیٹھے ہوئے اس آدمی کو فرما

رہے ہیں کہ ایک انگلی کاٹ دی جائے گی اور چار ٹھیک ہو جائیں گی۔
جب وہ مریض واپس ڈاکٹر کے پاس پہنچا اور اس کے ساتھی بھی ساتھ
ہی تھے۔ تو ڈاکٹر نے کہا کہ چار انگلیاں ٹھیک ہو گئی ہیں اور ایک انگلی کاٹ دی
جائے گی۔ دوستو حضور اپنے مزار اقدس میں تشریف فرما ہیں اور آدمی کو بس میں
ارشاد فرما رہے ہیں۔

بتایا میکدے میں مجھ کو نقطہ رند بے خود نے
پلٹ دے دل کی جو کایا اسی کو پیر کہتے ہیں

۲۳۔ ہم تمہارے ساتھ ہیں:

حافظ صوفی بشیر احمد صاحب نے بتایا کہ میں ۲۸ رمضان المبارک
۱۳۲۵ھ کو مدینہ پاک میں حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس کے سامنے بیٹھ کر
رو رہا تھا بہت پریشان تھا کہ حضور بابا جی عسلیہ روضہ اقدس کی طرف سے میرے
پاس تشریف لائے اپنا دست شفقت میرے چہرے پر پھیر کر فرمایا بیٹا پریشان
مت ہو ہم تمہارے ساتھ ساتھ ہیں۔

بظاہر فرد ہیں لیکن باطن، دو جہاں خواجہ
نشان بے نشان خواجہ کسین لامکاں خواجہ

۲۴۔ لاہور سے کون آیا ہے:

صوفی محمد رزاق شاکر صاحب بیان کرتے ہیں۔ کہ ۱۹۷۷ء کا واقعہ ہے
میں لاہور میں کاروبار کرتا تھا۔ گیارہویں شریف کا دن تھا۔ میں نے حضور
پرنور عسلیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے کا ارادہ کیا اور لاہور سے چل پڑا۔
رات گیارہ بجے موترہ سٹاپ پر آ گیا۔ گاڑی وغیرہ نہ ملنے پر جوتا ہاتھ میں بکڑا

اور پیدل چل پڑا۔ تھوڑا ہی سفر کیا تو ایک تیل والی ٹینکی آئی اور اس کو اشارہ کیا رک گئی مجھے بھی ساتھ بٹھالیا انہوں نے راستے میں کئی سٹاپ کئے۔ آستانہ عالیہ پہ حاضر ہونے تک رات دو بجے کا ٹائم ہو گیا۔ محفل سماع کے بعد دعائے خیر ہو چکی تھی۔ میں ایک سائیڈ پر ہو کر بیٹھ گیا۔ اندر سے حضرت الحاج صوفی احسان الہی صاحب تشریف لائے فرمانے لگے لاہور سے کون آیا ہے۔ میں نے عرض کیا حضور میں حاضر ہوا ہوں۔ فرمایا چلو باباجی حضور ﷺ اندر بلا رہے ہیں کہتے ہیں جب میں حاضر ہوا تو میرے آقائے نعمت ﷺ نے مجھ سے بہت پیار کیا بہت شفقت فرمائی۔ اور فرمایا بیٹا موترہ سے جوتا ہاتھ میں پکڑ کر کیوں بھاگ رہے تھے۔ گاڑی کا انتظار کر لیتے۔ تمہاری حاضری تو اس وقت ہو گئی تھی جب لاہور لاری اڈہ سے بیٹھے تھے اور پھر حضور ﷺ نے سفر کے تمام حالات بیان فرمائے جو میرے ساتھ گزرے تھے۔

زمانے بھر میں چاہت کا عجب اظہار دیکھا ہے
تیری آنکھوں میں میں نے دو جہاں کا پیار دیکھا ہے
خدا رکھے تیرے ہی آستاں سے مجھ کو وابستہ
تیرے پیکر میں روشن نور کا مینار دیکھا ہے

۲۵۔ تم میں سے کسی کی ٹانگ ٹوٹ جائے گی:

چوہدری محمد اشرف علی ممبر صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں چھٹی کلاس میں پڑھتا تھا۔ حضرت الحاج خواجہ صوفی احسان الہی صاحب کی ملاقات کے لئے آیا ہوا تھا۔ باباجی حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ فرمانے لگے ”بیٹا تمہارے گھر والے مجھ سے کرا متیں پوچھتے ہیں مجھے کہتے ہیں۔“

ہمیں کوئی کرامت دیکھاؤ۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ رہنے دو، اشرف صاحب کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ حضور دکھا دو۔ آپ ﷺ فرمانے لگے جاؤ تم سے کسی کی ٹانگ ٹوٹ جائے گی۔ کہتے ہیں کہ جب میں گھر پہنچا تو میرے چچا کی دوسرے دن ٹانگ ٹوٹ گئی۔ اس کے بعد ہمارا ایمان پختہ ہو گیا۔

کتنے دم توڑتے جذبوں کو زبانیں دے کر

قطرۂ اشک میں طوفان اٹھایا تو نے

۲۶۔ دولت دین و معرفت عطا ہوئی:

علامہ ماجد علی کمالی صاحب مصنف کتب کثیرہ جید عالم دین بیان کرتے ہیں کہ میں چوتھی جماعت کا طالب علم تھا کہ میری آنکھیں خراب ہو گئیں بڑی تکلیف تھی۔ حضرت قبلہ عالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ حضور نے نظر عنایت فرمائی آنکھیں بھی ٹھیک ہو گئیں اور دولت دین و معرفت بھی نصیب ہو گئی۔

شیخ نورانی زراہ آگہ کند

نوررا بالفاظھا ہمرہ کند

نورانی لوگ اللہ کی راہ سے آگاہ کرتے ہیں

اور اپنے الفاظ کے ساتھ نور بھی دیتے ہیں

۲۷۔ موئے مبارک سے سایہ ختم:

چوہدری لالہ اللہ رحم صاحب نے بتایا کہ میرا بچپن تھا کہ مجھے سایہ ہو

گیا۔ مجھے ہر جگہ سے ڈر لگتا میں کوئی کام نہ کر سکتا۔ کھڑا کھڑا گر پڑتا۔ آخر میں

ایک دن حضرت قبلہ عالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ جب سامنے پیش ہوا قدم

بوسی کا شرف حاصل کیا۔ تو آپ ﷺ نے میری طرف نظر رحمت فرمائی اور اپنی ریش مبارک میں ہاتھ پھیرا اور دو موئے مبارک عطا فرمائے۔ اور فرمایا کہ یہ اپنے بازو سے باندھ لو۔ وہ کہتے ہیں کہ آج تقریباً چالیس سال گزر چکے ہیں ایسی کوئی تکلیف نہیں ہے۔

ہوتی ہے شفا دم میں دم آتا ہے بے دم میں
محبوب خدا کا ہے کیا خوب شفا خانہ

۲۸۔ دوسرا قلندر دوبئی میں ہے:

میجر صوفی محمد عارف صاحب نے عرض کیا کہ حضور ﷺ ہم نے سنا ہے کہ ایک وقت میں آڑھائی قلندر ہوتے ہیں۔ ایک تو ہمارے سامنے ہے اور دوسرا کہاں ہے۔ فرمانے لگے دوبئی میں بیٹھا ہے۔ ڈبل روڈ ہے وہاں سے سنگل روڈ نکلتی ہے اور وہاں آگے جا کر ایک چھوٹے سے کمرے میں تشریف فرما ہے۔

عالم میں کیا ہے جس کی تجھ کو خبر نہیں
ذرہ ہے کونسا تیری جس پر نظر نہیں

۲۹۔ آج سے تمہارا پیدل چلنا ختم:

ایک بزرگ تھے اور حضرت قبلہ عالم کے بڑے معتقد تھے وہ ہر جمعرات شریف کولنگر کا سامان حسب توفیق لے کر حاضر ہوا کرتے تھے۔ ایک دن وہ آنا لے کر حاضر ہوئے اور کرایہ نہ ہونے کی وجہ سے پیدل ہی آگئے حضور قبلہ عالم ﷺ نے پاس بٹھایا پانی پلایا۔ اور فرمایا ”کہ آج میں دیکھ رہا تھا کہ تم بہت تکلیف کے ساتھ یہاں پہنچے ہو دو دفعہ راستے میں آرام بھی کیا ہے اور ایک نیوب ویل پہ پانی بھی پیا ہے۔ جاؤ آج سے تمہارا پیدل چلنا ختم اور جلدی سے اپنے گھر

پہنچ جاؤ اور آئندہ تمہاری اولاد بھی پیدل نہیں بلکہ گاڑیوں پہ گھومے گی،، دوستو بزرگ جب گھر پہنچے تو ان کا انتقال ہو گیا اور ان کی اولاد کے پاس آج گاڑیاں اور بڑی بڑی کوٹھیاں ہیں۔

محبت انتہا میں مشکلیں آسان کرتی ہے
مگر اس فتنہ گر کی ابتداء مشکل سے ہوتی ہے

۳۰۔ کوئٹہ والے سے کہو آجائے:

حوالدار صغیر احمد صاحب نے بتایا کہ میں کوئٹہ میں ملازمت کرتا تھا کہ ایک بھائی صاحب کوئٹہ سے حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے آئے تو آکر آستانہ عالیہ سے پہلے راستہ والی خانقاہ کے پاس بیٹھ گئے۔ اور کہنے لگے اگر بابا جی حضور رحمۃ اللہ علیہ پیغام بھیجیں گے تو حاضر ہوں گا ورنہ واپس چلا جاؤں گا۔ وہ یہ سوچ کر ابھی بیٹھا ہی تھا کہ حضور رحمۃ اللہ علیہ نے ایک خادم کو بھیجا کہ جاؤ کوئٹہ والے سے کہو آجائے وہ جب حاضر ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کوئٹہ سے لے کر ساہو چک شریف کے سفر تمام حالات بیان فرمادیئے۔ اور فرمایا فقیروں کی آزمائش اچھی نہیں وہ فوراً حضور رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں پہ گر پڑا۔

کسے خبر کہ ہزاروں مقام رکھتا ہے
وہ فقر جس میں ہے بے پردہ روح قرآنی

۳۱۔ کوئی تھکی دے رہا ہے:

ڈاکٹر محمد ناظر صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کو بخار ہوا تو مجھے یاد فرمایا گیا میں نے دوائی دی اور ایک انجکشن بھی لگایا۔ رات ایک بجے میں نے اجازت طلب کی اور چلا گیا۔ ہلکی ہلکی بارش ہو رہی

تھی میں موٹر سائیکل پہ واپس گھر پہنچا جب میں سو گیا تو میں نے محسوس کیا کہ کوئی میرے گیلے بالوں میں انگلیاں پھیر کر خشک کر رہا ہے۔ اور مجھے تھکی بھی دے رہا ہے۔ میں پریشان ہو کر فوراً بیدار ہوا جب مجھے کوئی چیز نظر نہ آئی میں پھر سو گیا۔ دوبارہ میرے تکیے کو ہلایا گیا میں پھر بیدار ہو گیا۔ اتنے میں اذان فجر کی آواز میرے کانوں میں سنائی دی۔ میں نے نماز فجر ادا کی۔ اور پھر صبح حضور قبلہ عالم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گیا۔ آپ ﷺ نے مجھے دیکھ کر تبسم فرمایا۔ اور فرمایا کہ بیٹا میں تمہارے بالوں کو خشک کر رہا تھا اور تم پریشان ہو رہے تھے۔ مزید فرمایا کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے۔

دل میں تو، ذہن میں تو، ذکر میں تو، فکر میں تو
بجز تیرے اور خیالات میں کون آتا ہے

۳۲۔ دمہ سے نجات:

صوفی محمد بوٹا بٹ صاحب لانس نائیک ۱۹۸۴ء میں اپنی بیوی کو لے کر حضرت بابا جی ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ اس کو دمہ کا مرض تھا۔ حضور ﷺ نے دعا فرمائی اور فرمایا کہ آدھ کلو مکھانے لے کر آؤ جب انہوں نے لاکر پیش کیئے حضور ﷺ نے اپنا لعاب دہن مبارک ڈال کر انہیں عطا فرما دیئے۔ اور فرمایا جاؤ سب جا کر کھاؤ۔ وہ بتاتے ہیں کہ جس دن سے وہ مکھانے کھائے ہیں یہ بیماری ہمارے گھر میں ہی نہیں رہی۔ اللہ تعالیٰ نے دمہ کی بیماری سے نجات دیدی۔

کچھ ہوش نہیں کہ ہوں میں کس حال میں
ساتی نے یہ کیا پلا دیا مجھ کو

۳۳۔ چور بھی کہے چور ہوں چور ہوں:

صوفی محمد بوٹا صاحب بیان کرتے ہیں کہ میری ٹیلی فون ڈیوٹی کے دوران ایک آدمی نے چھریلوے ورنٹ چوری کر لئے۔ میں نے اس آدمی سے کہا اگر آپ نے یہ حرکت کی ہے تو ورنٹ واپس کر دو۔ وہ کہنے لگا میرے پاس نہیں ہیں تم بڑا کہتے ہو کہ میرے پیر کمال ولی ہیں اگر وہ واقعی کمال ہیں تو ان سے کہو کہ وہ تمہارے ورنٹ تمہیں واپس دلوائیں۔ محمد بوٹا بٹ صاحب نے حضور قبلہ ﷺ کی بارگاہ بیکس پناہ میں ایک خط لکھا اس میں تمام واقعہ حضور ﷺ کو عرض کیا۔ پھر حضور ﷺ نے اس خط کا جواب بھی بھیجا جس میں لکھا ہوا تھا۔ ”کہ پریشان مت ہو چور بھی کہے گا کہ میں چور ہوں چور ہوں۔ اور ذلیل و رسوا ہوگا، محمد بوٹا صاحب کہتے ہیں کہ مجھے خواب میں چور دکھایا بھی گیا۔ اور اس نے خود مجھے ورنٹ واپس کئے۔ اور کہنے لگا کہ کافی عرصہ سے میں چوریاں کرتا ہوں لیکن پکڑا نہیں گیا۔ لیکن یہ پہلی دفعہ ہے کہ میں پکڑا گیا ہوں کوئی بزرگ نظر آتے ہیں اور میرے منہ سے بے ساختہ یہ نکلتا ہے کہ میں چور ہوں میں چور ہوں۔

خرد کے پاس خبر کے سوا کچھ اور نہیں

تیرا علاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں

۳۴۔ زخم اور درد بالکل ختم:

بابو صوفی عبدالرشید صاحب بیان کرتے ہیں کہ میرا گھٹنہ چوٹ کی وجہ سے ٹوٹ گیا۔ کسی علاج سے ٹھیک نہ ہوا۔ ایک دن میں حضور قبلہ عالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ مجھ ناچیز کی طرف نگاہ جلال فرما کر اپنے گھٹنے مبارک پہ زور سے ہاتھ مارا۔ اور مجھے فرمایا چلے جاؤ۔ میں صبح بیدار ہوا تو میرا زخم اور درد بالکل

ٹھیک ہو چکا تھا۔ اور اس دن سے آج تک کوئی درد نہیں ہوا۔
اب تک ہے اس کے لمس کی خوشبو بدن کے ساتھ
بیٹھے تھے ہم کبھی کسی گلِ پیرھن کے ساتھ

۳۵۔ جلدی کرو لنگر کھلاؤ:

بابوصوفی عبدالرشید صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں جمعرات کی شب آرام کی غرض سے چارپائی پر ایٹا مجھے نیند نہ آئے۔ رات آنکھوں میں گزار دی۔ صبح لسی پی کر بس سٹینڈ پر پہنچ گیا۔ بس والا کہنے لگا باؤ جی جلدی آؤ میں سوار ہوا بس چل پڑی۔ بڈیانہ سے پیدل کاشانہ مرشد پہ حاضر ہوا آپ نے خادم کو فرمایا کہ جلدی کرو میرے بیٹے عبدالرشید کو لنگر کھلاؤ۔ صبح لسی پی کر آ گیا ہے اور رات ساری میری ملاقات کی خاطر جاگ کر گزار دی ہے۔

زمانے بھر میں چاہت کا عجب اظہار دیکھا ہے
تیری آنکھوں میں میں نے دو جہاں کا پیار دیکھا ہے
خدا رکھے تیرے ہی آستاں سے مجھ کو وابستہ
تیرے پیکر میں روشن نور کا مینار دیکھا ہے

۳۶۔ بس الٹ گئی ہے:

صوبیدار صوفی ذوالفقار علی صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضور عالی مرتبت جلوہ افروز تھے کہ اچانک ایک سرد آہ بھری فرمایا اوہ! میں نے عرض کیا حضور کیا بات ہے کوئی واقعہ بھی پیش نہیں آیا۔ فرمانے لگے ڈیک کے پل سے بس الٹ گئی ہے۔ کچھ لوگ جاں بحق اور کچھ زخمی ہو گئے ہیں کچھ دیر کے بعد ادھر سے ایک شخص آیا اور اس نے بتا دیا کہ ڈیک کے پل سے بس الٹ گئی ہے اور کافی

نقصان ہو گیا ہے۔ حضور آستانہ عالیہ پہ بیٹھ کر اس کے آنے سے پہلے ہی بیان فرما رہے تھے۔

جے چاہیں عرفان الہی تھی کامل دا بردا
کامل دے اک نال اشارے دور ہووے لکھ پردا

۳۷۔ تقدیر بدل گئی:

حافظ صوفی محمد دین صاحب کے سر محمد اکبر صاحب کن تلوٹڈی بھنڈراں کے ہاں کوئی بیٹا نہیں پیدا ہوتا تھا۔ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں عرض پیش کی گئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ خاموش رہے کہ وہ وقت آ گیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤں مبارک سے سفید پانی دودھ کی مانند جاری ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا محمد اکبر یہ پاؤں چوس لو۔ اس نے چوس لیا۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم اپنا مکان بدل لو۔ ہم رب تعالیٰ سے تمہاری تقدیر بدلوا لیتے ہیں۔ اس نے راتوں رات مکان چھوڑ کر سامان دوسری جگہ منتقل کر لیا۔ اور حضور کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے اس کو اولادِ نرینہ عطا فرمادی۔

درویش بچا لیتا ہے آفات و بلا سے
تقدیر بدل جاتی ہے مرشد کی دعا سے

۳۸۔ نورِ بصیرت:

صوفی محمد بوٹا صاحب کا بھائی بیرون ملک کے لئے ایجنٹ کے ساتھ گیا۔ اس کے دوسرے ساتھی واپس آ گئے۔ اور وہ نہ آیا گھر والے صوفی صاحب کے ساتھ خفا ہوئے کہ نہ جانے لڑکے کو مار دیا گیا ہے کہ وہ واپس بھی نہیں آیا اور باہر بھی نہیں گیا۔ صوفی صاحب اسی پریشانی کے عالم میں حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ

کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا پہلے لنگر کھاؤ پھر بات کرنا۔ لنگر کھانے کے بعد صوفی صاحب نے عرض کیا کہ بھائی کی کوئی خبر نہیں آرہی اور وہ کراچی میں ہے۔ حضرت قبلہ عالم ﷺ نے اپنے سامنے زمین پر نظر دوڑائی اور ساتھ ہی فرمادیا کہ وہ پاکستان میں نہیں ہے۔ صوفی صاحب بضد ہوئے کہ وہ کراچی میں ہے۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا کہ وہ پاکستان میں نظر ہی نہیں آیا۔ لہذا تم سیدھے اپنے گھر چلے جاؤ راستے میں رکنامت تمہیں معلوم ہو جائے گا۔ جب صوفی صاحب واپس گاؤں بھرو کے پہنچے تو پیغام مل گیا کہ تمہارا بھائی باہر جہاں جانا تھا وہاں دو دن قبل پہنچ چکا ہے۔ اور واقعی پاکستان میں نہیں ہے۔

صدقے جاواں کی سناواں ہن کجھ نہیں آؤندا مینوں
دل چاہندا وے سامنے کھلو کے تگدا رہواں میں تینوں

۳۹۔ مرید کو ڈاکوؤں سے بچا لیا:

صوبیدار غلام محمد صاحب پسرور والے ایک دفعہ گیارہویں شریف کی محفل کے بعد اجازت طلب کرنے کی غرض سے حاضر ہوئے۔ لیکن حضرت قبلہ عالم ﷺ نے فرمایا کہ اب نہ جاؤ صبح چلے جانا لیکن صوبیدار صاحب بار بار فرمانے کے باوجود بضد رہے اور اجازت لے لی۔ جب کھوئی سٹاپ سے تھوڑا سا آگے ہوئے تو ڈاکوؤں کو راستے میں پایا اور صوبیدار صاحب کی موٹر سائیکل جالدار سے ٹکرائی جو کہ چوروں نے راستے میں حائل کر رکھا تھا۔ اگر صوبیدار صاحب اس میں الجھ جاتے تو گلہ گھٹنے سے مر جانے کا ہی امکان تھا۔ لیکن اس جال سے ٹکرا کر موٹر سائیکل خود بخود جمپ لے کر آگے نکل گئی۔ جب تھوڑے دنوں کے بعد صوبیدار صاحب حاضر ہوئے تو ملتے ہی ان کے بیان سے پہلے ہی حضرت قبلہ

عالم عسید نے فرما دیا کہ اب میں تم کو گھر بھی چھوڑنے جایا کروں۔ اجازت نہ دینے کی کوئی حکمت ہوتی ہے۔ جب اجازت نہ دی جائے تو نہ جایا کرو اور جب اجازت ہو جائے تو سیدھے فوراً چلے جایا کرو۔ یہ واقعہ راقم الحروف کو صوبیدار صوفی ذوالفقار علی صاحب نے بھی بتایا ہے۔

بندہ مٹ جائے نہ آقا پہ وہ بندہ کیا ہے
بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے



ساہو چک کا ساقی ہے مستوں کی بھیڑ ہے
ہر کوئی دیکھو میرے مرشد کا اسیر ہے
زلف اس کی پیاری نظر روشن ضمیر ہے
عرفان کا تو حاجت روا قلندر فقیر ہے



ساہو چک کی بستی ہے قلندر کی ہستی ہے
ہر اک کو چڑھی نام محمد کی مستی ہے
عرفان ذرا غور سے سمجھو غور سے دیکھو
رب ذوالجلال کی ہر دم رحمت برستی ہے



سلام بہ حضرت پیر کامل:

السلام اے تاجدارِ پیرِ من از ضیائے نظرِ تو تنویرِ من
ترجمہ: اے تاج شفاعت والے مرشدِ کامل آپ پر سلام ہو آپ کی نورانی نظر
سے میں پیکرِ نور ہو جاؤں۔

تو شہنشاہی، من ادنیٰ غلام دست بستہ می کنم پشتِ سلام
ترجمہ: آپ کمال بادشاہ ہیں اور میں ادنیٰ غلام ہوں۔ میں ہاتھ باندھ کر آپ
کو سلام پیش کرتا ہوں۔

تو شہابِ ثاقبی مہر و قمر صد شکرِ آردی بر این بندہ نظر
ترجمہ: آپ آفتاب و ماہتاب اور چمکتے ستارے ہیں صد شکر ہے آپ نے اس
بندہ پر پوری توجہ فرمائی۔

یک نگاہے تو مرا گوہر گند مثل تیرہ خوں مس را زر گند
ترجمہ: آپ کی ایک نگاہ مجھے موتی و لعل بنا سکتی ہے جس طرح پارے تانبے کو
سونا بنا دیتا ہے۔

مثل ذرہ بر زمیں افتادہ ام در رہت با چشم وا افتادہ ام
ترجمہ: میں ایک ذرہ کی مانند بے وقعت زمین پر پڑا ہوا ہوں لیکن تیری گزرگاہ
میں آنکھیں کھولے بیدار بیٹھا ہوں۔

بستہ زنجیرِ غم آزاد گن یک نظر فرما دم را شاد گن
ترجمہ: میں رنج و غم کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہوں ایک نظر کر فرما اور مجھے شاد
کردیجئے۔

کرم کن بر این علیل بے نوا گاہے گاہے آں رخ زیبا نما
ترجمہ: اس بیمار بیچارے پر کرم کیجئے کبھی کبھی اپنے نورانی چہرے کی زیارت کرا
دیجئے۔

ہرچہ ہستم بندہ تو گشتہ ام گرچہ در زنجیر عصیاں بستہ ام
ترجمہ: میں جو کچھ بھی ہوں آپ کا غلام ہوں اگرچہ گناہوں کی زنجیر میں قید ہوں۔
شکر حق ہم شکر تو گوئم سدا دستگیر من شدی اے ناخدا
ترجمہ: میں حق تعالیٰ اور آپ کا ہر وقت شکر گزار ہوں اے ناخدا آپ نے
میری دستگیری کی۔

تو طبیب امراض عصیاں اے حکیم تو کریمی کرم فرما اے کریم
ترجمہ: اے حکیم! آپ امراض گناہ کے طبیب ہیں آپ کریم ہیں مجھ پر کرم
فرمائیے۔

کشتی غرقاب در بحر قصور ناخدائے من نبودے گر حضور
ترجمہ: میں گناہوں کے سمندر میں غرق ہو چکا ہوتا اگر آپ میری کشتی کے
ملاح نہ ہوتے۔

شکر صد اے کشتی ام را پاسباں زد رقم را بر سر ساحل رساں
ترجمہ: اے میری کشتی کے پاسباں آپ کا صد شکر ہے میری کشتی کو ساحل پر
پہنچا دیجئے۔

دستگیر من شدی احسان تست طوق جانم حلقہ فرمان تست
ترجمہ: آپ کا لاکھ شکر ہے جو آپ میرے دستگیر ہوئے آپ کا حکم و ہدایت
میری جان کا طوق ہے۔

چوں سگم تو مالکِ من گشتہ پائے جانم رابہ رستے بستہ
ترجمہ: میں آپ کے در اقدس کا گستاہوں آپ میرے مالک ہیں میری جان کو
اپنے رسہ سے باندھ رکھا ہے۔

گر بخوابی در بر رانی عاجزم روئے خود بر آستانِ تو نہم
ترجمہ: اگر آپ بلا لیں یا بھگا دیں میں عاجز ہوں میں نے اپنا چہرہ آپ کے
آستانہ پر رکھ دیا ہے۔

نظر کردی کامگاری یا فتم رلیتِ توصیف تو افراشتم
ترجمہ: آپ نے نظر کرم کی تو میں کامیاب ہو گیا تیری شان کا جھنڈا بزرگی کی
چوٹی پر ہے۔

تاجدارِ کشورِ عرفانِ توئی رونقِ بزمِ اولیاءِ اللہ توئی
ترجمہ: آپ سلطنتِ معرفت کے تاجدار ہیں آپ بزمِ اولیاءِ اللہ کی رونق ہیں۔
روز و شب دارم بدل این آرزو تشنہ دیدارِ بنم روئے تو
ترجمہ: دن رات یہی آرزو دل میں رہتی ہے کہ آپ کے چہرہ انور کی ہمیشہ
زیارت کرتا رہوں۔

شکر تو کیس بندہ را کردی غلام السلام اے مالکِ من السلام
ترجمہ: ہر دم شکر ہے کہ آپ نے اس غریب کو اپنا غلام بنا لیا سلام قبول ہوا
آقا میرا سلام۔

دید تو صد عیدِ من اے پیرِ من عیدِ چہ تبدیلی تقدیرِ من
ترجمہ: اے میرے پیر و مرشد آپ کی زیارت میرے لئے صد عید ہے۔ عید کیا
ہے میری تقدیر بدل رہی ہے۔





باب ہفتم

حضور پر نور ﷺ کے روشن چراغ

و

جانشین بے مثال

خليفة اول جانشين قلندر كبرياء حضرت الحاج

خواجہ صوفی احسان الہی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

عرفان جو انسان کو اپنا ہو جائے

ہر رازِ حقیقت کا شناسا ہو جائے

قطرے کی حقیقت نہیں کچھ بھی لیکن

شامل ہو جو دریا میں تو دریا ہو جائے

سلطان المشائخ، قطب الاقطاب، کشور سلطان الفقراء، مرشد و راہنما،

حضور پر نور فیض گنجور، عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم، اعلیٰ حضرت خواجہ صوفی اللہ رکھا شاہ قلندر

بے ریا و باصفا رحمۃ اللہ علیہ نے اس کائنات میں ظاہر بین نظروں سے پردا فرما ہونے کے

بعد اپنے بے مثال کمالات فقر و ولایت اور فیوض و برکات ظاہری و باطنی کا جو کامل

و اکمل اور مجسم نمونہ خلق خدا کی راہنمائی و پیشوائی اور فیض رسانی کے لئے چھوڑا ہے

وہ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے خلف الصدق، جانشین حق شیخ المشائخ، پیکر تسلیم و رضا،

واقف اسرار و رموز حقیقت حضور مظہر قلندر حضرت الحاج قبلہ بابا جی خواجہ صوفی

احسان الہی صاحب دامت برکاتہم العالیہ ہی ہیں۔ تاجدار ساہو چک شریف کی

سیرت طیبہ کا کوئی بھی مرقع اس وقت تک مکمل نہیں کیا جاسکتا۔ جب تک کہ اس

میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس روشن چراغ یعنی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات و صفات کے اس

مظہر صادق کے پاکیزہ حالات شامل نہ ہوں۔

کیونکہ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا ارشادِ گرامی ہے۔ کہ ”جو کوئی مجھے دیکھنا

چاہے وہ صوفی احسان الہی کو دیکھ لے اور جو صوفی احسان الہی سے محبت کرے گا

اور اس اطاعت کرے گا وہ میرا ہوگا۔ اور جس نے اس کی مخالفت کی تو یا اس نے

میری مخالفت کی۔“

ایسے ارشادات حضور پر نور ﷺ نے سرِ محفل فرما کر حضرت سجادہ نشین حضور کی عظمت کو عیاں فرما دیا ہے۔ سجادہ نشین حضور حضرت قبلہ عالم ﷺ کے فیضانِ نظر سے ایامِ طفولیت میں ہی اخلاقِ حسنہ کا کامل نمونہ تھے۔ اور چونکہ اس روشن ضمیر شہنشاہِ روحانیت نے اپنی خلافتِ عظمیٰ کے لئے آپ کے انتخاب فرمایا تھا۔ اس لئے سجادہ نشین حضرت قبلہ عالم ﷺ کی فیضانِ نظر و توجہ کرم سے روحانی پرورش و تربیت سے بھی سرفراز ہوئے اور قرب و کمال کی اعلیٰ منزلیں طے کر لیں۔ حضرت قبلہ عالم ﷺ ان پر ظاہری و باطنی خاص توجہ رکھتے تھے۔ اور سفر ہو یا حضر کسی حالت میں بھی توجہ خاص میں کمی نہیں آنے دیتے تھے۔ اور ہر وقت فیضان سے نوازتے رہتے تھے۔

حضرت قبلہ عالم ﷺ کا ارشاد عالی شان ہے جو کہ آڈیو کیسٹ میں بھی دستیاب ہے۔ کہ ”مجھے واحد ایک احسان الہی انسان ملا ہے۔ ویسے تو سب مرید ہوتے ہیں کہتے ہیں کہ تیرے ہیں تیرے ہیں لیکن بننا بہت مشکل ہے لیکن کوئی ایسا عمل کر کے نہیں دکھا سکتا جیسا کہ احسان الہی نے دکھایا ہے۔ اور یہی میرا جانشین ہے باقی سب دنیاوی اُلجھنوں میں مبتلا ہیں اور مجھے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے میں نے وہ سب کچھ فی سبیل اللہ صوفی احسان الہی کو عطا کر دیا ہے۔“

ولادت باسعادت:

حضرت الحاج خواجہ صوفی احسان الہی صاحب ۸ جون ۱۹۵۷ء بمطابق ۱۰ ذیقعدہ ۱۳۷۶ھ بروز پیر کو میانہ پورہ سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والدین نے حضرت بابا فرید الدین گنج شکر ﷺ کے مزار اقدس پہ حاضر ہو کر

فرزند صالح کی دعا کی اور اس دعا کا ثمر اللہ تعالیٰ نے یہ مردِ کامل عطا فرمایا۔ آپ کے والد گرامی قدر کا اسم گرامی الحاج چوہدری ماسٹر نذیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھا اور والدہ محترمہ کا نام مائی مائی نور فاطمہ صاحبہ تھا۔ آپ گوجر قبیلہ کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ کے دادا چوہدری علم الدین صاحب تحصیل نواں شہر کے قصبہ چوہالہ کے نمبردار بھی تھے۔ آپ کا خاندان بڑا باعزت اور مذہبی جانا جاتا تھا۔ آپ کے اجداد حجرہ شاہ مقیم والوں کے مرید تھے۔ آپ نے قرآن مجید کی تعلیم علامہ مقبول احمد صاحب سیالکوٹی سے حاصل کی۔ اور میٹرک کا امتحان مسلم ہائی سکول سیالکوٹ سے اعلیٰ نمبر حاصل کر کے پاس کیا۔ اور باقی تعلیم گورنمنٹ علامہ اقبال کالج سیالکوٹ سے مکمل کی۔

بارگاہ مرشد میں حاضری:

کبھی اللہ اللہ کرنے سے اللہ نہیں ملتا

ملا دیتی ہے اللہ سے محبت پیر کامل کی

آپ آشوبِ چشم میں مبتلا تھے آپ کی والدہ محترمہ اور پھوپھی صاحبہ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ اقدس میں ساہو چک شریف لے کر آئیں۔ آپ کے سر پر ایک رومال تھا جو آپ کی دادی صاحبہ مدینہ شریف سے لے کر آئیں تھیں۔ عشقِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر دل میں بھرا ہوا تھا کہ آپ وہ رومال کسی کو نہ دیتے تھے۔ آپ کی والدہ محترمہ نے فرمایا کہ صوفی جی اگر یہ رومال باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے مانگ لیا تو تم دے دو گے تو آپ نے عرض کیا کہ میں باباجی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کروں گا آپ رومال کیا مجھے ہی اپنے پاس رکھ لیں اور آخر ایسا ہی ہوا۔ آپ کو بچپن سے ہی صوفی صاحب کہا جاتا تھا۔

ہستی کی ہوس نہ آرزو رہ جائے
دل میں نہ مغارت کی بورہ جائے
جس طرح سمندر میں فنا ہو قطرہ
اس طرح مٹوں تجھ پہ کہ بس تو رہ جائے

جب حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا تو حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ ”آپ کی آنکھوں کی طرف کسی مردِ خدا نے دیکھا ہے۔ لہذا تم میری آنکھوں کی طرف دیکھو اگر آنکھیں لگ گئیں تو ٹھیک ہو جائیں گی ورنہ ان کا کوئی علاج نہیں آخروہ آنکھیں ایسی لگ گئیں کی دنیا و مافیہا سے بے نیاز ہو گئیں۔“

آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارے ہو گئے
ہم تمہارے تم ہمارے ہو گئے

بیعت:

وہ عجب گھڑی تھی کہ جس گھڑی لیا درس نسخہ عشق کا
کہ کتاب عقل طاق پر جیوں دھری تھی یونہی دھری رہی
آپ پندرہ سال کی عمر مبارک میں ۲۹ جون ۱۹۷۲ء بمطابق ۱۹ جمادی
الاول ۱۳۹۲ھ بروز جمعرات بیعت سے مشرف ہوئے۔ اس کے بعد دنیاوی تعلیم
سے آپ کا دل اچاٹ ہو گیا اور بے قرار یوں میں دن رات اضافہ ہوتا چلا گیا آخر
مصلحت اس میں سمجھی کہ تعلیم کو خیر باد کہہ کر آستانہ عالیہ پر حضرت پیر و مرشد کے
حضور اپنی زندگی کا بقیہ حصہ گزار دیا جائے۔

جب عشق سکھاتا ہے آداب خود آگاہی
کھلتے ہیں غلاموں پر اسرار شہنشاہی

عشق پیر و مرشد:

موت توں پہلے مر جا بندیا تے تیرا دیکھے شان زمانہ
اپنے آپ داویری بن جا کے یار دا تھیں نذرانہ
ہر کوئی ایس موتے نہیں مردا کوئی مردا لے مرد سیانہ
میں حمید کسے سر چڑھ کے ایویں وی مر جانہ
آپ نے اپنے پیر و مرشد کے قدموں میں اپنی زندگی کا بقیہ حصہ گزارنا
چاہا لیکن گھر والوں نے زبردستی آپ کو واپس لے جانا آخر ایک دن آپ نے
اپنے والدین سے عرض کیا کہ اگر میری عاقبت سنور جائے تو آپ کو کیا اعتراض
ہے۔ یہ بات سن کر گھر والوں نے خاموشی اختیار کر لی۔

ایک دفعہ والدین حضرت پیر و مرشد رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت لے کر آپ کو
واپس گھر لے گئے گھر جا کر آپ کی والدہ محترمہ نے دیسی گھی میں سونیاں تیار
کیں۔ ابھی پلیٹ لا کر سامنے رکھی تھی کہ یاد مرشد نے اس قدر ستایا کہ وہاں سے
بھاگ نکلے۔ گھر والوں نے جب باہر آ کر دیکھا کہ آپ دور دور تک نظر نہیں
آئے۔ اور حضرت پیر و مرشد کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو گئے۔

اک حسن کا دریا ہے اک نور کا طوفان ہے

اس پیکر خاکی میں یہ کون خراماں ہے

آخر یہ امید بھر آئی کہ آپ نے اپنی زندگی کا بقیہ حصہ پیر و مرشد حضرت
قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گزارنا شروع کر دیا۔ تو حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے لنگر کا

حساب و کتاب ان کے سپرد کر دیا اور خلافت طریقت و ارشادات سے نوازا۔ آپ نے کبھی اپنے پیر و مرشد کو شکایت کا موقع نہ دیا۔

در جوانی توبہ کر دن شیوہ پیغمبری

عمر پیری گرگ زادہ می شود پرہیزگار

آپ نے آستانہ عالیہ کے لئے سر توڑ محنت کی۔ آپ نے آستانہ عالیہ کی تعمیر و ترقی کے لئے اپنے سر پر مٹی اٹھا اٹھا کر آستانہ یار کی خوبصورتی کے لئے دن رات مشغول رہتے اور ہر آنے والے کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آتے۔ یہ عادتیں حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو پسند آ گئیں جسکی وجہ سے آپ پر نہایت ہی خصوصی شفقت اور نظر عنایت فرماتے تھے۔

جادو تھی کہ سحر تھی بلا تھی

دریائے عشق پر تیری نگاہ کیا تھی

حضرت قبلہ عالم شیخ کامل رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد مبارک ہے کہ:

”فرزندوں میں ارادت صادقہ انہی کے حصہ میں ہے اور صوفی احسان الہی طالب صادق ہے خدا کی طلب اسی طرح ہونی چاہئے مجھے اس سے ذاتی محبت ہے۔ جیسی محبت اس کے ساتھ ہے ایسی کسی کے ساتھ نہیں اور ایسے ہی جیسی ان کو میرے ساتھ ہے دوسرے کسی سے نہیں ہو سکتی۔ اور میں نے امور باطن میں اسے اپنا رازدان بنا رکھا ہے۔ میں صرف اس سے اسرار و رموز بیان کرتا ہوں۔ اس میں کوئی دوسرا شامل نہیں ہوتا۔ اور اگر میرا عاشق اور بیٹا ہے تو محض ایک صوفی احسان الہی ہے اور یہی میرا جانشین حق ہے۔ اور اس کے ہاتھ کو میرا ہاتھ سمجھیں جس نے مجھے دیکھنا ہو وہ صوفی احسان الہی کو دیکھ لے۔“

یہی وجہ ہے کہ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ مرید بھی سجادہ نشین صاحب کے

ہاتھ مبارک پر ہی کرواتے۔ آپ کے عشق کا منہ بولتا ثبوت حضرت قلندر کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ کا حجرہ مبارک جس میں تمام تبرکات موجود ہیں۔ یہ آپ کے عشق کی انتہا ہے۔

مزه زندگی کا حاصل ہے اس کو
جو قدموں میں تیرے کرے گا بسیرے

انوار و رحمت کی بارش:

تیری نگاہ ناز سے دونوں مراد پاگئے
عقل غیاب و جستجو عشق حضور واضطراب

سجادہ نشین حضور حضرت خواجہ صوفی احسان الہی صاحب ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ مولائی و مرشد دی حضور پر نور فیض گنجور رحمۃ اللہ علیہ ہمیں ظاہری شفقت سے بھی نوازتے اور بسا اوقات اس طرح کی شفقت کی انتہا ہی فرمادیتے وہ شفقت تو پھر الفاظ و بیان میں آ نہیں سکتی مگر اکثر معمول مبارک یہی تھا کہ کوئی نہ کوئی بہانہ بنا کر ہمیں زبردست ڈانٹ شروع فرمادیتے مگر وہ ڈانٹ خطرات قلبی اور نفس و شیطان کے لئے برق خائف ہوتی ہے۔ ماں اسی ہاتھ سے بچے کو پیار دیتی ہے۔ اور اسی ہاتھ سے چپت بھی لگاتی ہے۔ مگر وہ چپت بچے کی اصلاح کی خاطر ہوتی ہے۔ اس لئے ماں کی چپت میں بھی پیار لپٹا ہوتا ہے۔ مرشد کامل کی ڈانٹ میں خاص فیض ہوتا ہے۔ جس وقت حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ ہمیں ڈانٹ فرما رہے ہوتے تھے تو اس وقت ڈر کے مارے خون تو ضرور خشک ہوتا تھا۔ مگر وہ ڈانٹ کیا تھی۔ یہ تو کوئی ہمارے دل سے پوچھے وہ تو ایک انوار و اسرار کی موسلا دار بارش ہوتی تھی۔ جو ہمارے دل پر

برس رہی ہوتی تھی اور وہ ایک رحمت کی جھڑی ہوتی تھی۔
عشق میں دونوں مزے ہیں مار بھی اور پیار بھی

سائیں منشی صاحب کو چیلنج:

سائیں منشی صاحب نے آپ کو چیلنج کیا کہ تم بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جانا
چھوڑ دو ورنہ میں تم کو راتوں رات اٹھا کر لے آؤں گا۔ آپ نے ان کو کہہ دیا کہ
میں بارگاہ مرشد میں جا رہا ہوں تم جو چاہو کرو جسمیں طاقت ہوگی وہ مجھے اپنے پاس
رکھ لے گا۔ آپ کا یہ چیلنج سن کر سائیں صاحب خاموش ہو گئے اور آپ کے والد
گرامی سے کہنے لگے کہ ماسٹر جی صوفی صاحب کو ان کے حال پر چھوڑ دیں یہ
سلوک راہ معرفت میں بلند مقام کے حامل ہیں۔ اور ان کو ذات مرشد سے وافر
مقدار میں فیض حاصل ہے۔

فقراء سے محبت:

ایک دفعہ رات بارہ بجے دیوانہ فقیر جس نے صرف ایک تہبند باندھ رکھا
تھا۔ آ کر کہنے لگا کہ روٹی مل سکتی ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا بابا جی ضرور مل
سکتی ہے روٹی ہی آپ کی ہے میں کون ہوں۔ حضرت صاحب نے خادم کو کہنے کی
 بجائے خود لنگر سٹور میں گئے اور روٹی لا کر پیش کی اس نے وہ سب کچھ اپنی دیکھی
میں ڈالا اور چلا گیا اور کہا اللہ آپ کو دیتا رہے اور ہم جیسے فقیر لیتے رہیں۔
سجادہ نشین حضور اسقدر فقراء سے محبت کرتے ہیں کہ خود خدمت کرنے
میں فخر محسوس کرتے ہیں۔

بارگاہ مرشد میں استقامت:

بھول جاسب کچھ تو پھر یاد خدا کا لطف دیکھ

معرفت کہتے ہیں اس کو درس عرفان ہے یہی

حضرت پیر و مرشد نے سجادہ نشین حضور کے صبر اور استقامت کو آزمانے

کے لئے بڑی بڑی مشکلات میں سے گزارا۔ بڑی بڑی سختی فرمائی۔ ڈانٹ ڈپٹ

کے علاوہ بہت دفعہ مارا پیٹا لیکن یہ وہ مرد خدا ہے جس نے تن من دھن مرشد کی

سرکار میں پیش کر دیا تا کہ روز محشر سرخرو ہو سکے۔ حضرت پیر و مرشد رحمۃ اللہ علیہ جو حکم

صادر فرماتے اور جس وقت بھی صادر فرماتے اسی وقت سر تسلیم خم کرتے اور حکم کی

تعمیل کرتے۔ مہمانوں کے لئے کھانے کا بندوبست کرنا بستروں کا بندوبست کرنا

وہ حضور کی ڈیوٹی میں شامل تھا۔

صوفی فقیر محمد صاحب بتاتے ہیں کہ ایک دفعہ سجادہ نشین حضور نے

مہمانوں کو تمام بستر تقسیم فرما دیئے اور خود ایک چادر اوڑھے ہوئے ہمارے پاس

بیٹھ گئے۔ رات کو سردی بہت زیادہ تھی لحاف میں بھی گزارا نہ ہو رہا تھا۔ تھوڑی دیر

کے بعد عاشق قوال صاحب آئے اور عرض کیا کہ صوفی صاحب مجھے لحاف وغیرہ

نہیں ملا تو آپ نے فرمایا کہ بھائی صاحب میں نے تو سب تمام تقسیم کر دیئے

ہیں۔ اور اب صرف ایک چادر ہی ہے یہ لے لو اور وہ اس کو عطا فرمادی اور خود

اسی طرح ساری رات بسر فرمادی۔

محبت جنکی صادق ہو وہ کب فریاد کرتے ہیں

لبوں پہ مہر خاموشی دلوں میں یاد کرتے ہیں

حکم کی بجا آوری کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ پیر و مرشد قبلہ و کعبہ باباجی

حضور ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ سجادہ نشین حضور نماز میں مشغول تھے۔ کہ بابا جی حضور ﷺ نے فرمایا ”احسان الہی پانی پلاؤ،، نماز کو توڑ دیا اور پانی لا کر پیش کر دیا۔ جب پانی لے کر حاضر ہوئے تو حضور پر نور نے فرمایا کہ ہم نے کہا ہے نماز پڑھو نماز کیوں نہیں پڑھتے۔ آپ پھر نماز میں مشغول ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر فرمایا ”احسان الہی پانی پلاؤ،، پھر نماز کو توڑ دیا اور پانی لا کر پیش کر دیا البتہ کافی مرتبہ ایسے ہی حکم ہوا اور سجادہ نشین حضور نے بے چون و چرا حکم کی بجا آوری کی اور کوئی الفاظ بھی اپنی زبان مبارک سے سرزد نہ ہونے دیئے۔ آپ کی یہ استقامت دیکھ کر حضرت قبلہ عالم ﷺ نے فرمایا ”اے میرے سچے عاشق اور اللہ تعالیٰ کے طالب صادق دین و دنیا میں تجھے کسی قسم کی کوئی کمی نہ ہوگی اور مخلوق خدا تجھ سے فیضیاب ہوگی۔ اور میرے بعد تم ہی میرے جانشین بننے کے مستحق ہو تمہارے سوا میرے نظام کو چلانے کے لائق کوئی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ تجھے ثابت قدم رکھے۔“

یہ نگاہ لطف گویا عشق کی تمہید ہے

عشق کے سائے میں جینا زندگی کی عید ہے

(باقی واقعات گذشتہ ابواب میں حسب ضرورت پیش کئے گئے ہیں)

عقد مبارک:

حضرت قبلہ عالم ﷺ نے ۱۹۸۱ء میں سجادہ نشین حضور کا عقد مبارک سنت نبوی ﷺ کے تحت اپنی نور نظر صاحبزادی حاجن نذیر فاطمہ صاحبہ کے ساتھ پڑھا دیا۔ نکاح سلطان الاولیاء خواجہ خواجگان حضرت الحاج خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ ﷺ نے پڑھایا۔ سجادہ نشین حضور کی اولاد میں دو صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں ہیں۔ جن کے نام یہ ہیں۔ عرفان الہی قادری، رضوان الہی قادری، منزہ بتول، مصباح بتول، عائشہ بتول۔

رسم تاجپوشی:

پیر طریقت حضرت قبلہ الحاج خواجہ صوفی احسان الہی صاحب طال اللہ عمرہ کی خلافت کا اعلان تو سولہ سال کی عمر مبارک میں ۱۹۷۲ء کو ہی قبلہ و کعبہ آقائی و مولائی مرشدی اعلیٰ حضرت خواجہ صوفی اللہ رکھا شاہ قلندر مرد خدا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا دیا تھا۔

بیعت ہونے کے آٹھ دن بعد آپ اپنے پیر و مرشد حضور پر نور کے ساتھ آستانہ عالیہ نقیب آباد شریف حضرت الحاج خواجہ فقیر صوفی محمد نقیب اللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے تھے۔ تو خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ بے مثال و پر جلال نے آپ کا انتخاب فرمایا۔ تو حضور خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ بیٹا تمہاری شادی ہوئی ہے آپ نے عرض کیا جی حضور تو خواجہ صاحب نے پوچھا کس کے ساتھ تو آپ نے عرض کیا میرے پیر و مرشد کے ساتھ تو خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا تمہارے پیر صاحب کہاں ہیں تو آپ نے عرض کیا کہ یہ آپ کے ساتھ تشریف فرما ہیں۔ یہ بات سن کر خواجہ صاحب بہت خوش ہوئے۔ اور مٹھائی کا تبرک عنایت فرمایا۔ اور مزید فرمایا کہ یہ ایک ٹکڑا میری طرف سے دوسرا تمہارے پیر و مرشد قلندر کی طرف سے اور تیسرا مخلوق کی طرف سے اس کو وصول کر لو اور مزید فرمایا کہ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ثابت قدم رکھے اور اپنے پیر و مرشد کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ابرو کے اک اغتباہ سے ملتی ہے
دنیاے نظر کی راہ سی ملتی ہے
تدریس نہیں یہاں کی محتاج حروف
تعلیم یہاں نگاہ سے ملتی ہے

۱۹۷۲ء سے ہی حضرت خواجہ صوفی اللہ رکھا شاہ مرشد و راہنما قلندر بے ریا و باصفا و بارضا رحمۃ اللہ علیہ بھی فرمانے لگے کہ ”میرے بعد میرا جانشین صوفی احسان الہی ہوگا، اور مریدین کو بیعت کرنے کے لئے بھی ان کو ہی ارشاد فرماتے۔ اور یہ شعر شجرہ طیہ میں لکھوایا۔

یا الہی امر مرشد پر رکھ ثابت قدم تاحشر
حضرت صوفی احسان الہی شاہ حاجت روا کیواسطے

۲۷ جنوری ۱۹۸۸ء بمطابق ۷ جمادی الثانی ۱۴۰۸ھ کو سلطان الاولیاء حضرت الحاج خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آستانہ عالیہ ساہوچک تشریف لائے۔ مریدین اور عقیدتمندوں نے محفل کو سجانے میں کوئی کسر اٹھانہ رکھی تھی۔ بعد نماز عشاء سجادہ نشین پیر طریقت رہبر شریعت حضرت الحاج خواجہ صوفی احسان الہی صاحب تعالیٰ اللہ حیاتیہ کی رسم تاجپوشی حضرت خواجہ صاحب نے ادا کی۔ اور اس وقت آپ کو نصیحت فرمائی کہ ”اپنے پیران عظام کا نام روشن کرنا اور مخلوق خدا کی خدمت کرنا اللہ تعالیٰ آپ کے مراتب بلند فرمائے اور آستانہ عالیہ کو دن دو گنی رات چو گنی ترقی عطا فرمائے“ (آمین)

نہیں تھوکتے وہ تاج سکندری پر

تکیہ لگا ہوا ہے جن کا تیری گلی میں

مقام سلطان العارفین:

ملتان میں ایک عظیم روحانی بزرگ شیخ خورشید احمد رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ جو قلعہ قاسم باغ کے نزدیک پارک میں رہتے تھے۔ جو ایک خدا شناس اور مرد قلندر تھے۔ ایک دفعہ ان کی خدمت اقدس میں صوبیدار میجر صوفی محمد سلیمان خان صاحب

بیٹھے ہوئے تھے کہ انہوں نے فرمایا کہ آج ہم آپ کی ملاقات وقت کے سلطان العارفین سے کروائیں گے۔ تھوڑی دیر کے بعد وہاں حضرت خواجہ احسان الہی صاحب باطنی پرواز کے ذریعے تشریف فرما ہو گئے۔ جب صوبیدار صاحب قدمبوسی کے لئے آگے بڑھے تو شیخ خورشید صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ صرف زیارت کریں۔ اور فرمایا کہ صوفی احسان الہی صاحب سلطان العارفین کے مقام پر فائز ہو چکے ہیں۔ اور یہ عدالت عالیہ کے جج ہیں جو فیصلہ بھی ہوتا ہے سا ہو چکے تشریف میں ہوتا ہے۔

رندوں کو بھی معلوم ہیں صوفی کے کمالات
ہر چند کہ مشہور نہیں ان کے کرامات

ہزاروں میل دور مریدین کی راہنمائی:

سجادہ نشین حضور نے ایک مرتبہ صوفی نیامت علی صاحب، صوفی نذیر احمد بسم اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ صوفی حاکم علی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر ساتھیوں کو سیہون شریف حاضری کے لئے بھیجا اور فرمایا کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ جب وہ حضرت سخی شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر پہنچے تو مزار اقدس کے دائیں جانب اعلیٰ حضرت خواجہ صوفی اللہ رکھا شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ جلوہ افروز تھے۔ انہوں نے جی بھر کر زیارت کی پھر آرام کی غرض سے لال چشمہ کی طرف چلے گئے۔ جو ایک خطرناک جگہ ہے تو وہاں چشمہ کے اوپر حضرت خواجہ صوفی احسان الہی صاحب کو دیکھا۔ جو کہ قلندرانہ لباس میں ملبوس ہاتھ میں عصا مبارک پکڑے کھڑے تھے۔ اور اشارہ سے فرمایا کہ یہاں سے چلے جاؤ۔ جب وہاں سے واپس چلے گئے تو تقریباً دس منٹ کے بعد وہاں ڈاکو (رہزن) آئے جنہوں نے کچھ لوگوں کو قتل کیا اور سامان

وغیرہ لوٹ کر بھاگ گئے۔ حضور ساہو چک شریف میں بیٹھ کر مریدین کی راہنمائی
سیہون شریف میں فرما رہے ہیں۔

کچھ غم نہیں ہے مجھ کو غم روزگار کا
ان کی مہربانیاں ہیں میری زندگی کے ساتھ

ڈاکو کی توبہ:

تیری معراج کے تو لوح و قلم تک پہنچا

میری معراج کے میں تیرے قدم تک پہنچا

آپ کا ایک مرید تھا جو کہ فوج سے بھاگ کر چلا گیا ساتھ کچھ دوستوں کو
لگا کر چوری ڈکیتی، اور رہزنی کو پیشہ بنا لیا۔ ایک دن وہ حضور کی بارگاہ اقدس میں
اسلحہ سے لیس شراب میں دھت حاضر ہوا۔ حضور نے حکم فرمایا کہ ادھر آب شفا
سے غسل کر کے میرے پاس آؤ۔ اور خود بارگاہ ایزدی میں دست دعا پھیلا دیئے۔
کہ ”یا الہی توبہ کروانا میرا کام ہے اور معاف فرمانا تیرا کام ہے، اللہ رب العزت
نے دعا کو قبولیت کا شرف بخشا حضور نے جب واعظ و نصیحت فرمانا شروع کیا تو وہ
عرض کرنے لگا۔ حضور مجھے تو دو سال ہو گئے ہیں فوج سے مفرور ہوں۔ اب کیسے
بحال ہو سکتا ہوں۔ یہ بات سن کر آپ کو جلال آ گیا اور فرمایا کہ جاؤ سچے دل سے
توبہ کر لو اور آج شام تک ڈیوٹی پر جا کر کھڑے ہو جاؤ تو دو سال کی تنخواہ بھی مل
جائے گی اور نوکری بھی بحال ہو جائے گی۔ ایسا ہی ہوا جب وہ ڈیوٹی پر پہنچا تو
کلرک کہنے لگا اپنی دو سال کی تنخواہ وصول کر لو۔ اور الحمد للہ آج تک وہ اپنی
ملازمت پوری کر رہے ہیں۔ اسی لئے حضرت عارف کھڑی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

مرد ملے تے درد نہ چھوڑے اوگن دے گن کردا

کامل مرد محمد بخشا لعل بنان پتھر دا



گفتار و کردار:

حضرت قبلہ مرشدی الحاج صوفی احسان الہی صاحب دامت برکاتہم
 العالیہ طال اللہ عمرہ نہایت شگفتہ دھیمی رس گھولنے والی گفتگو فرماتے ہیں۔ جو کہ ہر
 خاص و عام کی سمجھ میں آ جاتی ہے۔ آپ نرم مزاج، منکسر، متواضع اور مہمان نواز
 شخصیت ہیں کبھی اپنے مریدوں کو مرید نہیں کہا بلکہ دوست یا بھائی کہہ کر پکارتے
 ہیں۔ کردار اس قدر مصفہ کہ کوئی جتنا مرضی قریب سے دیکھے ظاہر و باطن ایک نظر
 آئے گا۔ ہمہ وقت غریبوں محتاجوں کی خدمت میں مصروف اور مرد کامل کی تمام
 صفات بھر پور۔ پاس کچھ نہ ہو پھر بھی ادھار لے کر غربا و تہمتی کے مسائل کو حل
 فرمانے والے۔ لوگوں کے دینی و دنیاوی مسائل کو بڑی دلچسپی اور شائستگی کے ساتھ
 حل فرمانے والے۔ ہر کسی کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آنے والے۔ ولی کامل
 صوفی با صفا مرد خدا ہیں۔

اپنے آپ کو مخلوق خدا کا خادم سمجھنے اور بتانے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔
 نہایت سادہ غذا تناول فرماتے ہی۔ سادہ لباس زیب تن فرماتے ہیں۔ تصنع ریا
 کاری سے پرہیز کرتے ہیں۔ ہر چھوٹے بڑے کے ساتھ محبت سے پیش آتے
 ہیں۔ مریدین کو عشق رسول ﷺ اتباع رسول ﷺ اور محبت کا درس دیتے ہیں۔
 آپ کی نگاہ ناز ہمہ وقت مریدین کے قلوب پر متوجہ ہوتی ہے۔ اپنے خدام کے
 ساتھ بڑی شفقت سے پیش آتے ہیں۔ اور کسی پر کسی قسم کی پابندی مائد نہیں
 فرماتے۔ اور یہی اولیاء اللہ کا خاصہ ہے۔

ملفوظات مبارکہ

- ۱- زندگی ایک سفید چادر ہے اگر اس کو داغ لگ جائے تو ساری عمر صاف کرتے رہو نہیں ہوتا۔
- ۲- ہر کام اللہ کی رضا کے لئے کرو دنیاوی مقاصد کو مد نظر مت رکھو۔
- ۳- عاجزی اختیار کرو مرتبہ ملے گا۔
- ۴- فقیر وہ ہے جو صرف اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ڈرتا ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلتا ہو۔
- ۵- محبت ایک ایسی چیز ہے جس سے تم اللہ اور مخلوق کے نزدیک ہو جاؤ گے۔
- ۶- مانگت بھی درپہ آئے تو رب کی رحمت ہوتی ہے۔ اگر دھواں نکلتا ہو تو آگ لینے والے آجاتے ہیں۔
- ۷- جس قدر اللہ کی مخلوق سے محبت کرو گے اسی قدر اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔
- ۸- جس قدر مخلوق آئے گی اس سے دوگنا رزق اللہ تعالیٰ ضرور بھیجے گا۔
- ۹- ہر کام خواہ دینی ہو یا دنیاوی اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کے لئے کرو گے تو اللہ تعالیٰ غیب سے مدد فرمادے گا۔ اگر دنیاوی اغراض فاسدہ کو مد نظر رکھو گے تو یہ غلط ہے جس رب نے شام کو روٹی عطا فرمائی ہے وہ صبح بھی دے گا تو کل پہ گامزن رہو۔
- ۱۰- اللہ تعالیٰ کو ہر وقت حاضر و ناظر جانو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے مرشد کریم کے حکم کی تائید کرو۔
- ۱۱- اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ محبت اور پیار سے پیش آؤ اللہ تعالیٰ بڑی



رحمتیں کرے گا۔

- ۱۲۔ تکلیف آجائے تو پریشان نہ ہو کرو بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہو۔
- ۱۳۔ تکالیف تو آتی رہتی ہیں لیکن پیر و مرشد کے ساتھ ضد نہ کرو عاشقوں کے نزدیک تکلیف بھی رب کی رحمت ہے۔
- ۱۴۔ زندگی اور موت رب کے اختیار میں ہے بیمار ہونے سے موت نہیں آجاتی اور مایوس ہونا گناہ ہے۔
- ۱۵۔ ایمانداری سے بڑی برکت ہوتی ہے جب ایمانداری ختم ہو جائے گی تو برکت بھی ختم ہو جائے گی۔
- ۱۶۔ جھوٹ اور جوٹھ انسان کو ختم کر دیتا ہے۔
- ۱۷۔ دولت کے پیچھے پڑ جاؤ گے تو تمہاری عزت و عظمت ختم ہو جائے گی۔
- ۱۸۔ جو لوگ رضائے الہی کے لئے مخلوق کے ساتھ محبت اور خدمت کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ محبت کرتا ہے۔
- ۱۹۔ مرشد کی ذات پاک کو جمع کرو اور اپنی ذات کی نفی کرو۔
- ۲۰۔ عاجزی اختیار کرو فلاح پاؤ گے۔
- ۲۱۔ جو خود کو ادنیٰ سمجھے وہ اعلیٰ ہوتا ہے اور جو خود کو اعلیٰ سمجھے وہ ادنیٰ ہوتا ہے۔
- ۲۲۔ میں کو ختم کرو اور مالک کی ذات کو سب کچھ سمجھو تب کامیاب ہو جاؤ گے۔
- ۲۳۔ پیر اگر مرید کرے تو کسی دنیا کے لالچ کے لئے نہ کرے اور مرید اگر بیعت ہو تو کسی دنیا کے لالچ کے لئے نہ ہو۔
- ۲۴۔ کاروبار رازق نہیں بلکہ یہ تو خود کو مشغول رکھنے کے لئے رازق صرف خدا تعالیٰ کی ذات پاک ہے۔

- ۲۵۔ خیال صرف اپنے پیشوا کی طرف وحدہ لا شریک کی طرف اور آخر الزماں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رکھا کرو باقی سب کچھ فنا ہونے والا ہے۔
- ۲۶۔ میرا کچھ رہے نہ رہے لیکن میرے پیشوا کا نشان باقی رہے۔
- ۲۷۔ بندے کا کام محنت کرنا ہے رزق دنیا میرے اللہ کا کام ہے۔
- ۲۸۔ ہر اک کے ساتھ خلوص کے ساتھ پیش آؤ اللہ تعالیٰ بڑا رحیم ہے۔
- ۲۹۔ پیر تو مخلوق خدا کی راہنمائی کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چوکیدار ہے پیر کا کام ہے خدمت کرنا۔
- ۳۰۔ مجاہد کا کام ہے ہر وقت تیار رہے اور جو غفلت کرے وہ مجاہد نہیں۔ لہذا جوان بنو اور ہمت کے ساتھ اپنے پیر و مرشد کا نام روشن کرو۔
- ۳۱۔ اپنا تن من دھن مالک کے نام پر وقف کر دو۔ اگر کوئی تم سے زیادتی کرے گا تو مالک خود پوچھ لیں گے۔ تم عاجزی اختیار کرو۔
- ۳۲۔ دنیا کی الجھنوں سے بچنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ ہمہ وقت اپنے مالک کا تصور رکھو۔
- ۳۳۔ ہمارا تو صرف ایک ہی مشن ہے کہ ہمارے پیر و پیشوا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کی پیروی ہو اور حضرت قلندر کبریاء علیہ السلام کا نام روشن ہو۔
- ۳۴۔ ہم تو چاہتے ہیں کہ بابا جی علیہ السلام حضور کے مہمانوں کی زیادہ سے زیادہ بہتر طریقے سے خدمت کی جائے۔
- ۳۵۔ ہم تو دل و جان سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی خدمت کرتے ہیں کسی لالچ کی وجہ سے نہیں۔
- ۳۶۔ ہم کسی لالچ کی وجہ سے محافل کا انعقاد نہیں کرتے بلکہ ہم تو صرف حضرت بابا جی قلندر کبریاء علیہ السلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرنے کے لئے

یہ محافل سجاتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ ہماری امداد فرماتے ہیں اور حفاظت بھی فرماتے ہیں۔

۳۷۔ اولاد رازق نہیں رازق وہ وحدہ لاشریک ہے جس نے انسان کو پیدا فرمایا ہے۔

۳۸۔ یہ مخلوق اللہ کی ہے لہذا کسی کو برامت کہو۔

۳۹۔ ہمیں تو جو کچھ ملا ہے ادب سے ملا ہے ادب کے بغیر کچھ نہیں ادنیٰ کا بھی ادب کرو۔

۴۰۔ اپنے دل کی صفائی کرو یہی محبوب کے رہنے کی جگہ ہے۔

۴۱۔ کھاؤ اللہ واسطے، پیو اللہ واسطے، جیو اللہ واسطے، آؤ اللہ واسطے، سفر کرو اللہ واسطے، ہر کام اللہ کی رضا کے لئے کرو۔

۴۲۔ اگر یار مٹھائی دے تو کھا لیتے ہیں اور اگر زہر بھی دے تو کھا لینا چاہیے۔

۴۳۔ جو کام بھی کرو پختہ یقین کے ساتھ کرو گے تو اللہ تعالیٰ تکلیفوں کو آسانیوں میں بدل دے گا۔

۴۴۔ انسان کا ہر کام ارادے سے ہوتا ہے تم ایک ہی آنکھ سے ماں کو دیکھتے ہو۔ اسی آنکھ سے بیوی کو اسی آنکھ سے بہن کو، اسی آنکھ سے بیٹی کو، آنکھ ایک ہی ہے لیکن ارادہ مختلف ہے۔

۴۵۔ ہم تو مخلوق خدا کو خوش کرنے کے لئے پیدا ہوئے ہیں ہمارا کام ہی یہی ہے کہ کوئی شخص ناراض نہ ہو جائے فقیر کو کسی سے بھی نفرت نہیں ہے۔

۴۶۔ فقیر کی جب موت (ذلت و رسوائی) آتی ہے تو وہ غیر عورت کو قریب کرتا ہے۔ اور نفس پرستی میں مشغول رہتا ہے۔ جو کہ تصوف میں :

قاتل سے بدتر ہے۔

۴۷۔ اللہ کا شکر ہے کہ مہمان ہمارے پاس تشریف لاتے ہیں اور ہمیں اپنی زیارت کرواتے ہیں۔

۴۸۔ خلیفہ کے شروع میں ”خ“ آتا ہے اور خادم کے شروع میں بھی ”خ“ آتا ہے۔ لہذا خلیفہ کا مطلب ہے ”خادم“۔ خلافت حاصل کر کے چوہدری نہ بنو بلکہ خلق کے خادم بنو۔

۴۹۔ فقیر وہ ہے جس کا دل مومن ہے۔

۵۰۔ پیر کا مطلب ہے خادم۔

۵۱۔ ہر حال میں اپنی نفی کرو اور مرشد کی ذات کو ہر مقام پہ حاضر جانو۔

۵۲۔ ہم نے آپ کو نبرداری کی دستار نہیں بخشی بلکہ مخلوق کی خدمت کرنے کی دستار عطا کی ہے۔

۵۳۔ بیٹا مصائب تو فقیروں کا حصہ ہیں۔ ان کی طرف دھیان نہ دو بلکہ اپنے مالک کی ذات میں متوجہ رہو۔

۵۴۔ لنگر شریف کے معاملہ میں کوتاہی مت کرو۔ بلکہ خوب ہمت سے خدمت کرو۔

۵۵۔ کسی کے بارے میں منفی سوچ مت رکھو بلکہ اس کا فائدہ کرنے کی کوشش کرو۔

۵۶۔ تم کسی کو برا مت کہو اللہ تعالیٰ تمہارے دشمن کو دیکھ رہا ہے۔

۵۷۔ یہ تمہارا سفر اور آنا جانا رایگاں نہیں جائے گا میرا اللہ تمہیں ضرور اجر عطا فرمائے گا۔

(یہ تمام ملفوظات میں نے اپنے کانوں سے سماعت کئے ہیں اور میرے

پاس جگہ، تاریخ کے مطابق تحریراً موجود ہیں)

درشان پیکر تسلیم و رضا حضرت

الحاج خواجہ صوفی احسان الہی صاحب

صد سلام تیری عظمت کو شمع حق کی جلانے والے
 بھٹکے ہوئے ہر دل کو منزل کی راہ دکھانے والے
 دستِ شفقت ہے تیرا بے سہاروں کے لیے آبِ حیات
 مرادیں دل کی پاتے ہیں تیری سرکار میں آنے والے
 بگڑا ہوا ہر کام سنور جاتا ہے تیری نظرِ کرم سے
 دلِ ویران کی دنیا کو گلزار بنانے والے
 جو بھی آیا تیرے در پہ گیا ہاتھ نہ خالی
 نیک بندہ ہے تو درویشِ خدا کہتے ہیں زمانے والے
 رہے گا نام روشن قیامت تک تیرا زمانے میں
 اپنی ہستی کو عشقِ محمدؐ میں مٹانے والے
 رہبرِ شریعت ہے تو نیک ہیں راہیں تیری
 پیرِ کامل ہے تیرا خوابِ غفلت سے جگانے والے
 مختصر کرتا ہے اصغر تیری داستانِ حیات
 ورنہ قصے ہیں بہت شاہِ احسان تیری عظمت کے سنانے والے



مرشد کامل

پڑھ بسم اللہ پھڑ لے دامن مرشد کامل والا
 جے توں چاہیں وصل الہی طالب حق تعالیٰ
 جے چاہیں عرفان الہی تھی کامل دا بردا
 کامل دے اک نال اشارے دور ہووے لکھ پردا
 جے توں چاہیں علم لدنی چھوڑ کتاباں سمجھے
 کامل پیر مکمل باہجھوں ہر گزرب نہ لبھے
 علم لدنی سبق صحائف کامل پیر پڑھاوے
 علم لدنی درس لطائف پیر کنوں ہتھ آوے
 علم لدنی سرور پایا تے وت اہل کمالاں
 علم لدنی مول نہ لبھے باہجھ ولیاں ابدالان
 جے توں چاہیں طالب صادق اکبری ججاں گزاراں
 کریں طواف توں پیر اپنے دے لکھ کروڑ ہزاراں
 جے توں چاہیں تاج شہانہ فخر عزت وڈیائی
 جوڑے مرشد کامل دے رکھ ہر دم سرتے چائی
 جے توں چاہیں دوہیں جہانیں روشن دل دیاں آکھیں
 خاک قدم دی سُرے وانگوں وچ آکھیاں دے رکھیں
 جے توں چاہیں دیدار الہی زیارت پاک نبی دی
 رکھ تصور صورت ہر دم کامل پیر ولی دی

جے توں چاہیں عشق الہی عاشق تھی رہبر دا

حق رہبر وچ فرق نہیں ذرا عین اوہو در پردا

مرشد کامل عین ہو اللہ لا موجود سوی اللہ

مرشد کامل غیر نہیں لاحول ولا قوۃ الا باللہ

مرشد کامل اولیاء اللہ اللہ اولیاء اللہ

اللہ اولیاء اللہ دے وچ فرق روا نہیں واللہ

مرشد کامل مظہر ذاتی تے خود ظاہر اللہ

مرشد کامل دے ول راجع پاک ضمیر ہو اللہ

مرشد کامل فرد یگانہ واحد اک اکلا

مرشد کامل پاک محمدؐ دل وچ رکھ تسلی

مرشد کامل وجہ اللہ صورت عین خدا دی

مرشد کامل خلیفۃ اللہ نائب سرور عالی

مرشد کامل ذات مشرف واصل ذات خدا دی

مرشد کامل خاص مقرب حاصل ذات الہی

مرشد کامل طائر قدسی عنقا مغرب ذاتی

مرشد کامل باز ہوائی تے سمرغ صفائی

مرشد کامل شمس وجودی ذات ہویت والا

مرشد کامل قمر شہودی صفت انیت والا

مرشد کامل عارف عالم علم حقیقت والا

مرشد کامل واقف حاکم حکم شریعت والا

مرشد کامل دُرِمعانی وحدت دے دریاؤں
 مرشد کامل نور نورانی پاک عیوب خطاؤں
 مرشد کامل ذات مبرا واسع ارض سماؤں
 مرشد کامل پاک منزہ فارغ حرص ہواؤں
 مرشد کامل برزخ جامع عین وجود عدم دا
 مرشد کامل ہے خط فاصل بحر حدوث قدم دا
 مرشد کامل نسخہ شامل کتب وجوب امکانی
 مرشد کامل پاک مَدَاللہ واہ قدرت سبحانی
 مرشد کامل پیر مکمل حق دا راہ دکھاوے
 مرشد کامل پہن منزل پڑھ قرآن سناوے
 مرشد کامل مَن عَرَفَ دا حرف سدا سمبھاوے
 مرشد کامل لٰی مَعَ اللہ کُل دا سیر کراوے
 مرشد کامل سو کچھ کردا جو اُس دے من بھاوے
 مرشد کامل ڈبے بیڑے پل وچ بنھلاوے
 مرشد کامل عاشق تائیں دلبریار ملاوے
 مرشد کامل طالب نون مطلوب دے کول بہاوے
 مرشد کامل درد منداں نون دردوں آن چھڑاوے
 مرشد کامل زخم دلاں تے مرہم آن لگاوے
 مرشد کامل پیر مغاں حقیقی تے ساقی میخانہ
 مرشد کامل ذوق شراب پلاوے وحدت دا پیانہ

مرشد ہے ورتاوا ونڈے ربی فیض تماں
 مرشد کامل توں ہے لائق سب تعظیم سلاماں
 مرشد کامل ملے تے ناہیں مشکل ملنا رب دا
 پر نہیں باجھوں نیک نصیباں مرشد کامل لبھدا
 مرشد کامل صوفی اللہ رکھا شاہ کامل مرد نیارا
 دلاں مویاں نوں جواک نظروں زندہ کرے دوبارا
 مرشد کامل پار لنگھایا جو وی لنگھیا پھڑکے
 ایہہ سمندر عشق حقانی کوئی نہیں لنگھیا تر کے
 مرشد کامل صوفی احسان الہی تے کامل مرد الہی
 مرشد کامل بخششی جنہوں دو جگ دی شاہی
 رہبر راہ ہدایت اندر خوجہ وچ زمانے
 شیر ہوون شیراں دے جائے ساری دنیا جانے
 جس دی نظر اکسیر مبارک بگڑے کاج سوارے
 اوبوں جھک جھک کرن سلاماں ولی اللہ دے پیارے
 جے توں چاہیں قرب ربانی مل مرشد دیاں تلیاں
 جہاں کامل پیر نہ لبھا اوہ پتن روندیاں کھلیاں



سلام قیام بدرگاہِ خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 یَا نَبِیُّ سَلَامٌ عَلَیْكَ
 یَا رَسُوْلُ سَلَامٌ عَلَیْكَ
 یَا حَبِیْبُ سَلَامٌ عَلَیْكَ
 صَلَوٰةُ اللّٰهِ عَلَیْكَ

اَشْرَقَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا وَاخْتَفَتْ مِنْهُ الْبُدُوْرُ
 مِثْلُ حُسْنِكَ مَا رَاَیْنَا قَطُّ یَا وَجْهَ السُّرُوْرِ

یَا نَبِیُّ سَلَامٌ عَلَیْكَ

اَنْتَ شَمْسٌ اَنْتَ بَدْرٌ اَنْتَ نُوْرٌ فَوْقَ نُوْرٍ
 اَنْتَ اَكْسِیْرًا وَعَالِیٌ اَنْتَ مِصْبَاحِ الصُّدُوْرِ

یَا نَبِیُّ سَلَامٌ عَلَیْكَ

یَا حَبِیْبِیُّ یَا مُحَمَّدٌ یَا عَرُوْسُ الْخَافِیْنِ
 یَا مُوِیْدُ یَا مَجِدٌ یَا اِمَامِ الْقِبْلَتِیْنِ

یَا نَبِیُّ سَلَامٌ عَلَیْكَ

رحمتوں کے تاج والے دو جہاں کے راج والے
 عرش کی معراج والے عاصیوں کی لاج والے

یَا نَبِیُّ سَلَامٌ عَلَیْكَ

رحمتِ عالمِ خدا را مونسِ آدمِ خدا را
شافعِ اممِ خدا را کجیویو کرمِ خدا را

يَا نَبِيَّ سَلَامٌ عَلَيْكَ

بیکسو کی بات سُن لو بھیک دو حالات سُن لو
دو ہمیں خیرات سُن لو قبلہ حاجات سُن لو

يَا نَبِيَّ سَلَامٌ عَلَيْكَ

رنج و غم کافور کر دو ہجر کے دن دور کر دو
دل کو رشکِ طور کر دو نور سے معمور کر دو

يَا نَبِيَّ سَلَامٌ عَلَيْكَ

جان کنی کے وقت آنا کلمہ طیب سکھانا
چہرہ انور دکھانا ہم کو ایمان پر اٹھانا

يَا نَبِيَّ سَلَامٌ عَلَيْكَ

واسطہ آلِ عبا کا صدقہ حضرت فاطمہ کا
اور شہیدِ کربلا کا غم نہ ہو روزِ جزا کا

يَا نَبِيَّ سَلَامٌ عَلَيْكَ

واسطہ مولا علی کا واسطہ غوثِ جلی کا
واسطہ ہندِ اولی کا واسطہ سرورِ سخی کا

يَا نَبِيَّ سَلَامٌ عَلَيْكَ

واسطہ شاہِ جماعت کا واسطہ خواجہ حفیظ کا
واسطہ شاہِ نقیب کا واسطہ قلندر فقیر کا

يَا نَبِيَّ سَلَامٌ عَلَيْكَ

از طفیلِ غوثِ اعظم بادشاہِ ہر دو عالم
 قصدِ امامِ اعظم دور ہوں سبھی کے رنج و غم

يَا نَبِيَّ سَلَامٌ عَلَيْكَ
 يَا رَسُولَ سَلَامٌ عَلَيْكَ
 يَا حَبِيبَ سَلَامٌ عَلَيْكَ
 صَلَوَةُ اللّٰهِ عَلَيْكَ



خاتمہ الكتاب

الحمد للہ تعالیٰ عبدِ حقیر پر تقصیر نے اس مجموعہ عشق و محبت ”تجلیات مرشد“ کو اللہ کے فضل و کرم، نبی رحمت آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر عنایت اور مرشد کامل کے فیض خاص سے آج مورخہ ۲۶ رجب المرجب ۱۴۳۱ھ بروز جمعہ المبارک بعد نمازِ عشاء بوقت ۱۰ بجے مکمل کیا۔ اللہ تعالیٰ اسے مقبول اور مفید عام و خاص فرمائے۔

اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ نَفْسًا بِكَ مُطْمَئِنَّةٌ تُوْمِنُ بِلِقَاءِكَ وَتَرْضٰی
 بِقَضَائِكَ وَتَقْنَعُ بِعَطَائِكَ۔

آمین بجاہ سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

عرفان الہی قادری

ساہو چک شریف

ماخذ

امام حافظ عماد الدین ابن کثیر <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	تفسیر ابن کثیر
جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	تفسیر ضیاء القرآن
ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	صحیح بخاری شریف
امام ابوالحسین مسلم بن حجاج القشیری <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	صحیح مسلم شریف
امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	جامع ترمذی شریف
امام ابو داؤد سلیمان ابن اشعث سجستانی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	سنن ابو داؤد شریف
امام حافظ ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	سنن ابن ماجہ شریف
امام ابو القاسم عبدالکریم بن ہوازن القشیری <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	الرسالة القشیریہ
امام محمد غزالی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	احیاء العلوم
امام محمد غزالی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	مکاشفۃ القلوب
شیخ سید عبدالقادر جیلانی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	سر الاسرار
شیخ سید عبدالقادر جیلانی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	فتوح الغیب
شیخ سید عبدالقادر جیلانی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	الفتح الربانی
شاہ ولی اللہ محدث دہلوی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	القول الجلی
سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	کشف المحجوب
شیخ شہاب الدین سہروردی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	عوارف المعارف
مولانا عبدالرحمن جامی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	نجات الانس
شیخ عبدالحق محدث دہلوی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	اخبار الاخیار
امام محمد غزالی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	منہاج العابدین
مترجم حکیم مطیع الرحمن قریشی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	دیوان بو علی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>
ملفوظات خواجہ عثمان ہارونی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	انیس الارواح

ملفوظات خواجہ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ
 ملفوظات خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ
 ملفوظات بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ
 ملفوظات بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ
 ملفوظات خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ
 ملفوظات خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ
 ملفوظات محمد نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
 شیخ محمد اکرم قدوسی رحمۃ اللہ علیہ
 حضرت ابوالحسن الشطنوفی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ
 امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ
 ابو عبد الرحمن محمد بن حسین سلمی رحمۃ اللہ علیہ
 ابو النصر عبد اللہ بن علی سراج طوسی رحمۃ اللہ علیہ
 سید محمد بن مبارک کرمانی میر خورد رحمۃ اللہ علیہ
 پیر سید اختر حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ
 حافظ محمد اسحاق چشتی رحمۃ اللہ علیہ
 مولانا فیض احمد فیض رحمۃ اللہ علیہ
 حافظ نذیر احمد
 علامہ محمد ضیاء اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ سیالکوٹی
 علامہ پروفیسر محمد طاہر القادری
 علامہ پروفیسر محمد طاہر القادری
 علامہ پروفیسر محمد طاہر القادری
 علامہ پروفیسر محمد طاہر القادری
 علامہ پروفیسر محمد طاہر القادری

دلیل العارفين
 فوائد السالكين
 راحت القلوب
 اسرار الاولياء
 فوائد الفواد
 راحت المحبين
 مفاتيح العاشقين
 اقتباس الانوار
 بجه الاسرار
 الادب المفرد
 الطبقات الصوفية
 اللمع
 سير الاولياء
 سيرت امير ملت رحمۃ اللہ علیہ
 انوار الحفيظ
 مہر منیر
 مرشد کامل کی ضرورت کیوں
 ہاتھ اور پاؤں چومنے کا ثبوت
 المنہاج السوی
 روضة السالكين في مناقب الاولياء وصالحين
 الكنز الثمين في فضيلة الذكر والذاكرين
 عقيدة توحيد اور غير اللہ کا تصور
 حقیقت تصوف

علامہ پروفیسر محمد طاہر القادری	سلوک و تصوف کا عملی دستور
علامہ پروفیسر محمد طاہر القادری	زیارتِ قبور
علامہ پروفیسر محمد طاہر القادری	تبرک کی شرعی حیثیت
علامہ پروفیسر محمد طاہر القادری	تذکرے اور صحبتیں
پیر عبدالطیف نقشبندی	رابطہ شیخ
پیر عبدالطیف نقشبندی	بیعت کی تشکیل اور تربیت
علامہ غلام مصطفیٰ مجددی	انیس الطالبن
شیخ بہاؤ الدین محمود ناگوری	سر العارفین
مولانا محمد داؤد فاروقی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	سیرتِ غوث الاعظم
سید رئیس احمد	انوار الاولیاء
حافظ محمد اسحاق چشتی	گلزارِ سروری
شیخ فرید الدین عطار <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	تذکرہ الاولیاء
شیخ فرید الدین عطار <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	حکایات فرید الدین عطار
شیخ شرف الدین مصعب سعدی شیرازی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	گلستانِ سعدی
پیرزادہ اقبال احمد فاروقی	رجال الغیب
پروفیسر محمد رفیق لون	افکار اولیاء
سید طاہر علاؤ الدین گیانی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	تذکرہ قادریہ
امام یحییٰ بن شرف نووی شافعی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	بستان العارفین
علامہ ابوشکور سالمی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	تمہید ابوشکور سالمی
سید علی ہمدانی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	ذخیرۃ المملول
مفتی غلام سرور لاہوری	خزینۃ الاصفیاء
حسین بن منصور حلاج <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	طواسین
محمد ارشد قادری	دعوتِ ارواح

خواجہ عبداللہ انصاری ہروی

امام محمد عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ

پروفیسر ضیا الحسن فاروقی

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

خلیق احمد نظامی

مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی رحمۃ اللہ علیہصوفی عبدالرحمن فتح آبادی رحمۃ اللہ علیہعلامہ محمد نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہسید قلندر علی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ محمد اکمل عطار

محمد الیاس عادل

سید افتخار الحسن

محمد ریاض قادری

علامہ شاہ مہر اد سہروردی

محمد محبت علی قادری

صاحبزادہ خورشید احمد گیلانی

مولانا سید امیر رحمۃ اللہ علیہڈاکٹر علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ

بیدم وارثی

پیر سید نصیر الدین نصیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ

صد میدان

خلاصۃ المفاخر

آئینہ تصوف

الطاف القدس

تاریخ مشائخ چشت

جاء الحق وزحمت الباطل

کلید اعجاز

تذکرہ مشائخ نقشبندیہ

الفقر و فخری

شان اولیاء

غیر اللہ سے مدد مانگنا کیسا؟

شان قلندر

مقامات اولیاء

مناقب رومی

شان اولیاء المعروف ہفتاد اولیاء

قرۃ الابصار

فکر اسلامی

کشف القناع عن وجہ السماع

کلیات اقبال

مصحف بیدم

رنگ نظام

ختم شد



اداب رسول

نزہۃ المجالس

مدارج الثبوت

اعمال جنت

خطبات الخدیجہ

شأن حبیب المصنوع
عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سیر الامیر

تبادلہ

کردار

مولانا حافظ
محمد رفیق
کی تقریریں

حقیقہ زبیر

امام رضا رضی اللہ عنہ

قاری رضوی کتب خانہ

گنج بخش روڈ، لاہور 042-37213575

کیا پ جانتے ہیں
فنون الغیب